عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَامًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَازِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْھَا سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا یُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلْفٍ

ابوسعید سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے مکّے کے حرام ہونے کی دعا کی تو خدا نے اُن کی دُعا سے مکّے کو حرام کردیا اور میں نے مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان کی درمیانی مسافت کو حرام کردیا ہے کہ وہاں نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ وہاں خون کے لیے ہتیار اُٹھائے جائیں اور نہ وہاں کے درخت کاٹے جائیں لیکن جانوروں کے چارے کے لیے کٹنے کے لیے ہو تو مضایقہ نہیں)

سلہ مازمین تثنیہ ہے مازم بکسر زا کا اور مازم کہتے ہیں پہاڑوں کے بیچ کی تنگی کو جو دو پہاڑوں کے باہم ملنے سے پیدا ہو۔ مازمین سے وہی لابتین یعنی سنگستانی جانبین کے مراد ہیں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہے ۱۲ +

من المترجم مکے مدینے کی تعظیم کے بارے میں جو احکام صادر ہیں اُن سے مقامی اور وقتی خصوصیتیں چھوڑ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا رسول اپنے اِن دو شہروں کے نمونے پر ساری دنیا میں امن و اطمینان چاہتے ہیں اور اسی غرض سے قانون شریعت وضع کیا گیا ہے کاش لوگ اس نکتے کو سمجھیں اور خدا رسول کی مرضی پر چلیں +

آداب حاکم و محکوم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ + (صحیحین)

ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان اس حال میں فیصلہ نہ کرے کہ غصّے میں ہو (کیونکہ غصّے کی حالت میں عقل سلیم برجا نہیں رہتی)

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ قَاضِیًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُرْسِلُنِیْ وَاَنَا حَدِیْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجتے ہیں حالانکہ میں نو عمر آدمی ہوں اور مجھے فصل خصومات کا طریقہ معلوم نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خدائے تعالیٰ تیرے دل کی رہنمائی کرے گا

وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ اِذَا تَقَاضَى اِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْاَوَّلِ حَتّٰى تَسْمَعَ كَلَامَ الْاٰخَرِ فَاِنَّهٗ اَحْرٰى اَنْ يَّتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِیْ قَضَاءٍ بَعْدُ (ترمذی)

اور تمہاری زبان کو (حق بات پر) ثابت و برقرار رکھے گا (بعد ازاں پیغمبر صاحب نے طریق قضا کی تعلیم کی اور فرمایا کہ) جب دو آدمی تمہاری طرف قضیہ پیش کریں (اور ان میں کا ایک شخص اظہار مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سن لو اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمہارے لیے فیصلے کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فیصلے میں کبھی شبہہ ہی نہیں ہوا۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ (ابو داؤد)

ابنِ زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاکم کے سامنے بٹھلایا جائے ف

عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِیُّ عَلَيْهِ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَلُوْمُ عَلَى الْعَجْزِ وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَاِذَا غَلَبَكَ اَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ (ابو داؤد)

مالکؓ کے بیٹے عوف سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں میں فیصلہ کیا تو جس کے برخلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے (از روئے غم و حسرت) کہا خدا مجھے بس کرتا ہے اور وہی اچھا کارساز ہے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اس آدمی کو ملامت کرتا ہے جو فکر و تدبیر سے عاجز رہتا ہے تجھے ہوشیاری بیداری عمل میں لانی چاہیے ہاں اس کے بعد بھی اگر کوئی کام تجھ پر غالب آجائے اور تو بالکل عاجز ہو جائے اس صورت میں حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ کہنا چاہیے

ف تاکہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں میں مساوات ملحوظ رہے نہ یہ کہ قاضی صاحب ایک کو اپنی بغل میں بٹھائیں اور دوسرے کو سامنے کھڑا رکھیں ۱۲

من المترجم مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کی توجیہ اس طرح پر کی ہے کہ معاملہ قرض کا تھا پیغمبر صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی مدعا علیہ نے کہا حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ جس کے یہ معنے ہیں کہ مدعی میرا مال ناحق لے گیا مگر اس توجیہ سے ایہام ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے صرف مدعی کا بیان سن کر مدعا علیہ کے اوپر ڈگری کر دی اور اس سے لازم

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا
(مسلمانو!) اب ہم
تمہارے دین کو تمہارے لیے
کامل کر چکے اور ہم نے تم پر اپنا احسان
پورا کر دیا اور ہم نے تمہارے لیے (اسی) دین اسلام کو پسند فرمایا
خدا کا شکر ہے کہ اُسی کے فضل و توفیق سے نسخۂ لاجواب سعادۃ انتساب
مفید ہر شیخ و شاب یعنی
حصہ سوم
الحقوق والفرائض
مصنفہ
فاضل اجل جناب شمس العلماء مولوی حافظ نذیر احمد صاحب ایل ایل ڈی
دامت برکاتہم مترجم القرآن
باہتمام فقیر حقیر خاک پائے ہر صغیر و کبیر میرزا
محمد عبد الغفار مالک فضل الاخبار
بماہ محرم الحرام سنہ ۱۳۲۴ ہجری نبوی
صلی اللہ علیہ وسلم

مفصل فہرست مضامین اخلاق و آداب حصۂ سوم کتاب الحقوق والفرائض

صفحہ	مضامین

مجمل فہرست مضامین اخلاق و آداب حصہ سوم کتاب الحقوق والفرائض

کتاب الاخلاق

دیباچہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منطق کے ضلع میں بات چیت کرو تو حقوق اور فرائض میں مقولۂ اضافی کی نسبت ہے جس کی توضیح یہ ہے کہ مثلاً
زید باپ اور خالد بیٹے میں جو تعلق ہے اُس کو زید کی طرف نسبت کر کے [illegible] زید کو باپ [illegible] خالد کی طرف نسبت کر کے
بُنُوّۃ اور خالد کو بیٹا کہتے ہیں۔ بغرض ایک تعلق کے دو نام ہو گئے [illegible] جہاں حقوق اور [illegible]
ایک کا حق ہے وہی دوسرے کا فرض ہو۔ [illegible] حقوق [illegible] فرائض [illegible]
حقوق کے متعلق جو آیت یا حدیث نقل کی یا اپنی طرف سے کچھ لکھا اس میں فرائض کی [illegible]
ہم نے حقوق کی دو قسمیں کیں۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ حقوق اللہ میں جہاں ہم نے مثلاً فریضۂ نماز کا [illegible]
اُسی کے ساتھ سُنن و نوافل کا بھی۔ اس لیے کہ نماز ہونے میں فرض اور سنت اور نفل سب [illegible] فرق ہے تو صرف اتنا
کا ہی کہ تاکید کے اعتبار سے اول درجے میں نماز فرض اُس سے اتر کر سنت اُس سے اتر کر نفل کہ پڑھو تو ثواب [illegible]
تو گناہ نہیں۔ بعینہٖ یہی حال حقوق العباد کا ہے کہ جو فرائض حقوق اللہ کے ضمن میں لکھے گئے [illegible] فرائض [illegible]
اُتر کر اخلاق اِن سے اُتر کر آداب۔ یوں حقوق العباد کی تین قسمیں ہو گئیں۔ اخلاق حقوق العباد کی دوسری قسم [illegible] کے
بعد ان شاء اللہ آداب کی تیسری قسم۔ اصل وضع کے اعتبار سے تو آدمی کا ہر ایک فعل [illegible] اخلاق ہے۔ مگر استعمال
میں عجز۔ مسکنت۔ تواضع۔ انکسار۔ خوش مزاجی۔ نرمی۔ حلم و امثالہا پر اخلاق کا اطلاق کیا جاتا ہے [illegible]
اخلاق کا ایک شعبہ ہیں۔ مگر ہم حقوق اللہ کے مقابلے کے فرائض اور آداب کو نکال کر آدمی کے باقی [illegible]
بحث کریں گے جس طرح لوگوں کے شجرۂ انساب میں اصول و فروع ہوتے ہیں [1] یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ
ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا۔ اسی طرح جن بزرگوں نے علم اخلاق [illegible]
جُلتے افعال کو ایک اصل کی فرع قرار دے کر افعال انسانی کی تین قسمیں کی ہیں [illegible]

---

[1] لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا [illegible]

مبدأ فیاض جل و علا شانہ نے ہر ایک فردِ بشر کو عطا کی ہیں۔ غصہ اور خواہش اور ادراک۔ یا دوسرے لفظوں میں دفعِ مضرۃ۔ جلبِ منفعت۔ تعقل۔ یا تیسرے لفظوں میں۔ دفعِ ناملائم۔ جلبِ ملائم۔ نطق۔ تقسیم بالکل ٹھیک ہے مگر اس میں ذرا سا نقص یہ ہے کہ اس سے غصہ اور خواہش اور ادراک تینوں تین جداگانہ اصلیں معلوم ہوتی ہیں۔ حالانکہ ہمارے نزدیک تینوں اصلیں نہیں ہیں بلکہ تین شاخیں ہیں اصلِ واحد حفظِ نفس کی۔

مخلوقاتِ عالم پر نظر کرنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات سب میں حفظِ نفس یعنی بقا کی صلاحیۃ ہے۔ جمادات میں یہ صلاحیۃ صاف نمایاں ہے کہ وہ فقدانِ ارادہ کی وجہ سے آپ اپنی حالۃ کے بدلنے پر قادر نہیں یہاں تک کہ بدون کسی خارجی محرک کے جگہ سے بھی نہیں ملتے از خود ہلنا کیسا اگر کوئی ہلانا چاہے تو مزاحمۃ اور مقاومۃ کرتے ہیں۔ اسی کو ہم حفظِ نفس یعنی بقا کی صلاحیۃ کہتے ہیں۔ یہ ایک مرئی اور مشاہد بات ہے کہ مادہ فنا اور معدوم نہیں ہوتا بلکہ صرف اُس کی ہیأۃ اور صورۃ اور شکل تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ پانی گرمی پاکر ہوا بنتا۔ ہوا سردی پاکر پانی کی شکل اختیار کر لیتی ہے یعنی وہی اجزا ہیں جو مائیۃ اور ہوائیۃ میں دائر سائر رہتے ہیں اور اسی پر کل مادی چیزوں کو قیاس کر لو۔ جو لوگ مادے کو ازلی ابدی مانتے ہیں اُن کو یہی دھوکا ہوا ہے۔ نباتات اور حیوانات زیادہ تر معرضِ تغیر میں ہیں تو ان میں حفظِ نفس کی صلاحیۃ ابقاءِ نوعی کے پیرایہ میں ظاہر ہوتی ہے۔ یعنی ہر درخت میں اپنے جیسے درخت ہر حیوان میں اپنے جیسے حیوان موجود کرنے کی صلاحیۃ ہے بقاءِ نوع کو اسی کا بقا سمجھو۔ غرض آدمی کو بھی خدائے تعالےٰ نے حفظِ نفس کی صلاحیۃ یعنی قوۃ دی ہے۔ یہ ہے اخلاق کی اصل اور غضب اور رغبۃ اور ادراک یہ سب اُسی اصل کی فروع ہیں۔ غصہ کیا جاتا ہے حفظِ نفس کے لیے۔ رغبۃ کی جاتی ہے حفظِ نفس کے لیے۔ آدمی سوچتا سمجھتا ہے حفظِ نفس کے لیے۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کا کوئی سا فعل بھی ہو اگر اس کو تحلیل کیا جائے تو وہ آخر میں حفظِ نفس پر جا کر منتہی ہوتا ہے۔ اگرچہ آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے حفظِ نفس کے لیے کرتا ہے گو اس کا شعور نہ بھی ہوتا ہو۔ اور اس اعتبار سے وہ کچھ بھی کرے اُس کا حق ہے۔ مگر مشکل یہ آ کر پڑی ہے کہ آدمی اکیلا رہ نہیں سکتا یا یوں کہو کہ اکیلا حفظِ نفس نہیں کر سکتا ناچار شہر یا قصبے یا گاؤں میں ابنائے جنس سے مل کر رہتا ہے اور ابنائے جنس بھی اسی کی طرح کے آدمی ہیں۔ اسی کی طرح اُن کو بھی اپنے نفس کی حفاظۃ کرنی ہے اور ایک چیز سب کو درکار ہے تو آپس میں کشمکش کا ہونا بھی ضروری بات ہے جس سے اصلی مطلب فوت ہو تا ہے پس کوئی تدبیر کرنی چاہیئے کہ لوگ آپس میں کشمکش نہ کرنے پائیں۔ وہ تدبیر یہی تھی کہ حفظِ نفس کی مطلق العنانی کو ایک حدِ مناسب تک روکا جائے کہ نہ کسی کے حفظِ نفس میں خلل واقع ہو اور نہ آپس میں کشمکش کرنی پڑے۔ حدِ مناسب یہ ہے کہ جو قوتیں ہم کو حفظِ نفس کے لیے دی گئی ہیں نہ اُن کو اتنا دبایا جائے کہ اپنے حفظِ نفس کے لیے ناکافی ہوں اور نہ اتنا اُبھارا جائے کہ دوسروں کے حفظِ نفس میں اڑنگے لگائیں۔ اسی حد کا نام ہے شریعۃ جس کا دوسرا نام ہے عام معنی کر اخلاق۔ عام کی قید ہم نے اس سے لگائی کہ ہم نے حقوق اللہ کے مقابلے کے فرائض اور آداب کے دو عنوان الگ قائم کیے ہیں۔

کوئی تصنیف یا تالیف کرتا ہے تو پہلے مطالب کا نقشہ ذہن میں جماتا ہے پھر وہی نقشہ عبارۃ میں کھینچتا ہے نقشہ کھینچ چکتا ہے تو اُسی پر مہما تیسر نظرِ ثانی اور نظرِ ثالث اور نظرِ رابع وغیرہ کر کے حک و اصلاح سے رنگ آمیزی کرتا ہے

اتنے مرحلے طے کرنے کے بعد اشاعتِ کتاب پر جراُت کرتا ہے اور پھر بھی مَنْ صَنَّفَ فَقَدِ اسْتَهْدَفَ اعتراضات کا انعامِ عاجل پاتا ہے۔ ہم کس مُونہ سے داد و تحسین کی توقع کر سکتے ہیں کہ ہم سے اِس کتاب کے جمع کرنے میں مارے جلدی کے معمولی اور سرسری احتیاط بھی کرتے نہیں بن پڑی۔ کسی نے کہیں بھی سُنا ہو کہ تصنیف یا تالیف کے ساتھ ساتھ کتاب چھپتی جائے۔ اور اِس کتاب کے ساتھ ہم نے یہی سلوک کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ قلم اُٹھانے سے پہلے یہ اتنا تو ضرور سوچ لیا تھا کہ قرآن سے حقوق و فرائض چھانٹ لیے اور ہر ایک کے متعلق آیتیں اور حدیثیں جمع کر لیں حقوق العباد کے ختم کرنے تک ہم اتنے ہی میں خوش تھے کہ تالیف کا حق ادا کر دیا۔ پھر دفعۃً اخلاق و آداب کا خیال آیا۔ خیال کا آنا تھا کہ سناٹا سا گزر گیا۔ اور سناٹا گزرنے کی بات تھی۔ کیونکہ اخلاقی اور آدابی مضامین ایک اعتبار سے حقوق و فرائض سے بڑھ کر ضروری ہیں بدو وجہ۔ اوّل یہ کہ حقوق و فرائض اور اخلاق و آداب میں وہی نسبت ہے جو نمازِ فرض اور سُنن اور نوافل میں ہے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں جس طرح سُنن اور نوافل سے نمازِ فرض کے نقصانات کی تلافی ہوتی ہے۔ اور اِس اعتبار سے سُنن و نوافل تتمہ ہیں نمازِ فرض کا۔ اِسی طرح اخلاق و آداب تتمہ ہیں حقوق و فرائض کا اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ[عه] دوسرے حقوق و فرائض میں سے حقوق اللہ و فرائض اللہ میں تو بین الشرائع اختلاف بھی ہے لِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنسَكًا هُمْ نَاسِكُوهُ[سه]۔ اخلاق و آداب کے احکام قریب قریب تمام شریعتوں کے مجمع علیہ ہیں الا ماشاء اللہ۔ پس اگر ہم اخلاق و آداب سے سکوت کریں تو ہم کو صفحہ عنوان پر اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ[سه] کے لکھنے کا کوئی حق نہیں۔ پس طبیعۃ کیسی ہی منغض کیوں نہ ہو اخلاق و آداب کو داخلِ کتاب کرنا تو ضرور ہے۔ اخلاق و آداب کا خیال آنے پر چند لمحے کے لیے ہم کو اس سے تسکین سی ہوتی تھی کہ جس طرح جھپا جھپ حقوق و فرائض قرآن و حدیث سے چھانٹ لیے ہیں۔ بزرگانِ دین اخلاق و آداب میں بڑی بڑی مجلدات لکھ گئے ہیں یہی نا کہ اخلاق کی کتابوں کی ورق گردانی کرنی پڑے گی۔ مگر افسوس ہے کہ یہ تسکین دیرپا نہ نکلی۔ کتابوں کو دیکھا تو فتاوے ہیں جامع مگر علمی حیثیت سے مباحث کی تقسیم نہیں۔ الفاظِ مترادف یا متقارب للمعنی کو جمع کر دیا ہے۔ جن سے متبادر یہ ہوتا ہے کہ ہر ایک لفظ کا مدلول ایک خُلق جداگانہ ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ دوسرا نقص یہ ہے کہ فروع و اصول کی باہمی نسبت نہیں دکھائی غرض مطالب میں علمی شان نہیں۔ اِس کے لیے ہم کو بہت غور و خوض کرنا ہے ❊

اب ہم ذیل میں ہر قوۃ کا ایک نقشہ دیتے ہیں جس سے اخلاق کا شجرہ اور ہر ایک خلق کی افراط تفریط کا حال معلوم ہوگا کہ کوئی خلق ہو افراط تفریط کے درجوں پر پونہچکر فضیلۃ ہونے کے عوض رزیلۃ ہو جاتا ہے نقشے کے بعد ہم ہر ایک خلق کے متعلق لکھیں گے جو خدا کو ہم سے لکھوانا منظور ہوگا ❊

نقشے میں ہم نے یہ کیا ہے کہ ہر قوۃ کا نام وسطِ صفحہ میں لکھ کر اُس کے دائیں پہلو میں اُس قوۃ کے فضائل اور بائیں پہلو میں رزائل درج کیے۔ رزائل کے تحت میں افراط و تفریط کی دو مدیں قائم کیں اور ہر ایک رزیلۃ کو اُس کی مد کے نیچے جگہ دی تاکہ پڑھنے والا فوراً معلوم کر لے کہ فلاں اخلاق فلاں اصل کی فروع ہیں اور فلاں خلق افراط

یا تفریط کے درجے پر پہونچنے کے سبب سے فضیلۃ ہونے کے عوض رزیلۃ ہو گیا ہے۔ مثلاً غضب ایک قوۃ ہے جسے ہم نے وسطِ صفحہ میں ذرا جلی کر کے لکھا ہے۔ اس کے دائیں طرف شجاعۃ۔ ثبات و استقلال۔ علوِ ہمت وغیرہ کو کہ یہی غضب کے فضائل ہیں رکھا اور بائیں طرف عداوت و بغض۔ تعصب۔ کینہ وغیرہ کو کہ یہی غضب کے رزائل ہیں جگہ دی اور بیچ میں ایک جدول کھینچکر بتا دیا کہ یہ اخلاق افراط کے درجے پر پہونچنے کی وجہ سے رزائل ہو گئے ہیں اور یہ تفریط کے درجے پر پہونچنے کے سبب سے۔ غرض کہ تینوں قوتوں کے مشہور فضائل و رزائل اسی ترتیب سے جمع کر کے فروع و اصول کی باہمی نسبت کو نمایاں طور پر دکھا دیا ہے اور مزید بصیرت کے لیے آخر میں ان سب باتوں کو ایک شاخ دار درخت کی صورۃ میں ظاہر کر دیا ہے +

حفظِ نفس

ادراک[1]

فضائل

حکمت
تفکر
تذکر
رائے صائب
فراستِ صادقہ
جودت
عصمۃ
ایمان باللہ
ایمان بالانبیاء
ایمان بالمعاد
ایمان بالملائکہ
ایمان بالکتب
انقیادِ اوامر و نواہی وغیرہ

رزائل

افراط

گربزی (بسیار دانی)
اسرار الٰہی میں انہماک
انبیاء اور ملائکہ کو کامل القدرۃ
خیال کرنا وغیرہ۔

تفریط

ابلہی
حماقت
تزلزلِ رائے
صفات خداوندی کی نفی
انبیاء اور ملائکہ کو اپنے جیسا
ملطخ بالاغراض سمجھنا۔
بدباطنی
غفلۃ و گمرہی

[1] چونکہ اس قوۃ کے اکثر فضائل و رزائل معتقدات سے تعلق رکھتے ہیں اور معتقدات کا تفصیلی بیان ہمارے الحقوق کے حصہ اول اعمالِ قلبی کے عنوان میں گزر چکا۔ اس لیے ہم نے اس کے متعلق اخلاق میں کچھ نہیں لکھا۔ معتقدات کو دیکھنا ہو تو اعمالِ قلبی کا سارا حصہ پڑھ ڈالو ۱۲

حفظ نفس

غضب

فضائل	رذائل: افراط	رذائل: تفریط
شجاعت	تہور	سخن چینی
ثبات و استقلال اور استقامت	عداوت و بغض	چغلخوری
علو ہمت	تعصب	نفاق
آہستگی	کینہ	دوروئی
غصہ کو پی جانا	سخت دلی و درشت مزاجی	غیبت
صبر	لوگوں پر آوازے کسنا	بزدلی
حلم و تحمل	برے لقب سے پکارنا	
صدق و راستی	تمسخر	
عفو و درگزر	گالی دینا	
رفق و نرمی	مارپیٹ	
تواضع و ملنساری	ترک ملاقات	
عجز و انکسار	قتل۔ ظلم	
حفظ اللسان کم گوئی وغیرہ		

حفظ نفس

شہوت یا خواہش

فضائل	فضائل	فضائل	رذائل: افراط	رذائل: افراط	رذائل: تفریط	رذائل: تفریط
حیا	توکل	صبر و قناعت	کبر و غرور	فخر	سستی	نامردی
جود و سخا	ایثار و کرم	رحم	حرص و طمع	حب دنیا	جزع و فزع وغیرہ	
باہم محبت و میل جول	امانت	ایفاء عہد	حسد	بخل		
			اسراف	خیانت		
			بہتان			

شجرۃ الاخلاق
فضائل رذائل
خواہش یا شہوت
فضائل رذائل
غضب
فضائل ادراک رذائل
حفظ نفس
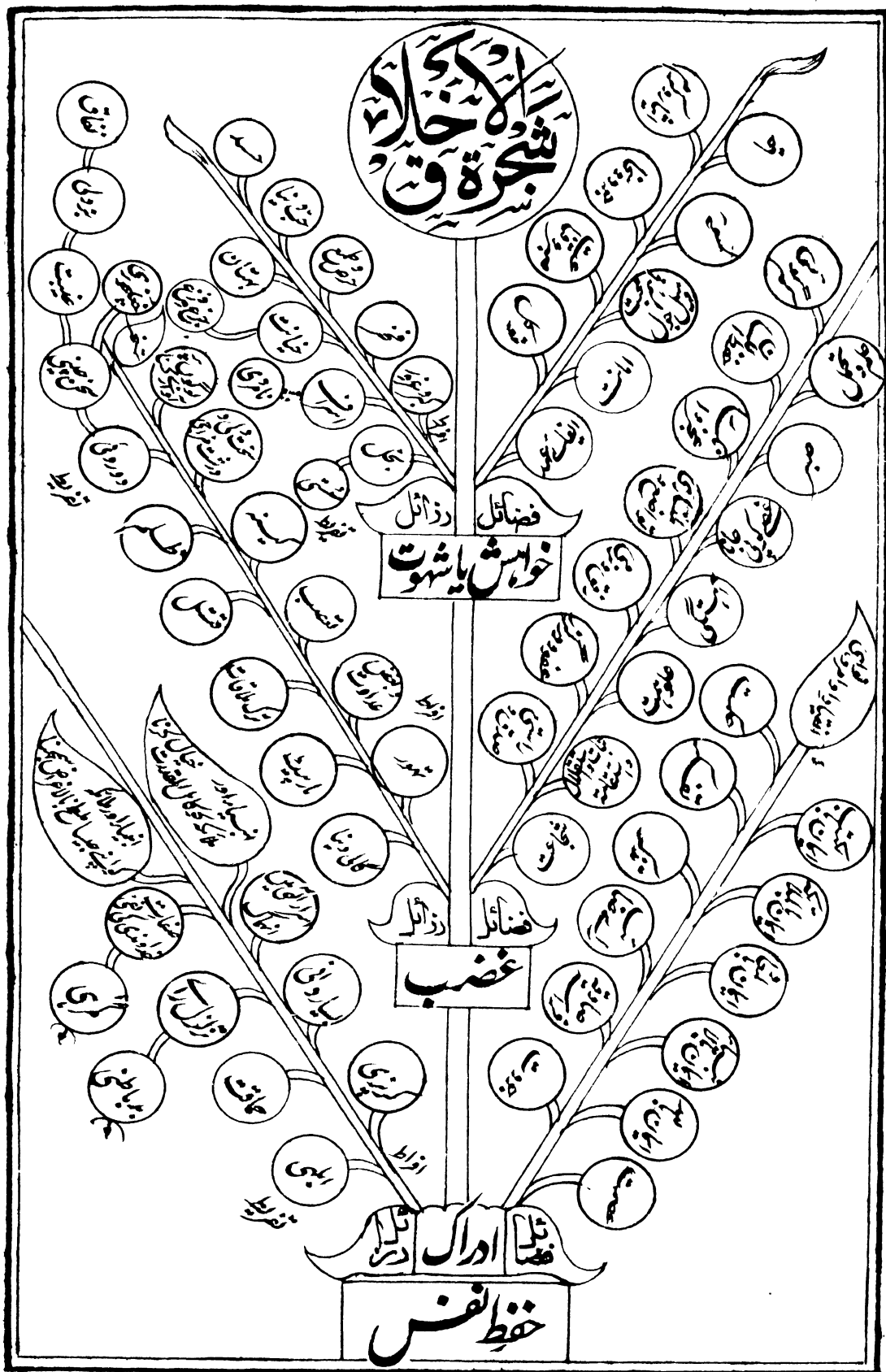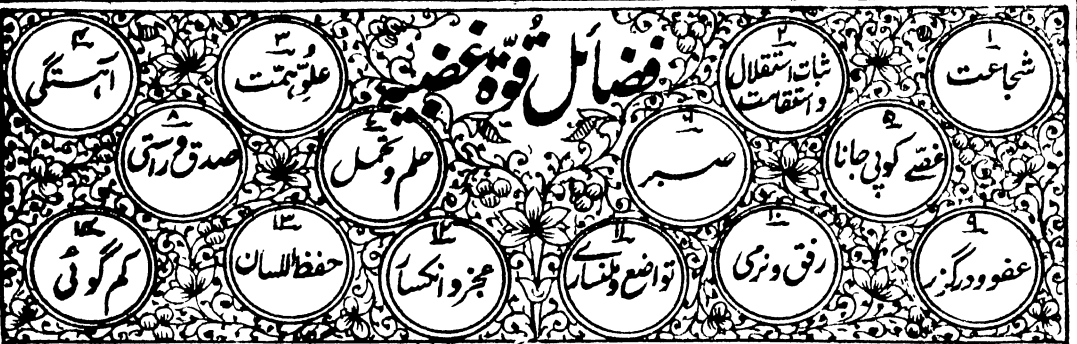
شجاعت

علم اخلاق کی رُو سے شجاعت کے معنے ہیں قوتِ غضبی کا اعتدال کے ساتھ عمل میں لانا عرفِ عام میں اعتدال کو ملحوظ نہ رکھ کر شجاعت کو مائل بافراط بنا دیا ہے حالانکہ کوئی سی بھی فضیلت ہو اعتدال سے ذرا سا بھی افراط یا تفریط کی طرف جھکنے سے رذیلت ہو جاتی ہے ہم کہیں پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ صانع بے چون و بے چگون نے موالیدِ ثلاثہ جمادات و نباتات و حیوانات میں سے ہر مخلوق کو بقائے نفس کی صلاحیت دی ہے۔ صلاحیت کے مظاہر مختلف ہیں مگر صلاحیتِ حفظ نفس سے کوئی مخلوق محروم نہیں۔ ہم حیوانات کو لیتے ہیں جن میں کا ایک فرد انسان بھی ہے کہ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ چلنا۔ پھرنا۔ توالد تناسل اس کی بہت باتیں حیوانوں سے ملتی جلتی ہیں فرق اگر ہے تو جسمانی ساخت کا۔ بولی کا اور سب سے بڑا عقل کا۔ حیوانوں میں عقل کم ہے یا نہیں ہے تو اُن کو قدرت سے سامانِ تحفظ عطا ہوئے ہیں خشکی کے جانوروں کو اُون۔ سینگ۔ پنجے۔ دانت۔ کھر۔ زور۔ وحشت۔ سرعتِ رفتار۔ پرواز۔ جس کو جس چیز کی ضرورت دیکھی۔ تری کے جانوروں کو تیرنا۔ پانی میں زندگی بسر کرنا۔ آدمی کو تحفظ کے بعض سامان میسر نہیں۔ اور بعض میسر ہیں تو حیوانوں کے مقابلے میں ضعیف ہیں۔ مگر آدمی نے عقل کے زور سے جو سامان اس کو قدرت سے نہیں ملے تھے بہم پونہچائے جو ملے تھے اور ضعیف تھے اُن کو قوی کیا۔ یہاں تک کہ وہ تمام مخلوقات پر حکمرانی کرنے لگا۔ اب حال یہ ہے کہ روئے زمین پر آدمی کی قاہرہ سلطنت ہے اور کُل مخلوقات اس کی رعایائے فرماں بردار اطاعت گزار آدمی کے پاس تحفظ کا بڑا زبردست سامان غُصہ ہے جو افعالِ تحفظ کا باعث اور محرک ہوتا ہے اور اس کا درجہ اعتدال یہ ہے کہ ضرورتِ تحفظ سے نہ زیادہ ہو نہ کم۔ قدرِ تحفظ سے غُصے کے کم ہونے کی صورت میں غرضِ تحفظ کا فوت ہونا تو ظاہر ہے مگر ہم کہتے ہیں کہ قدرِ تحفظ سے غُصے کے زیادہ ہونے کی صورت میں بھی غرضِ تحفظ فوت ہوتی ہے کیونکہ افراطِ غضب سے مغضوب علیہ کی قوتِ انتقام کو اشتعال ہوتا ہے اور بیجا غُصہ کرنے والا اُس کی مقاومت پر قادر نہیں ہوتا اور یُوں تحفظ کے عوض اپنے تئیں خطر میں ڈالتا ہے۔ قدرِ تحفظ سے غُصے کے کم ہونے کی صورتیں کم ہیں مگر ہیں کثیر الوقوع صورت تو یہی ہے کہ لوگ قدرِ واجب سے زیادہ غُصہ کر بیٹھتے ہیں۔ یہ ایک طبی مسئلہ ہے کہ فرطِ غضب کی حالت میں حرارتِ غریزی مشتعل ہو کر ابخرے قلب اور دماغ کی طرف صعود کرتے اور عقل کو تیرہ و تار کر دیتے ہیں اور آدمی انجام کار کو سمجھ نہیں سکتا یعنی انسانیت سے خارج ہو کر وحشی درندوں کی سی حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ غضب کا ظہور زبان سے شروع ہو کر مغضوب علیہ کی ہلاکت تک منتہی ہوتا ہے اور بعض آدمی تو ایسے شتر کینہ

ہوتے ہیں کہ مغضوب علیہ کی نسلوں تک کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ بدزبانی دیگِ غضب کا پہلا اُبال ہے اِس حد تک غصّے کا فرو کرنا چنداں مشکل نہیں ہوتا۔ بشرطیکہ آدمی فوراً اُس کی تلافی کی طرف متوجّہ ہو مغضوب علیہ کے سامنے سے ٹل جائے۔ دوسرے کام میں لگ جائے کھڑا ہو تو بیٹھ جائے۔ پیاس نہ بھی ہو تو پانی پی لے ورنہ بات بڑھتے بڑھتے بڑھ جائے گی۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے

نہ مردست آن بنزدیک خردمند — کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آن کس ست از روئے تحقیق — کہ چوں خشم آیدش باطل نگوید

ایک صحبت میں جھاڑ پھونک کا تذکرہ چل پڑا۔ ایک صاحب انگریزی خواں بول اُٹھے کہ میں تو اِن ڈھکوسلوں کا قائل ہوں نہیں کہ لفظوں میں بھی کسی طرح کی تاثیر ہے گالی اور خوشامد بھی لفظ ہیں اور وہ ضرور اپنا اثر کرتے ہیں ؎

جُرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ — وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

"سخن شیریں ملک گیری بات ترچھی ملک بانکا"

لِسَانُ الْفَتٰى نِصْفٌ وَنِصْفٌ فُؤَادُهٗ — فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا صُوْرَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ

تاثیرِ الفاظ کے راز کے معلوم نہ ہونے سے کسی کو تاثیر سے انکار کرنے کا حق نہیں۔ دونوں صاحبوں میں اختلاف تو ہست و نیست کا اختلاف تھا اور مذہبی اختلاف کے کنارے آلگا تھا جس کے پیچ کو کبھی سُلجھتے نہیں سُنا۔ مگر اختلاف کے کرنے والے مولوی نہ تھے۔ نہ پولیس کو دست اندازی کا موقع ملا نہ عدالت میں مقدمہ دائر ہوا نہ محلّے لیے جانے کی نوبت پہنچی نہ جرمانے دینے پڑے نہ اختلاف کرنے والوں میں سے کسی ایک نے دوسرے سے کُٹّی کی۔ **قطعہ**

دو نیکو خو نگہ دارند موئے — ہمیدوں سرکش و آزرم جوئے
وگر از ہر دو جانب جاہلانند — اگر زنجیر باشد بگسلانند

غصّہ دیا گیا ہے تو تحفّظِ نفس کے لیے مگر تحفّظِ نفس میں تحفّظِ جسم تحفّظِ جان تحفّظِ مال تحفّظِ آبرو تحفّظِ مذہب تحفّظِ آزادیِ رائے یعنی تمام حالتوں کا تحفّظ داخل ہے جن کا ہونا عافیت و اطمینان کے لیے ضرور ہے۔ ہم نے تو فطرت کو الٰہی شریعت کی صداقت کا اور قانونِ حکّام کو دنیا کے عدل و انصاف کا معیار ٹھیرا رکھا ہے۔ مذہبوں میں مذہب اسلام کو اور قوانینِ حکّامِ دنیا میں جہاں تک کہ ہم کو معلوم ہیں انگریزی قانون کو اسی کسوٹی پر کس کر دیکھا تو دونوں کو کامل العیار پایا۔ بےشک انگریزی قانون اسلامی شریعت کی طرح تو کامل ہو نہیں سکتا کہاں خدا کا بنایا ہوا اور کہاں آدمی کا مگر جنس کا مقابلہ جنس سے ہوتا ہے۔ اسلامی شریعت کو دوسری شریعتوں سے اور انگریزی قانون کو دوسری سلطنتوں کے قوانین سے ملا کر دیکھو تو ایک جملہ ایک لفظ ایک حرف فطرت سے بڑھا ہوا یا گھٹا ہوا نہ پاؤ گے سیدھا فطرت کی سڑک مُونھ اٹھائے چلا جا رہا ہے۔ دائیں بائیں مُڑنا جانتا ہی نہیں اَب ہم اِس ایک ہی مسئلۂ تحفّظ کے لیے قرآن اور قانون انگریزی کی طرف رجوع کرتے ہیں جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا اور فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اور اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَيْثُ اَخْرَجُوْكُمْ اعتدال ہے لَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ افراط۔ اور اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ تفریط۔ اِس سے بڑھ کر ہنسی کی چندی اور کیا ہوگی۔ لوگ استعمالِ غضب میں اعتدال پر قائم نہ رہیں تو اِن کا قصور ہے۔ رہا قانون انگریزی تو مجموعۂ تعزیرات ہند میں سے بابِ استحقاقِ حفاظتِ خود اختیاری نکال کر پڑھو یا وکیلوں سے پوچھ لو وہ بھی اعتدال سکھا رہا ہے غصّے کو

ؔ نیزے کے گھاؤ بھر جاتے ہیں مگر باتوں کے گھاؤ نہیں بھرتے ۱۲

اگر دیا سلائی سے تشبیہ دی جائے تو شاید بہت موزوں تشبیہ ہوگی۔ دیا سلائی بیش بریں نیست کہ ایک سریع الالتہاب چیز ہے اس میں بھڑک اٹھنے کی صلاحیت ہے مگر جب تک اس کو رگڑا نہ جائے۔ رکھے رکھے نہیں جلتی یہی حال غصّے کا ہے کہ اس کے لیے بھی محرّک کا ہونا ضرور ہے۔ غصّے کا محرّک ہے مغضوب علیہ کا غصّہ کرنے والے کے کسی حق میں خلل انداز ہونا جس کا دوسرا نام ہے تنازع جھگڑا کشمکش مشہور تو یہ ہے کہ زر۔ زمین۔ زن تین چیزیں فساد کی جڑ ہیں۔ ایک حد تک یہ تقسیم ٹھیک ہے مگر جامع نہیں جامع بات تو وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ تحفّظِ نفس میں تمام حالتوں کا تحفّظ داخل ہے جن کا ہونا عافیت و اطمینان کے لیے ضرور ہے یہ سچ ہے کہ اکثر خرخشے زر۔ زمین۔ زن سے پیدا ہوتے ہیں مگر عموماً یہ خرخشے شخصی خرخشے ہوتے ہیں۔ ہم ایک ایسی نزاع کا نشان دیتے ہیں جو شخصوں سے متجاوز ہو کر قوموں میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ یہ نزاع ہے تو پرانی مگر آزادی رائے کا کھاد پا کر ہمارے وقتوں میں یہ زہریلا درخت بڑا زور پکڑتا چلا جا رہا ہے۔ اس نزاع سے ہماری مراد ہے اختلافِ عقائد۔ ہر مذہب بجائے خود مدعی ہے کہ وہ دنیا میں امن و اتحاد قائم کرنے کے لیے ہے۔ مگر تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ دنیا میں شروع سے اب تک جس قدر خونریزی ہوئی ہے۔ اس میں آدھے سے زیادہ مذہب کی وجہ سے ہوئی ہے۔ دنیا کے بادشاہ بھی اصل میں تو ملک گیری کے لیے لڑتے ہیں مگر ان کی توپوں میں گولے مذہب ہی کے ہوتے ہیں۔ مسلمان ناحق جہاد کے لیے بدنام ہیں۔ ہم تو کسی قوم کسی مذہب کو نہیں دیکھتے جو دنیا کی لڑائیوں میں دین کی آڑ نہ پکڑتا ہو۔ اس گندگی کو کریدا اور دشمنی کی وبا پھیلی۔ ہمارا روئے سخن تو صرف مسلمان بھائیوں کی طرف ہے کہ مذہبی تپ سے تو کوئی فردِ بشر محفوظ نہیں۔ مگر کسی کی تپ موسمی تپ ہے کسی کی چوتھیا ہے تو ان کی محرق اور دق کے آخری درجے میں ہے۔ بھتیرا سمجھاتے ہیں کہ قرآن میں لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ اور لَسْتَ عَلَيْهِم بِمُصَيْطِرٍ پڑھتے ہو اس پر عمل کیوں نہیں کرتے ؎

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو تجھکو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

تو ایک نہیں سنتے ؎

كان ربك لم يخلق لخشيته سواهم من جميع الناس انسانا

قطعہ

شنیدم کہ مردانِ راہِ خدا دلِ دشمناں ہم نکردند تنگ
ترا کے میسّر شود ایں مقام کہ با دوستانت خلاف است و جنگ

نزاعِ مذہبی کے بند کرنے کی سب سے بہتر تدبیر ہمارے نزدیک آسان اور مولویانِ مغلوب الغیظ۔ ترفّع پسند۔ طالب شہرت کے لیے مشکل نہیں بلکہ محال یہ ہے کہ مخالف کی بات سنو ہی مت اس کی تحریر کو دیکھو ہی مت۔ تم جواب دیتے ہو کہ وہ چپ ہو جائے حالانکہ جواب سے وہ اُلٹا اور بھبکتا ہے۔ ہمارے ایک ہندو ہمسایے نے ایک کتّا پال رکھا ہے۔ اور اس کا گھر گلی کے سرے پر ہے کتّے کے ڈر سے کوئی فقیر گلی کے اندر نہیں آتا مگر ایک بوڑھا فقیر کہ وہ بے تحاشا حسبِ معمول ڈرانا چلا آتا ہے۔ اور عجب یہ ہے کہ کتّا بھی اس پر نہیں بھونکتا میں نے ایک دن اس فقیر سے سبب پوچھا تو کہنے لگا باوا آجکل کے فقیر عطائی فقیر ہیں یہ بھیک مانگنی کیا جانیں کتّے کو ڈراتے دھمکاتے ہیں وہ ان پر اُبل اُبل کر آتا ہے

شجاعت

وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ۝ وَاقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ وَاَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ حَیْثُ اَخْرَجُوْكُمْ وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ ۚ وَلَا تُقٰتِلُوْهُمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ حَتّٰی یُقٰتِلُوْكُمْ فِیْهِ ۚ فَاِنْ قٰتَلُوْكُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ ؕ كَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰی لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَكُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ ۝ (بقرہ ع ۲۴ پارہ ۲)

اور (مسلمانو!) جو لوگ تم سے لڑیں تم بھی اللہ کے رستے (یعنی دین کی حمایت میں) اُن سے لڑو اور زیادتی نہ کرنا اللہ (کسی طرح) زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (جو لوگ تم سے لڑتے ہیں) اُن کو جہاں پاؤ قتل کرو اور جہاں سے اُنھوں نے تم کو نکالا ہے (یعنی مکّے سے) تم بھی اُن کو وہاں سے نکال باہر کرو اور فساد (کا برپا رہنا) خونریزی سے بھی بڑھ کر ہے اور جب تک کافر ادب (اور حرمت) والی مسجد (یعنی خانہ کعبہ) کے پاس تم سے نہ لڑیں تم بھی اُس جگہ اُن سے لڑو لیکن اگر وہ لوگ تم سے لڑیں تو تم بھی اُن کو بے تامّل قتل کرو ایسے کافروں کی یہی سزا ہے پھر اگر باز آئیں تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور وہاں تک اُن سے لڑو کہ ملک میں فساد باقی نہ رہے اور (ایک) خدا کا حکم چلے پھر اگر (فساد سے) باز آجائیں تو اُن پر کسی طرح کی زیادتی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ زیادتی (تو) ظالموں کے سوا کسی پر (جائز ہی) نہیں +

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْۢ بَعْدِ مُوْسٰی ۘ اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَیْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالظّٰلِمِیْنَ ۝ (بقرہ ع ۳۲ پارہ ۲)

(اے پیغمبر) کیا تم نے بنی اسرائیل کے سرداروں (کی حالت) پر نظر نہیں کی کہ ایک زمانے میں اُنھوں نے موسیٰ کے بعد اپنے وقت کے) پیغمبر (سموئل) سے درخواست کی تھی کہ ہمارے لیے ایک بادشاہ مقرر کیجیے کہ ہم (اُس کے سہارے سے) اللہ کی راہ میں جہاد کریں (پیغمبر نے) کہا اگر تم پر جہاد فرض کیا جائے تو تم سے کچھ بعید نہیں کہ تم نہ لڑو - بولے کہ ہم اپنے گھروں اور اپنے بال بچوں سے تو نکالے جا چکے تو ہمارے لیے اب کون سا عذر ہے کہ خدا کی راہ میں نہ لڑیں پھر جب اُن پر جہاد فرض کیا گیا تو اُن میں سے معدودے چند کے سوا باقی سب پھر بیٹھے اور اللہ تو نافرمانوں کو خوب جانتا ہے ف۱

ف۱ حضرت موسیٰ کے بعد چند روز بنی اسرائیل کی حالت اچھی رہی کہ وہ ملک کنعان میں فتوحات کرتے چلے جاتے تھے مگر تھے بے چین ایک جگہ پر قائم نہیں رہتے تھے تدبیر تمام ہی نہ پھر شروع کیں خدا نے دشمنوں کو اُن پر غلبہ دیا اور اُن کے مخالف جالوت بادشاہ نے اُن کو بہت شاق کیا اُس وقت سموئل پیغمبر تھے بنی اسرائیل نے اُن کی طرف رجوع کیا باقی قصہ قرآن میں مذکور ہے

وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ○ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ ۚ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ○ وَلِيُمَحِّصَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَمْحَقَ الْكَافِرِينَ ○

(آلِ عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) ہمّت نہ ہارو اور (اس اتفاقی شکست سے) آزردہ (خاطر) نہ ہو اور اگر تم (سچے) مسلمان ہو تو (آخرکار) تمھارا ہی بول بالا ہے **ف۱** اگر تم کو (اس لڑائی میں شکست کی) کُھٹر پیچ لگی تو بے دل مت ہو کیونکہ (جنگِ بدر میں) طرفِ ثانی کو بھی اِس طرح کی کُھٹر پیچ لگ چکی ہے اور یہ (اتفاقاتِ وقت ہیں جو ہمارے حکم سے نوبت بہ نوبت) سب لوگوں کو پیش آتے رہتے ہیں **ف۲** اور (تم کو جو اتفاقِ ناملائم جنگِ اُحد میں پیش آیا تو اِس سے) خدا کو (سچے مسلمانوں کا) دیکھنا منظور تھا اور تم میں سے بعض کو شہادت کے درجے دینے تھے ورنہ خدا تو کسی طرح بھی ان (ظالموں یعنی کافروں) کا روادار نہیں اور نیز یہ منظور تھا کہ اللہ مسلمانوں کو (شک و شبہہ کے میل کچیل سے) نکھارے اور کافروں کا زور توڑے۔

ف۱ جنگِ بدر میں مشرکین کو شکست ہوئی تو انھیں اپنی اِس شکست کا بڑا قلق ہوا اس لیے تیرہ مہینے کے بعد اُنھوں نے پھر چڑھائی کی۔ پیغمبر صاحب کی رائے یہ تھی کہ کافروں سے باہر میدان میں نکل کر لڑیں اور مدینے کے منافق مشورہ دیتے تھے کہ نہیں ہم شہر میں ہوں گے تو مکانوں کی آڑ سے ہم کو بڑی پناہ ملے گی۔ آخر باہر میدان میں نکل کر لڑنے کی رائے غالب ہی منافق بھی اپنی رائے کے خلاف نکل کر گئے تو سہی مگر رستے سے انصار کے دو قبیلوں کو بھی بہکا کر لوٹا لے چلے اُن قبیلوں کے سرداروں نے سُنا تو سمجھا بجھا کر روک لیا اسی طرح بعض لوگوں نے ہمّت ہار دی اُن کو تو سمجھا بجھا کر اُن کے بڑے بوڑھے واپس لے آئے تھے۔ مگر آخر میں لڑائی یوں بگڑی کہ پیغمبر صاحب نے ایک جماعت کو ایک گھاٹی میں تعینات فرما کر اُن سے کہہ دیا تھا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلنا۔ باقی مسلمانوں نے کافروں پر حملہ کر کے اُن کو بھگایا تو گھاٹی والوں نے لوٹ کے لالچ سے مورچہ چھوڑ دیا کافروں نے کنّی کاٹ کر وہی مورچہ آ دبایا۔ مسلمان تاب مقاومت نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک نوبت پہنچی کہ پیغمبر صاحب معدودے چند رفیقوں کے ساتھ لشکر سے الگ رہ گئے اور زخمی ہوئے دندانِ مبارک شہید ہوا۔ اور آپ کے سر مبارک میں بھی چوٹ آئی تو اُس وقت بتقاضائے بشریت پیغمبر صاحب کو بہت غصّہ آیا اور کافروں کے حق میں بد دعا کرنی چاہی تو خدا نے تادیب کے طور پر پیغمبر صاحب کو صبر اور درگزر کی تعلیم فرمائی ۱۲

ف۲ یعنی فتح و شکست دن کی چلتی پھرتی چھاؤں ہے کبھی کسی پر کبھی کسی پر ۱۲

وَكَأَيِّن مِّن نَّبِيٍّ قَاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَمَا وَهَنُوا لِمَا أَصَابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَمَا ضَعُفُوا وَمَا اسْتَكَانُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الصَّابِرِينَ ○ (آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)	اور بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں جن کے ساتھ ہو کر بہت سے اللہ والے لوگ دشمنوں سے لڑے تو جو مصیبت اُن کو اللہ کے رستے میں پہنچی اُس کی وجہ سے نہ تو انھوں نے ہمت ہاری اور بودا پن کیا اور نہ (دشمنوں کے آگے) عاجزی کا اظہار کیا اور اللہ (مصیبت میں) ثابت قدم رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔
وَلَا تَهِنُوا فِي ابْتِغَاءِ الْقَوْمِ إِن تَكُونُوا تَأْلَمُونَ فَإِنَّهُمْ يَأْلَمُونَ كَمَا تَأْلَمُونَ وَتَرْجُونَ مِنَ اللَّهِ مَا لَا يَرْجُونَ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ○ (النساء ع ۱۵ پارہ ۴)	اور (مسلمانو!) لوگوں (یعنی دشمنوں) کے پیچھا کرنے میں ہمت نہ ہارو اگر (لڑائی میں) تم کو تکلیف پہنچتی ہے تو جیسی تم کو تکلیف پہنچتی ہے اُن کو بھی تکلیف پہنچتی ہے اور (تمھاری جیت یہ ہے کہ) تم کو خدا سے وہ اُمیدیں ہیں جو اُن کو نہیں اور اللہ (سب کا حال) جانتا اور تدبیر جنگ کو خوب سمجھتا ہے۔
عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ نَثَلَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ كِنَانَتَهُ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي ۔ (صحیحین)	ابن مسیب کہتے ہیں میں نے سعد بن ابی وقاص کو کہتے سُنا کہ اُحد کے روز پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے میرے لیے اپنا تیر دان خالی کر کے (یعنی ترکش سے تیر الٹ کر) فرمایا کہ (دشمنوں پر تیر) پھینک میرے ماں باپ تجھ پر قربان ہوں
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْخَنْدَقِ وَوَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ أَتَاهُ جِبْرَئِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ وَاللَّهِ مَا وَضَعْنَاهُ اُخْرُجْ إِلَيْهِمْ قَالَ فَإِلَى أَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَأَشَارَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ	اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگ خندق سے لوٹے اور ہتیار (جسم مبارک سے) اُتار کر رکھے اور غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آکر کہنے لگے کہ آپ نے تو ہتیار اُتار دیے اور ہم نے بخدا اب تک ہتیار نہیں اُتارے آپ اُن پر چڑھائی کیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کدھر کو جبریل نے بنی قریظہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ادھر تشریف لے جائیے چنانچہ آپ نے بنی قریظہ پر چڑھائی کی۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ	انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم (صورت و سیرت میں سب) لوگوں سے زیادہ اچھے (سب) لوگوں سے بڑھ کر سخی اور (سب لوگوں سے زیادہ شجاع و دلیر تھے

فَزِعَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَى الصَّوْتِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَهُوَ عَلٰى فَرَسٍ لِاَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ مَّا عَلَيْهِ سَرْجٌ وَّفِيْ عُنُقِهٖ سَيْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّهٗ بَحْرًا ۔ (صحیحین)

ایک رات کا ذکر ہے کہ مدینے کے باشندے گھبرا اُٹھے (جیسے کوئی دشمن چڑھ آتا یا ڈاکا پڑتا ہے) تو کچھ لوگ اُس آواز کی طرف دوڑے (تھوڑی دُور چلے ہوں گے کہ) جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُدھر سے آتے ہوئے مِلے کیونکہ آپ تنہا سب سے پیشتر اُس آواز کی طرف تشریف لے گئے تھے اور آپ (تسلّی کے لہجے میں) فرما رہے تھے کہ ڈرو مت گھبراؤ مت اور آپ ابوطلحہ کے برہنہ پُشت گھوڑے پر سوار تھے یعنی اُس کی پیٹھ پر زین نہ تھا اور آپ کی گردنِ مبارک میں تلوار لٹکی ہوئی تھی آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اس گھوڑے کو فراخ رَوی میں دریا جیسا پایا۔

عَنْ عَبَّاسٍ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُوْنَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُوْنَ مُدْبِرِيْنَ فَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكُضُ بَغْلَتَهٗ قِبَلَ الْكُفَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكُفُّهَا اِرَادَةَ اَنْ لَّا تُسْرِعَ وَاَبُوْ سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ اٰخِذٌ بِرِكَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْ عَبَّاسُ نَادِ اَصْحَابَ السَّمُرَةِ فَقَالَ عَبَّاسٌ وَّكَانَ رَجُلًا صَيِّتًا فَقُلْتُ بِاَعْلٰى صَوْتِيْ اَيْنَ اَصْحَابُ السَّمُرَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَكَاَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِيْنَ سَمِعُوْا صَوْتِيْ عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلٰى اَوْلَادِهَا

حضرت عباس (پیغمبر صاحب کے چچا) کہتے ہیں کہ میں معرکۂ حُنین میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر ہوا جب مسلمانوں اور کافروں کی مُٹھ بھیڑ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے (دیکھکر) جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر کو کافروں کی طرف (بڑھنے کے لیے) ایڑ دینی شروع کی ف اور میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے اُسے (آگے بڑھنے سے) روک رہا تھا کیونکہ میری خواہش یہ تھی کہ خچر جلدی اور تیزی نہ کرے اِدھر ابوسفیان بن الحارث (پیغمبر صاحب کے چچازاد بھائی جو شجعانِ عرب میں سے تھے) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی رکاب پکڑے ہوئے تھے (تاکہ آپ کفار پر تنہا حملہ آور نہ ہوں) پس جناب پیغمبر خُدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عباس! اصحابِ سمرہ کو (جنھوں نے درخت ببول کے نیچے حُدیبیہ کے سفر میں بیعت کی تھی) آواز دو عباس جو بڑے جہیر الصوت آدمی تھے کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز سے کہا۔ اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ عباس کا بیان ہے بخدا جس وقت اُنھوں نے میری یہ آواز سُنی اِس قدر جلد اور تیز شوق و محبت کے ساتھ لوٹے جیسے گائے اپنے بچّوں کی طرف لوٹتی ہے

ف یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کمالِ شجاعت کا ثبوت ملتا ہے

فَقَالُوْا يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ قَالَ فَاقْتَتَلُوْا وَالْكُفَّارَ وَالدَّعْوَةُ فِي الْاَنْصَارِ يَقُوْلُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ يَا مَعْشَرَ الْاَنْصَارِ ثُمَّ قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلٰى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلٰى بَغْلَتِهٖ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا اِلٰى قِتَالِهِمْ فَقَالَ هٰذَا حِيْنَ حَمِيَ الْوَطِيْسُ ثُمَّ اَخَذَ حَصَيَاتٍ فَرَمٰى بِهِنَّ وُجُوْهَ الْكُفَّارِ ثُمَّ قَالَ انْهَزَمُوْا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهٖ فَمَا زِلْتُ اَرٰى حَدَّهُمْ كَلِيْلًا وَاَمْرَهُمْ مُدْبِرًا

اور اظہار خدمت اور امتثال امر کے لیے لبیک لبیک کے نعرے بلند کیے۔ عباسؓ کہتے ہیں پھر تو مسلمان کافروں سے خوب جی کھول کر لڑے اور انصار کو پکارتے وقت غازی لوگ کہہ رہے تھے کہ اے گروہ انصار اے گروہ انصار (مدد کرو) پھر پکارنے اور ندا کرنے کا نچوڑ حارث بن الخزرج کی اولاد پر ہوا۔ اس کے بعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خچر پر چڑھے چڑھے صحابہ کے لڑنے اور دشمنوں سے جنگ کرنے کو اس طرح دیکھا جیسے کوئی گردن اٹھا اٹھا کر کسی شوق کی چیز کو دیکھتا ہے اور فرمایا کہ یہ لڑائی کے گرم ہونے کا وقت ہے پھر آپ نے چند کنکریاں لے کر کفار کے مونہ کی طرف پھینکیں اور فرمایا محمد کے پروردگار کی قسم کافروں نے اب شکست کھائی (عباس کہتے ہیں) خدا کی قسم کفار کو شکست صرف پیغمبر صاحب کے کنکریوں کے پھینکنے کی وجہ سے ہوئی تو میں ہمیشہ دیکھتا رہا کہ اُن کی ساری تیزی کند اور سب کام تباہ و برباد ہوا چلا جا رہا ہے ف

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا وَاللّٰهِ اِذَا احْمَرَّ الْبَاسُ نَتَّقِيْ بِهٖ وَاِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا الَّذِيْ يُحَاذِيْ بِهٖ يَعْنِي

براءؓ کہتے ہیں کہ جب لڑائی خونریز یعنی سخت و تند ہوا کرتی تھی تو ہم پیغمبر صاحب کی پناہ ڈھونڈتے تھے اور ہم میں بڑا دلیر وہی شخص ہوتا تھا جو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابل یعنی

ف جنگ حنین کی مزید تفصیل یہ ہے کہ حنین ایک جگہ کا نام ہے جو مکے اور طائف کے بیچ میں واقع ہے۔ فتح مکہ کے بعد تقریباً دو ہفتے تک جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں مقام کیا اسی اثنا میں آپ کو خبر لگی کہ ہوازن اور ثقیف کے چار ہزار آدمی حنین میں لڑائی کے لیے جمع ہیں آپ دس ہزار مسلمان مہاجرین و انصار اور دو ہزار مکے کے نومسلم لے کر اُن پر چڑھ گئے۔ لشکر کو ایک پہاڑ کی گھاٹی میں سے گزرنا تھا اور تنگی راہ کی وجہ سے تھوڑے تھوڑے آدمی گھاٹی میں سے گزر سکتے تھے اور قوم ہوازن کے لوگ گھاٹی کے قریب مسلمانوں کی گھات میں لگے تھے موقع پا کر ان پر ٹوٹ پڑے۔ مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ اور مکے سے چلتے وقت بعض مسلمانوں کو بڑا غرہ تھا۔ کہ اب تو ہم اتنے سارے ہیں کافروں پر ضرور فتح پالیں گے اور یہ غرہ تھا توکل کے خلاف حکمت سے مسلمانوں کی تادیب کر دی گئی۔ حنین میں گو اوّل بار شکست ہوئی یہاں تک کہ لوگ پیغمبر صاحب کو اکیلا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر حضرت عباس پیغمبر صاحب کے ساتھ تھے اور وہ آدمی تھے بلند آواز انھوں نے للکارا تو مسلمان پھر سمٹ آئے اور لڑائی ملی چھے ہزار لونڈی غلام چوبیس ہزار اونٹ اور چالیس ہزار بکریاں لوٹ میں مسلمانوں کے ہاتھ لگیں تھوڑے روز کے بعد ہوازن قبیلے کے لوگ اسلام لائے اور پیغمبر صاحب سے اپنا مال واپس مانگا۔ پیغمبر صاحب نے اُن کی اہل و عیال کو تو واپس کر دیا لیکن مال غنیمت مسلمانوں ہی کے پاس رہا ۱۲

النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ (صحیحین)	آپ کے پہلو میں کھڑا ہوتا تھا۔

من المترجم۔ جس طرح احکامِ زکوٰۃ مفلس سے جو مالکِ نصاب نہ ہو اور احکامِ حج نا مستطیع سے متعلق نہیں اسی طرح احکامِ جہاد مسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اس لیے کہ جہاد نام ہے مذہبی لڑائی کا اور مذہبی لڑائی نام ہے اس کا کہ دوسرے مذہب والے ہم کو ترکِ اسلام پر مجبور کریں یعنی نماز۔ روزے۔ حج۔ زکوٰۃ سے کہ یہی اسلام کے ارکان ہیں ظلماً منع کریں۔ رہی توحید وہ تو عقیدے کی بات ہے اس کو تو کوئی منع کر ہی نہیں سکتا۔ سو اس قسم کی مجبوری تو مسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ پیش آئی اور نہ پیش آئے کسی کی مذہبی آزادی سے تعرض نہ کرنا۔ ان کے اصولِ حکمرانی میں داخل ہے۔ اور یہ اس کے خلاف کر نہیں سکتے اور ان کے اصولِ سلطنت ہی ان کی سلطنت کے ثبات کی دلیل ہیں اور یہ اس کو خوب سمجھے ہوئے ہیں۔ پھر نری مجبوری بھی جواز جہاد کے لیے کافی نہیں بلکہ قوتِ مقاومت کا ہونا بھی ضرور ہے اور یہ نہیں تو صورتِ حال اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ میں داخل ہے بہرکیف مسلمانانِ ہند کو انگریزی عملداری میں نہ مجبوری ہے اور نہ قوتِ مقاومت۔ یعنی احکامِ جہاد مسلمانانِ ہند سے متعلق نہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم حقوق و فرائض کو جمع کرنے بیٹھے اور جہاد کا باب تک قائم نہیں کیا کہ کہیں عوام کالانعام کے حق میں "سرودِ مستاں یاد دہانیدن" نہ ہو جائے۔ عنوانِ شجاعت کے تحت میں جو آیتیں اور حدیثیں نقل کی گئی ہیں ظاہرا جہاد کے احکام معلوم ہوتے ہیں مگر ہماری غرض صرف اسی قدر ہے کہ شجاعت کے استعمال کا محل ایک تحفظ مذہب بھی ہے اور وہ داخل تحفظِ نفس ہے حدیثوں سے ہمارا مقصودِ اصلی یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پیغمبر صاحب کی نسبت اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ فرمایا ہے اور شجاعت بھی اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور پیغمبر صاحب اس صفت سے بھی علیٰ وجہ الکمال متصف تھے یعنی انسانِ کامل و اکمل تھے۔

ثبات اور استقلال و استقامت

وَلَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَجُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○ (البقرۃ ع ۳۳ پارہ ۲)	اور (طالوت کے ہمراہی) جب جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلے میں آئے تو دعا کی کہ اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کی پچھالیں (انڈیل دے) اور (معرکۂ جنگ میں) ہمارے پاؤں جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے۔
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ (انفال ع ۶ پارہ ۱۰)	مسلمانو! جب کافروں کی کسی فوج سے تمہاری مٹھ بھیڑ ہو جایا کرے تو ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرو تاکہ (آخرکار) تم فلاح پاؤ اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ آپس میں جھگڑا کرنے سے تم ہمت ہار دو گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور لڑائی کی تکلیفوں پر صبر کرو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے۔

اِذْ يُغَشِّيْكُمُ النُّعَاسَ اَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُمْ بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّيْطٰنِ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْاَقْدَامَ ۝ اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ۝ (انفال ع ۲)

یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف سے (تم مسلمانوں کی تسکینِ خاطر) کے لیے اونگھ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اس کے ذریعے سے تم کو پاک کرے۔ اور شیطانی گندگی کو تم سے دور کر دے اور تاکہ تمھارے دلوں کی ڈھارس بندھ جائے اور اسی (پانی) کے ذریعے سے (میدانِ جنگ میں) تمھارے پاؤں جمائے رکھے (اے پیغمبر) یہ وہ وقت تھا کہ تمھارا پروردگار فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمھارے ساتھ ہیں تو تم مسلمانوں کو جمائے رکھو ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے (اچھا) تو لگا اِن کافروں کی گردنوں پر اور لگے اِن کی پور پور پر ف۱

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد ع ۱ پارہ ۲۶)

مسلمانو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے مقابلے میں) تمھارے پاؤں جمائے رکھے گا اور جو لوگ (دینِ حق سے) منکر ہیں اُن کے پاؤں اکھڑ جائیں گے ف۲ اور اُن کا سارا کیا دھرا اکیا گزرا کر دے گا۔

ف۱ اِن آیتوں میں جنگِ بدر کی طرف اشارہ ہے اُس کا مختصر حال یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ سلم کفارِ مکہ کی ایذا ہی سے عاجز آ کر مدینے تشریف لے آئے تھے اور مسلمانوں میں سے بھی جس جس کو موقع ملتا تھا مدینے چلا آتا تھا۔ لیکن کفارِ مکہ اس پر بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور بگاڑ کی بنیاد پڑ گئی تھی اتنے میں پیغمبر صاحب کو معلوم ہوا کہ کفارِ قریش کا قافلہ شام سے مالِ تجارت لے کر مکے کو جا رہا ہے پیغمبر صاحب نے سوچا کہ آیندہ کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی فوجی قوت اور اُن کی جرأت دکھانے کا اچھا موقع ہے آپ قافلے پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کو لے کر نکلے اُدھر اہلِ مکہ کو اپنے قافلے کی اور مسلمانوں کے ارادے کی خبر لگی تو ابو جہل بڑا لشکر جمع کر کے قافلے کی مدد کو چلا قافلے والوں نے دریا کنارے کا رستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی زد سے بچ گئے مگر ابو جہل مقامِ بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض نے کہا ہم قافلے پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے اُن ہی کا تعاقب کرنا چاہیے اور پیغمبر صاحب کو یہ منظور ہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آ رہا ہے اس کا روکنا ضرور ہے آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابو جہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے خدا نے اُن کو کافروں پر فتح بھی دی اَب ایک بات اونگھ اور مینہ کا ذکر ہے سو زعمِ اضطراب کے لیے ایسا اتفاق ہوا کہ مسلمان لگے اونگھنے اور بعض ایسی غفلت کی نیند سوئے کہ خواب دیکھا کیے اگلے دن برسا مینہ جس کی ملکِ عرب میں ہمیشہ سخت ضرورت رہتی ہے اور خاص کر اس موقع پر کہ ابو جہل نے بدر کے تالاب پر پہلے سے قبضہ کر لیا تھا اگر پانی نہ برستا تو مسلمان پیاس کی برداشت نہ کر سکتے اب جو خدا نے پانی برسا دیا تو نہا دھو کر تازہ دم ہو گئے اور پانی کی طرف سے بے فکر کافروں سے لڑے تو اُن کو مار ہٹایا ۱۲ +

ف۲ لغت میں تعس کے کئی معنے لکھے ہیں از انجملہ دو مناسبِ مقام ہیں ایک وہ جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ کہ "وہ ہلاک ہوں گے" اور تہس نہس ہمارے اردو میں بولا جاتا ہے عجب نہیں کہ تہس یہی تعس ہو ۱۲ +

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اَغْمَرَ بَطْنَهُ اَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهُ وَهُوَ يَقُوْلُ

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا
اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ اَبَيْنَا اَبَيْنَا

(بخاری)

براؔ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگِ خندق کے روز مٹی اُٹھا اُٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک مٹی میں چھپ گیا یا غبار آلود ہو گیا تھا (راوی کو شک ہے کہ براؔ نے اَغْمَرَّ کا لفظ کہا یا اَغْبَرَّ کا۔ غرضکہ پیغمبر صاحب مٹی اٹھائے جاتے) اور فرماتے جاتے تھے بخدا اگر خدا (کا فضل و کرم) نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت ہی پاتے اور نہ خیر خیرات ہی کرتے نہ نماز ہی پڑھتے تو (خداوندا) تو اپنی تسلی ہم پر نازل فرما اور جب دشمنوں سے ہماری مُٹھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدم جمائے رکھ ان مشرکوں نے ہم پر زیادتی کی ہے (کیونکہ) جب جب انھوں نے فتنے کی آگ بھڑکانے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کر دیا۔ اور اَبَیْنَا اَبَیْنَا کے ساتھ آپ نے اُونچی آواز کی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران ع ۱ پ ۳)

اَے ہمارے پروردگار ہم کو راہِ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو رحمت (کا خلعت) عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

(شوریٰ ع ۲ - پارہ ۲۵)

تو (اے پیغمبر) تم تو (لوگوں کو) اسی (اصلِ دین) کی طرف بلاتے رہو اور (خود بھی) جیسا تم سے فرما دیا گیا ہے (اس پر) قائم رہو اور ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہش پر نہ چلو اور (ان سے صاف) کہدو کہ کتاب (کی قسم میں) جو کچھ خدا نے اُتارا ہے میرا تو سب پر ایمان ہے اور مجکو (خدا کے ہاں سے) حکم ملا ہے کہ تمہارے درمیان (تمہارے اختلافات کا فیصلہ) انصاف کے ساتھ کروں (وہی) اللہ (تو) ہمارا پروردگار ہے اور (وہی) تمہارا پروردگار (ہے) ہمارا کیا ہم کو اور تمہارا کیا تم کو ہم میں تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ ہی (قیامت کے دن) ہم کو (اور تم کو ایک جگہ) جمع کرے گا اور اُسی کی طرف (سب کو لوٹ کر) جانا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

بس سچے مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر کسی طرح کا شک و شبہہ نہیں کیا اور اللہ کے رستے میں اپنی جان و

إِذْ يُغَشِّيكُمُ النُّعَاسَ أَمَنَةً مِّنْهُ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَاءِ مَاءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهِ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ وَلِيَرْبِطَ عَلَىٰ قُلُوبِكُمْ وَيُثَبِّتَ بِهِ الْأَقْدَامَ ۝ إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ	یہ وہ وقت تھا کہ خدا اپنی طرف سے (تم مسلمانوں کی تسکین خاطر) کے لیے اونگھ کو تم پر طاری کر رہا تھا اور آسمان سے تم پر پانی برسا رہا تھا تاکہ اُس کے ذریعے سے تم کو پاک کرے۔ اور شیطانی گندگی کو تم سے دُور کر دے اور تاکہ تمہارے دلوں کی ڈھارس بندھائے اور اُسی (پانی) کے ذریعے سے (میدانِ جنگ میں) تمہارے پاؤں جمائے رکھے (اے پیغمبر) یہ وہ وقت تھا کہ تمہارا پروردگار فرشتوں کو حکم دے رہا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں تو تم مسلمانوں کو جمائے رکھو ہم عنقریب کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈال دیں گے (اچھا) تو لگاؤ ان کافروں کی گردنوں پر اور لگاؤ ان کی پور پور پر وا
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ محمد ع ۱ پارہ ۲۶	مسلمانو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور (دشمنوں کے مقابلے میں) تمہارے پاؤں جمائے رکھے گا اور جو لوگ (دینِ حق سے) منکر ہیں اُن کے پاؤں اُکھڑ جائیں گے وا اور اُن کا سارا کیا دھرا خدا اکیا کرا کرے گا۔

ف ان آیتوں میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے اُس کا مختصر حال یہ ہے کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کفارِ مکہ کی ایذا ہی سے عاجز آکر مدینے تشریف لے آئے تھے اور مسلمانوں میں سے بھی جس جس کو موقع ملتا تھا مدینے چلا آتا تھا۔ لیکن کفارِ مکہ اس پر بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتے تھے اور لڑائی کی بنیاد پڑ گئی تھی اتنے میں پیغمبر صاحب کو معلوم ہوا کہ کفارِ قریش کا قافلہ شام سے مال تجارت لے کر مکے کو جا رہا ہے پیغمبر صاحب نے سوچا کہ آیندہ کے تحفظ کے لیے مسلمانوں کی فوجی قوت اور اُن کی جرأت دکھانے کا اچھا موقع ہے آپ قافلے پر حملہ کرنے کے ارادے سے مسلمانوں کو لے کر نکلے اُدھر اہلِ مکہ کو اپنے قافلے کی اور مسلمانوں کے ارادے کی خبر لگی تو ابوجہل بڑا لشکر جمع کر کے قافلے کی مدد کو چلا قافلے والوں نے دریا کنارے کا رستہ اختیار کیا اور مسلمانوں کی زد سے بچ گئے مگر ابوجہل بمقام بدر تک چڑھا چلا آیا تو مسلمانوں میں اختلاف ہوا بعض نے کہا ہم قافلے پر حملہ کرنے کی غرض سے آئے تھے اُن ہی کا تعاقب کرنا چاہیے اور پیغمبر صاحب کو یہ منظور ہوا کہ دشمن چھاتی پر چڑھا چلا آرہا ہے اُس کا روکنا ضرور ہے آخر پیغمبر صاحب کے سمجھانے بجھانے سے ابوجہل کے ساتھ لڑائی ٹھن گئی اور باوجودیکہ مسلمان تھوڑے اور بے سامان تھے خدا نے اُن کو کافروں پر فتح بھی دی اب ایک بات اُونگھ اور مینہ کا مذکور ہے سو نہ اضطراب کے لیے ایسا اتفاق ہوا کہ مسلمان لگے اُونگھنے اور بعض ایسی غفلت کی نیند سوئے کہ خواب دیکھے اگلے دن برسا مینہ جس کی ملکِ عرب میں ہمیشہ سخت ضرورت رہتی ہے اور خاص کر اس موقع پر کہ ابوجہل نے بدر کے تالاب پر پہلے سے قبضہ کر لیا تھا اگر پانی نہ برستا تو مسلمان پیاس کی برداشت نہ کر سکتے اب جو خدا نے پانی برسا دیا تو نہا دھو کر تازہ دم ہو گئے اور پانی کی طرف سے بے فکر کافروں سے لڑے تو اُن کو مار ہٹایا ۱۲ +

وا لغت میں تعس کے کئی معنے لکھے ہیں از انجملہ دو مناسبِ مقام ہیں ایک وہ جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ کہ "وہ ہلاک ہوں گے" اور تہس نہس محاورے میں بولا جاتا ہے عجب نہیں کہ تہس بھی تعس ہو ۱۲ +

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتّٰى اَغْمَرَ بَطْنَهٗ اَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهٗ وَهُوَ يَقُوْلُ

وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا ۔ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ۔ وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

اِنَّ الْاُوْلٰى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ۔ اِذَا اَرَادُوْا فِتْنَةً اَبَيْنَا

وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهٗ اَبَيْنَا اَبَيْنَا

(بخاری)

برا کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جنگِ خندق کے روز مٹی اُٹھا اُٹھا کر پھینک رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا بطن مبارک مٹی میں چھپ گیا یا غبار آلود ہو گیا تھا (راوی کو شک ہے کہ برا نے اَغمرَ کا لفظ کہا یا اَغبرَ کا۔ غرضکہ پیغمبر صاحب مٹی اُٹھائے جاتے) اور فرماتے جاتے تھے بخدا اگر خدا (کا فضل و کرم) نہ ہوتا تو ہم نہ ہدایت ہی پاتے اور نہ خیر خیرات ہی کرتے نہ نماز ہی پڑھتے تو (خداوندا) تو اپنی تسلّی ہم پر نازل فرما اور جب دشمنوں سے ہماری مُٹھ بھیڑ ہو تو ہمارے قدم جمائے رکھ ان منکروں نے ہم پر زیادتی کی ہے (کیونکہ) جب جب انھوں نے فتنے کی آگ بھڑکانے کا ارادہ کیا ہم نے انکار کر دیا۔ اور اَبَیْنَا اَبَیْنَا کے ساتھ آپ نے اُونچی آواز کی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝ (آل عمران ع ۱ پ ۳)

اے ہمارے پروردگار ہم کو راہِ راست پر لائے پیچھے ہمارے دلوں کو ڈانواں ڈول نہ کر اور اپنی سرکار سے ہم کو (رحمت کا خلعت) عطا فرما کچھ شک نہیں کہ تو بڑا دینے والا ہے۔

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

(شورٰی ع ۲۔ پارہ ۲۵)

تو (اے پیغمبر) تم تو (لوگوں کو) اِسی (اصلِ دین) کی طرف بلاتے رہو اور (خود بھی) جیسا تم سے فرما دیا گیا ہے (اُس پر) قائم رہو اور ان (یہود و نصاریٰ) کی خواہش پر نہ چلو اور (ان سے صاف) کہہ دو کہ کتاب (کی قسم میں) جو کچھ خدا نے اُتارا ہے میرا تو سب پر ایمان ہے اور مجکو (خدا کے ہاں سے) حکم ملا ہے کہ تمھارے درمیان (تمھارے اختلافات کا فیصلہ) انصاف کے ساتھ کروں (وہی) اللہ (تو) ہمارا پروردگار ہے اور (وہی) تمھارا پروردگار (ہے) ہمارا کیا ہم کو اور تمھارا کیا تم کو ہم میں تم میں کچھ جھگڑا نہیں اللہ ہی (قیامت کے دن) ہم کو (اور تم کو) ایک جگہ جمع کرے گا اور اُسی کی طرف (سب کو) لوٹ کر جانا ہے۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ

بس سچے مسلمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اُس کے رسول پر ایمان لائے پھر (کسی طرح کا) شک (و شبہہ) نہیں کیا اور اللہ کے رستے میں اپنی جان و

اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (حجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	مال سے کوشش کی (حقیقت میں) یہی سچے مسلمان ہیں۔

من المترجم۔ ثبات اور استقلال و استقامت کوئی جداگانہ خصلت نہیں بلکہ شجاعت کی شرط لازمی ہے ثبات و استقلال کا نہ ہونا ضعف ہمت اور بزدلی کی دلیل ہے۔ افعال روئیدگی کی جگہ ہیں اور ارادہ زمین۔ یا ارادہ اصل ہے اور افعال فرع۔ زمین کمزور ہو تو روئیدگی آپ سے آپ ٹھٹھری ہوئی ہوگی۔ جڑ کھوکلی ہو تو شاخیں ضرور مرجھائی ہوں گی۔ یعنی ضعیف الارادہ متزلزل الرائے ناستقل مزاج آدمی کسی کام کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اور ہمیشہ اس کی سعی لاحاصل و ناشکور رہتی ہے۔ حقیقت میں وہ کما حقہ سعی نہیں کر سکتا تو نتیجہ کما حقہ کیوں ہو[1] وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۝ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ۝ ثُمَّ یُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ثبات و استقامت کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔ تو ہم مسلمانوں کی حالت بہت ہی خراب حالت ہے۔ اور یہ بڑی وجہ ان کی خستہ حالی کی ہے۔ دین کے اعتبار سے وہ بے پیندی کے بدھنے ہیں۔ ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں دوسرے کے گھر کی کیا ہو کسی دوسرے مذہب کا آدمی اعتراض کر بیٹھے تو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ صرف اس لیے مسلمان ہیں کہ مسلمان کے گھر پیدا ہوئے مسلمانوں کا سا نام رکھا گیا۔ مسلمانوں میں پلے بڑے ہوئے۔ قرآن جگہ جگہ دوسرے مذہب والوں کو تقلید آبائی پر ملامت کرتا ہے کہ یہی تقلید ان کو مانع قبول حق تھی۔ ہم مسلمان بھی تقلید کے الزام سے بری نہیں۔ مذہب کا قاعدہ ہے کہ جتنا پرانا ہوتا جاتا ہے اس کی اصلیت بدلتی جاتی ہے۔ اسی کے پیرو غلو اور تعصب اور غلط فہمی سے اس میں افراط و تفریط کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اصلیت سے دور جا پڑتے ہیں۔ اسلام بھی ایسے تصرفات سے محفوظ نہیں رہا۔ قرآن کے لفظوں پر بس نہ چلا تو لگے اس کے معنوں میں اختلاف کرنے۔ مختلف فرقوں کی تفسیریں پڑھو تو حقیقت معلوم ہو۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک آدمی کی صورت شکل دوسرے سے نہیں ملتی۔ اسی طرح ایک آدمی کی رائے بھی دوسرے کی رائے سے نہیں ملتی[2] وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ۔ قرآن کی تفسیر تعبیر توجیہ تاویل میں تو خیر جو اختلاف تھا سو تھا۔ قرآن کے بعد حدیث ہیں اور حدیث کے بعد فقہ میں اختلاف نے خوب دل کھول کر پاؤں پھیلائے اور یوں جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ الخ پوری ہوئی اور وہ پوری ہونی ہی تھی۔ آئے دن نئے نئے فرقے نکلتے چلے آرہے ہیں۔ اصل میں تقلید کا قوام بگڑا ہوا ہے اور تقلید کے ساتھ ثبات و استقامت کا۔ ایک وہ ہیں جو سلطنت کو تمام خوبیوں کا معیار قرار دیتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے حق میں اس کتاب کے مؤلف نے اپنے ایک لکچر میں چند اشعار کہے تھے جو حصہ دوم حقوق العباد کے باب حقوق النفس عنوان لباس صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں درج ہیں تجدیداً اس مقام پر انھیں بھی پڑھنا چاہیئے۔

ایک وہ ہیں جو پچھلوں کی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں اور[3] اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ کی طرف

[1] اور یہ کہ انسان کو وہی تنہا ہی ملے گا جتنی اس نے کوشش کی اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر (قیامت کے دن) دیکھی جائے گی پھر اس کا پورا بدلہ ملے گا ۱۲

[2] اور لوگ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس ۔۔ ۱۲

[3] بھلا اگر ان کے بڑے کچھ بھی نہ سمجھتے اور نہ راہ راست پر چلتے

ملتفت نہیں ہوتے۔ ثبات و استقامت کی متعین تدبیر ہے خُذْ مَا صَفَا وَدَعْ مَا كَدِرَ مگر صاف اور کدر کی تمیز کے لیے چاہیئے عقل سلیم اور اسی کا ہم مسلمانوں میں توڑا ہے۔ مطلق آزادی اور مطلق تقلید دونوں افراط تفریط کے درجے ہیں اور عافیت بَیْنَ بَیْن میں ہے اِس واسطے کہ آدمی کی بناوٹ ہی اِس طرح کی واقع ہوئی ہے اُس کو پیدا ہوئے پیچھے پہلے گھر کی پھر مکتب کی پھر اُستاد کی پھر کارفرما کی پھر حاکم وقت کی چند در چند پابندیاں کرنی پڑتی ہیں یعنی مطلق آزادی اُس کو ساری عمر نصیب نہیں ہوتی ایک نہایت عمدہ مضمون کو ایک شاعر نے کیسے بھونڈے پیرایے میں باندھا ہے کہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

پابندی آدمی کے لیے شرطِ زیست ہے۔ منجملہ اور پابندیوں کے ایک پابندی تقلید کی بھی ہے۔ اور افعال کی کون کہے تقلید کے بدون بولنا بات کرنا تک بھی تو آدمی کو نہیں آ سکتا۔ پس تقلید سے چارہ نہیں جس طرح غذا سے چارہ نہیں مگر جس طرح بہت کھانے سے آدمی اپھر کر مر جاتا ہے افراط تفریط بھی آدمی کو خوار کرتی ہے ؎

لطف حق با تو مواسا ہا کند چونکہ از حد بگزرد رسوا کند

افراط تقلید کا بدترین نتیجہ تو یہ ہے کہ ترقی کی سدِّ راہ ہے اور آدمی کو اُس شرف سے محروم رکھتی ہے جس کا مادہ اُس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ نفسِ تقلید میں تو ہم کو کچھ بھی اعتراض نہیں کیونکہ تقلید انسان کا ایک فعل اضطراری ہے اور وہ ایک اعتبار سے ترقی کی محرک اور ہادی اور مصلح ہے۔ اعتراض جو کچھ بھی ہے اعمالِ فکر اور اُس نمونے کے انتخاب میں ہے جس کو ہم تقلید کے لیے اختیار کرتے ہیں ؎

ای بسا ابلیس آدم روئے ہست پس بہر دستے نباید داد دست

سب سے زیادہ مکروہ تقلید جو عام و خاص سب مسلمان کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی متنفس اِس سے بچا ہوگا رسم و رواج کی تقلید ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک بلکہ مرے پیچھے تک ایسی کون سی حالت ہے جو محکوم مراسم نہیں اور مراسم بھی وہ جس کی اسلامی شریعت میں کہیں اصل نہیں اور اکثر تو خلاف شرع منجر بمعصیت اور داخل اسراف ہیں اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا مراسم کے پھندوں سے نکلنے کے لیے چاہیئے ہمت اور ہمت اور ہمت نے ثبات و استقامت کی شجاعت [illegible] سکتا ہے۔ ثبات و استقامت کا شخص کہ [illegible]

اَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ○ (حجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	مال سے کوشش کی (حقیقت میں) یہی سچے مُسلمان ہیں۔

من المترجم۔ ثبات اور استقلال و استقامت کوئی جداگانہ خصلت نہیں بلکہ شجاعت کی شرطِ لازمی ہے ثبات و استقلال کا نہ ہونا ضعف ہمت اور بزدلی کی دلیل ہے۔ افعال روئیدگی کی جگہ ہیں اور ارادہ زمین۔ یا ارادہ اصل ہے اور افعال فرع۔ زمین کمزور ہو تو روئیدگی آپ سے آپ ٹھٹھری ہوئی ہوگی۔ جڑ کھوکلی ہو تو شاخیں ضرور مرجھائی ہوں گی۔ یعنی ضعیف الارادہ متزلزل الرائے ناستقل مزاج آدمی کسی کام کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ اور ہمیشہ اس کی سعی لاحاصل و نامشکور ہوتی ہے۔ حقیقت میں وہ کما حقہٗ سعی نہیں کرسکتا تو نتیجہ کما حقہٗ کیوں ہو۔[1] وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ○ وَاَنَّ سَعْیَهٗ سَوْفَ یُرٰی ○ ثُمَّ یُجْزٰهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰی ثبات و استقامت کے اعتبار سے دیکھا جاتا ہے۔ تو ہم مسلمانوں کی حالت بہت ہی خراب حالت ہے۔ اور یہ بڑی وجہ ان کی خستہ حالی کی ہے۔ دین کے اعتبار سے وہ بے پیندی کے بدھنے ہیں۔ ان کو اپنے گھر کی خبر نہیں دوسرے کے گھر کی کیا ہو کسی دوسرے مذہب کا آدمی اعتراض کر بیٹھے تو جواب دیتے نہ بن پڑے۔ وہ صرف اس لیے مسلمان ہیں کہ مُسلمان کے گھر پیدا ہوئے مسلمانوں کا سا نام رکھا گیا۔ مسلمانوں میں پلے بڑے ہوئے۔ قرآن جگہ جگہ دوسرے مذہب والوں کو تقلید آبائی پر ملامت کرتا ہے کہ وہی تقلید اُن کو مانع قبولِ حق تھی۔ ہم مُسلمان بھی تقلید کے الزام سے بری نہیں۔ مذہب کا قاعدہ ہے کہ جتنا پُرانا ہوتا جاتا ہے اُس کی اصلیت بدلتی جاتی ہے۔ اُسی کے پیرو غلو اور تعصب اور غلط فہمی سے اس میں افراط و تفریط کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اصلیت سے دُور جا پڑتے ہیں۔ اسلام بھی ایسے تصرفات سے محفوظ نہیں رہا۔ قرآن کے لفظوں پر بس نہ چلا تو لگے اُس کے معنوں میں اختلاف کرنے۔ مختلف فرقوں کی تفسیریں پڑھو تو حقیقت معلوم ہو۔ بات یہ ہے کہ جس طرح ایک آدمی کی صورت شکل دوسرے سے نہیں ملتی۔ اسی طرح ایک آدمی کی رائے بھی دوسرے کی رائے سے نہیں ملتی[2] وَلَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّکَ وَلِذٰلِکَ خَلَقَهُمْ۔ قرآن کی تفسیر، تعبیر، توجیہ، تاویل میں تو خیر جو اختلاف تھا سو تھا۔ قرآن کے بعد حدیث ہیں اور حدیث کے بعد فقہ میں اختلاف نے خوب دل کھول کر پاؤں پھیلائے اور یوں جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سَتَفْتَرِقُ اُمَّتِیْ پُوری ہوئی اور وہ پُوری ہونی ہی تھی۔ آئے دن نئے نئے فرقے نکلتے چلے آرہے ہیں۔ اصل میں تقلید کا قوام بگڑا ہوا ہے اور تقلید کے ساتھ ثبات و استقامت کا۔ ایک وہ ہیں جو سلطنت کو تمام خوبیوں کا معیار قرار دیتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے حق میں اس کتاب کے مؤلف نے اپنے ایک لکچر میں چند اشعار کہے تھے جو حصّہ دوم حقوق العباد کے باب حقوق النفس عنوان لباس صفحہ ۶۸ و ۶۹ میں درج ہیں تجدیداً اس مقام پر انھیں بھی پڑھنا چاہیئے۔

ایک وہ ہیں جو پچھلوں کی لکیر کے فقیر بنے بیٹھے ہیں اور[3] اَوَلَوْ کَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ کی طرف

[1] اور یہ کہ انسان کو وتنا ہی ملے گا جتنی اُس نے کوشش کی اور یہ کہ اُس کی کوشش آگے چل کر (قیامت کے دن) دیکھی جائے گی۔ پھر اُس کو اُس کا پُورا پورا بدلہ ملے گا ۱۲

[2] اور لوگ ہمیشہ آپس میں اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر تمھارا پروردگار فضل کرے اور اسی لیے تو اُن کو پیدا کیا ہے ۱۲

[3] بھلا اگر ان کے بڑے کچھ بھی نہ سمجھتے اور نہ راہِ راست پر چلتے رہے ہوں تو بھی وہ اُن ہی کی پیروی کیے چلے جائیں گے ۱۲ +

ملتفت نہیں ہوتے۔ ثبات و استقامت کی متعین تدبیر ہے خُذْ مَا صَفَا وَ دَعْ مَا کَدِرَ مگر صاف اور کدر کی تمیز کے لیے چاہیئے عقل سلیم اور اسی کا ہم مسلمانوں میں توڑا ہے۔ مطلق آزادی اور مطلق تقلید دونوں افراط تفریط کے درجے ہیں اور عافیت بَین بَین میں ہے اِس واسطے کہ آدمی کی بناوٹ ہی اس طرح کی واقع ہوئی ہے اُس کو پیدا ہوئے پیچھے پہلے گھر کی پھر مکتب کی پھر اُستادوں کی پھر کار فرماؤں کی پھر حاکموں کی چند در چند پابندیاں کرنی پڑتی ہیں یعنی مطلق آزادی اُس کو ساری عمر نصیب نہیں ہوتی ایک نہایت عمدہ مضمون کو ایک شاعر نے کیسے بھونڈے پیرایے میں باندھا ہے کہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے — کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخیٔ دوراں سے

پابندی آدمی کے لیے شرطِ زیست ہے۔ من جملہ اور پابندیوں کے ایک پابندی تقلید کی بھی ہے۔ اور افعال کی کون کہے تقلید کے بدون بولنا بات کرنا تک بھی تو آدمی کو نہیں آسکتا۔ پس تقلید سے چارہ نہیں جس طرح غذا سے چارہ نہیں مگر جس طرح بہت کھانے سے آدمی اپھر کر مر جاتا ہے افراط تفریط بھی آدمی کو خوار کرتی ہے ؎

لطفِ حق با تو مواسا ہا کند — چونکہ از حد بگزرد رسوا کند

افراط تقلید کا بدترین نتیجہ تو یہ ہے کہ ترقی کی سدِ راہ ہے اور آدمی کو اُس شرف سے محروم رکھتی ہے جس کا مادہ اُس میں ودیعت رکھا گیا ہے۔ نفسِ تقلید میں تو ہم کو کچھ بھی اعتراض نہیں کیونکہ تقلید انسان کا ایک فعل اضطراری ہے اور وہ ایک اعتبار سے ترقی کی محرک اور ہادی اور مصلح ہے۔ اعتراض جو کچھ بھی ہے اعمالِ فکر اور اُس نمونے کے انتخاب میں ہے جس کو ہم تقلید کے لیے اختیار کرتے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نباید داد دست

سب سے زیادہ مکروہ تقلید جو عام و خاص سب مسلمان کرتے ہیں اور شاید ہی کوئی متنفس اس سے بچا ہو گا رسم و رواج کی تقلید ہے۔ پیدا ہونے سے لے کر مرنے تک بلکہ مرے پیچھے تک ایسی کون سی حالت ہے جو محکومِ مراسم نہیں اور مراسم بھی وہ جس کی اسلامی شریعت میں کہیں اصل نہیں اور اکثر تو خلاف شرع منجر معصیت اور داخل اسراف ہیں اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوْرًا[۱] مراسم کے پھندوں سے نکلنے کے لیے چاہیئے ہمّت اور اسی لیے ہم نے ثبات و استقامت کو شجاعت کے تحت میں رکھا ہے۔ ثبات و استقامت کی ہر شخص کو ہر حالت میں ضرورت ہے خاص کر ان وقتوں میں خاص کر مذہبی اور تمدنی ثبات و استقامت کی۔ کہ ان ہی دو چیزوں میں اِن دنوں بڑی گڑبڑ مچی ہوئی ہے لوگ ہیں کہ حتے الامکان انگریز بننا چاہتے ہیں اور مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ[۲] سے چڑتے ہیں۔ انگریزوں میں بہت سی باتیں اچھی ہیں جن کی وجہ سے وہ دنیا میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں ؏ دولت نہ دہد خدائے کس را گزاف +

اور ان میں بعض باتیں بُری بھی ہیں ؏ کہ ہیچ نفس بشر خالی از خطا نبود + یا اچھی ہیں ان کے لیے اور بُری ہیں ہمارے لیے چونکہ بدنصیبی سے ہماری عقلوں میں فتور آگیا ہے۔ ان کی خوبیاں تو اختیار نہیں کرتے جیسے جفاکشی۔ ضبطِ اوقات۔

---

[۱] بے شک دولت کے بے جا اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲ +

[۲] جو شخص کسی قوم سے مشابہت پیدا کرے وہ اُن ہی میں شمار کیا جائے گا ۱۲ +

حفظانِ صحت - علم کا شوق - ہر بات کی کرید - باہمی اتفاق - حبِ وطن - راستی - انصاف - خوش معاملگی - ایفاء وعد - ہمت، استقلال - حرفت وصنعت - ایجاد واختراع وامثالہا اور اُن باتوں کی نقل کی طرف دوڑتے ہیں جو واقع میں بُری ہیں یا ہمارے حق میں بُری ہیں جیسے بادہ خواری - عورتوں کی اتنی بے پردگی عام طور پر مذہب کی طرف سے بے پروائی اور اسی قبیل سے اور چند باتیں -

علوِ ہمت

لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۣ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا ۭ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

(مسلمانو!) تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیان) میں ضرور تمہاری (ایمان داری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود ونصاریٰ) اُن سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سُنوگے اور اگر صبر کیے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے نہ جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں -

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا کہ) بیٹا! نماز پڑھا کر اور (لوگوں کو) اچھے کاموں (کے کرنے) کی نصیحت کیا کر اور بُرے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جیسی پڑے جھیل بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَّهُمْ ۭ كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ ۙ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (احقاف ع ۴ پارہ ۲۶)

(تو (اے پیغمبر) جس طرح (اور) ہمت والے پیغمبروں نے (کافروں کی ایذاؤں پر) صبر کیا تم بھی صبر کرو اور (ان کے لیے (عذاب کی) جلدی نہ مچاؤ جس دن (قیامت کو) دیکھ لیں گے جس کا وعدہ ان سے کیا جاتا ہے تو (ان کو ایسا معلوم ہوگا کہ) گویا (دنیا میں) بہت رہے ہوں گے تو (سارے) دن میں سے ایک گھڑی بھر (لوگوں کو حکم خدا کا پہنچانا تھا سو) پہنچا دیا گیا (اب اس کے بعد) جو لوگ نافرمان ہوں گے وہی ہلاک ہوں گے -

من المترجم - ہمت سے ہماری مراد ہے بلند نظری - عالی حوصلگی جس کی مقابل ہے ذلت وخواری یہ خصلت اگر منجر بہ کبر

نہ ہو تو مجبوراً ابنائے جنس پر برتری کا حاصل کرنا شرافتِ نفس کی دلیل ہے وَفِي ذٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ؁

ہمت بلند دار کہ پیشِ خدا و خلق　　باشد بقدرِ ہمت تو اعتبارِ تو

اِس خصلت کا ظہور اکثر طلب کے مواقع پر ہوتا ہے بشمولِ شجاعت ؏ جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے ممنوع خواہشوں کو دبائے رکھنا - مشکلات جو پیش آئیں اُن پر صبر کرنا - اعلیٰ درجے کی بہادری ہے دنیا عالمِ اسباب ہے حصولِ مُدعا کا پہلا اور فی اغلب الاحوال قوی سبب عزمِ مصمم ہے اور اسی کا نام ہے ہمت - عمدہ خصائل میں سے جس خصلت پر نظر پڑتی ہے مُسلمانوں میں اسی کا گھاٹا ہے اور سب سے زیادہ خود ہم میں وَمَا أُبَرِّئُ نَفْسِيْ إِنَّ النَّفْسَ لَأَمَّارَةٌ بِالسُّوْءِ إِلَّا مَا رَحِمَ رَبِّيْ إِنَّ رَبِّيْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ؏ - قصورِ ہمت کی وجہ سے اُنھوں نے سلطنت کھوئی دنیا کی دولت کھوئی عزت کھوئی اب سوائے ادعائی دینداری کے اِن کے پاس ہے کیا ؁

تو کہ بدولت ایشان رسی کہ نتوانی　　بجز دو رکعت و آن ہم بصد پریشانی

یہ خودداری ہی تو ہے جس نے انسان کو خدا پرستی کی طرف راہ نمائی کی کہ وہ مرئیات اور مشاہدات میں سے کسی کے آگے سرِ بندگی خم نہیں کرتا - ہم بت پرستوں کو دیکھتے ہیں اور خدا کے سوائے کسی اَور کی پرستش کرنا - یا پرستش میں کسے باشد کسی کو خدا کا شریک بنانا بت پرستی ہے غرض ہم بت پرستوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ انسانیت کے اعتبار سے اشرف المخلوقات ہو کر پتھروں کے آگے حیوانات نباتات کے آگے عناصر کے آگے اجرامِ فلکی کے آگے حرے جیتے اپنے جیسے آدمیوں کے آگے سجدے کرتے ہیں اِن کے آگے گڑگڑاتے ہیں اِن سے دعائیں مانگتے ہیں جس کے یہ معنی ہیں کہ وہ تمام مخلوقات سے فروتر ہیں اس سے بڑھ کر ذلت کیا ہوگی سب سے اچھا - اُن کی اپنی فطری شرافت کو نباہتا ہے وہ جھکتا بھی ہے تو ایسی ہستی کے آگے جو قدرت سے ظاہر اور ذات و صفات سے پوشیدہ ہے هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ - خیر یہ تو دین کی باتیں ہیں دُنیا میں اوّل درجے حکومت کی عزت ہے اور حکومت سے دوسرے درجے پر دولت کی - للاکثر حکم الکل کے لحاظ سے مُسلمانوں کی قوم کو دوسری قوموں سے مقابلہ کرو تو چار و ناچار ماننا پڑے گا کہ ؁

عزت نہیں ہنر نہیں پلّے ٹکا نہیں　　دنیا میں اب تو جینے کا مطلق مزا نہیں

ساری خرابیاں اِس پر متفرع ہیں کہ اکثر مُسلمان خاص کر وہ جن کو دینداری کے دعوے ہیں دنیاوی عزت کو عزت ہی نہیں سمجھتے - دنیاوی عزت کو عزت سمجھیں تو اُس کے وسائل بہم پونہچائیں اور ہمت نہ ہاریں - یہود کے حق میں خدا فرماتا ہے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ　وہ ذلت اور مسکنہ یہی دنیاوی ذلت اور محتاجی تھی جس میں ہماری قوم مبتلا ہے پھر خدای تعالیٰ پیغمبر صاحب پر وَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنٰى کی منت رکھتا ہے اِس سے بڑھ کر تونگری کی مدح اَور کیا ہو گی - باوجودیکہ مُونہ سے لَا يَعْلَمُ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرتے ہیں - مگر عزت اور خوش حالی کی طرف سے آس توڑ بیٹھے ہیں ؁

مزن فالِ بد کآورد حالِ بد　　مبادا کسے کو زند فالِ بد

یہ نہیں خیال کرتے کہ دنیاوی دولت و حشمت کے بدون اعلاءِ کلمۃ اللہ کیسے ممکن ہے فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ؏ - کلمۃ اللہ کوئی علٰحدہ موجود فی الخارج چیز نہیں جس کا اعلاء کیا جائے مسلمانوں کی دنیاوی

؏ اور ریوں ایس … بندہ بشر ہوں اپنی سبت نہیں کہتا کہ میں فرشتوں کی طرح ایک صاف ہوں کیونکہ نفس برائی پر … آدمی کو … ہے الا ماشاء … مگر یہ کہ میرا پروردگار رحم کرے کچھ شک نہیں کہ میرا پروردگار بخشنے والا مہربان ہے ۱۲

؏ بات یہ ہے کہ کچھ آنکھیں اندھی نہیں ہوا کرتیں بلکہ دل جو سینوں میں ہیں وہ اندھے ہو جایا کرتے ہیں ۱۲

خوش حالی کا نام ہے کلمۃ اللہ۔ حکومت اور سلطنت کا نام نہ لو وہ تو ہم سے ایسی گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ مگر

خدا گر بحکمت بہ بندد درے　　کشاید بلطف و کرم دیگرے

حکومت کے علاوہ معاش کے اور بھی ذریعے ہیں نوکری ہے تجارت ہے زراعت ہے حرفت و صناعت ہے ہم قاصر الہمت تو کسی بات میں بھی دوسری قوموں کی ہمسری نہیں کر سکتے اور اسی کا رونا ہے۔ اپنے محلے کو دوسروں کے محلوں سے اپنے تمول کو دوسروں کے تمول سے۔ اپنی تجارت کو دوسروں کی تجارت سے اپنی کمپنیوں کو دوسروں کی کمپنیوں سے اپنی زمینداری کو دوسروں کی زمینداری سے اپنے میلوں کو دوسروں کے میلوں سے اپنے تیوہاروں کو دوسروں کے تیوہاروں سے اپنے سرکاری عہدہ داروں کو دوسروں کے سرکاری عہدہ داروں سے اپنی تعلیم کو دوسروں کی تعلیم سے یعنی جس پہلو سے چاہو اپنے کو دوسروں سے مقابلہ کر کے دیکھو تو معلوم ہو کہ ہم اسفل السافلین میں ہیں اور دوسرے اعلیٰ علیین میں۔ کیا حمیت اور غیرت اور ہمت کا یہی تقاضا ہے۔ حاشا و کلا

آہستگی

وَيَدْعُ الْإِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ عَجُولًا ۝ (بنی اسرائیل ع۲ پارہ ۱۵)	اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اُسی طرح رو گیر ہو کر کبھی (برائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے) ف اور انسان بڑا جلد باز ہے۔
فَتَعَالَى اللَّهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ وَلَا تَعْجَلْ بِالْقُرْآنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُقْضَى إِلَيْكَ وَحْيُهُ وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي عِلْمًا ۝ (طٰہٰ ع۶ پارہ ۱۶)	پس اللہ عالی شان (اور دونوں جہان کا) حقیقی بادشاہ ہے اور (اے پیغمبر تمہاری طرف جو قرآن وحی کیا جاتا ہے) وحی کے تمام ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرتے رہو کہ اے میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم نصیب کر
عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْأَنَاةُ مِنَ اللَّهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ ۝ (ترمذی)	سہل بن سعد الساعدی سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاموں میں آہستگی اختیار کرنا خدا کی طرف سے ہے اور جلدی شیطان کی طرف سے ہے۔

ف اپنے حق میں دعاے بد کرنے کے دو پہلو ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ آدمی کو علم غیب تو دیا نہیں گیا بسا اوقات وہ ایک مطلب کو غلط فہمی سے اپنے حق میں مفید سمجھ کر خدا سے اس کی خواستگاری کرتا ہے اور حقیقت میں وہ اُس کے حق میں مضر ہے مثلاً ایک لاولد خدا سے فرزند کے لیے دعا کرتا ہے اور وہ بڑا ہو کر ایسا نالائق ثابت ہو کہ خاندان کی دولت اور آبرو کو تباہ کر دے۔ دوسرا پہلو وہ ہے کہ پیغمبر صاحب کے منکر عذاب خدا سے ڈراتے تھے اور کافر جھوٹ سمجھ کر اس کے لیے جلدی مچاتے تھے واذ قالوا اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ من السماء

او ائتنا بعذاب الیم (انفال ع۴ پ۹) وقال یستعجلونک بالعذاب ولولا اجل مسمّی لجاءہم العذاب ... (عنکبوت ع۶ پ۲۱)

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ الْاَعْمَشُ لَا اَعْلَمُہٗ اِلَّا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ التُّؤَدَۃُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ خَیْرٌ اِلَّا فِیْ عَمَلِ الْاٰخِرَۃِ ۔ (ترمذی)

مُصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ”اعمش (راوی حدیث) نے کہا میں اس حدیث کو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے مروی جانتا ہوں“ مصعب کے باپ نے کہا کہ آہستگی ہر چیز میں بہتر ہے مگر عمل آخرت میں بہتر نہیں (بلکہ جس قدر ممکن ہو جلدی کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَرْجِسَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْتُ الْحَسَنُ وَالتُّؤَدَۃُ وَالْاِقْتِصَادُ جُزْءٌ مِّنْ اَرْبَعٍ وَّعِشْرِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ ۔ (ترمذی)

سرجس کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نیک چلنی اور آہستگی اور ہر چیز میں میانہ روی نبوت کے چوبیس حصوں میں کا ایک حصہ ہے (یعنی خصائل انبیا علیہم السلام میں کی ایک خصلت ہے)

من المترجم آہستگی کے عنوان سے ہماری مُراد ہے جلدی کی ضد۔ آہستگی ہو یا جلدی اکثر تو خلقی ہوتی ہے کہ صفراوی مزاج کے آدمی جلد باز ہوتے ہیں بلغمی مزاج کے دھیمے۔ مگر خلقی عادات بھی مشق و مہارت سے کم و بیش ہوتی رہتی ہیں اور اسی وجہ سے فن اخلاق میں ان سے بھی بحث کی جاتی ہے۔ آہستگی اور جلدی کے نسب کا پتہ لگانا چاہو تو وہ منتہی ہوتا ہے کبھی غضب پر اور کبھی طلب پر یعنی کبھی غصّے کی حالت میں آدمی جلدی کرتا ہے اور کبھی کسی مطلب کے حاصل کرنے میں۔ جلدی بھلے کام میں ہو یا بُرے کسی حالت میں بھی اچھی نہیں۔ بُرے کام میں جلدی کا بُرا ہونا تو ظاہر بات ہے کہ بُرا کام جلدی کرنے سے زیادہ بُرا ہو جاتا ہے۔ بھلے کام میں بھی جلدی کرنا پسندیدہ نہیں اس لیے کہ جلدی کرنے سے آداب شرائط فوت ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز میں جلدی کرنا کہ تعدیل ارکان اور ترتیل قرآن آہستگی کے بدون کچھ بھی نہیں ہو سکتے اور یہی وجہ تھی کہ جبرئیل علیہ السلام جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر وحی لاتے۔ پیغمبر صلعم وحی کو جبرئیل کے ساتھ ساتھ پڑھنے لگتے۔ خدائے تعالیٰ نے ادب تعلم سکھا دیا کہ وحی کے یاد کرنے میں جلدی نہ کیا کرو ایسا نہ ہو وحی میں کچھ ردّ و بدل ہو جائے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا کہ التؤدۃ فی کل شیٔ خیر الا فی عمل الاخرۃ تو اس کے معنی ہیں کہ عمل میں نہیں بلکہ عمل کے اختیار کرنے میں جلدی کرو اس لیے کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ع شاید ہمیں نفس نفس واپسیں بود

کیا بھروسا ہے زندگانی کا آدمی بلبلہ ہے پانی کا

کیا معلوم اجل مہلت دے یا نہ دے اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ لَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَۃً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ اب ایک بات اور رہ گئی ہے اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعَجَلَۃُ مِنَ الشَّیْطَانِ تو خدا نے اس کارخانۂ عالم کو چھٹے دن میں پیدا کیا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ حالانکہ خدا چاہتا تو اس کے چاہنے کے ساتھ یہ کارخانہ تمام و کمال موجود ہو جاتا اِنَّمَآ اَمْرُہٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ

میں مدخلِ عظیم ہے۔ کبھی پروانہ کی۔ صغیر سِن بچے ماؤں کی بے تدبیری سے بیمار پڑے تو طبیب ڈاکٹر۔ دوا درمن جو کچھ سمجھو گنڈے تعویذ۔ جھاڑ۔ پھونک۔ ٹوٹنے۔ ٹوٹکے۔ طبّ یونانی کے ہم ایسے معتقد ہیں جیسے مذہب کے۔ اگرچہ دقیانوسی اور ٹھٹھری ہوئی طب ہے اور اکتشافاتِ مابعد سے اُس میں کسی طرح کا اضافہ نہیں ہوا۔ نہ دواؤں میں نہ دواسازی میں نہ آلات میں تاہم طبیبوں کے تجربے کے شمول سے ہماری طبائع کے مناسب ہے۔ اور بڑی بات تو یہ ہے کہ دوائیں جو یونانی طبیب استعمال کراتے ہیں ہمارے ملک کی پیداوار ہیں۔ اور ارزاں ہم کو پہنچ سکتی ہیں۔ خلاصہ یہ کہ طبِ یونانی جیسی کچھ بھی ہے۔ پھر بھی حفظِ صحت اور ازالۂ امراض کے لیے بہت بکارآمد ہے۔ مگر عملاً ہم اس سے بھی بقدرِ واجب مستفید نہیں ہوتے۔ اور اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم زندگی اور تندرستی کی حقِ قدرِ قدر نہیں کرتے۔ اور ہم لوگوں میں عموماً اس کا رواج نہیں۔ اس بے پروائی اور بے قدری کا ضروری نتیجہ ہے کہ ہم لوگ آئے دن مُبتلائے امراض ہوتے رہتے ہیں اور نسلیں ہیں کہ کمزور اور عمریں ہیں کہ گھٹتی چلی جارہی ہیں ہماری کوئی ادا نہیں جس میں مذہبی غلط فہمی کو دخل نہ ہو۔ اب یہی طبی بحث ہے اتنا بیماری کو تو نہیں جتنا درازی عمر کو امرِ تقدیری سمجھا جاتا ہے[1] اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ سے یہی نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ آدمی کو عمر کی درازی اور کوتاہی میں کچھ دخل نہیں یہ ظاہر بات ہے کہ جب آدمی سمجھے گا کہ میں اپنی زندگی بڑھا گھٹا نہیں سکتا۔ تو وہ عمر کے بڑھانے کا فکرِ لاحاصل ہی کیوں کرے گا۔ لیکن ہمارا تو عقیدہ یہ ہے کہ دنیا عالمِ اسباب ہے۔ دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے کرتا تو خدا ہے مگر کسی سببِ ظاہر کی آڑ میں۔ رہی یہ بات کہ خدا نے اسباب کی آڑ کیوں رکھی ہے۔ اس کو تو خدا ہی سے پوچھا جائے۔ ہمارا تو خدا سے جواب سوال کرنے کا مُونہ نہیں ؎

رموزِ مملکتِ خویش خسرواں دانند گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

اچھا پھر دنیا میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے کرتا تو خدا ہے مگر کسی سببِ ظاہر کی آڑ میں یہ ایسا کلیہ ہے کہ اس سے موجودات میں سے کوئی موجود اور موجودات کی حالتوں میں سے کسی موجود کی کوئی حالت مستثنیٰ نہیں اور اسبابِ ظاہر میں سے ایک بڑا سببِ ظاہر انسان ہے جس کے تصرفات کل موجوداتِ عالم میں روزِ روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ اسی کلیے پر یہ حکم لگاتے ہیں کہ آدمی قوانینِ حفظانِ صحت کی کماحقہ پابندی سے اپنی تندرستی کو بھی محفوظ رکھ سکتا ہے۔ کہ مُبتلائے امراضِ صعب ہو اور اپنی عمر کو بھی بڑھا سکتا ہے اور اہلِ یورپ نے فنِ طب میں کہ قوانینِ حفظانِ صحت بھی اسی کی شاخ ہیں ترقی کر کے ثابت کر دیا کہ آدمی بڑا با اختیار مخلوق ہے ان لوگوں نے بعض عالمگیر امراض کو اپنے ملک سے کلیتہً خارج کر دیا۔ مثلاً امراضِ عامّہ میں سے ایک مرض ہے چیچک جس کی نسبت ہمارے یہاں مشہور ہے کہ زندگی میں نہیں تو قبر میں جا کر نکلے گی۔ ہمارے یہاں اس مرض میں ہزارہا بچے ضائع یا ہمیشہ کے لیے کانڑے کھدرے ہو کر رہ جاتے تھے۔ اہلِ یورپ کو ٹیکے کا لٹکا ہاتھ آ گیا۔ جس کی بدولت ان کے یہاں تو چیچک کا نام نہیں رہا۔ کسی یورپین کو تم نے نہ دیکھا ہو گا کہ اُس کے چہرے کی جلد کرم خوردہ ہو۔ اور انگریزوں نے محض بہ نظرِ خیر خواہیِ خلائق ہندوستان میں حکماً ٹیکے کو رواج دیا تو یہاں بھی چیچک کی اگلی سی شورش سُننے میں نہیں آتی ملکوں کی مردم شماری اور موت و حیات کے رجسٹروں کے مقابلہ کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے یہاں پیدائش اور عمر کا اوسط

[1] جب لوگوں (کے مرنے) کا وقت آ پہنچتا ہے تو (اُس سے) نہ ایک گھڑی پیچھے رہ سکتے ہیں اور نہ (ایک گھڑی) آگے بڑھ سکتے ہیں ۱۲

بہت بڑھا ہوا ہے۔ اَب تم کو یقین آیا کہ آدمی کو اپنی تندرستی اور مقدارِ عمر میں کس قدر دخل ہے۔ اسی قبیل کی چند مثالیں اَور سنو امریکا میں مرغی کے تازہ انڈوں سے بجلی کی گرمی پونہچا کر چوزے نکلوائے جاتے ہیں۔ نباتات میں تو یہاں تک کرتے ہیں کہ پھولوں کے رنگ اُن کی پتّیاں پھلوں کی مقدار یہ سب اُن کی اختیاری بات ہے۔ پنڈت ہیت رام ضلع کانپور میں میرے خواجہ تاش تحصیلدار تھے ایک مرتبہ بھیڑوں کی سفید اُون کی سرکار سے مانگ آئی۔ پنڈت جی نے کسی انگریزی کتاب میں دیکھ پایا تھا اَور تحصیلدار تو بمشکل چار چار پانچ پانچ من چالان کر سکے۔ پنڈت جی نے سارے ضلع کو مات کر دیا۔ ہم سب تحصیلدار حیران تھے۔ بعد کو معلوم ہوا کہ پنڈت جی نے مادہ بھیڑوں کے گلے میں سفید دھجیاں بندھوا دی ہیں۔ اس تدبیر سے سفید اُون کے بچّے پیدا ہوتے ہیں تنکے کے اُوجھل پہاڑ اسی کو کہتے ہیں اور کل ایجادات کا یہی حال ہے مَنْ جَدَّ وَجَدَ جو بندہ یا بندہ۔

ہم کو تو اصل میں اِس متعارف طب سے بحث نہ تھی ضمنًا اس کا مذکور آگیا مگر اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے معنوں میں جو شک ڈلوا دیا ہے اُس کا رفع کرنا تو ضرور ہے۔ بات یہ ہے کہ زندگی نام ہے حرارتِ غریزی کا اور زندہ آدمی کی مثال چراغ او تیل بتّی کی سی ہے۔ بتّی کے ذریعے سے تیل جلتا رہتا ہے۔ اور اسی کا نام ہے روشنی۔ اسی طرح حرارتِ غریزی صرف ہوتی رہتی ہے اسی کا نام ہے زندگی۔ چراغ کی روشنی کے لیے ہوا کا ہونا ضرور ہے مگر زیادہ ہوا میں تیل زیادہ جلے گا۔ جلد ہو چکے گا۔ اور چراغ اُسی قدر جلد گُل ہو جائے گا۔ آندھی کا جھونکا تیل ہوتے ساتے بھی چراغ کو بجھا دے گا آدمی کی بے اعتدالیاں قوانینِ حفظانِ صحت کی خلاف ورزیاں حرارتِ غریزی کے تیل کے حق میں زیادہ ہوا اور مہلک بیماریاں باد تند کا حکم رکھتی اور آدمی کو جلد یا فورًا ہلاک کر دیتی ہیں۔ اور اگر آدمی اعتدال اور قوانینِ حفظانِ صحت کی پابندی کے ساتھ زندگی بسر کرے اور حرارتِ غریزی کو بے جا اور بے وقت ضائع نہ ہونے دے وہ ضرور قانونِ قدرت کی رُو سے حرارتِ غریزی کے ہو چکنے پر عمرِ طبعی کو پونہچ کر مرے گا آیہ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ میں مرگِ عاجل و مرگِ مفاجاة و مرگِ طبیعی کسی کی کچھ صراحت نہیں اور ہر طرح کی موت اجل ہے بے شک مرنا تو ہے مگر تین طرح کا مرنا ہوتا ہے۔ اور اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ مرنے کی ہر ایک صورت پر صادق آتا ہے۔ خیر اس بحث کو تو چھوڑو اور ہم کو اصل مطلب پر آنے دو۔ ہم نے صبر پر اپنے خیالات ظاہر کرنے کے لیے قلم اٹھایا تھا تو اخلاق کے شجرۂ نسب کی رُو سے صبر فضائلِ غضب کے ذیل میں ہے یعنی حفظ نفس کے لیے قوتِ غضبی کا ہونا تو ضرور ہے۔ آدمی کو کوئی امر ناملائم پیش آتا یا کسی طرح کی جسمانی یا روحانی تکلیف پونہچتی تو وہ قوتِ غضبی کی تحریک سے بالطبع اُس کے دُور کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ لیکن آدمی بعض تکلیفوں کو دُور نہیں کر سکتا تو خدا نے صبر کی خصلت میں تمام تکلیفوں کے زہر کا تریاق رکھا ہے۔ تکلیف خود تو ایذا نہیں دیتی بلکہ اُس کا احساس ایذا دیا کرتا ہے۔ انگریزوں نے ایک دوا نکالی ہے کلوروفارم۔ اُس کا خاصہ ہے کہ ایک مقدارِ خاص تک آدمی کو سُنگھا دی جائے تو اُس کا احساسِ عصبی باطل ہو جاتا ہے۔ پھر اُس کا کوئی عضو بھی کاٹو۔ اُس کو خبر نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ صبر بھی ایک طرح کا کلوروفارم ہے اس سے تکلیف تو دور نہ ہوگی۔ مگر اُس کا احساس تو یقینًا نہیں رہے گا۔ اور تکلیف کا دور ہونا اور احساس کا نہ ہونا دونوں کا نتیجہ واحد۔ مگر صبر میں نفس پر جبر کرنا پڑتا ہے۔ اور وہ بجائے خود تکلیف ہے مگر اصلی تکلیف سے کم اور مشق و مہارت سے تو جبر معلوم بھی نہیں ہوتا ؎

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج ۔۔۔ مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ ۭ وَلَىِٕنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴)

(ای پیغمبر) جو کوئی خدا کے رستے سے بھٹکا تمہارا پروردگار اُس (کے حال) سے بخوبی واقف ہے اور نیز وہ اُن (لوگوں کے حال) سے (بھی بخوبی) واقف ہے جو راہ راست پر ہیں اور (مسلمانو دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ) سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر (لوگوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو بہرحال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (ای پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تو تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور (ان مخالفوں کے حال) پر افسوس نہ کرو اور یہ لوگ جو (تمہاری مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگدل نہ ہو (کیونکہ) جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں اور جو (لوگوں کے ساتھ) حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ اُن کا ساتھی ہے۔

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝ (حٰم السجدہ ع ۵ پارہ ۲۴)

اور (ای پیغمبر) نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا دفیعہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ (دیکھنے والوں کی نظر میں) بہت ہی اچھا ہو اگر ایسا کرو گے تو تم دیکھو گے کہ (تم میں اور کسی شخص میں عداوت تھی تو اب) ایکدم سے گویا وہ تمہارا دلسوز دوست ہے اور (یہ مرات رکی توفیق) اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور یہ اُن ہی لوگوں کو دی جاتی ہے جن کے بڑے نصیب ہیں۔

من المترجم ہم نے اپنے ذہن میں اخلاق کا ایک درخت قرار دیا۔ اس کی جڑ ہے اِبقائے نفس یا حفظِ نفس جو جا ہو سو کہو جڑ سے نکلیں جلبِ منفعت یا طلب اور دفعِ مضرت یا غضب کی دو بڑی شاخیں اور یوں اخلاق کا خیالی درخت دو شاخہ درخت بن گیا جس کو عربی میں صنوان کہتے ہیں پھر ان دو بڑی شاخوں سے ایک شاخ مرکب پیدا ہوئی اور اب ان دو بڑی شاخوں اور اس مرکب شاخ سے اور چھوٹی شاخیں پھوٹیں چھوٹی شاخیں بعض میں اُسی ایک ٹہی شاخ کا اثر ہے جس سے پھوٹی ہیں اور بعض جو شاخ مرکب سے پھوٹی ہیں اُن میں دونوں بڑی شاخوں کا اثر ہے یعنی افعال جو آدمی سے سرزد ہوتے ہیں ان کا محرک کبھی صرف غضب ہوتا ہے کبھی صرف طلب۔ اور کبھی غضب اور طلب دونوں یا دوسرے طور پر یوں سمجھو کہ غضب کبھی صرف دفعِ مضرت کے لیے ہوتا ہے۔ اور کبھی ناکامی طلب کی وجہ سے۔ ناکامی طلب پر جو غضب متفرع ہو اسی کو ہم نے شجرِ اخلاق کی شاخِ مرکب قرار دیا ہے۔ انتظامِ دنیا میں ایک عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ ایک سبب کے دو نتیجے ضد یکدگر۔ دنیا میں جتنے فسادات ہیں سب غضب کی وجہ سے ہیں با ایں ہمہ غضب نہ ہو تو دنیا میں امن بھی نہ ہو۔ یہی تو وہ چیز ہے جس کے ڈر سے لوگ دوسرے پر زیادتی نہیں کرتے۔ پس غضب آدمی کو سپر کا کام دیتا ہے اور وہ شرطِ امن ہے غضب نامحمود

نہیں۔ نامحمود ہے۔ افراط غضب۔ غضب کی حالت میں اعتدال پر قائم رہنا ایسا ہی دشوار ہے جیسا ناپاک شراب کی لت لگا کر معتاد سے نہ بڑھنے دینا۔ طب کی رو سے غضب کی حالت میں خون جوش مار کر غلیظ ابخرے دماغ کی طرف صعود کر کے عقل کو تیرہ و تار کر دیتے ہیں اور اسی لیے غضب کو نوع من الجنون کہا ہے۔ انفاذ غضب کا پہلا درجہ بدزبانی ہے اور وہی وقت غصے کی روک تھام کا ہے ضبط غضب کے لیے صبر کا ہونا بھی ضرور ہے۔ ضبط غضب کا آسان طریقہ تغیر حالت ہے یعنی نفس کو کسی دوسری بات کی طرف متوجہ کرنا۔ غصے کی حالت میں عقل سلیم تو باقی رہتی نہیں۔ اسی لیے غصے کا انجام اکثر ندامت ہوتی ہے کہ آدمی اپنی زیادتی سے خود پشیمان ہوتا ہے اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ غصہ بنی بنائی بات کو بگاڑ دیتا ہے۔ نرمی سے جو کام نکل سکتا ہے خشونت سے کبھی نہیں نکلتا ؎

بشیریں زبانی و لطف و خوشی توانی کہ پیلے بموئے کشی

صبر عربی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے لغوی معنے روکنے کے ہیں قُتِلَ صَبْرًا ایسے موقع پر بولا جاتا ہے کہ کسی کو باندھ جکڑ کر مار دیا جائے استعمال میں صبر کے معنے برداشت کے لیے جاتے ہیں۔ یعنی کسی طرح کی تکلیف کو جھیلنا انگیز کرنا۔ آدمی میں تین چیزیں ہیں جسم اور جان اور روح۔ جان سے مراد ہے زندگی جو جسم کے ہر جز میں سرایت کیے ہوئے ہے روح وہ نامعلوم الحقیقت چیز ہے جس کو ہر ایک آدمی لفظ میں سے تعبیر کرتا ہے۔ اور وہ نہ جسم ہے اور نہ جان ہے۔ بلکہ ایک تیسری چیز ہے جو سلب بدن کی جان نکل جانے پر جسم سے جدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ آدمی کے جسم سے اس کے جان دار ہونے کی حیثیت سے بحث کی جاتی ہے اس لیے آدمی کو جسم و روح کا مجموعہ بولا جاتا ہے۔ اور لوگ جان و روح کو ایک سمجھ لیتے ہیں جسم اور جان اور روح تینوں میں جیسے جی کچھ اس طرح کا قوی تعلق ہوتا ہے کہ ایک کی تکلیف سے باقی دو بھی بے چین ہو جاتے ہیں۔ بہرکیف زندگانی میں آدمی کو دو طرح کی تکلیفیں پہنچتی ہیں جسمانی اور روحانی۔ آدمی میں یہ عجیب بات دیکھی جاتی ہے کہ وہ باوجودیکہ اپنے نفس کی حفاظت پر مجبول ہے اور اضطراراً اپنے تئیں تکلیف سے بچاتا ہے۔ بایں ہمہ وہی اپنی ہر ایک طرح کی تکلیف کا جسمانی ہو یا روحانی باعث بھی ہوتا ہے ع جانِ من خود کردہ خود کردہ را درکس سنہ ۔ ہماری اس بات کو کہ ہم خود اپنے سر پر بلا لاتے ہیں ہر شخص آسانی کے ساتھ تسلیم نہیں کرے گا اور بے تامل امراض جسمانی سے استشہاد کرے گا۔ مگر ہم جو کہتے ہیں کلام خدا کی سند پر کہتے ہیں مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ [۱] اچھا پھر امراض جسمانی کے خود کردہ خود آوردہ خود خواندہ ہونے کی توجیہ۔ اس کی توجیہ ظاہر ہے تدابیر حفظان صحت کی طرف سے غفلت۔ دریا میں رہو اور تیرنا نہ سیکھو۔ اور ڈوبو تو قصور کس کا ہے شک بعض امراض متوارث بھی ہوتے ہیں تو وہ نتیجے ہیں بزرگوں کی بے اعتدالیوں کے

گناہ اگرچہ نہ بود اختیار ما حافظ تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من است

غرض زندگی ہے تو سب کو عزیز مگر عملاً تو کوئی اس کی قدر کرتا نہیں۔ کیا اسی کو قدر کہتے ہیں کہ نہ وقت دیکھا نہ بے وقت بھوک ہے تو اور بھوک نہیں ہے تو انا پ شناپ جو سامنے آیا کھا لیا۔ روشنی۔ آب و ہوا کی صفائی ریاضت کی کہ ان سب کو تندرستی

[۱] اے بندے حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ تجھ کو کوئی فائدہ پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھ کو کوئی نقصان پہنچے تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲

لہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ - تو چھے دن میں پیدا کرنا بندوں کو آہستگی کی تعلیم تھی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ - یہ ہیں معنے الاناۃ من اللہ کے
والعجلۃ من الشیطان تو شیطان کا قصّہ معلوم ہے کہ خدا نے فرمایا اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً شیطان جھٹ سے لگا عدول
حکم کرنے - اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اسی سے فارسی کا مقولہ لیا گیا ہے ع کہ تعجیل کار شیاطین بود +

غصّے کو پی جانا

وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُہَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (آل عمران ع ۱۴ پارہ ۴)

اور (مسلمانو!) اپنے پروردگار کی مغفرت اور جنّت کی طرف لپکو جس کا پھیلاو (اتنا بڑا ہی) جیسے زمین و آسمان (کا پھیلاو بھی سمائی) اُن پرہیزگاروں کے لیے تیار ہے جو خوش حالی اور تنگدستی (دونوں حالتوں) میں (خدا کے نام) خرچ کرتے اور غصّے کو روکتے اور (لوگوں کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں اور (لوگوں کے ساتھ) نیکی کرنے والوں کو اللہ دوست رکھتا ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا تَجَرَّعَ عَبْدٌ اَفْضَلَ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ جُرْعَۃِ غَیْظٍ یَکْظِمُہَا ابْتِغَآءَ وَجْہِ اللّٰہِ + (مشکوٰۃ)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی شخص نے غصّے کے گھونٹ سے جسے وہ صرف خدا کی خوشنودی اور رضامندی کے لیے (ریا کی طرح) پیتا ہی بہتر و افضل کوئی چیز نہیں پی۔

عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَۃِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ مَنْ یَّمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ + (متفق علیہ)

ابوھریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلوان وہ نہیں ہے جو لوگوں کو پچھاڑ دے اصل پہلوان وہ ہے جو غصّے کے وقت اپنے نفس کا مالک ہو۔ ف

شیخ سعدی نے اس حدیث کا کیا ہی عمدہ اور برجستہ ترجمہ کیا ہے فرماتے ہیں قطعہ

نہ مرد است آں بنزدیک خردمند | کہ با پیل دماں پیکار جوید
بلے مرد آں کس است از روئے تحقیق | کہ چوں خشم آیدش باطل نہ گوید

عَنْ بَہْزِ بْنِ حَکِیْمٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بہز بن حکیم اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اِنَّ الْغَضَبَ لَیُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبْرُ الْعَسَلَ ۔ (مشکوٰۃ)	غصہ ایمان کو اسی طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے
عَنْ عَطِیَّةَ بْنِ عُرْوَةَ السَّعْدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ وَاِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ وَاِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ ۔ (ابو داؤد)	۱ عروہ السعدی کے بیٹے عطیہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے جا غصہ شیطان کے بہکانے سے پیدا ہوتا ہے اور شیطان پیدا ہوا ہے آگ سے اور آگ بجھائی جاتی ہے پانی سے تو تم میں کسی کو غصہ آئے تو اُسے وضو کر لینا چاہیئے
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِیْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِکَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ (بخاری)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا غصے کے پاس نہ جا اُس نے کئی مرتبہ یہی لفظ دوہرایا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے پیغمبر صاحب ہر مرتبہ یہی جواب دیتے ہے کہ غصے کے پاس نہ جا۔
عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَظَمَ غَیْظًا وَّهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی اَنْ یُّنْفِذَهٗ دَعَاهُ اللّٰہُ عَلٰی رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ حَتّٰی یُخَیِّرَهٗ فِیْ اَیِّ الْحُوْرِ شَاءَ (ترمذی۔ ابوداؤد)	سہیل بن معاذ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص غصے کو پی جائے گا حالانکہ وہ اُس کے جاری کرنے پر قادر ہے خدا تعالیٰ اُسے قیامت کے روز تمام خلائق کے سامنے بلائے گا (اور انعام پر انعام دیتا ہے گا) یہاں تک کہ اُسے اختیار دے گا کہ جون سی حور چاہے

صبر

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ	(اے پیغمبر لوگوں کو) عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کے ساتھ بحث بھی کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو

اور یہ کتنی بڑی عمدہ بات ہے کہ آدمی کبھی تکالیف کے دفع کرنے پر تو قادر نہیں بھی ہوتا۔ مگر صبر ہمہ وقت اسی کے اختیاری بات ہے کیسا تو حکمی نسخہ ہے مگر لوگ اُس کی تاثیر تیر بہدف سے واقف نہیں۔

حلم و تحمل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَشَجِّ عَبْدِ الْقَیْسِ اِنَّ فِیْکَ لَخَصْلَتَیْنِ یُحِبُّھُمَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاۃُ ۔ (مسلم)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عبد القیس کے سردار اشج سے فرمایا کہ تجھ میں دو خصلتیں ہیں جنھیں خدا اور رسول خدا دوست رکھتے ہیں ایک بردباری دوسرے آہستگی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا حَلِیْمَ اِلَّا ذُوْ عَثْرَۃٍ وَّلَا حَکِیْمَ اِلَّا ذُوْ تَجْرِبَۃٍ ۔ (ترمذی)

ابو سعید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اور کامل بردبار وہ ہے جس نے اپنے کاموں میں خود لغزشیں کھائی ہوں اور کامل دانشمند وہ ہے جسے پورا تجربہ حاصل ہوا ہو

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہٗ اَعْرَابِیٌّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَّرَجَعَ نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ

انس کہتے ہیں کہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا جا رہا تھا۔ اور آپ موٹے کنارے کی نجرانی چادر اوڑھے ہوئے تھے رستے میں ایک بادیہ نشین آپ سے ملا اور آپ کو نہایت شدت اور سختی سے آپ کی چادر پکڑ کے کھینچا کہ آپ بدوی کے سینے کے آگے کھنچ آئے میں نے جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کو دیکھا تو بدوی کے زور سے کھینچنے کی وجہ سے اُس پر چادر کے کناروں کے نشان اُبھر آئے تھے پھر بدوی بولا کہ محمد اللہ کا مال جو تمھارے پاس ہے اُس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم کرو جناب رسول خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ ٭ (صحیحین)

صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی طرف دیکھ کر ہنس دیئے اور اُسے دینے کا حکم صادر کیا

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ حَتَّى اضْطَرُّوهُ إِلَى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَعْطُونِي رِدَائِي لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمٌ لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَّلَا كَذُوبًا وَّلَا جَبَانًا ٭ (بخاری)

جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوۂ حُنین سے لوٹتیوں کو میں آپ کے ساتھ تھا ایک موقع کا ذکر ہے کہ چند بدوی حُنین کا مال غنیمت مانگتے مانگتے آپ سے لپٹ پڑے یہاں تک کہ آپ کو دھکیلتے دھکیلتے ببول ایک درخت تک لے گئے اور اُس کے کانٹوں میں چادر مُبارک اُلجھ گئی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس جگہ ٹھیر گئے اور فرمانے لگے بھائیو! میری چادر تو مجھے دیدو اگر ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی میرے پاس اُونٹ ہوتے تو وہ سب میں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل ہی پاتے (کہ ہوتے ساتے تم سے دریغ رکھتا) اور نہ جھوٹا ہی (کہ وعدہ کرکے ایفا نہ کرتا) اور نہ بزدل ہی (کہ فقر و افلاس سے ڈر کر سینت سینت کر رکھتا)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي أُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ ٭ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی پورے دس سال خدمت کی مگر اتنے وسیع زمانے میں کبھی آپ نے مجھے ہُوں تک نہیں کی اور نہ کبھی فرمایا کہ تُو نے فلاں کام کیوں کیا اور نہ یہ کہ فلاں کام کیوں نہیں کیا

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ بِيَدِهِ لَا امْرَأَةً وَّلَا خَادِمًا إِلَّا أَنْ يُّجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَمَا نِيلَ مِنْهُ شَيْءٌ قَطُّ فَيَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِهِ إِلَّا أَنْ يُّنْتَهَكَ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ ٭ (بخاری)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے کبھی کسی کو نہیں مارا نہ عورت کو نہ خادم کو مگر ہاں راہِ خدا میں جہاد کرتے تھے اور نہ کبھی ایسا اتفاق ہوا کہ کسی طرح کی کوئی تکلیف ایذا قول و فعل سے آپ کو پہنچائی گئی ہو اور آپ نے اُس سے بدلہ لیا ہو مگر جب محارمِ الٰہی کی ہتک حرمت ہوتی تھی تو آپ (اپنے نفس کے لیے نہیں بلکہ) صرف خدا کے لیے بدلہ لیتے

صدق و راستی

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (توبہ ع ۱۵ پارہ ۱۱)	مسلمانو! خدا (کے غضب) سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَاِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيْقًا وَاِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا (صحیحین)	عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگو! سچ بولنے کو اپنے اُوپر لازم کرلو کیونکہ سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنّت کا رستہ دکھاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک صِدّیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنا فسق و فجور کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور فسق و فجور دوزخ کی آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ خدا کے نزدیک کذّاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے
عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ وَيَقُوْلُ خَيْرًا وَيَنْمِيْ خَيْرًا ۔ (صحیحین)	اُمّ کلثوم رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں میں صلح کراتا اور اچھی اچھی باتیں اِس کی طرف سے اُسکو اور اُس کی طرف سے اِس کو پہنچاتا ہے اور ایسی نیک باتیں کہتا ہے جو صلاح حال اور رفع نزاع کی موجب ہیں اُسے جھوٹا نہیں کہہ سکتے ف ا

ف ا لوگوں میں تو سعدی کا یہ مقولہ مشہور ہے کہ دُروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز ظاہر میں سعدی کا مقولہ اس حدیث کا گویا ترجمہ ہے اس پر معترض یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام خاص صورتوں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دیتا ہے حالانکہ جھوٹ بولنے کی اجازت مقولۂ سعدی سے ثابت نہیں ہوتی چہ کیف حدیث سے۔ سعدی کا مطلب ہے کہ دروغ مصلحت آمیز راستی فتنہ انگیز سے بہتر ہے یعنی ہیں تو دونوں بُرے مگر دروغ مصلحت آمیز کی بُرائی بمقابلہ راستی فتنہ انگیز کے کم ہے اسی کے مطابق عربی کی ایک مثل ہے بعض الشر اھون من بعض اتنی بات سے دروغ - مصلحت آمیز کی اجازت کہاں سے نکلتی ہے رہی حدیث اُس میں تو دروغ مصلحت آمیز کا نام تک نہیں غایۃ ما فی الباب یہ کہ صلح کرانے والا راستی فتنہ انگیز کا اخفا کرتا ہے راستی کا اخفا اور دروغ کی اجازت شتّان بینہما ۱۲ من المترجم

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَکَ الْکِذْبَ وَھُوَ بَاطِلٌ بُنِیَ لَہٗ فِیْ رَبَضِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ تَرَکَ الْمِرَاءَ وَھُوَ مُحِقٌّ بُنِیَ لَہٗ فِیْ وَسَطِ الْجَنَّۃِ وَمَنْ حَسَّنَ خُلُقَہٗ بُنِیَ لَہٗ فِیْ اَعْلَاھَا ۔ (ترمذی)	انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جھوٹ بولنا چھوڑ دے اور واقع میں وہ بات جھوٹ ہو تو خدا اُس کے لیے حوالی بہشت میں گھر بنائے گا اور جو شخص باوجود اس کے کہ حق بجانب اُس کے ہے جھگڑے اور نزاع سے دست کشی کرے گا اُس کے لیے جنت کے بیچوں بیچ گھر بنایا جائے گا اور جو اپنے اخلاق مہذب اور نیک کرے گا اُس کے لیے بہشت کی بلند اور اعلیٰ جگہ میں گھر بنایا جائے گا۔
عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِنْ نَتْنِ مَا جَاءَ بِہٖ ۔ (ترمذی)	ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو اُس بدبو کی وجہ سے جو جھوٹ بولنے کے سبب اُس میں پیدا ہوتی ہے (محافظ) فرشتہ میل بھر دور چلا جاتا ہے

من المترجم ماننی ہوئی بات ہے کہ آدمی کے تمام افعال مُعَلَّل بالاغراض ہوتے ہیں یعنی آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اُس میں اُس کا کوئی مطلب ضرور ہوتا ہے پس آدمی جھوٹ بھی بولے گا تو کسی مطلب سے اور وہ مطلب ضرور ہے کہ ناجائز ہو یہی وجہ ہے کہ شارع کی طرف سے جھوٹ کے بارے میں اس قدر تشدّد ہے مگر ہم لوگوں نے جھوٹ کو ایک آسان سی بات سمجھ لیا ہے جس طرح قسم کو تکیۂ کلام بنا لیا ہے بے ضرورت بھی جھوٹ بول دیتے ہیں۔ جھوٹ کا انجام عاجل تو ہے بے اعتمادی مدرسوں کے بچوں کے پڑھنے کی کسی کتاب میں ایک کہانی لکھی ہے کہ ایک گڈریئے کا مسخرہ لڑکا بکریاں چراتے چراتے جھوٹ موٹ لوگوں کے بہکانے کو چلاّ اُٹھتا بھیڑیا۔ لوگ ایک دو بار ناحق اس کی مدد کو گئے پھر خدا کا کرنا ایک دن واقع میں بھیڑیا ریوڑ میں آپڑا۔ لڑکے نے بہتیری دہائی دی کسی نے سنا تک نہیں۔ بھیڑیا کئی بکریوں کو چیر پھاڑ گیا بھیڑیے سے تو بھاگ کر بچ گیا مگر باپ نے مارتے مارتے اُدھ موا کر دیا۔

عفو و درگزر

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰہِلِیْنَ ۝ وَاِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ	(اے پیغمبر درگزر کا شیوہ) اختیار کرو اور (لوگوں سے) نیک کام کرنے کو کہو اور جاہلوں سے کنارہ کش رہو اور اگر شیطان کے گدگدانے سے

ف بدبو سے جسمانی بدبو مراد نہیں بلکہ بطور استعارہ اخلاقی بدبو مراد ہو اور جس طرح جسمانی بدبو نفرت کی چیز ہے اخلاقی بدبو بدرجہ اَولیٰ ۱۲ من المترجم

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۞ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۞ (اعراف ع ۲۴ - پارہ ۹)	(انتقام وغیرہ کی) گدگدی تمہارے دل میں پیدا ہو تو خدا سے پناہ مانگ لیا کرو کیونکہ وہ (سب کی) سنتا (اور سب کچھ) جانتا ہے جو لوگ پرہیزگار ہیں جب کبھی شیطان کی طرف کا کوئی خیال اُن کو چھو بھی جاتا ہے تو (فوراً) متنبہ ہو جاتے ہیں (یعنی پردہ غفلت اُن کی آنکھوں پر سے دُور ہو جاتا ہے) تو وہ اسی دم (راہِ صواب) دیکھنے لگتے ہیں۔
وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ	اور تم میں سے جو لوگ بزرگ (منش) اور صاحب مقدور ہیں قرابت والوں اور محتاجوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو (مدد خرچ) نہ دینے کی قسم نہ کھا بیٹھیں بلکہ (چاہیئے کہ) اُن کے قصور بخش دیں اور درگزر کریں (مسلمانو!) کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہارے قصور معاف کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے
وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۞ وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ۞ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۞ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۞ (شوریٰ ع ۴)	اور (اجرِ آخرت اُن ہی لوگوں کے لیے ہے) جو ایسے (غیر تمند) ہیں کہ جب اُن پر (کسی طرف سے) بے جا زیادتی ہوتی ہے تو وہ (واجبی) بدلہ لیتے ہیں اور بُرائی کا بدلہ ہے ویسی ہی بُرائی (اس پر بھی) جو معاف کر دے اور صلح کرے تو اُس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور (ہاں) کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) اِن پر کوئی الزام نہیں الزام (تو) اُن ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) ملک میں (لوگوں پر) زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کو عذاب دردناک ہونا ہے اور البتہ جو شخص صبر کرے اور (دوسرے کی خطا) بخش دے تو بیشک بڑی ہمت کے کام ہیں
يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۞ (تغابن ع ۲ - پارہ ۲۸)	مسلمانو! تمہاری بیبیوں اور تمہاری اولاد میں سے (بعض) تمہارے (دین کے) دشمن ہیں تو اِن سے احتیاط کرتے رہو اور اگر تم (ان کے قصوروں کو) معاف کرو اور درگزر کرو اور بخش دو تو اللہ بھی بخشنے والا مہربان ہے
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ	اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّ لَا مُتَفَحِّشًا وَّ لَا سَخَّابًا فِي الْاَسْوَاقِ وَ لَا يَجْزِيْ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَصْفَحُ (ترمذی)

صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور نہ فحش میں تکلف کرنے والے تھے اور نہ بازاروں میں چیختے چلاتے تھے (جیسا کہ عوام لوگوں کی عادت ہے) اور نہ برائی کا بدلہ برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر کرتے تھے

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهٗ يَوْمَ اُحُدٍ وَّ شُجَّ رَاْسُهٗ فَجَعَلَ يَسْلُتُ الدَّمَ عَنْهُ وَيَقُوْلُ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا رَاْسَ نَبِيِّهِمْ وَكَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهٗ ۔ (مسلم)

انسؓ سے روایت ہے کہ جنگ اُحد کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانتوں میں سے ایک دانت توڑ دیا گیا اور آپ کے سر میں شکستگی واقع ہوئی تو پیغمبر صاحبؐ چہرے مبارک سے خون سونتتے جاتے اور فرماتے جاتے تھے وہ قوم کیونکر فلاح پا سکتی ہے جنھوں اپنے نبی کا سر پھوڑا اور اُس کے دانت توڑے

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً مِّنْ اَهْلِ خَيْبَرَ سَمَّتْ شَاةً مَّصْلِيَّةً ثُمَّ اَهْدَتْهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذِّرَاعَ فَاَكَلَ مِنْهَا وَاَكَلَ رَهْطٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْفَعُوْا اَيْدِيَكُمْ وَاَرْسَلَ اِلَى الْيَهُوْدِيَّةِ فَدَعَاهَا فَقَالَ سَمَمْتِ هٰذِهِ الشَّاةَ فَقَالَتْ مَنْ اَخْبَرَكَ قَالَ اَخْبَرَتْنِيْ هٰذِهٖ فِيْ يَدِي الذِّرَاعُ قَالَتْ نَعَمْ قُلْتُ اِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَنْ يَّضُرَّهٗ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ نَبِيًّا اسْتَرَحْنَا مِنْهُ فَعَفَا عَنْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُعَاقِبْهَا وَتُوُفِّيَ اَصْحَابُهٗ

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ خیبر کی ایک یہودی عورت نے ایک بھنی ہوئی بکری میں زہر ملا کر جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا ایک دست اٹھا لیا اور اُس میں سے کھانا شروع کیا اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت بھی کھانے میں مصروف ہوئی اتنے میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا کہ کھانے سے ہاتھ اٹھا لو اور کسی کو بھیج کر اُس یہودیہ کو بلایا (آئی) تو پیغمبر صاحبؐ نے فرمایا تُو نے اِس بکری میں زہر ملایا ہے اُس نے کہا آپ کو کس طرح معلوم ہوا (کہ بکری میں زہر ملایا گیا ہے) پیغمبر صاحبؐ نے فرمایا میرے ہاتھ میں جو دست (کا ٹکڑا) ہے اِس نے مجھے معلوم کرایا عورت نے کہا بے شک میں نے اِس بکری میں زہر ملایا ہے میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ اگر وہ پیغمبر ہیں تو زہر انھیں ہرگز نقصان نہ پہنچا سکے گا اور پیغمبر نہیں ہیں تو ہم اُن سے راحت میں آجائیں گے پیغمبر صاحب یہ سُن کر اُس عورت کو معاف کر دیا اور کسی طرح کی بھی سزا انہیں دی آپ کے وہ صحابی جنھوں نے اُس

الَّذِیْنَ اَکَلُوْا مِنَ الشَّاۃِ وَاحْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی کَاھِلِہٖ مِنْ اَجْلِ الَّذِیْ اَکَلَ مِنَ الشَّاۃِ حَجَمَہٗ اَبُوْ ھِنْدٍ بِالْقَرْنِ وَالشَّفْرَۃِ وَھُوَ مَوْلًی لِبَنِیْ بَیَاضَۃَ مِنَ الْاَنْصَارِ ۔ (ابوداؤد)

بکری میں سے تھوڑا بہت کھایا تھا انتقال کر گئے اور چونکہ آپ نے بھی کچھ کھالیا تھا تو زہر کے ازالۂ تاثیر کے لیے اپنے دونوں شانوں کے بیچ میں پچھنے لگوائے یعنی ابو ہند نے جو انصار کے قبیلہ بنی بیاضہ کا آزاد کیا ہوا غلام تھا سینگ اور چھری سے (جیسا کہ دستور ہے) آپ کے پچھنے لگائے

من المترجم اس حدیث سے الصدق منجاۃ والکذب مھلکۃ کی بھی تصدیق ہوتی ہے۔ لوگ اکثر سزائے عاجل کے ڈر سے اخفاء جرم کے لیے جھوٹ بولا کرتے ہیں یعنی جلے ہوئے کو آگ سے سینکتے اور اصلی جرم پر جرم کذب کا اضافہ کرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ دنیا کے واقعات میں اس کا کافی ثبوت موجود ہے کہ سَو میں سے پچانوے صورتوں میں سچ بولنے اور جرم کا جو اُن سے سرزد ہو گیا تھا اقرار کر لینے سے مجرم سزا سے بچ گئے ہیں اور شاید سَو سَو صورتوں میں سے سَو میں سچ نے سزا میں تخفیف کرادی ہے اور یہودیہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا درگزر کرنا تو کچھ ایسی بڑی بات نہیں اُن کو تو خدا نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تھا وہ درگزر کرتے پر کرتے اسی مضمون کو شیخ سعدی نے ان لفظوں میں ادا کیا ہے قطعہ

گر گزندت رسد تحمّل کن — کہ بعفو از گناہ پاک شوی

ای برادر چو عاقبت خاک ہست — خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

اسی قسم کی باتیں تو اُن کی پیغمبری کا بڑا بھاری ثبوت ہیں نہ یہودیہ کے خیال کے مطابق زہر کا اثر نہ کرنا اس حدیث سے ایک مفید بات اور بھی نکلی کہ دوا کرنا توکل کے خلاف نہیں۔ پیغمبر صاحب سے بڑھ کر کوئی کیا متوکل علی اللہ ہوگا اور پچھنے لگوانا بھی ایک طرح کی دوا ہے۔

رفق و نرمی

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَا لَا یُعْطِیْ عَلٰی مَا سِوَاہُ رَوَاہُ مُسْلِمٌ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہٗ قَالَ لِعَائِشَۃَ عَلَیْکِ بِالرِّفْقِ وَاِیَّاکِ وَالْعُنْفَ وَ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا لطف و نرمی کرنے والا ہے اور نرمی کرنے کو دوست رکھتا ہے اور بندوں کو نرمی کرنے پر وہ چیز دیتا ہے جو سختی کرنے پر نہیں دیتا اور نہ صرف سختی کرنے پر بلکہ نرمی کے علاوہ جتنی چیزیں ہیں کسی پر وہ چیز نہیں دیتا جو نرمی کرنے پر دیتا ہے) اس کے راوی مسلم ہیں اور مسلم کی ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے حضرت عائشہ سے فرمایا کہ تم نرمی کرنے کو اپنے اوپر لازم کر لو اور سختی اور

الفحش اِنَّ الرِّفقَ لَا یَکُونُ فِی شَیءٍ اِلَّا زَانَہٗ
وَلَا یُنزَعُ مِن شَیءٍ اِلَّا شَانَہٗ ۔ (مشکوٰۃ)

و فحش سے بچی رہو کیونکہ نرمی جس چیز میں ہوتی ہے
اُسے خوشنما کر دیتی ہے اور جس چیز میں سے سلب کر لی
جاتی ہے اُسے بھونڈی بناتی ہے

عَن جَرِیرٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ
مَن یُّحرَمِ الرِّفقَ یُحرَمِ الخَیرَ ۔ (مسلم)

جریرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہیں کہ فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ ہر
نیکی سے محروم کیا گیا۔

عَن عَبدِ اللّٰہِ بنِ مَسعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخبِرُکُم بِمَن
یَّحرُمُ عَلَی النَّارِ وَبِمَن تَحرُمُ عَلَیہِ النَّارُ عَلٰی
کُلِّ ھَیِّنٍ لَیِّنٍ قَرِیبٍ سَھلٍ ۔ (ترمذی)

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کیا میں تمھیں وہ شخص نہ بتا دوں جو دوزخ
کی آگ پر حرام ہے اور جس پر دوزخ کی آگ حرام ہے (یعنی) ان تو
دوزخ کی آگ حرام ہے) ہر آہستہ رو نرم دل پر اور (اُس پر جو
لطف و مہربانی کے ساتھ آدمیوں سے) نزدیک ہوتا۔ اور
نرم خوئی کے ساتھ ہم نشینی کرتا ہے۔

عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا قَالَت اِستَاذَنَ
رَھطٌ مِّنَ الیَھُودِ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَیکُم فَقُلتُ
بَل عَلَیکُمُ السَّامُ وَاللَّعنَۃُ فَقَالَ یَا عَائِشَۃُ
اِنَّ اللّٰہَ رَفِیقٌ یُحِبُّ الرِّفقَ فِی الاَمرِ کُلِّہٖ
قُلتُ اَوَلَم تَسمَع مَا قَالُوا قَالَ قَد قُلتُ
وَعَلَیکُم ۔ (بخاری)

اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ یہود کے
ایک گروہ نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
آنے کی اجازت چاہی (اجازت ہوئی) تو کہا السّام علیکم
(سام کے اصل معنے موت کے ہیں یعنی تم سب
اہل بیت کو موت آئے) حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں
نے کہا بلکہ تمھیں کو موت آئے اور خدا کی لعنت ہو پیغمبر
صاحب نے فرمایا عائشہ! اللہ نرمی کرنے والا ہے اور تمام
کاموں میں نرمی کو پسند کرتا ہے میں نے عرض کیا کیا
آپ نے نہیں سنا کہ انھوں نے کیا کہا فرمایا تو میں نے بھی تو وعلیکم عہ
کہا

عَن اَنَسٍ قَالَ کَانَت اَمَۃٌ مِّن اِمَاءِ اَھلِ
المَدِینَۃِ تَاخُذُ بِیَدِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَتَنطَلِقُ بِہٖ حَیثُ شَاءَت ۔ (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ باشندگان مدینہ کی لونڈیوں
میں کی کوئی لونڈی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ
وسلم کا ہاتھ پکڑ لیتی اور جہاں چاہتی آپ کو
لے جا کر عرض حال کرتی۔

عہ مطلب یہ نکلا کہ تم نے منہ پھوڑ کر کوسا اور لعنت کی سو الگ رہی ٹھیک برابر جیسے کا تیسا جواب پایا اور کچھ زیادتی نہیں کی تم نے سخت کلامی

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً (مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ مشرکوں کے لیے بددعا کیجیے فرمایا میں اس لیے نہیں بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کو رحمت خدا سے دور کردوں بلکہ رحمت کا سبب بنا کر بھیجا گیا ہوں

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ لَمْ یَنْزِعْ یَدَهٗ مِنْ یَدِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَنْزِعُ یَدَهٗ وَلَا یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ حَتّٰی یَکُوْنَ هُوَ الَّذِیْ یَصْرِفُ وَجْهَهٗ عَنْ وَجْهِهٖ وَلَمْ یُرَ مُقَدِّمًا رُکْبَتَیْهِ بَیْنَ یَدَیْ جَلِیْسٍ لَهٗ (ترمذی)

انس سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب کسی سے مصافحہ کرتے تو جب تک وہی شخص اپنا ہاتھ نہ چھڑاتا پیغمبر صاحب اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے (اسی طرح) تاوقتیکہ وہ شخص اپنا مونہ پیغمبر صاحب کے مونہہ سے نہ پھیرتا آپ اپنا روئے مبارک اس کے مونہ کی طرف سے نہ پھیرتے اور کبھی کسی نے نہیں دیکھا کہ آپ نے اپنے ہمنشین کے آگے پاؤں پھیلائے ہوں ف۱

تواضع اور ملنساری

لَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْكَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِهٖۤ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ (حجر ع ۶ پارہ ۱۴)

(اور) وہ جو ہم نے ان کافروں میں سے کئی قسم کے لوگوں کو (دنیا کے چند روزہ) فائدوں سے بہرہ مند کر رکھا ہے تم ان پر اپنی نظر نہ دوڑاؤ ف۲ اور (دین کی طرف سے ان کی بے پروائی دیکھ کر ان کے حال) پر افسوس بھی نہ کرنا ف۳ اور مسلمانوں سے (گو کیسے ہی غریب ہوں ہمیشہ) جھک کر ملنا ف۴

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿ فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿ (شعراء)

اور (اے پیغمبر خاص کر) اپنے قریب کے رشتے داروں کو (عذاب خدا سے) ڈراؤ اور جو مسلمان تمہارے پیچھے ہولیے ہیں ان سے بہ تواضع پیش آؤ ف۵ پس اگر لوگ تمہارا کہنا نہ مانیں تو ان سے صاف (کہہ دو کہ میں تمہارے افعال سے بری (الذمہ) ہوں

ف۱ عمل یہ اور تعلیم وہ قرآن ہی ہو یعنی فعل یہ اور قول وہ۔ ہم نہیں جانتے کہ پیغمبری کی پرکھ کے لیے اس سے بہتر کوئی دوسری کسوٹی ہو سکتی ہو ۱۲ ف۲ یعنی ان کی دنیاوی خوش حالی کا رشک نہ کرو تم کو جو قرآن دیا گیا یہ سب سے بڑی نعمت ہو ۱۲ ف۳ اس میں شک نہیں کہ کفر بجائے خود بڑی سخت مصیبت ہو مگر کافر اس کو مصیبت ہی نہیں سمجھتا اور نہ اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہو اور سمجھاؤ تو الٹا برا مانتا ہے تو ایسے کے حال پر افسوس کرنا اور اس سے آگے بڑھا اپنی تکلیف کھونا ہے ۱۲ ف۴ اخفض جناحک للمومنین کے لفظی معنے تو یہ ہیں کہ مسلمانوں کے لیے اپنا بازو جھکا دینا یہ اہل عرب کا محاورہ ہو اور اس سے مراد ہو تواضع۔ خاطر۔ مدارات۔ دلجوئی ہم نے ترجمے میں اپنے محاورے کے لحاظ سے صرف جھک ملنا لیا ہے ۱۲ ف۵

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا ۝ (کہف ع ۴- پارہ ۱۵)

اور (اے پیغمبر) جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار کی یاد کرتے (اور) اُسی کی رضامندی چاہتے ہیں اُن کے ساتھ (اُٹھنے بیٹھنے پر) اپنے نفس کو مجبور کرو اور تمہاری نظر (التفات) اُن پر سے ہٹنے نہ پائے کہ لگو دنیا کی زندگی کے ساز و سامان کا پاس کرنے ف۱ اور ایسے شخص کا کہا ہرگز نہ ماننا جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہے اور اُس کی دنیاداری حد سے بڑھ گئی ہے۔

عَبَسَ وَتَوَلّٰٓى ۝ اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى ۝ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّهٗ يَزَّكّٰٓى ۝ اَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرٰى ۝ اَمَّا مَنِ اسْتَغْنٰى ۝ فَاَنْتَ لَهٗ تَصَدّٰى ۝ وَمَا عَلَيْكَ اَلَّا يَزَّكّٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ جَآءَكَ يَسْعٰى ۝ وَهُوَ يَخْشٰى ۝ فَاَنْتَ عَنْهُ تَلَهّٰى ۝

(عبس ع ۱- پارہ ۳۰)

(محمد) اتنی بات پر چین بہ جبین ہوئے اور مُونہ موڑ بیٹھے کہ ایک نابینا اُن کے پاس آیا ف۲ اور (اے پیغمبر) تم کیا جانو عجب نہیں (کہ تمہاری تعلیم سے) وہ سنور جائے یا نصیحت (کی باتیں) سُنے اُور اُس کو نصیحت سُودمند ہو تو جو شخص (دین کی طرف سے) بے پروائی کرتا ہے اُس کی طرف تو تم خوب توجہ کرتے ہو حالانکہ (اگر) وہ ٹھیک نہ ہو تو تم پر کچھ (الزام) نہیں اور جو (خدا سے) ڈر کر تمہارے پاس دوڑتا ہوا آئے تو تم اُس سے بے اعتنائی کرتے ہو

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَهُوَ

امیر المؤمنین عمر رضہ سے روایت ہے کہ وہ

ف۱ شروع شروع میں اکثر غریب لوگ اسلام لائے تھے اور قاعدہ بھی یہی ہے کہ حق بات کو غریب ہی جلدی سے تسلیم کر لیتے ہیں کیونکہ دنیاوی عروج اُن کو مانع قبولِ حق نہیں ہوتا کافر ان بے چاروں کی ظاہری حالت کو دیکھ کر ان سے نفرت کرتے تھے اور پیغمبر صاحب سے اصرار تھا کہ ان کو اپنے پاس نہ بیٹھنے دو تو ہم آئیں کیا یہ لوگ کیا ان کا دین کیا تپی اور کیا بدی کا شور باخدا نے اس کے جواب میں پیغمبر صاحب کو تو یہ سمجھایا کہ یہ لوگ جیسے ظاہر میں ہیں ویسے ہی دل سے بھی خدا کی رضا کے طالب ہیں تم ان کے ظاہر حال پر ان کے باطن کو قیاس کرو تم کوئی عالم الغیب تو ہو نہیں اگر فی الحقیقت ان میں کوئی ضعیف الایمان ہو بھی تو وہ جانے اور اُس کا کام جانے اور کافروں کا اعتراض اس طرح پر اُٹھایا کہ دنیاوی جاہ و حشمت کچھ وقعت کی چیز نہیں بڑی دولت ہے نعمت اسلام تو جو اس کی قدر کرتے ہیں اُن کو دی جاتی ہے امیر ہوں یا غریب ۱۲

ف۲ روسائے قریش پیغمبر صاحب کے پاس جمع تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو سمجھا رہے تھے اتنے میں عبداللہ ابن اُم مکتوم صحابی نابینا آئے اور اُنھوں نے پیغمبر صاحب کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا پیغمبر صاحب کو اُن کا قطع کلام ناگوار گزرا اس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں ۱۲

عَلَى الْمِنْبَرِ يَا أَيُّهَا النَّاسُ تَوَاضَعُوا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي نَفْسِهِ صَغِيرٌ وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ عَظِيمٌ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ فَهُوَ فِي أَعْيُنِ النَّاسِ صَغِيرٌ وَفِي نَفْسِهِ كَبِيرٌ حَتّٰى لَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِمْ مِنْ كَلْبٍ أَوْ خِنْزِيرٍ ٭ (مشکوٰۃ)

منبر پر کھڑے ہوئے کہہ رہے تھے لوگو! فروتنی (اختیار کرو) کیونکہ میں نے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جو شخص صرف خدا کے لیے فروتنی (اختیار) کرتا ہے خدا اُس کے رتبے کو اونچا کرتا ہے تو وہ اپنے نفس میں (اس وجہ سے کہ اپنے تئیں عاجز دیکھتا ہے) حقیر ہے مگر لوگوں کی آنکھوں میں وقیع ہے اور جو شخص بڑائی (اور دعوٰی) کی بیتا ہے خدا اُس کا مرتبہ پست کرتا ہے تو وہ لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور اپنی آنکھ میں بزرگ ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کُتّے یا سُور سے بھی زیادہ ذلیل ہوتا ہے

عَنْ أَنَسٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ وَيَتْبَعُ الْجَنَازَةَ وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَأَيْتُهُ

حضرت[۲] انس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صفاتِ اخلاق سے خبر دیتے ہیں کہ آپ بیمار کی عیادت کرتے جنازے کے ساتھ چلتے اور کوئی غلام دعوت کرتا تو اُس کی دعوت قبول فرماتے بے تکلفی اور تواضع کی وجہ سے گدھے پر سوار ہوتے میں نے آپ کو

مِنَ الْمُتَرْجِم - گدھے کی سواری خاص کر ہندوستان میں نہایت ذلیل سواری سمجھی جاتی ہے اور خود گدھے کو حد درجے کا احمق جانور خیال کیا جاتا ہے کہتے ہیں کہ اگلی عملداریوں میں کسی کی تشہیر کرنی ہوتی تو مُونہ کالا کرکے گدھے پر اُلٹا بٹھاکر شہر میں پھراتے یا ہندو لوگ ہولی کے دنوں میں ایسا مسخرہ پن کیا کرتے تھے - حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس قدر نہیں تو بھی اہلِ عرب جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں گدھے کی سواری کو حقیر و مبتذل سمجھتے تھے اور اسی غرض سے راوی نے حدیث کی روایت کی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ بیچارہ گدھا کیوں احمق سمجھا جاتا اور گدھے کی سواری کیوں ذلیل خیال کی جاتی ہے - غور کرنے سے یہی بات خیال .... میں آتی ہے کہ یہ بھی آدمی کے غرور کی ایک شان ہے ورنہ خدا نے دنیا میں کوئی چیز بیکار تو پیدا کی نہیں - رہی عقل اس کے مدارج متفاوت ہیں - مخلوقات میں آدمی تو اشرف المخلوقات ہے کہ اس جیسی عقل کسی میں نہیں اس سے اُتر کر حیوانات - حیوانات سے اُتر کر نباتات اور سب ادنیٰ درجے میں جمادات - ہم تو گدھے میں حمق کی کوئی بات نہیں پاتے - خدا نے اسکو جس غرض کے لیے پیدا کیا ہے وَالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيرَ لِتَرْكَبُوهَا وَزِينَةً[۱] اُس کو وہ جفاکشی اور بُردباری سے بوجہ احسن پورا کرتا ہے بلکہ بعض حیثیتوں سے وہ آدمی کے لیے بڑا مفید جانور ہے وہ سُوکھے پھوس پر قناعت کرتا ہے کاٹتا نہیں دولتّیاں نہیں چلاتا اپنی بساط کی قدر کچھ ایسا سُست قدم اور بد رفتار بھی نہیں غریب اور مسکین بھی ہے اس کو لگام لگانے کی بھی ضرورت نہیں - تو حمق کے یہ معنے ہوئے کہ شریر نہیں کٹکھنا نہیں نیکی برباد گنہ لازم - ہاں گھوڑے جیسا تیز رَو نہیں تو نا نوی نہیں تو خدا نے اُس کو جیسا بنایا ہے ویسا ہے اور ہر ایک مخلوق کو جیسا خدا نے بنایا ویسی ہے ساری باتوں میں سب ایک طرح کے کیسے ہو جائیں غرض گدھے کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کی کوئی وجہ معقول تو ہے نہیں - گدھا بے شک عموماً گھوڑے کے مقابلے میں کم قیمت پاتا ہے اگر یہی وجہ گدھے کو ذلیل

[۱] اور (اُسی خدا نے) گھوڑوں اور خچروں اور گدھوں کو پیدا کیا تاکہ تم اُن سے سواری لو اور (سواری کے علاوہ یہ چیزیں موجب) زینت (بھی ہیں) ۱۲

يَوْمَ خَيْبَرَ عَلٰى حِمَارٍ خِطَامُهٗ لِيفٌ ✦ (ابن ماجہ)	(فتح خیبر کے روز گدھے پر سوار دیکھا جس کی لگام کھجور کے پٹھوں کی بنی ہوئی تھی
عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ ✦ (ترمذی)	حضرت انس کہتے ہیں کہ صحابہ کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا باوجود اس کے اُن کا یہ حال تھا کہ جب آپ کو (آتے) دیکھتے تو تعظیم دینے کے لیے کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ پیغمبر صاحب
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَيَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَيَعْمَلُ فِيْ بَيْتِهٖ كَمَا يَعْمَلُ اَحَدُكُمْ فِيْ بَيْتِهٖ وَقَالَتْ كَانَ بَشَرًا مِّنَ الْبَشَرِ يَفْلِيْ ثَوْبَهٗ وَيَحْلُبُ شَاتَهٗ وَيَخْدِمُ نَفْسَهٗ ✦ (ترمذی)	اُم المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اپنی جوتی پر اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتے اور اپنا کپڑا خود سیتے اور اپنے گھر میں ویسا ہی سارا کام کاج کرتے تھے جیسا تم میں کا ہر ایک شخص اپنے گھر میں کام کاج کیا کرتا ہے۔ اُم المومنین نے یہ بھی کہا وہ آدمیوں میں کے ایک آدمی تھے اپنے کپڑوں کی جوئیں آپ چُنتے اور اپنی بکری کا دودھ خود دوہتے اور اپنا کام آپ کرتے تھے۔

عجز و انکسار

عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا خَيْرَ الْبَرِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكَ اِبْرٰهِيْمُ ؏	حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا اے بہترین مخلوق! پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ وصف خاص ابراہیم کا ہے ف۱
عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُطْرُوْنِيْ كَمَا	عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میری مدح میں مبالغہ نہ کرنا جس طرح

ف۱ کہ خدا نے اُنھیں دنیا و عقبیٰ میں برگزیدہ فرمایا اور تمام اُمتوں کی زبانوں پر اُن کی مدح جاری کی پھر یہ حدیث اُن احادیث ثابتہ صحیحہ کے معارض نہیں ہے جن میں بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے پیغمبر صاحب افضل مخلوق اور سید انبیاء ہیں کیونکہ پیغمبر صاحب کا ذٰلک ابراہیم فرمانا بطریق تواضع اور عجز و انکسار ہے ہمارے ہاں بھی جو شخص تعظیم و تقدیم کا سزاوار تر ہوتا ہے ہضماً للنفس دوسرے کو اپنے سے مقدم رکھتا اور اُس کی تعظیم کرتا ہے ۱۲

اُطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُ اللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ (صحیحین)	نصاریٰ نے مریم کے بیٹے مسیح کی مدح میں مبالغہ کیا میں تو خدا کا ایک بندہ ہوں تم مجھے خدا کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔
عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الشِّخِّیْرِ قَالَ اِنْطَلَقْتُ فِیْ وَفْدِ بَنِیْ عَامِرٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا اَنْتَ سَیِّدُنَا فَقَالَ السَّیِّدُ ھُوَ اللّٰہُ فَقُلْنَا وَاَفْضَلُنَا فَضْلًا وَّاَعْظَمُنَا طَوْلًا فَقَالَ قُوْلُوْا قَوْلَکُمْ اَوْ بَعْضَ قَوْلِکُمْ وَلَا یَسْتَجْرِیَنَّکُمُ الشَّیْطَانُ ٭ (ابو داود)	عبد اللہ بن شخیر کے بیٹے مطرف سے روایت ہے کہ میں بنی عامر کے قبیلہ کی ہمراہی میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم کی طرف چلا (جب ہم سب لوگ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے) تو ہم نے کہا آپ ہمارے سردار ہیں فرمایا سردار خدا ہے ہم نے عرض کیا اور فضائل و خصائل کے اعتبار سے آپ ہم سے برتر اور قدرت و وسعت کے لحاظ سے بزرگتر ہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خیر یہ کہنا درست ہے (یعنی اتنے کہنے کا مضائقہ نہیں) بلکہ اگر اس سے کمتر کہو تو بہت بہتر ہے چاہیئے کہ شیطان تمھیں اپنا وکیل نہ بنائے (کہ جو چاہو لگو بے تأمل کہنے)

من المترجم اللہ تعالیٰ جل شانہ نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم کے حق میں فرمایا ہے اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اس کا ثبوت اس سے بڑھکر کیا ہوگا کہ لوگ آپ کو سَیِّدُنَا کہکر خطاب کرتے تھے اور آپ فرماتے تھے اَلسَّیِّدُ ھُوَ اللّٰہُ یعنی سید کا خطاب خدا کو شایاں ہے یا اب یہ حال ہے کہ مدعیانِ سیادت نے لفظ سید کو جزو نام بنالیا ہے مولوی روم نے سچ فرمایا ہے ؎ ہیچ کس از ناکم از فرعون نیست ٭ لیکن او را عون ما را عون نیست ٭ اَلَیْسَ لِیْ مُلْکُ مِصْرَ وَھٰذِہِ الْاَنْھَارُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اَمْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْ ھٰذَا الَّذِیْ ھُوَ مَھِیْنٌ وَّلَا یَکَادُ یُبِیْنُ فَلَوْلَآ اُلْقِیَ عَلَیْہِ اَسْوِرَۃٌ مِّنْ ذَھَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَہُ الْمَلٰٓئِکَۃُ مُقْتَرِنِیْنَ[1] جو لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں اور فخر بھی کبر کی ایک شان ہے بلکہ خود کبر ہے اور شاید ہی کوئی فرد بشر اس سے بچا ہو اُن کو آیہ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ[2] سے عبرت پکڑنی چاہیئے ۱۲

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ

[1] یعنی (فرعون نے کہا کہ لوگو!) کیا ملک مصر ہمارا نہیں؟ اور (تم دیکھ رہے ہو کہ) یہ نہریں ہمارے (دیوانِ شاہی کے) تلے (ہی) بہ رہی ہیں تو کیا تم کو (یہ باتیں) نہیں سوجھتیں؟ تو ہم اس (موسیٰ) سے جو ایک ذلیل آدمی ہے اور اس سے بات بھی اچھی طرح نہیں کرتے بن پڑتی (بدرجہا) بہتر ہیں (اور اگر موسیٰ ہم سے بہتر ہوتا) تو اس کے لیے سونے کے کنگن (خدا کے ہاں سے) کیوں نہیں اُترے یا فرشتے جمع ہو کر اسکے ساتھ آئے ہوتے ۱۲ [2] لوگو! ہم نے تم (سب) کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمھاری قومیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بیشک اللہ جاننے والا با خبر ہے ۱۲ ٭

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَّقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ ﴿متفق علیہ﴾

علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کو لائق نہیں کہ میری نسبت یہ بات جائز رکھے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے بہتر و افضل ہوں اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا جو شخص میری نسبت کہے کہ میں متّٰی کے بیٹے یونس سے افضل و بہتر ہوں وہ جھوٹا ہے عہ

عہ حدیث میں حضرت یونس کی تخصیص کی وجہ یہ ہے کہ وہ اُولوالعزم پیغمبر نہ تھے قوم کی ایذا پر صبر نہ کر سکے اور غصے میں آکر بھاگ نکلے اور اُس پار پہنچنے کے لیے کشتی میں بیٹھ گئے جیسا کہ قرآن مجید کی ذیل کی آیت اور اُس کے فائدے سے واضح ہوتا ہے وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ سیپی اور (اے پیغمبر) ذوالنّون (یونس) کو یاد کرو جب خفا ہو کر چل دیئے اور (جاتے وقت غصے میں تبقاضائے بشریت) اُن کو ایسا واہمہ گزرا کہ ہم اُن پر قابو نہیں پا سکیں گے تو (آخر کار عاجز آکر) اندھیروں کے اندر چلا اُٹھے کہ (اے خدا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک (ذات) ہے میں نے بڑا ظلم کیا ف۱

ف۱ ذوالنون کے لفظی معنے ہیں مچھلی والا اِس لقب سے حضرت یونس کے مشہور ہونے کی یہ وجہ ہوئی کہ اِن کی اُمت نے اِن کی مخالفت کی یہاں تک کہ لوگوں پر عذاب نازل ہونے کو ہوا تو یونس علیہ السلام نے پہلے سے خبر کر دی لوگوں نے نزولِ عذاب سے پہلے خدا کی جناب میں توبہ کی اور روئے پیٹے عذاب ٹل گیا یونسؑ خوفِ خدا سے پہلے نکل بھاگے تھے اب جو عذاب ٹل گیا تو اُن کو یہ خیال ہوا کہ لوگ پہلے ہی سے میرا کہنا نہیں مانتے تھے اب تو میری طرف رُخ بھی نہ کریں گے چاہا کہ کسی دوسری طرف کو نکل جائیں اور قوم میں واپس نہ آئیں راہ میں پڑتا تھا دریا یہ بھی ناؤ میں سوار ہوئے ناؤ چلتے چلتے ایک جگہ رُک گئی ناخدا نے کہا کشتی میں کوئی غلام ہے جو اپنے مالک کے یہاں سے بھاگ کر آیا ہے وہ اُترے تو ناؤ چلے قرعہ ڈالا تو یونس علیہ السلام کا نام نکلا اِن کو پکڑ کر دریا میں پھینک دیا اور اِن کو مچھلی نے نگل لیا تب اِن کو اپنی غلطی پر تنبّہ ہوا اور سمجھے کہ وہ بھاگا ہوا غلام میں ہوں توبہ کی قصور معاف ہوا اور اندھیروں سے مراد ہیں رات اور دریا اور مچھلی کے پیٹ وغیرہ کے چند در چند اندھیرے ۱۲

من المترجم عُجُب یا خود بینی یا خود پسندی کو خاصّۂ بشری کہنے میں ذرا بھی مبالغہ نہیں بہت ہی کم نفوس کو اس سے خالی پاؤ گے یہ خصلت پیدا ہوتی ہے اِس سے کہ ہر شخص ابنائے جنس پر ہر بات میں تفوّق کا طالب ہے۔ یہاں تک تو کچھ قباحت نہیں بلکہ طلبِ تفوّق ترقی کے حق میں فالِ نیک ہے قباحت شروع ہوتی ہے اِدّعائے تفوق سے بلا استحقاق۔ عُجُب آسانی کے ساتھ مُنجر بکبر ہو جاتا ہے اور کبر بد خصلت ہے۔ کبر مختلف شکلوں میں ظہور کرتا ہے از انجملہ تکاثر کی شکل میں جس کے حق میں قرآن کی مستقل سورت نازل ہو چکی ہے جس کا نام ہی سورۂ تکاثر ہے تکاثر جس کی طرف قرآن میں اشارہ ہے وہ بھی تفاخر کی ایک شان تھی ہمارے وقتوں میں تفاخر نے یہ شان اختیار کی ہے کہ مختلف عقائد کے لوگ بزرگانِ دین میں جرح و تعدیل کرنے لگے ہیں مثلاً ایک عالم بالحدیث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی توہین میں تأمّل نہیں کرتا۔ کیا فرق ہے اس میں اور تفاخر بالآبا میں شیعوں میں ایک فرقہ ہے تفضیلیہ جو حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو تمام اصحاب علیہم الرضوان میں سب سے افضل سمجھتے ہیں۔ افضلیتہ کے دو محل ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ حضرت علی احق و اَولےٰ بالخلافت تھے تو انقراضِ زمانۂ خلافت کے بعد سُنیوں اور شیعوں کی لڑائی اُسی طرح کی مشت بعد از جنگ" لڑائی ہوئی کہ شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی تھی یا سلیم شاہ کی لاحاصل بے سود۔ اور اگر افضلیتہ سے اُخروی افضلیتہ مراد ہے تو مَنْ مَّاتَ فَقَدْ قَامَتْ

قِیَامَتُہٗ کی رُو سے اِس کا وقت بھی باقی نہیں ۶ قَدْ سَبَقَ السَّیْفُ الْعَذَلَ ۔ اور وقت باقی بھی ہوتا تو وہ خدا کے تقیلد کی بات ہے ؎

چو کارِ بے فضولِ من بر آید　　مرا در وے سخن گفتن نشاید

بین الخلفاء اور بین الاصحاب اختلاف تو تھا ۔ یہ ایک واقعہ تاریخی ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا اور جب کوئی مسئلہ پیش کیا جائے ہر ایک شخص اُس کی نسبت کچھ نہ کچھ رائے بھی ضرور رکھتا ہے اور لوگوں میں رایوں کا اختلاف بھی ہوتا ہے اور لَا یَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِیْنَ کی رُو سے ہمیشہ ہوتا رہے گا اِس کا فیصلہ نہ آج تک ہوا ہے نہ ہو ۔ پس ہمارا تو صرف اتنا کہنا ہے کہ اپنی رائے کو اپنے دل میں رکھو اُس کو اس طرح پر ظاہر نہ کرو کہ فسادات برپا ہوں سُنّی ہوں یا شیعہ دونوں مسلمان کہلاتے ہیں اور مسلمان ہیں آپس میں لڑنے جھگڑنے سے اِن کی مثال ایسی ہے کہ آدمی کا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی ایذا کے درپے رہے ۔ ایک بات اور بھی سمجھنے کی ہے کہ اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین میں اختلاف تھا بھی تو اُن میں اِس طرح جوتیوں میں دال نہیں بٹی جیسی شیعوں سُنیّوں میں ورنہ اسلام پر سر منڈاتے ہی اولے پڑ گئے ہوتے خیر صحابہ تک تو شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی یا سلیم شاہ کی ہو بھی رہی تھی لگے خود انبیاء علیہم السّلام میں بھی فاضل و مفضول کا فیصلہ کرنے حالانکہ خدا ے تعالیٰ نے اِس کے بارے میں اتنا ہی فرمایا ہے تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ وَاٰتَيْنَا عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ الْبَيِّنٰتِ وَاَيَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ[1] یعنی قرآن میں فاضل و مفضول کی کچھ تصریح نہیں نہ تصریح کی کچھ ضرورت اور نہ فاضل و مفضول کی شناخت شرط ایمان بلکہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کسی طرح کی تفریق کو جائز بھی نہیں رکھتا ۔ ہاں بلا ضرورت انبیاء علیہم السّلام میں فرقِ مراتب کرنا بھی چاہو تو ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر است ۔ ہر ایک میں ایک ممتاز ادا پائی جاتی ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم　　کرشمہ دامنِ دل مے کشد کہ جا اینجاست

ہمارے پیغمبر صاحب کی یہی ادائے دلکش بس کرتی ہے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور اُن پر آیۂ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ نازل ہوئی ہے

حفظِ لسان

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)

اور لقمانؑ نے اپنے بیٹے کو یہ بھی نصیحت کی کہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور کسی سے بات کرے تو دھیمی آواز سے بول کیونکہ آوازوں میں بُری سے بُری آواز گدھوں کی آواز ہے (آدمی ہو کر گدھوں کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب)

عَنْ اَنَسٍ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّلَا لَعَّانًا وَّلَا سَبَّابًا كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَا لَهٗ تَرِبَ جَبِيْنُهٗ (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو فحش گو تھے نہ لعنت کرنے والے تھے اور نہ دشنام دینے والے تھے غصے اور عتاب کے وقت آپ صرف اتنا فرما دیا کرتے تھے کیا ہوا اُس کی پیشانی خاک آلودہ ہو۔

[1] یہ پیغمبر (جو) ہم نے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے (اور طرح پر) بلند کیے اور مریم کے فرزند عیسیٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیئے اور روح القدس یعنی جبرئیل سے اُن کی تائید کی ۱۲ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے یعنی سب کو مانتے ہیں ۱۲

عن عائشۃ قالت لم یکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاحشا ولا متفحشا ولا سخابا فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ السیئۃ ولکن یعفو ویصفح۔ (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نہ تو بالطبع فحش گو تھے اور فحش گوئی میں تکلف کرتے تھے نہ بازاروں میں چیختے تھے اور نہ برائی کی تلافی برائی کے ساتھ کرتے تھے بلکہ معاف کرتے اور درگزر فرماتے تھے

عن معاذ قال قلت یا رسول اللہ اخبرنی بعمل یدخلنی الجنۃ ویباعدنی من النار قال لقد سألت عن عظیم وانہ لیسیر علی من یسرہ اللہ علیہ تعبد اللہ ولا تشرک بہ شیئا وتقیم الصلوۃ وتؤتی الزکوۃ وتصوم رمضان وتحج البیت ثم قال الا ادلک علی ابواب الخیر الصوم جنۃ والصدقۃ تطفئ الخطیئۃ کما یطفئ الماء النار وصلوۃ الرجل فی جوف اللیل ثم تلا تتجافی جنوبھم عن المضاجع حتی بلغ یعملون ثم قال الا ادلک برأس الامر وعمودہ وذروۃ سنامہ قلت بلی یا رسول اللہ قال رأس الامر الاسلام وعمودہ الصلوۃ وذروۃ سنامہ الجہاد

معاذ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا کام بتائیے جو مجھے جنت میں لے جا داخل کرے اور دوزخ سے دور کرے فرمایا معاذ! تو نے ایک بہت بڑی بات کا سوال کیا ہے اور بے شک وہ اُس شخص پر آسان بھی ہے جس پر خدا اُسے آسان کرے۔ تو خدا کی بندگی کر اور اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیرا اور نماز پڑھتا رہ زکوٰۃ دیتا رہ۔ رمضان کے روزے رکھ اور خانہ کعبہ کا حج کر پھر فرمایا معاذ! کیا میں تجھے نیکی کے دروازوں کی طرف راہ نہ دکھاؤں (سُن) روزہ ڈھال ہے (کہ گناہ کے تیر سے روزے دار کو بچاتا ہے) اور صدقہ آتش گناہ کو بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو اور آدمی کی نماز وسط شب میں (یہ بھی آتش گناہ کو بجھا دیتی ہے) پھر پیغمبر صاحب نے یہ آیت پڑھی تتجافی جنوبھم عن المضاجع سے یعملون تک۔ اِس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا معاذ! کیا میں تجھے امر دین کی جڑ اور اُس کے ستون اور اُس کے کوہان کی بلندی کی طرف رہنمائی نہ کروں۔ میں نے عرض کیا ہاں اے رسول خدا فرمایا امر دین کی جڑ اسلام اور اُس کا ستون

قُلْتُ بَلٰی یَا نَبِیَّ اللّٰہِ فَاَخَذَ بِلِسَانِہٖ وَقَالَ کُفَّ عَلَیْکَ ھٰذَا فَقُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ وَاِنَّا لَمُؤَاخَذُوْنَ بِمَا نَتَکَلَّمُ بِہٖ قَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ یَا مُعَاذُ وَھَلْ یَکُبُّ النَّاسَ عَلٰی وُجُوْھِھِمْ اَوْ عَلٰی مَنَاخِرِھِمْ اِلَّا حَصَائِدُ اَلْسِنَتِھِمْ (ترمذی)

میں نے عرض کیا ہاں اے نبیِّ خدا آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اس کو نگاہ رکھ میں نے عرض کیا اے خدا کے نبی کیا ہم اُن باتوں کی وجہ سے پکڑے جائیں گے جو زبان سے نکالتے ہیں؟ فرمایا معاذ تیری ماں تجھے روئے آدمیوں کو اُن کی زبانیں ہی تو مونہ یا ناک کے بل دوزخ میں اوندھا ڈالیں گی۔

عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّضْمَنْ مَا بَیْنَ لَحْیَیْہِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْہِ اَضْمَنْ لَہُ الْجَنَّۃَ (بخاری)

سہل بن سعد کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اُس چیز کی نگہداشت کرے گا جو اُس کے دونوں جبڑوں میں ہے (یعنی زبان) اور جو اُس کی دونوں ٹانگوں میں ہے (یعنی شرمگاہ) میں اُس کے لیے بہشت کا ذمہ دار ہوں

کم گوئی

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ اُوْصِیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ اَزْیَنُ لِاَمْرِکَ کُلِّہٖ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتِلَاوَۃِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّہٗ ذِکْرٌ لَکَ فِی السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَکَ فِی الْاَرْضِ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِطُوْلِ الصَّمْتِ فَاِنَّہٗ مَطْرَدَۃٌ لِلشَّیْطَانِ وَعَوْنٌ لَکَ عَلٰی اَمْرِ دِیْنِکَ قُلْتُ زِدْنِیْ قَالَ اِیَّاکَ وَکَثْرَۃَ الضِّحْکِ فَاِنَّہٗ

ابوذر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رسول خدا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا میں تجھے خدا سے ڈرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ خدا سے ڈرنا تیرے تمام کاموں کو زینت و آرایش دے گا میں نے عرض کیا کچھ اور زیادہ فرمایئے ارشاد کیا تو تلاوت قرآن اور ذکر الٰہی کا التزام کرے کیونکہ یہ آسمان میں تیرے مذکور ہونے کا سبب ہے (کہ فرشتے وہاں تجھے دعا و رحمت کے ساتھ یاد کریں گے) اور زمین میں نور معرفت کے ظہور کا باعث میں نے عرض کیا کچھ اور بھی زیادہ فرمایئے ارشاد کیا تو بہت سکوت خاموشی کو اپنے اوپر لازم کرے کیونکہ اس سے شیطان بھاگے گا اور تیرے دینی کام پر تجھے مدد ملے گی۔ میں نے عرض کیا کچھ اور بھی ارشاد کیجیے فرمایا تو بہت ہنسنے سے بچ کیونکہ بہت

يُمِيتُ الْقَلْبَ وَيَذْهَبُ بِنُورِ الْوَجْهِ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ قُلِ الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ مُرًّا قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لَا تَخَفْ فِي اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ قُلْتُ زِدْنِي قَالَ لِيَحْجُزْكَ عَنِ النَّاسِ مَا تَعْلَمُ مِنْ نَفْسِكَ (مشکوٰۃ)

ہنسنے سے دل مُردہ ہو جاتا اور چہرے کا نور جاتا رہتا ہے میں نے عرض کیا اس سے بھی زیادہ فرمائیے ارشاد کیا حق بات کہہ گزر اگرچہ لوگوں کو کڑوی ہی لگے میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا خدا کے بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے مت ڈر میں نے عرض کیا کچھ اور بھی فرمایا تُو اپنے نفس کے عیوب معلوم کرکے لوگوں کی عیب جوئی سے باز رہ۔

۲۔ عَنْ أَنَسٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى خَصْلَتَيْنِ هُمَا أَخَفُّ عَلَى الظَّهْرِ وَأَثْقَلُ فِي الْمِيزَانِ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ طُولُ الصَّمْتِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا عَمِلَ الْخَلَائِقُ بِمِثْلِهِمَا (مشکوٰۃ)

انس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ابوذر سے فرمایا کہ ابوذر! کیا میں تجھے اُن دو خصلتوں کی خبر نہ دوں جن کا بوجھ پیٹھ پر بہت ہلکا اور نامۂ اعمال کی ترازو میں بہت بھاری ہے ابوذر نے عرض کیا ہاں فرمائیے ارشاد کیا ایک خاموشی ہے اور دوسری نیک خوئی مجھے اُس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے کہ مخلوق نے اِن دو خصلتوں جیسا کام نہیں کیا یعنی ان خصلتوں سے بہتر کوئی کام نہیں ہے۔

۳۔ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَقَامُ الرَّجُلِ بِالصَّمْتِ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً (مشکوٰۃ)

عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبھی آدمی کا رتبہ خدا کے نزدیک صرف خاموشی کی وجہ سے ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہوتا ہے

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا + (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! اپنے تئیں بدگمانی سے دُور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے ف اور لوگوں کے پوشیدہ عیوب ٹٹولو اور خبروں کی جستجو نہ کرو اور کسی کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے ایک چیز کی قیمت بڑھا کر اُس کی خواستگاری ظاہر کرو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں عداوت دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندو اتم سب بھائی بھائی بنے رہو۔

عَنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَیْکُمْ دَاءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِکُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ وَهِیَ الْحَالِقَةُ اَمَا اِنِّیْ لَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰکِنْ تَحْلِقُ الدِّیْنَ

(عوام کے بیٹے) زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! پہلی اُمتوں کا مرض آہستہ آہستہ تمہاری طرف بڑھا چلا آرہا ہے اور وہ ایک حسد ہے دوسرے دشمنی اور ان میں سے ہر ایک حالقہ (صاف کرنے والی مونڈنے والی) ہے سنو میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈتی ہے مجھے اُس ذات مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے

حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (ترمذی)

اور کامل مومن اس وقت تک ہو نہیں سکتے جب تک باہم ایک دوسرے کو دوست نہ رکھو۔ کیا میں تمہیں وہ چیز بتلا دوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو ہاں تو باہم سلام علیک کو رواج دو۔

تعصب

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ (ابو داؤد)

واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (جس عصبیۃ سے آپ منع فرماتے ہیں وہ) عصبیۃ کیا چیز؟ فرمایا تیرا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ (ابو داؤد)

جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قوم کی (بیجا) حمایت کی طرف لوگوں کو بلاتا رہے یعنی اس بات کی تحریک پیدا کرے کہ لوگ مبتلائے تعصب ہوجائیں وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص قوم کی تائید (بیجا) کے لیے لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو حالت تعصب میں مر جائے وہ ہم میں سے نہیں

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ

ابو الدرداء سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو الدرداء! تیرا کسی چیز کو دوست رکھنا (اس کی برائی اور عیب سے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم والظن فان الظن اکذب
الحدیث ولا تحسسوا ولا تجسسوا ولا
تناجشوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا و
کونوا عباد اللہ اخوانا + (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں بدگمانی سے
دُور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے
ف اور لوگوں کے پوشیدہ عیوب ٹٹولو اور خبروں
کی جستجو نہ کرو اور کسی کو دھوکے میں ڈالنے کی غرض سے
ایک چیز کی قیمت بڑھا کر اُس کی خواستگاری ظاہر
کرو اور ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں عداوت و
دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندو! تم سب بھائی بھائی بنے رہو۔

عن الزبیر قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم دب الیکم
داء الامم من قبلکم الحسد
والبغضاء وھی الحالقۃ لا
اقول تحلق الشعر ولکن تحلق الدین
والذی نفسی بیدہ لا تدخلون الجنۃ حتی

(عوام کے بیٹے) زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا (لوگو!) پہلی اُمتوں کا مرض آہستہ آہستہ تمہاری طرف
بڑھا چلا آرہا ہے اور وہ ایک حسد ہے دوسرے دشمنی اور ان میں
سے ہر ایک حالقہ (صاف کرنے والی مونڈنے والی) ہے سُنو میں
نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈتی ہے مجھے
اُس ذات مقدس کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے
کہ تم تاوقتیکہ کامل مومن نہ ہو لوگے جنت میں نہ جاؤ گے۔

ف بدگمانی کو جھوٹی بات اس سے کہا کہ جب آدمی کسی کی نسبت گمان کرتا اور حکم لگاتا ہے کہ فلاں شخص ایسا ہے اور بسا اوقات وہ ایسا نہیں ہوتا تو اُس کا یہ حکم
جھوٹ بات ہوتا ہے اور یہاں حدیث سے حدیث النفس مُراد ہے جو شیطان کے القا کی وجہ سے دل میں پیدا ہوتی ہے ۱۲

حَتّٰی تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتّٰی تَحَابُّوا اَلَا اَدُلُّکُمْ عَلٰی مَا تَحَابُّوْنَ بِهٖ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَکُمْ (ترمذی)	اور کامل مومن اُس وقت تک ہو نہیں سکتے جب تک ہم ایک دوسرے کو دوست نہ رکھو کیا میں تمھیں وہ چیز بتلا دوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو ہاں تو باہم سلام علیک کو رواج دو۔

تعصب

عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْاَسْقَعِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْعَصَبِيَّةُ قَالَ اَنْ تُعِيْنَ قَوْمَكَ عَلَى الظُّلْمِ (ابوداؤد)	واثلہ بن اسقع کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (جس عصبیت سے آپ منع فرماتے ہیں وہ) عصبیت ہو کیا چیز؟ فرمایا تیرا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا
عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا اِلٰى عَصَبِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَصَبِيَّةً وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلٰى عَصَبِيَّةٍ (ابوداؤد)	جُبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قوم کی (بیجا) حمایت کی طرف لوگوں کو بلائے (یعنی اس بات کی تحریک پیدا کرے کہ لوگ مبتلائے تعصب ہوں) وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص قوم کی (حمایت بیجا) کے لیے لڑے وہ ہم میں سے نہیں اور جو حالت تعصب میں مر جائے وہ ہم میں سے نہیں
عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ (ابوداؤد)	ابو الدرداء سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو الدردا! تیرا کسی چیز کو دوست رکھنا (اُس کی برائی اور عیب سے) تجھے اندھا اور بہرا کر دیتا ہے ف
عَنْ عُبَادَةَ بْنِ كَثِيْرٍ الشَّامِيِّ مِنْ اَهْلِ فِلَسْطِيْنَ مِنِ امْرَاَةٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهَا فُسَيْلَةُ اَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	عبادہ بن کثیر شامی جو فلسطین کے باشندوں میں (ایک نہایت معتبر اور ثقہ آدمی) ہیں اہل فلسطین میں کی ایک عورت سے جس کا نام فسیلہ تھا روایت کرتے ہیں کہ فسیلہ نے کہا میں نے اپنے باپ کو کہتے سنا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ

ف کسی نے کیا خوب کہا ہے وَعَيْنُ الرِّضَا عَنْ كُلِّ عَيْبٍ كَلِيْلَةٌ وَلٰكِنَّ عَيْنَ السُّخْطِ تُبْدِي الْمَسَاوِيَا یعنی رضامندی کی آنکھ کو کوئی عیب سوجھ نہیں پڑا کرتا اور غصے ہی کی آنکھ ہے جو برائیوں کو دکھایا کرتی ہے۔

وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یُّحِبَّ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ قَالَ لَا وَلٰکِنْ مِنَ الْعَصَبِیَّۃِ اَنْ یَّنْصُرَ الرَّجُلُ قَوْمَہٗ عَلَی الظُّلْمِ (ابن ماجہ)	وسلم سے پُوچھا یعنی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آدمی کا اپنی قوم کو دوست رکھنا عصبیّۃ ہے پیغمبر صاحب نے (جواب میں) فرمایا کہ نہیں لیکن آدمی کا اپنی قوم کی ناحق بات پر مدد کرنا عصبیّۃ ہے
عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّصَرَ قَوْمَہٗ عَلٰی غَیْرِ الْحَقِّ فَھُوَ کَالْبَعِیْرِ الَّذِیْ تَرَدّٰی فَھُوَ یُنْزَعُ بِذَنَبِہٖ (ابو داؤد)	ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنی قوم کی ناحق اور ناروا بات پر مدد کرتا ہے وہ اُس اُونٹ جیسا ہے جو اُونچی جگہ سے (کنوئیں میں) گر کر ہلاک ہو جاتا (اور) پھر دُم پکڑ کر کھینچا جاتا ہے ف۱

من المترجم۔ تعصّب کا ٹھیٹ ہندی ترجمہ ہے پچ یا پچھ۔ پچ ہو یا پچھ اصل میں سنسکرت کا لفظ پکش ہے جس کے معنے ہیں جانب۔ طرف۔ حصّہ۔ چاندنی کے اشتباہ سے مہینے دو حصے جو الا (روشن) پکش اور اندھیرا (تاریک) پکش تو تعصّب کے معنے ہیں طرف داری۔ حمایت۔ بول چال میں خاص کر مذہب کی طرفداری اور حمایت کو تعصّب کہتے ہیں۔ تعصّب فی نفسہ بُری خصلت نہیں۔ جب آدمی سچے دل سے اپنے تئیں برسرِ حق سمجھتا ہے تو اُس کی طرف داری اور حمایت کیوں نہ کرے مگر تعصّب بدنام ہوا لوگوں کے طرزِ عمل سے کہ طرفداری میں حدِ اعتدال سے بڑھ جاتے اور دوسروں کی تذلیل کے درپے ہوتے ہیں اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ اور وَلَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًا بِغَیْرِ عِلْمٍ کی حدود کے اندر اندر تک کا تعصّب ہر مسلمان کا فرض ہے مگر افسوس ہے کہ لوگ تعصّب کی حدِ مشروع کے اندر نہیں رہتے اور استمالہ اور تالیف کے عوض دوسروں کو حق سے متنفر اور متوحش کرتے ہیں۔ ان کے مدِ مقابل وہ ہیں جو مذہب اور قومیّت کی طرفداری کے بڑے لمبے چوڑے دعوے کرتے ہیں اور شعارِ مذہب اور شعارِ قوم کی مطلق قدر نہیں کرتے۔ اِن سے ہماری مُراد آج کل کے انگریزی خواں مُسلمان ہیں جو اپنا ظاہر انگریزوں کا سا بنا لیتے ہیں اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَھُمُ الْعِزَّۃَ فَاِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا ہمارے نزدیک اُزیں سُو رانده وزاں سو درمانده کے مصداق ہیں اصلی عزّت قُصُّوا اللُّحٰی وَاعْفُوا الشَّوَارِبَ میں نہیں بلکہ علمِ نافع محاسنِ اخلاق۔ جفاکشی اور

ف۱ عزّت کو بلندی سے اور ذلّت کو پستی سے منسوب کیا جاتا ہے اعلٰی اعلٰی حق کا بول بالا و من یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ ناحق کی طرفداری کا انجام رسوائی ہے ۱۲

ف۲ (اے پیغمبر ان لوگوں کو) عقل کی باتوں اور اچھی اچھی نصیحتوں سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ اور اُن کے ساتھ بحث (بھی) کرو (تو) ایسے طور پر کہ وہ (لوگوں کے نزدیک) بہت ہی پسندیدہ ہو ۱۲ ف۳ اور (مسلمانو!) جو لوگ خدا کے سوا دوسرے دوسرے معبودوں کو حاجت روائی کے لیے بلایا (یعنی اُن کی پرستش کیا) کرتے ہیں اُن کو بُرا نہ کہو کہ یہ لوگ (بھی) براہ نادانی ناحق (ناروا) خدا کو بُرا کہنے بیٹھیں گے ۱۲ ف۴ کیا کافروں کے ہاں (اپنی) عزّت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزّت تو ساری اللہ کی ہے ف۵ یعنی اُسی کے اختیار اور اُسی کے ہاتھ میں ہے تعز من تشاء و تذل من تشاء ۱۲

ضبط اوقات اور خوش معاملگی میں ہے۔

کینہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُفْتَحُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الْخَمِیْسِ فَیُغْفَرُ لِکُلِّ عَبْدٍ لَّا یُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا اِلَّا رَجُلٌ کَانَتْ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ اَخِیْهِ شَحْنَاءُ فَیُقَالُ اَنْظِرُوْا هٰذَیْنِ حَتّٰی یَصْطَلِحَا ۔ (مسلم)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پیر[۵] اور جمعرات کو جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور ہر ایک بندے کی جو خدا کے ساتھ کسی اور چیز کو شریک نہیں کرتا بخشش کی جاتی ہے مگر اُس آدمی کی بخشش نہیں ہوتی کہ اُس کے اور اُس کے بھائی مسلمان کے درمیان میں عداوت و کینہ ہو تو فرشتوں سے فرمایا جاتا ہے کہ ان دونوں شخصوں کو یہاں تک مہلت دو کہ باہم صلح کریں (اور کینہ دلوں سے نکال پھینکیں)

من المترجم۔ کفر است در طریقتِ ما کینہ داشتن ✦ آئین ماست سینہ چو آئینہ داشتن ✦ مثال کے طور پر ایک شخص زید دوسرے شخص بکر پر حملہ کرے اُس کو مارنے یا اُس کا مال چھیننے یا چُرانے لگے تو بکر مجاز ہے کہ اپنے تئیں اور اپنے مال کے تئیں زید کی تعدی اور دست بُرد سے بچائے اور اگر بکر مدافعت میں بقدر ضرورت زید کو کسی طرح کا نقصان بھی پہونچاوے گا تو اُس سے کسی طرح کا مواخذہ نہیں نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اس لیے کہ موذی کا دفع کرنا بکر کا فعلِ اضطراری ہے اور بکر اپنے حفظِ نفس پر مجبول ہے۔ انگریزی قانون تعزیرات ہند میں اسی کا نام ہے **استحقاق حفاظت خود اختیاری** اور اس کے لیے قانون میں ایک باب جُداگانہ قرار دیا گیا ہے اور اُس میں اس استحقاق کی شرائط اور حدود خوب وضاحت کے ساتھ مذکور ہیں چونکہ دفعِ موذی فعلِ اضطراری ہے فنِ اخلاق کو اُس سے کچھ بحث نہیں اخلاق تو صرف افعالِ اختیاری سے بحث کرتا ہے زید اور بکر کی فرضی مثال میں زید کے حملے کے بعد بکر زید کی نسبت جو کچھ کاروائی بھی کرے گا وہ البتہ اخلاق کی حد میں ہوگی اب دیکھنا یہ ہے کہ ظلم کے بعد مظلوم ظالم کے ساتھ کیا معاملہ کیا کرتا ہے۔ وہ معاملہ یہ کیا کرتا ہے کہ ظلم کا انتقام لیتا ہے سو اخلاق سرے سے انتقام ہی کو پسند نہیں کرتا اور مظلوم سے کہتا ہے فَاعْفُوْا وَاصْفَحُوْا یہ تو اعلے درجے کا خلق ہوا اور اگر اتنا نہ ہو سکے تو خیر فَاعْتَدُوْا بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ یہیں سے بغض اور کینے اور ترکِ ملاقات کا استیصال ہو گیا۔ اخلاق جو انتقام تک کو پسند نہ کرے وہ بغض اور کینے اور ترکِ ملاقات کو کیوں جائز رکھنے لگا۔ ہاں اس جگہ ایک اعتراض خطور کرتا ہے کہ جب انتقام نامحمود ہے تو حاکمِ وقت مظلوم کی طرف ہو کر ظالم کو کیوں سزا دیتا ہے کیا سزا انتقام نہیں ہم کہتے ہیں کہ نہیں بلکہ سزا سدِ جرائم کے لیے نمونۂ عبرت ہے اگر مظلوم اس کو انتقام سمجھے اُس کی خوشی

[۵] پیر اور جمعرات کی تخصیص کو حوالہ بخدا کرنا چاہیئے ہم کو تو اصل مطلب کی بات دیکھنی ہو کہ دل میں کینہ رکھنے سے خدا ناخوش ہوتا ہے کیونکہ کینہ فساد کی جڑ ہے

سخت دلی اور درشت مزاجی

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ

(آل عمران ع ۱۷ پارہ ۴)

تو (اے پیغمبر یہ بھی) اللہ کا بڑا ہی فضل ہوا کہ تم ان کو نرم دل (سردار) ملے ہو اور اگر (خدانخواستہ) تم مزاج کے اکھڑ دل کے سنگدل ہوتے تو یہ لوگ (کبھی کے) تمہارے پاس سے تتر بتر ہو گئے ہوتے (تو تم اپنی جبلّی عادت کیوں چھوڑو اس جنگ اُحد کے معاملے میں بھی) ان کے قصور معاف کرو اور (خدا سے بھی) ان کے گناہوں کی مغفرت چاہو اور معاملات (صلح و جنگ) میں (بدستور سابق) ان کو شریک مشورہ کر لیا کرو پھر (مشورے کے بعد) تمہارے دل میں ایک بات ٹھن جائے تو (رہے تامّل اس کو گزرو گر) بھروسا خدا ہی پر رکھنا جو لوگ (خدا پر) بھروسا رکھتے ہیں اُن کو دوست رکھتا ہے

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِيُّ قَالَ وَالْجَوَّاظُ الْغَلِيْظُ الْفَظُّ (ابو داؤد)

وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوّاظ اور اکڑ کر چلنے والا جنت میں نہ جائے گا (راوی نے) کہا کہ سنگدل اور درشت مزاج کو جوّاظ کہتے ہیں۔

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُّتَضَعَّفٍ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ (صحیحین)

وہب کے بیٹے حارثہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا میں تمہیں بتا دوں کہ جنتی کون ہے؟ وہ ہر ضعیف ہے جسے لوگ ضعیف و حقیر سمجھتے ہیں (مگر خدا کے نزدیک اُس کا وہ رتبہ ہے کہ) اگر خدا کی قسم کھائے تو خدا اُس کی قسم کو سچا کر کے رہے (پھر فرمایا) میں تمہیں بتا دوں کہ دوزخی کون ہے وہ ہر اکھڑ سنگدل متکبر ہے

من المترجم غصے کا پہلا اُبال ہے سخت کلامی اور وہ تُو تڑاق سے شروع ہو کر گالی گلوچ اور پھر مار کٹائی اور پھر خون خرابے تک پہونچ جاتی ہے دل اور زبان میں عجیب طرح کا تعلق ہے کہ زبان دل کی پردہ دار بھی ہے اور پردہ در بھی ہے اگر ہم مونہہ سے نہ پھوٹیں تو کوئی شخص ہمارے دلی خیالات پر اچھے ہوں یا بُرے اطلاع نہیں پا سکتا۔ مگر زبان کا قدرتی چغلخور ہمارے راز کو مخفی نہیں رہنے دیتا۔ لوگوں کے باہمی فسادات اکثر زبان کی لگائی بجھائی کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں

ع اللہ کا مفصل قصہ نحو احسنت سنوانی آیہ نمبر (۲) ولا تہنوا ولا تحزنوا میں ... ہو

مضغۂ گوشت مگر امن و عافیت میں اس کو بہت بڑا دخل ہے۔ عرب کا ایک شاعر کہتا ہے اور ٹھیک کہتا ہے ؎ لِسَانُ الْفَتٰى نِصْفٌ وَّنِصْفٌ فُؤَادُهٗ ✦ فَلَمْ يَبْقَ اِلَّا صُوْرَةُ اللَّحْمِ وَالدَّمِ ✦ پھر اگر زبان دل کا امانت دار ترجمان ہو تو بھی خیر ہے۔ یہ ایسا خائن ترجمان ہے کہ اپنی طرف سے نمک مرچ لگا کر بات کا بتنگڑ بنا دیتا ہے ؎

جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِيَامٌ ✦ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

سخت کلامی نتیجہ ہوتا ہے غضب اور انتقام کا اور کبر اور زعم کا شائبہ بھی اُس میں ضرور ہوتا ہے۔ ایسی کئی حکایتیں سُننے میں آئی ہیں کہ ایک حاکم کے اجلاس میں مقدمہ پیش ہے حاکم نے کسی وجہ سے مقدمہ کے بارے میں پہلے سے ایک رائے قائم کر لی ہے اور مثل کی رُوداد حسب خواہش بنانا چاہتا ہے اور لوگوں کے بیانات سُننے نہیں چاہتا۔ اور وہ اُن کے ساتھ سخت کلامی سے پیش آتا ہے تو اس کو کسی غیور سے پالا پڑتا ہے اور وہ بھرا اجلاس اُس پر حملہ کرتا ہے۔ قید ہو کر مگر سخت کلامی نہیں سہہ سکتا فاعتبروا یا اولی الابصار ؎

سختی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر ✦ کی جس سے بات اُس نے شکایت ضرور کی

لوگوں پر آوازے کسنا

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍۙ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍۙ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍۙ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍۙ اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَؕ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ

(قلم ع ۱ پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر) تم کسی (ایسے نابکار) کے کہے میں (بھی) نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہے (اور) آبرو باختہ ہے (اور) لوگوں پر آوازے کسا کرتا ہے (اِدھر کی اُدھر اُدھر کی اِدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہے اچھے کاموں سے (لوگوں کو) روکتا رہتا ہے ف۱ حد (بندگی) سے بڑھ گیا ہے بد ہے۔ اکھڑ ہے (اور) ان (عیوب) کے علاوہ بد اصل بھی ہے۔ جب ہماری آیتیں اس کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اس (بات) پر کہ مال اور اولاد (بہت سے) بیٹھے رکھتا ہے بول اُٹھتا ہے کہ یہ اگلے لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِۙ الَّذِيْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗۙ يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗۚ كَلَّا

ہر شخص جو (لوگوں کی) عیب چینی کرتا (اور اُن پر) آوازے کستا ہے اُس کی (بھی بڑی) تباہی ہے کہ وہ اس خیال سے مال جمع کرتا اور اُس کو گن گن کر رکھتا رہا کہ وہ مال کی بدولت ہمیشہ زندہ رہے گا ف۲ سو یہ تو ہونا نہیں (بلکہ وہ ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا)

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنے تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع الخیر مال کا روکنے والا ہوا یعنی کنجوس جو راہ خدا میں نہ دے ۱۲ ف۲ یعنی جب جب بیمار پڑے گا دوا دارو کر کے موت سے بچ جائے گا

لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ ۝ إِنَّهَا عَلَيْهِم مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(ھمزۃ ۱۶ پارہ ۳۰)

اور (کفر کی وجہ سے) ضرور حطمہ میں پھینکا جائے گا اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے حطمہ ہے کیا چیز؟ ف (حطمہ سے مراد ہی) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو (تلووں سے لگ کر) دلوں تک کی خبر لے گی (اور وہ (ڈیگ کے بڑے) بڑے ستونوں (کی شکل) میں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتَّى يَعْمَلَهُ

(ترمذی)

معدان کے بیٹے خالد (تابعی) معاذ بن جبل (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی ایسے گناہ پر سرزنش کرے جو اُس سے صادر ہوا ہے (اور سرزنش بھی اس طرح کرے جس سے اُسے عار آئے) تو جب تک وہ خود اُسی گناہ کی بلا میں مبتلا نہ ہولے گا مرے گا نہیں عہ

بُرے لقب سے پکارنا

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَى أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّن نِّسَاءٍ عَسَى أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ

(حجرات ۲۶ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ خدا کے نزدیک (ان سے) بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں

ف لفظ حُطمہ نکلا ہے حَطم سے جس کے معنے ہیں توڑنے کے سو دوزخ بھی دوزخیوں کو جلا کر بھسم اور توڑ تاڑ کر چکنا چور کر چھوڑے گی اس واسطے اس کا ایک نام حطمہ ہوا ۱۲ سے ڈیگ بیائے معروف آگ کی بڑی اونچی لو کو کہتے ہیں ۱۲

عہ خطوط وحدانی میں جو عبارت ہم نے بڑھائی ہے تو آیہ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ پر نظر کرکے بڑھائی ہے اگر یہ عبارت نہ بڑھاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا۔ پس لامحالہ حدیث میں تعبیر خاص طرح کی تعبیر علے رؤس الاشہاد مراد ہے جس پر رسوائی اور فضیحت متفرع ہو۔ خدا ستار العیوب ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ متقاضی ہے کہ ہم بھی کسی کا پردہ فاش نہ کریں یہی ملامت در پردہ وہ نہی عن المنکر ہے محکوم شرع اور مُثاب علیہ ۱۲

عہ اور یہ اس کی سزائے عاجل ہے ۱۲

عن عائشة رضي الله عنها قالت اعتل بعير لصفية وعند زينب فضل ظهر فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لزينب أعطيها بعيرا فقالت أنا أعطي تلك اليهودية فغضب رسول الله صلى الله عليه وسلم فهجرها ذا الحجة والمحرم وبعض صفر (ابوداود)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ (کسی سفر میں) بی بی صفیہ کا اونٹ بیمار ہو گیا اور بی بی زینب کے پاس ایک فالتو سواری تھی تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کو اپنا اونٹ دے دو زینب بولیں کیا میں اس یہودیہ کو (اپنا اونٹ) دوں گی؟ اس پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور آپ ذیحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک زینب کے

تمسخر

يا أيها الذين آمنوا لا يسخر قوم من قوم عسى أن يكونوا خيرا منهم ولا نساء من نساء عسى أن يكن خيرا منهن ولا تلمزوا أنفسكم ولا تنابزوا بالألقاب بئس الاسم الفسوق بعد الإيمان ومن لم يتب فأولئك هم الظالمون ۝ (حجرات ۲۶ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی برا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال قال النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نے [illegible]

لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝ اِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ ۝ فِيْ عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ ۝

(ھمزۃ ۱۶ پارہ ۳۰)

اور (کفر کی وجہ سے) ضرور حُطَمہ میں پھینکا جائے گا اور (اے پیغمبر) تم کیا سمجھے حُطَمہ ہے کیا چیز؟ ف۱ (حطمہ سے مراد ہی) اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو (تلووں سے لگ کر) دلوں تک کی خبر لے گی (اور وہ (ڈیگ ک کے بڑے) بڑے ستونوں (کی شکل ہیں دوزخیوں کو چاروں طرف سے گھیرے ہوگی۔

عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَيَّرَ اَخَاهُ بِذَنْبٍ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَعْمَلَهُ

(ترمذی)

مَعدان کے بیٹے خالد (تابعی) معاذ بن جبل (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنے بھائی (مسلمان) کو کسی ایسے گناہ پر سرزنش کرے جو اُس سے صادر ہوا ہے (اور سرزنش بھی اس طرح کرے جس سے اُسے عار آئے) تو جب تک وہ خود اُسی گناہ کی بلا میں مبتلا نہ ہوے گا مرے گا نہیں عہ

بُرے لقب سے پُکارنا

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

(حجرات ۲۶ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی خدا کے نزدیک ظالم ہیں

ف۱ لفظ حُطَمہ نکلا ہے حَطم سے جس کے معنے ہیں توڑنے کے سو دوزخ بھی دوزخیوں کو جلا کر بھسم اور توڑ تاڑ کر چکنا چور کر دے گی اس واسطے اُس کا ایک نام حطمہ ہوا ۱۲ سے ڈیگ بیاسے معروف آگ کی بڑی اُونچی لو کو کہتے ہیں ۱۲

عہ خطوطِ وحدانی میں جو عبارت ہم نے بڑھائی ہے تو آیہ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ پر نظر کر کے بڑھائی ہے اگر یہ عبارت نہ بڑھاتے تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا دروازہ بند ہو جاتا۔ پس لامحالہ حدیث میں تعییر سے خاص طرح کی تعییر علے رؤس الاشہاد مراد ہے جس پر رسوائی اور فضیحت متفرع ہو۔ خدا ستار العیوب ہے اور تخلقوا باخلاق اللہ متقاضی ہے کہ ہم بھی کسی کا پردہ فاش نہ کریں رہی ملامت در پردہ وہ نہی عن المنکر ہے محکوم شرع اور مثاب علیہ ۱۲

عسہ اور یہ اُس کی سزائے عاجل ہے ۱۲

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اعْتَلَّ بَعِيْرٌ لِصَفِيَّةَ وَعِنْدَ زَيْنَبَ فَضْلُ ظَهْرٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْنَبَ اَعْطِيْهَا بَعِيْرًا فَقَالَتْ اَنَا اُعْطِيْ تِلْكَ الْيَهُوْدِيَّةَ فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَجَرَهَا ذَا الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمَ وَبَعْضَ صَفَرٍ (ابوداود)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ (کسی سفر میں) بی بی صفیہ کا اُونٹ بیمار ہو گیا اور بی بی زینب کے پاس ایک فالتو سواری تھی تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زینب سے فرمایا کہ صفیہ کو اپنا اُونٹ دے دو زینب بولیں کیا میں اِس یہودیہ کو (اپنا اُونٹ) دوں گی؟ ف۱ اس پر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور آپ ذیحجہ اور محرم اور صفر کے کچھ دنوں تک زینب سے

تمسخر

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ (حجرات ۲۶ پارہ ۲۶)

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) اِن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بد تہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى اَتَدْرُوْنَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منا میں فرمایا لوگو! تم جانتے ہو یہ دن کونسا ہے اُنھوں نے جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں

ف۱ بی بی صفیہ حیی بن اخطب یہودی کی بیٹی تھیں اور حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں تھیں غزوہ خیبر میں لشکر اسلام کے ہاتھ لگی تھیں پیغمبر صاحب نے اِنھیں آزاد کر کے اپنے نکاح میں لے لیا تھا اکثر ازواج مطہرات کو اِن کے ساتھ سوء مزاجی تھی اور اُن ہی میں اُم المومنین حضرت عائشہ بھی تھیں۔ پیغمبر صاحب اکثر اوقات بی بی صفیہ کی حمایت و رعایت کیا کرتے تھے ایک دفعہ بی بی عائشہ نے بھی اِن کو یہودیہ اور ٹھنگنی کہا تھا اُنھوں نے پیغمبر صاحب سے شکایت کی پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ تم جواب دو کہ میں پیغمبر زادی ہوں اور تم ابو بکر کی بیٹی ۱۲

قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا (بخاری)

فرمایا یہ ادب وحرمت کا دن ہے پھر فرمایا بھلا تمھیں معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا (یہ) ادب وحرمت کا شہر ہے پھر ارشاد کیا کیا تمھیں علم ہے کہ (یہ) کون سا مہینا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا (سنو) خداے بزرگ و برتر نے تم پر تمھارے آپس کے خون تمھارے آپس کے مال تمھاری باہمی عزۃ و آبروئیں تم پر ویسے ہی حرام کردی ہیں جیسے تمھارے اس دن کو تمھارے اس شہر کو تمھارے اس مہینے کو حرام ٹھیرایا ہے

(حاشیہ: اشارہ ہے کہ جس طرح ادب و حرمت ... ان کی بے حرمتی ...)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمْ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِیْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِیْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِیْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِیْ ضَحِكِهِمْ فِی الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ ۔ (صحیحین)

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی اپنی بی بی کو غلام کا سا مار نہ مارے پھر اُسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سُلائے ف اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں کا ایک شخص قصد کرتا پھر اپنی بی بی کو غلام کا سا مارنا مارتا ہے تو (ایسا کرنا مناسب نہیں) ممکن ہے کہ اسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سُلانے کی ضرورت ہو پھر پیغمبر صاحب نے لوگوں کو گوز پر ہنسنے کے بارے میں نصیحت کی کہ تم میں کا ایک شخص اُس چیز پر کیوں ہنسے جسے خود کرتا ہے ف۲

گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فاسق ...

ف یعنی عقل و شرع دونوں کی رُو سے یہ بات بہت ...

وَقِتَالُہٗ كُفْرٌ ‡ (صحیحین)

اور اُس کو جان سے مارنا کافر کا۔

عَنْ اَنَسٍ وَّ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم)

حضرت انس وابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا وبال (گناہ) اُسی پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم (جسے پہلے گالی دی گئی ہے) حد سے تجاوز نہ کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّہٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا اتِّقَاءَ فُحْشِہٖ (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہوگا جس سے لوگ اُس کے شر سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کریں اور صحیحین کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اُس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا كَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ (ترمذی)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات میں فحش (بدزبانی) کو دخل ہوتا ہے وہ بھونڈی ہو جاتی ہے اور جس میں حیا کو دخل ہوتا ہے وہ خوشنما ہو جاتی ہے

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ

سعید بن زید جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت

قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ قَالَ اَفَتَدْرُوْنَ اَيُّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَيُّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا (بخاری)

فرمایا یہ ادب و حرمت کا دن ہے (پھر) فرمایا بھلا تمھیں معلوم ہے یہ کون سا شہر ہے؟ لوگوں نے عرض کیا خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا (یہ) ادب و حرمت کا شہر ہے پھر ارشاد کیا کیا تمھیں علم ہے کہ (یہ) کون سا مہینا ہے؟ حاضرین نے جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا ...... (یہ ادب و حرمت کا مہینا ہے پھر فرمایا) (سنو) خدائے بزرگ و برتر نے تم پر تمھارے آپس کے خون تمھارے آپس کے مال تمھاری باہمی عزت و آبروئیں تم پر ویسے ہی حرام کردی ہیں جیسے تمھارے اس دن کو تمھارے اس شہر کو تمھارے اس مہینے کو حرام ٹھیرایا ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَجْلِدُ اَحَدُكُمُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ ثُمَّ يُجَامِعُهَا فِيْ اٰخِرِ الْيَوْمِ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا فِيْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِيْ ضَحِكِهِمْ فِي الضَّرْطَةِ فَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ ۔ (صحیحین)

عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم میں سے کوئی اپنی بی بی کو غلام کا سا مارنا نہ مارے پھر اُسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سُلائے ف۱ اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں کا ایک شخص قصد کرتا پھر اپنی بی بی کو غلام کا سا مارنا مارتا ہے تو (ایسا کرنا مناسب نہیں) ممکن ہے کہ اسی دن کے اخیر میں اُسے اپنے پاس سُلانے کی ضرورت ہو پھر پیغمبر صاحب نے لوگوں کو گوز پر ہنسنے کے بارے میں نصیحت کی کہ تم میں کا ایک شخص اُس چیز پر کیوں ہنسے جسے خود کرتا ہے ف۲

گالی دینا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کو گالی دینا فاسق (بدکار) کا کام ہے

ف۱ یعنی عقل و شرع دونوں کی رُو سے یہ بات بہت ہی نامناسب ہے کہ جسے اپنے پاس سُلائے اُس کو ایسی سخت مار مارے۔ صبح کو مارنا اور شام کو اپنے پاس رکھنا آدمیت سے بعید ہے ۱۲ ف۲ یعنی جو چیز خود کرتا ہے اُس پر ہنسنا کیا مناسب معلوم ہوا کہ گوز پر ہنسنا درست نہیں کہ بے ادبی ہے اور دوسرے کو شرمندگی ۱۲

وَقِتَالُهُ كُفْرٌ + (صحیحین)

اور اُس کو جان سے مارنا کافر کا۔

عَنْ اَنَسٍ وَّاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَا لَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ (مسلم)

حضرت انس و ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کو گالی دیتے ہیں تو دونوں کی گالیوں کا وبال گناہ اُسی پر پڑتا ہے جس نے پہلے گالی دی جب تک کہ مظلوم (جسے پہلے گالی دی گئی ہے) حد سے تجاوز نہ کرے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ مَنْ تَرَکَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهٖ وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا اتِّقَاءَ فُحْشِهٖ (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک بلحاظ قدر و منزلت سب لوگوں سے بدتر وہ شخص ہوگا جس سے لوگ اُس کے شر سے بچنے کے لیے کنارہ کشی کریں اور صحیحین کی ایک روایت میں یُوں آیا ہے کہ جس سے لوگ اُس کی بدزبانی سے محفوظ رہنے کے لیے کنارہ کشی کریں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا کَانَ الْفُحْشُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا شَانَهٗ وَمَا کَانَ الْحَیَاءُ فِیْ شَیْءٍ اِلَّا زَانَهٗ (ترمذی)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بات میں فحش (بدزبانی) کو دخل ہوتا ہے وہ بھونڈی ہو جاتی ہے اور جس میں حیا کو دخل ہوتا ہے وہ خوشنما ہو جاتی ہے

عَنْ سَعِیْدِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَرْبَی الرِّبٰوا الْاِسْتِطَالَةَ فِیْ عِرْضِ الْمُسْلِمِ بِغَیْرِ حَقٍّ (مشکوٰة)

سعید بن زید جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ سود سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے مگر کسی مسلمان کی ناحق آبروریزی میں زبان درازی کرنا سود کی سب قسموں سے بڑھ کر سود ہے

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَثْقَلَ شَیْءٍ یُّوْضَعُ فِیْ مِیْزَانِ الْمُؤْمِنِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَّاِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ (ترمذی)

ابو الدرداء سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایماندار کی ترازو میں (جس سے اعمال تولے جائیں گے اعمالِ صالحہ کے پلڑے میں) جو چیز سب سے زیادہ بھاری رکھی جائے گی نیک خوئی ہوگی اور بے شک اللہ بیہودہ گو (اور حدِ ادب سے تجاوز کرنے والے) کو دشمن رکھتا ہے

+

مار پیٹ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِیْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ اِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ یَّاْتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بِصَلٰوةٍ وَّصِیَامٍ وَّزَکٰوةٍ وَّیَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا وَقَذَفَ هٰذَا وَاَکَلَ مَالَ هٰذَا وَسَفَکَ دَمَ هٰذَا وَضَرَبَ هٰذَا فَیُعْطٰی هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ وَهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ فَاِنْ فَنِیَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ یُّقْضٰی مَا عَلَیْهِ اُخِذَ مِنْ خَطَایَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَیْهِ فَطُرِحَ فِی النَّارِ (مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم جانتے ہو مُفلس کسے کہتے ہیں عرض کیا ہم میں مُفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نقد و جنس کچھ نہ ہو پیغمبر صاحب نے فرمایا میری اُمّت میں در حقیقت مُفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے روز اعمال (نماز روزہ اور ادائے زکوٰۃ) لے کر حاضر ہوگا اور ایسی حالت میں حاضر ہوگا کہ کسی کو (دنیا میں) گالی دی ہوگی کسی کو تہمت لگائی ہوگی ایک کا مال ہضم کر لیا ہوگا ایک کی خوں ریزی کی ہوگی ایک کو (ناحق ناروا) مارا پیٹا ہوگا تو ایک شخص کو (مثلاً جس کو اس نے گالی دی تھی) اس کی نیکیاں دے دی جائیں گی اور دوسرے کو (مثلاً جس کو اس نے مارا پیٹا تھا) باقی نیکیاں دے دی جائیں گی پھر اگر ان مظالم کے تمام ہونے سے پہلے جو اس پر ہیں اس کی نیکیاں ہو چکیں گی تو اُن لوگوں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیے جائیں گے اور (آخر کار) یہ دوزخ میں جھونک دیا جائے گا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْمُسْلِمِیْنَ خَیْرٌ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ (مسلم)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ مُسلمانوں میں کونسا مُسلمان بہتر ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا وہ جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

من المترجم مطلب یہ کہ ہاتھ اور زبان سے لوگوں کو ایذا نہ دے ہاتھ سے ایذا دینا مار پیٹ سے ہوتا ہے چوری سے۔ زبان سے ایذا دینا دشنام سے غیبت سے سخت کلامی سے جھوٹ سے ۱۲

قتل

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِهٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ج

(اے پیغمبر) ان لوگوں سے کہو کہ (ادھر) آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ کسی چیز کو خدا کا شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرتے رہو

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ (الانعام ع ۱۹ پارہ ۸)

اور مفلسی کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو (کیونکہ ہم (ہی) تم کو (بھی) رزق دیتے ہیں اور اُن کو (بھی) اور بے حیائی کی باتیں جو ظاہر ہوں اور جو پوشیدہ ہوں اُن میں سے کسی کے پاس بھی نہ پھٹکنا اور جان جس (کے مارنے) کو اللہ نے حرام کر دیا ہے (اُس کو) مار نہ ڈالنا مگر حق پر ف۱ یہ ہیں وہ باتیں جن کا حکم خدا نے تم کو دیا ہے تاکہ تم (دنیا میں رہنے کا طریقہ) سمجھو

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾ (بنی اسرائیل ع ۴ پارہ ۱۵)

اور (کسی کی) جان کو جس کا مارنا اللہ نے حرام کر دیا ہے ناحق قتل نہ کرنا اور جو شخص ظلم سے مارا جائے تو ہم نے اُس کے والی (وارث) کو (قاتل سے قصاص لینے کا) اختیار دیا ہے تو اُس کو چاہیئے کہ خون (کا بدلہ لینے) میں زیادتی نہ کرے کیونکہ (واجبی بدلہ لینے میں بھی) اُس کی جیت ہے ف۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرُ الْاِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ (بخاری)

عمرو کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بڑے گناہ یہ ہیں۔ خدا کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرانا۔ ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ کسی جان کو ناحق مار ڈالنا جھوٹی قسم کھانا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا هُنَّ قَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَكْلُ الرِّبٰوا وَاَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ وَالتَّوَلِّيْ يَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلَاتِ (صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات مُہلک گناہوں سے بچے رہو (صحابہ نے) عرض کیا یا رسول اللہ وہ کیا ہیں فرمایا خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیرانا ایک۔ کسی پر جادو کرنا دو۔ ناحق (ناروا) کسی شخص کو جان سے مار ڈالنا کہ اُس کو خدا نے حرام کر رکھا ہے تین۔ سود کھانا چار۔ یتیم کا مال ہضم کر جانا پانچ۔ لڑائی[1] کے دن پیٹھ پھیر کر بھاگنا چھے۔ پارسا اور ایمان دار عورتوں کو (جو بدکاری سے) غافل ہیں فحش کی تہمت لگانا سات

ف۱ جیسے قصاص وغیرہ ۱۲ ف۲ مطلب یہ ہے کہ مثلاً زید نے خالد کو ظلماً مار ڈالا تو اس صورت میں خالد کی جانب مغلوب تھی ورنہ خالد مارا ہی کیوں جاتا اب قت آیا قصاص کا تو خالد کی جانب کو خدا نے غلبہ دیا اور قاعدہ قصاص کے جاری کرنے سے اُس کی مدد کی تو وارثان خالد کو واجبی بدلے پر قناعت کرنی چاہیئے یہ نہ سمجھیں کہ واجبی بدلہ اُن کا کافی انتقام نہیں ہے ۱۲

[1] لڑائی سے مراد ہے دین کی لڑائی یعنی جہاد اور جہاد کے شرائط حقوق دشمن کے ذیل میں مفصل مذکور ہیں وہاں دیکھو ۱۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا یُقْضٰی بَیْنَ النَّاسِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فِی الدِّمَاءِ (صحیحین)	عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز سب سے پہلے لوگوں میں خونوں کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا ف

ف ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی تو دونوں حدیثوں میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کی پرسش ہوگی اور حقوق العباد میں خون کی ۱۲

ترک ملاقات

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا وَکُنْتُمْ عَلٰی شَفَا حُفْرَۃٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَکُمْ مِّنْہَا کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمْ اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُمْ تَہْتَدُوْنَ ○ (آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)	اور (مسلمانو!) سب رل مل کر مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسّی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم (ایک دوسرے کے) دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آلگے) تھے پھر اُسنے تم کو اس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم راہِ راست پر آجاؤ ف
عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَّہْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثَۃِ اَیَّامٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ (صحیحین)	ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین روز سے اوپر کسی شخص کو اپنے بھائی سے ترکِ ملاقات جائز نہیں کہ دونوں کی مٹ بھیڑ ہو تو ایک ادھر کو مونہ موڑ کر چلا جائے اور دوسرا اُدھر کو اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام (علیک) کرے

ف پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں رہا کرتی تھیں چنانچہ مدینے کے دو قبیلوں اَوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی اصلی عداوتیں بھول گئے۔

ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور (قدرت کی) نشانیاں بھی ہو سکتا ہے ۱۲

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا

(صحیحین)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (لوگو) گمان بد سے بچو کیونکہ گمان بد تمام باتوں میں بہت جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے احوال کی ٹوہ اور خبروں کی کرید نہ کرو اور (کسی کو دھوکا دینے کے لیے) ایک چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ[1] اور ایک دوسرے کی بدخواہی نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ رکھو اور باہم ایک دوسرے سے پیٹھ موڑ کر نہ جاؤ اور خدا کے بندو! سب آپس میں بھائی بھائی بنے رہو

عَنْ اَبِیْ خِرَاشٍ السُّلَمِیِّ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ ھَجَرَ اَخَاہُ سَنَۃً فَھُوَ کَسَفْکِ دَمِہٖ (ابوداؤد)

ابوخراش سُلمی سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جس نے اپنے بھائی سے ایک سال تک ملاقات ترک رکھی گویا اس نے اُسے قتل کر ڈالا۔

[1] نجش کی لغوی تحقیق اور اس کے متعلق مزید کیفیت دیکھنی ہو تو حقوق اہل معاملہ کے عنوان بیوع کو دیکھو ۱۲

ظلم

وَجَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثْلُھَا فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِہٖ فَاُولٰٓئِکَ مَا عَلَیْھِمْ مِّنْ سَبِیْلٍ اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَیَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ (الشوریٰ ع ۴ پارہ ۲۵)

اور بُرائی کا بدلہ ویسی ہی بُرائی (اس پر بھی) جو معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا اور ہاں کسی پر ظلم ہوا ہو اور وہ اُس کے بعد بدلہ لے تو یہ لوگ (معذور ہیں) ان پر کوئی الزام نہیں الزام (تو) اُن ہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے اور ناحق (ناروا) مُلک میں (لوگوں پر) زیادتی کرتے ہیں یہی لوگ

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَا اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ ثُمَّ قَرَأَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا ظالم کو ڈھیل دیتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کو پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا ازاں بعد پیغمبر صاحب نے آیتہ وکذالک پڑھی یعنی اور (اے پیغمبر) جب بستیوں کے لوگ سرکشی کرنے لگتے ہیں اور تمہارا پروردگار اُن کو (عذاب میں) پکڑتا ہے تو اُس کی پکڑ ایسی ہی ہوا کرتی ہے بے شک اُس کی پکڑ (بڑی) دردناک (اور بڑی) سخت ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ مِنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٍ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ (بخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی پر کسی طرح کا ظلم کیا ہو یعنی اُس کی آبرو ریزی کی ہو یا مال وغیرہ چھین لیا تو آج اُس سے اُس ظلم کو معاف کرالے اس سے پہلے کہ دینار و درہم کچھ پاس نہ ہوں گے (اور معاف نہ کرایا تو قیامت کے دن) اگر اس (ظالم) کے پاس عمل نیک ہوں گے تو بقدر ظلم اس سے چھین لیے جائیں گے اور نیکیاں نہ ہوں گی تو مظلوم کے گناہ لے کر اس پر لاد دیئے جائیں گے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (مسلم)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) حقداروں کے حقوق ضرور ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگدار بکری سے قصاص لیا جائے گا (اور جب حیوانات سے قصاص لیا جائے گا جو دائرہ تکلیف میں داخل نہیں ہیں تو آدمیوں سے کیونکر نہ لیا جائے گا جو سراپا مکلف ہیں)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدَّوَاوِيْنُ ثَلٰثَةٌ دِيْوَانٌ لَّا يَغْفِرُ اللّٰهُ الْاِشْرَاكَ بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ

ام المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (قیامت کے روز جو) صحائف اعمال لکھے جائیں گے وہ تین طرح کے ہوں گے ایک وہ صحیفہ ہوگا کہ جو کچھ اُس میں لکھا ہے خدا اسے ہرگز نہیں بخشے گا اور وہ خدا کے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھیرانا ہے خدائے بزرگ و برتر فرماتا ہے

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَدِيْوَانٌ لَّا يَتْرُكُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ حَتّٰى يَقْتَصَّ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ وَّدِيْوَانٌ لَّا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ ظُلْمُ الْعِبَادِ فِيْمَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ اللّٰهِ فَذَاكَ إِلَى اللّٰهِ إِنْ شَاءَ عَذَّبَهٗ وَإِنْ شَاءَ تَجَاوَزَ عَنْهُ (مشکوٰۃ)

ان اللہ الخ یعنی اللہ تو اس (جرم) کو معاف کرنے والا ہی نہیں کہ اُس کے ساتھ (کسی کو) شریک گردانا جائے اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جسے خدا تعالیٰ مُہمل نہیں چھوڑے گا (بلکہ صاف صاف حکم فرمائے گا) اور وہ بندوں کا باہم ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے حتّٰی کہ ایک دوسرے سے (بحکم الٰہی) بدلہ لے گا اور ایک صحیفہ وہ ہوگا جس کی خدا چنداں پروا نہ کرے گا (اور وہ) بندوں کا خدا پر ظلم کرنا اور اُس کے حقوق میں تقصیر کرنا ہے تو خدا کی طرف مفوّض ہی چاہے (ایسے بندوں کو) عذاب دے چاہے ان سے درگزر کرے

سخن چینی و چغلخوری

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيْمٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ أَثِيْمٍ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ (القلم ع ۱ پارہ ۲۹)

اور (اے پیغمبر) کسی ایسے نابکار کے کہنے میں بھی نہ آجانا جو بہت قسمیں کھاتا ہو اور بے وقعت ہو (لوگوں پر) آوازے کستا ہو (اِدھر کی اُدھر) چغلیاں لگاتا پھرتا ہو (اپنے پیسے کا مونس) لوگوں کو (روکتا رہتا ہو ف۱ حد (بندگی) سے بڑھ گیا ہو بد اطوار ہو اور ان (عیوب) کے علاوہ بداصل بھی ہے

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ (بخاری)

حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سخن چین جنت میں داخل نہیں ہوگا ف۲

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ وَّأَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ

عبدالرحمن بن غنم اور اسماء بنت یزید سے روایت ہے

ف۱ مناع للخیر کے ایک معنے تو وہ ہیں جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیے ہیں اور دوسرے یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ خیر سے مراد ہو مال اور مناع کے معنے روکنے والا تو مناع الخیر مال کا روکنے والا ہوا یعنی کنجوس جو راہِ خدا میں نہ دے یہ آیتیں ایک کافر ولید بن مغیرہ کے حق میں نازل ہوئیں کہ وہ بڑا ہی خبیث اور موذی تھا اور جن باتوں کے لیے خدا نے اس پر ملامت کی ہے آدمی کو چاہیئے کہ اُن سے بچتا رہے ۱۲

ف۲ سخن چین وہ جو چھپ کر آدمیوں کی باتیں سُنے تاکہ دوسروں سے جا لگائے۔ صاحب قاموس کہتے ہیں چھپ کر آدمیوں کی باتیں سننے والے کو قتات کہتے ہیں دوسروں سے بیان کرے یا نہ کرے ۱۲

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خِيَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ إِذَا رُءُوْا ذُكِرَ اللّٰهُ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰهِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِيْمَةِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْأَحِبَّةِ الْبَاغُوْنَ لِلْبُرَآءِ الْعَنَتَ (مشکوٰۃ)

کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کے بندوں میں بہترین بندے وہ ہیں کہ جب اُن (کے چہرے کے نور صلاح و تقویٰ) کو دیکھا جائے خدا یاد آجائے اور خدا کے بندوں میں بدترین بندے وہ ہیں جو ادھر کی اُدھر اور اُدھر کی ادھر چغلیاں لگاتے پھرتے دوستوں میں جدائی ڈلواتے پاک اور لوث لوگوں کو تہمت لگاتے ہیں۔

من المترجم خدا جانے کیا بات ہے کہ نیکو کار متشرع دیندار صلے مانس لوگوں کے چہروں میں ایک خاص طرح کی رونق ہوتی ہے جس کو نور کے سوا کے اور کیا کہا جائے اسی طرح آوارہ بدکردار لُچّے غنڈے لوگوں پر ایک پھٹکار سی ہوتی دکھائی دیتی ہے یعنی آدمی کا بشرہ اس کی نیکی بدی پر دلالت کرتا ہے مشاہدے کے علاوہ ہم کو ایک آیت اور ایک حدیث سے بھی اسکی تصدیق ہوتی ہے آیت تو یہ ہے اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ یعنی کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں (نفاق کا) روگ ہے اس خیال میں ہیں کہ خدا اُن کی دلی عداوتوں کو کبھی ظاہر نہیں کرے گا اور (اے پیغمبر) ہم چاہتے تو ہمیں ان لوگوں کو (ایسی اچھی طرح) دکھا دیتے کہ تم اُن کو اُن کی صورت ہی سے پہچان لیتے اور (یوں بھی) تم ان کو اُن کے طرز کلام سے ضرور پہچان لوگے اور اللہ تم سب کے عملوں کو (خوب) جانتا ہے امام بخاری نے باب ہجرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں پیغمبر صاحب کی ہجرت کے متعلق ایک بڑی لمبی حدیث نقل کی ہے ساری حدیث نقل کرنی تو موجب طوالت ہے صرف اتنے ہی الفاظ نقل کیے دیتے ہیں جن سے ہمارے بیان کو تعلق ہے وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَّكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَا اَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ نَادٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَهٗ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَّذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ لِّلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ اَبَا بَكْرٍ حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْ بَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ ثُمَّ رَكِبَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ فَقِيْلَ فِي الْمَدِيْنَةِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَاَشْرَفُوْا يَنْظُرُوْنَ وَيَقُوْلُوْنَ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ جَآءَ نَبِيُّ اللّٰهِ فَاَقْبَلَ يَسِيْرُ حَتّٰى نَزَلَ جَانِبَ دَارِ اَبِيْ اَيُّوْبَ فَاِنَّهٗ لَيُحَدِّثُ اَهْلَهٗ اِذْ سَمِعَ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ وَّهُوَ فِيْ نَخْلٍ لِّاَهْلِهٖ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فَعَجَّلَ اَنْ يَّضَعَ الَّذِيْ يَخْتَرِفُ لَهُمْ فِيْهَا وَجَآءَ وَهِيَ مَعَهٗ فَاِذَا رَاٰى وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ هٰذَا لَيْسَ بِوَجْهِ كَذَّابٍ فَسَمِعَ مِنْ نَّبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ یعنی جب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم مکے سے باہر نکلے تو مدینے کے مسلمانوں کو اس کی فوراً خبر ہو گئی اور وہ (آپ کے خیر مقدم کی غرض سے) ہر صبح کو مدینے

سے باہر نکل کر حرّہ تک پونہچتے (حرّہ مدینے سے تھوڑی دور باہر وہ میدان ہے جہاں کالے سیاہ پتھر بچھے ہوئے ہیں) اور پیغمبر صاحب کا یہاں تک انتظار کرتے کہ دوپہر کی گرمی سے اُکتا کر لوٹنے پر مجبور ہوجاتے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ لوگ بہت انتظار کرکے مدینے کی طرف لوٹے اور اپنے گھروں کے قریب پونہچے ہی تھے کہ ایک یہودی نے زور سے پکار کر کہا کہ اے گروہ عرب جس کا تم کو انتظار تھا دیکھو وہ آپونہچا اتنا سُننا تھا کہ مسلمان ہتھیاروں کی طرف جھپٹے اور ہتھیار دلگے بدن کو سجا کر زمین حرّہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ پیغمبر صاحب اِن لوگوں کو ساتھ لے کر داہیں طرف کترا گئے اور قبیلہ عمرو بن عوف میں جا اُترے یہ پیر کا دن اور ربیع الاول کا مہینا تھا۔ عمرو بن عوف کے قبیلے میں پونہچکر پیغمبر صاحب تو خاموش ہوکر بیٹھ گئے اور ابوبکر صدیق لوگوں (کو جواب دینے اور اُن کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کھڑے ہوگئے تو انصار میں کے جو لوگ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے واقف نہ تھے ابوبکر کو مخاطب کرکے سلام کرتے تھے یہاں تک کہ جب پیغمبر صاحب پر دُھوپ ہوئی تو ابوبکر نے آکر اپنی چادر سے پیغمبر صاحب پر سایہ کردیا اب لوگوں کو معلوم ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم یہ ہیں۔ پھر جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر سوار ہوکر مدینے کی طرف متوجہ ہوئے تو مدینے میں غُل مچ گیا کہ خدا کے نبی آئے خدا کے نبی آئے۔ لوگ پیغمبر صاحب کو دیکھنے کے لیے چھتوں اور بلند ٹیلوں پر چڑھ گئے اور چِلّا چِلّا کر کہنے لگے وہ پیغمبر خدا آئے وہ پیغمبر خدا آئے الغرض پیغمبر صاحب آہستہ آہستہ چلتے رہے حتّےٰ کہ ابو ایوب انصاری کی حویلی کی ایک جانب میں اُترے جو اپنے لوگوں سے باتیں چیتیں کررہے تھے۔ اتنے میں عبداللہ بن سلام (جو احبار یہود میں ایک بڑے جلیل القدر عالم تھے) کو پیغمبر صاحب کے مدینے تشریف لانے کی خبر پونہچی اور وہ اپنے نخلستان میں اپنے اہل وعیال کے لیے کھجوریں چُن رہے تھے یہ خبر سُن کر مارے جلدی کے چُنی ہوئی کھجوریں ساتھ ہی لیے ہوئے پیغمبر صاحب کی خدمت میں پونہچے اور پیغمبر صاحب کے چہرہ مبارک کو دیکھتے ہی بول اُٹھے کہ قسم خدا کی یہ چہرہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے اس کے بعد عبداللہ بن سلام نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ باتیں سُنیں اور اپنے اہل وعیال کی طرف لوٹ گئے مولوی روم کی مثنوی کا ایک شعر بھی اسی معنی میں ہے

در دل ہر قوم کش از حق مزاست ۔ روو آواز پیمبر معجز است
(مثنوی ۱۲۵)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُكَ مِنْ صَفِيَّةَ كَذَا وَكَذَا تَعْنِي قَصِيْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ كَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ

(ترمذی)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کو صفیہ کے فلاں فلاں عیوب بس کرتے ہیں اور اُم المومنین عائشہ کا اس سے مقصود صفیہ کی کوتاہ قامتی کا عیب پیغمبر صاحب کے سامنے مذکور کرنا تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا عائشہ! تم نے ایک ایسی بات کہی ہے کہ اگر وہ سمندر میں ملائی جائے تو بلاشبہہ سمندر میں تغیر پیدا کردے (اور جب سمندر کی باوجود اُس بڑائی کے جو وہ رکھتا ہے یہ کیفیت ہے تو پھر تمھارے اعمال کس گنتی میں ہیں) ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کی صرف اتنی عیب گوئی کہ وہ ٹھگنا ہے داخل عیب ہے۔ بشرطیکہ تحقیر وتصغیر کے ارادے

غیبت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَن يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ

(الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)

مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے برا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے ف) اور اللہ کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ بَهَتَّهُ

(مسلم)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمھیں معلوم ہے کہ غیبت کیا چیز ہے صحابہ نے عرض کیا کہ خدا اور رسول خدا بہتر جانتے ہیں فرمایا تمھارا اپنے (دینی) بھائی کو ایسی بات سے یاد کرنا جو اُسے ناخوش لگے (یہی غیبت ہے) کسی نے عرض کیا بھلا اگر میرے بھائی میں وہ بات موجود ہو جو میں کہتا ہوں (تو بھی غیبت ہے) فرمایا اگر اس میں وہ بات پائی جاتی ہے جو تو کہتا ہے تو بے شک تو نے اُس کی غیبت کی اور اگر اُس میں وہ بات نہیں ہے جو تو کہتا ہے تو یقیناً تو نے اُس پر بہتان باندھا +

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَجُلَيْنِ صَلَّيَا صَلَاةَ الظُّهْرِ أَوِ الْعَصْرِ وَكَانَا صَائِمَيْنِ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ

ابن عباس سے روایت ہے کہ دو شخصوں نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھی اور دونوں روزے سے تھے جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم نماز پڑھ چکے تو ان دونوں کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا

ف اس آیت میں غیبت کو مردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجوہ تشبیہ یہ ہیں اوّل بے خبری کہ جیسے مُرے کو اپنی بوٹی بوٹی کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اُس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے برا کہا جاتا ہی غیبت کی خبر نہیں ہوتی دوسرے جس طرح گوشت خوار نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسی طرح غیبت کرنے والے نے اپنے بھائی کی عزت کا خون کر دیا یا یوں کہو کہ اُس کی عزت کا خون پی لیا فارسی میں غیبت کو در پوستین مردم افتادن کہتے ہیں یہ محاورہ اس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے ۱۲+

اَعِیْدُوْا وُضُوْءَکُمَا وَصَلٰوتَکُمَا وَامْضِیَا فِیْ صَوْمِکُمَا وَاقْضِیَا یَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَا لِمَ قَالَ اغْتَبْتُمْ فُلَانًا (مشکوٰۃ)	کہ تم ازسر نو وضو کرکے پھر کے سے نماز پڑھو اور روزے کو پورا تو کرلو مگر اس کے بدلے کسی اور دن میں قضا کردینا انھوں نے عرض کیا کہ اس کا کیا سبب فرمایا تم نے فلاں شخص کی غیبت کی ہے
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّجَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ لَیَزْنِیْ فَیَتُوْبُ فَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَیَتُوْبُ فَیَغْفِرُ اللّٰہُ لَہٗ وَاِنَّ صَاحِبَ الْغِیْبَۃِ لَا یُغْفَرُ لَہٗ حَتّٰی یَغْفِرَھَا لَہٗ صَاحِبُہٗ وَفِیْ رِوَایَۃِ اَنَسٍ قَالَ صَاحِبُ الزِّنَا یَتُوْبُ وَصَاحِبُ الْغِیْبَۃِ لَیْسَ لَہٗ تَوْبَۃٌ (مشکوٰۃ)	ابو سعید اور جابر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی زنا کرکے توبہ کرتا ہے تو خدا اُس کی توبہ قبول کرلیتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ زانی توبہ کرتا ہے تو خدا اسے بخش دیتا ہے (کیونکہ زنا حق اللہ ہے) اور غیبت کرنے والے کی بخشش نہیں ہوتی تاوقتیکہ وہی شخص بخشے جس کی غیبت کی ہے (کیونکہ یہ حق اسی کا ہے) اور انس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا زانی توبہ کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کے لیے توبہ نہیں ف
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا عُرِجَ بِیْ رَبِّیْ مَرَرْتُ بِقَوْمٍ لَّہُمْ اَظْفَارٌ مِّنْ نُحَاسٍ یَخْمِشُوْنَ وُجُوْھَہُمْ وَصُدُوْرَھُمْ فَقُلْتُ مَنْ ھٰؤُلَاءِ یَا جِبْرِیْلُ قَالَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ لُحُوْمَ النَّاسِ وَیَقَعُوْنَ فِیْ اَعْرَاضِہِمْ (ابوداؤد)	انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میرا پروردگار مجھے اوپر چڑھا لے گیا (یعنی مجھے معراج ہوئی) تو میرا ایک ایسی قوم پر گزر ہوا جن کے تانبے کے ناخن تھے (اور وہ اُن سے) اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل چھیل کر لہولہان کرتے تھے میں نے (جبریل سے) کہا جبریل! یہ کون لوگ ہیں انھوں نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو (دنیا میں) لوگوں کا گوشت کھاتے اور اُن کی آبرو کے پیچھے پڑے رہتے تھے

من المترجم غصہ۔ انتقام۔ نفاق۔ بزدلی۔ اتنی بدخصلتوں کا نچوڑ ہے غیبت۔ اور اسی لیے خدا نے اپنے کلام میں غیبت

ف اس کے یا تو وہی معنے ہیں جو پہلی روایت میں مذکور ہوئے یا یہ کہ زانی خدا سے ڈرتا اور کانپ کانپ اٹھتا ہے اور عہد کرتا ہے کہ بار دیگر اس فعل کا مرتکب نہ ہوں گا اور غیبت کرنے والا ذرا نہیں ڈرتا اور غیبت کو ایک سہل سی بات جانتا ہے حتے کہ رفتہ رفتہ غیبت کو حلال جاننے لگتا اور ورطۂ کفر میں مبتلا ہوجاتا ہے ۱۲ منہ مراد ہے غیبت۔ دیکھو آیۃ جو باب کے شروع میں ہے اور اُس کا فائدہ ۱۲

کنندہ کو مُردار خوار فرمایا ہے۔ غیبت کے معنے ہیں کسی کو اُس کے پس پشت بُرا کہنا عام اس سے کہ وہ بُرائی اُس میں ہو یا نہ ہو ہے تو نِری غیبت ہے اور نہیں تو غیبت کے ساتھ بہتان بھی۔ اگر کسی کو اس کے مُونہہ پر بُرا کہو تو اُس کو اتنا بُرا نہیں لگے گا جتنا کہ پیٹھ پیچھے اس لیے کہ برُو کہنے سے اُس کو جواب دینے کا موقع ہے۔ غفلت میں ایک آدمی پیچھے سے پتھر کھینچ مارے تو کیا روکا جائے۔ غیبت ہی کی قسم کی مگر سب میں بدتر چغلی ہے۔ کہ چغلخور امانتِ راز میں خیانت کرنے کے علاوہ دو شخصوں میں پھوٹ ڈلواتا ہے ؎

میانِ دو کس جنگ چون آتش است　　　سخن چین بدبخت ہیزم کش است

جس کی چغلی کھائی جاتی ہے اُس کو تو شاید نقصان نہ بھی پہنچیں مگر چغلخور تو ضرور پردہ فاش ہونے پر بے اعتماد ۔۔ ٹھیرتا اور رُسوا ہوتا ہے۔ اصل میں چغلخور کو اپنے کسی واقعی یا ادّعائی رنج کا انتقام لینا منظور ہوتا ہے مگر قدرت نہیں پاتا تو نامرد اپنے کرنے کا کام دوسرے سے کراتا ہے اور اگر کہیں اُس شخص کو جس سے چُغلی لگائی ہے اس کا علم ہو گیا تو وہ اُلٹا اُسی پر پلٹ پڑتا ہے۔

نفاق و دورُوئی

پہلا۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰى شَيٰطِيْنِهِمْ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ ۙ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ اَللّٰهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِىْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى ۠ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ (البقرہ ع ۲ پارہ ۱)	اور (یہ منافق) جب اُن لوگوں سے ملتے ہیں جو ایمان لا چکے تو کہتے ہیں ہم (بھی تو) ایمان لا چکے ہیں اور جب تنہائی میں اپنے شیطانوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تمہارے ساتھ ہیں ہم تو صرف (مسلمانوں کو) بناتے ہیں فا یہ لوگ مسلمانوں کو کیا بنائیں گے حقیقت میں) اللہ ان کو بناتا ہے اور ان کو ڈھیل دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں پڑے ٹامک ٹوئیے مارا کریں یہی ہیں وہ لوگ جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی سو نہ تو ان کی تجارت ہی سود مند ہوئی اور نہ راہِ راست ہی پر قائم رہے۔
دوسرا۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ الَّذِيْنَ	(اے پیغمبر) منافقوں کو خوش خبری سنا دو کہ اُن کو (آخرت میں) دردناک عذاب ہونا ہے

ف۱ جن منافقوں پر ان آیتوں میں لتاڑ ہے اُن کا شیوہ یہ تھا کہ مسلمانوں اور کافروں دونوں سے میل جول رکھتے تھے جس سے ملا اُسی کی سی کہی اور اگر مصلحت کے طور پر اُن سے کہا جاتا کہ تم ایک طرف کے ہو کر رہو تمہاری دورُخی باتوں سے فساد پھیلتا ہے تو وہ اس کا جواب دیتے کہ ہم کو فسادی ٹھہرانا نری تہمت ہے ہمارا مقصود اصلی یہ ہے کہ دونوں فریق اپنی اپنی جگہ دبے رہیں اور کھلم کھلا لڑنے نہ پائیں اللہ تعالیٰ نے اس تقریر کو اصل مایۂ فساد قرار دے کر مسلمانوں کو آگاہ کر دیا کہ یہ منافقوں کی غلط فہمی ہے اُن کے ایسے برتاؤ سے اُلٹا فساد ترقی پاتا ہے مگر چونکہ منافقوں کو دین سے بحث نہیں اور اپنی اغراض دنیوی کی تدبیروں میں لگے ہیں وہ اس نکتے کو نہیں سمجھتے کہ اُن کی طرز مدارات سے ہر ایک فریق کو تقویت پہنچتی ہے اور اس صورت میں التیام بین الفریقین ممکن نہیں

يَتَّخِذُونَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۝ وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعَا ۝ الَّذِيْنَ يَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ وَاِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِيْنَ نَصِيْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَيْكُمْ وَنَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا ۝ (النساء ع ۲۰ پارہ ۶)

مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے (پھرتے) ہیں کیا کافروں کے یہاں (اپنی) عزت (بڑھانی) چاہتے ہیں سو عزت تو ساری اللہ کی ہے **ف۱** حالانکہ تم (مسلمانوں) پر اللہ (اپنی) کتاب (یعنی قرآن) میں یہ (حکم) نازل کر چکا ہے کہ جب تم (اپنے کانوں سے) سن لو کہ اللہ کی آیتوں سے انکار کیا جا رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جاتی ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو یہاں تک کہ کسی دوسری بات میں لگ جائیں ورنہ اس صورت میں تم بھی اُن ہی جیسے (کافر) ہو جاؤ گے اللہ منافقوں اور کافروں سب کو دوزخ میں (ایک جگہ) جمع کر کے رہے گا کہ یہ (منافق ہنوز تمھارے (مآلِ کار کے) منتظر ہیں (کہ دیکھیے کافروں کے مقابلے میں جیتتے ہیں یا ہارتے ہیں) تو اگر اللہ (کے کرنے) سے تمھاری فتح ہو گئی تو (تم سے) کہنے لگتے ہیں (کیوں جی!) کیا ہم تمھارے ساتھ نہ تھے اور اگر کافروں کو (فتح) نصیب ہوئی تو (اظہار خصوصیت کے لیے کافروں سے) کہنے لگتے ہیں کہ کیا ہم تم پر غالب نہیں ہو گئے تھے اور تم کو مسلمانوں کے (ہاتھوں) سے نہیں بچایا؟ **ف۲** تو (مسلمانو!) اللہ تم میں (اور منافقوں میں) قیامت کے دن فیصلہ کر دے گا اور خدا کافروں کو مسلمانوں پر (ہر طرح) (غالب) رہنے کا موقع ہرگز نہیں دے گا **ف۳**

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ۝

کچھ شک نہیں کہ منافق دوزخ کے سب سے نیچے کے درجے میں ہوں گے اور (اے پیغمبر وہاں) تم کسی کو بھی اِن کا مددگار نہ پاؤ گے

ف۱ یعنی اُسی کے اختیار اور اُسی کے ہاتھ میں ہے تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۱۲ **ف۲** مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ہوتی تو منافق مسلمانوں کے ساتھ ہوتے مگر صاف دل سے نہیں وہ ایسا جوا کھیلتے تھے کہ طاق اور جفت دونوں داؤ اُن ہی کے ہوں یعنی مسلمانوں کی فتح ہوتی تو مالِ غنیمت میں حصہ لگانے کے لیے مسلمانوں سے کہتے کہ ہم بھی تو تمھارے ساتھ تھے غنیمت میں سے ہم کو بھی حصہ دو اور اگر کافروں کی جیت ہوتی تو اُن کو جتاتے کہ مسلمان تو تم پر غالب آ چکے تھے مگر ہم ہی نے تمھاری خاطر سے دیدہ و دانستہ کمی کی اور تم کو جتوا دیا تو جو کچھ تم کو مسلمانوں سے ہاتھ لگا ہے لاؤ ہم اور تم آپس میں بانٹ لیں ۱۲ **ف۳** غور کرنے سے دو باتیں نکلتی ہیں ایک یہ کہ دنیا میں کافر مسلمانوں پر مذہبی دلائل میں غالب نہیں آ سکتے یا کافروں کا ایسا غلبہ نہیں ہونے پائے گا کہ مسلمان دنیا سے معدوم ہو جائیں دوسرے یہ کہ آخرت میں کافر مسلمانوں کے مقابلے میں ذلیل و خوار ہوں گے ۱۲

۱۔ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ إِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ (التوبہ ع ۱۳ پ ۱۱)

اور (مسلمانو!) تمہارے آس پاس کے دیہاتیوں میں سے (بعض) منافق ہیں اور خود مدینے کے رہنے والوں میں سے (بھی)، جو نفاق پر اَڑے بیٹھے ہیں (اے پیغمبر) تم ان کو نہیں جانتے ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں سو ابھی تو ہم (دنیا میں) ان کو دوہری مار دیں گے ف۱ پھر (آخر کار قیامت میں) بڑے سخت عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے

۲۔ يَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوْكُمْ وَاللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ذٰلِكَ الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ (التوبہ [illegible])

(مسلمانو!) یہ منافق تمہارے سامنے خدا کی قسمیں کھاتے ہیں تاکہ تم کو راضی کریں حالانکہ اللہ اور اُس کا رسول زیادہ حق رکھتے ہیں کہ یہ لوگ سچے مسلمان ہیں تو اللہ رسول کو راضی کریں کیا انھوں نے ابھی تک اتنی بات بھی نہیں سمجھی کہ جو اللہ اور اُس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو اُس کے لیے دوزخ کی آگ تیار ہے جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا (اور) یہ بڑی رسوائی کی بات ہے

۳۔ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَجِدُوْنَ مِنْ شَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَّهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ (صحیحین)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم قیامت کے دن دو رخے شخص کو سب لوگوں سے بری اور بدتر حالت میں پاؤ گے جو ان لوگوں کے پاس ایک ڈھب سے اور اُن لوگوں کے پاس دوسرے ڈھب سے آمدورفت کرتا ہے (یعنی ایک گروہ کو انھیں خوش کرنے کے لیے اُن کی سی اور دوسرے گروہ کو راضی رکھنے کے لیے اُن کی سی کہہ دیتا ہے)

۴۔ عَنْ عَمَّارٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَّارٍ + (دارمی)

عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں دو رُوئی کرتا رہا ہو گا قیامت کے روز اُس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی +

ف۱ دوہری مار سے شاید یہ مراد ہو کہ پہلے مسلمانوں کی نظر میں بے اعتبار و حقیر ہو کر پھر در پردہ کافروں کا ساتھ دیا اور وہ مغلوب ہو [illegible]

من المترجم - ہم اس سارے باب میں قوتِ غضبیہ کے رذائل بیان کرتے چلے آئے ہیں اور معلوم ہے کہ غضب کے ذیل بہت سے بہت ہیں مثلاً کینہ - بغض - گالی گلوچ - قتل - ظلم وغیرہ وغیرہ اور ازانجملہ غیبت - چونکہ نفاق اور دوروئی بھی غیبت سے ملتی جلتی ہوئی مذموم خصلتیں تھیں اس سے ہم نے نفاق اور دوروئی کو غیبت کے ذیل میں رکھا - نفاق کے متعلق جو ہم نے قرآن کی چند آیتیں نقل کی ہیں اِن کے مخاطب اگرچہ پیغمبر صاحب کے زمانے کے منافق ہیں مگر اب بھی جس شخص میں یہ خصلت پائی جائے گی ہم اُس کو منافق ہی کہیں گے کیونکہ اُس میں نفاق کی خصلتِ بد موجود ہے -

حیاء

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْاِيْمَانِ + (صحیحین)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک انصاری شخص پر ہوا جو اپنے بھائی کو حیا کے بارے میں نصیحت کر رہا تھا (کہ زیادہ حیا نہ کیا کر[1]) پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (اُس کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا کہ اسے چھوڑ دے کیونکہ حیا ایمان کی شاخ ہے (جس قدر زیادہ [illegible])

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ وَفِيْ رِوَايَةٍ اَلْحَيَاءُ خَيْرٌ كُلُّهٗ + (صحیحین)

عمران بن حصین کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا سے بھلائی ہی بھلائی پیدا ہوتی ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ہر قسم کی حیا نیک ہے

[1] غالباً یہ شخص اپنے بھائی کو ویسی ہی نصیحت کر رہا ہوگا جیسے ہمارے ہاں عورتوں میں زیادہ حیا نہ کرنے اور بے تکلفی کا برتاؤ کرنے میں ضرب المثل بولی جاتی ہے کہ "جس نے کی شرم اُس کے پھوٹے کرم جس نے کی بے حیائی اُس نے کھائی دودھ ملائی" - اور یہ ایسے موقع پر استعمال کی جاتی ہے جب کوئی نئی دلہن سسرال میں کھانے پینے کے وقت عادت سے زیادہ شرم و حیا کرتی ہے تو اوپر والی عورتیں اُسے سمجھاتی ہیں کہ زیادہ شرم نہ کر شرم کرے گی تو بھوکوں مرے گی ۱۲ +

عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّۃِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ (بخاری)

ابو مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء سابقین کی باتوں میں سے جو بات بے تغیر و تبدل لوگوں نے پائی ہے وہ یہ ہے کہ جب تو شرم نہیں رکھتا تو جو چاہے کر ف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ وَالْاِیْمَانُ فِی الْجَنَّۃِ وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ وَالْجَفَاءُ فِی النَّارِ (ترمذی)

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے اور ایمان (یعنی اہل ایمان) بہشت میں ہیں اور بے حیائی اکھڑپن ہے اور اکھڑوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ (مؤطا)

زید بن طلحہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دین کے لیے ایک صفت ہوا کرتی ہے (جو اُس میں عمدہ اور غالب ہوتی ہے) اسلام کی صفت (جو دین اسلام میں عمدہ اور غالب ہے) حیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرَنَاءُ جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ وَفِیْ رِوَایَۃِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَاِذَا سُلِبَ اَحَدُھُمَا تَبِعَہُ الْاٰخَرُ (مشکوٰۃ)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیا اور ایمان دونوں ہم پیوستہ (اور ایک دوسرے کو لازم) ہیں تو جب کسی شخص سے ان میں کا ایک اٹھا لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی فوراً اٹھا لیا جاتا ہے ابن عباس کی روایت میں یوں آیا ہے کہ جب ان میں سے ایک سلب کر لیا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُس کے پیچھے لگ لیتا ہے (یعنی وہ بھی مسلوب ہو جاتا ہے)

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَیَاءً مِّنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِھَا فَاِذَا رَاٰی شَیْئًا یَّکْرَھُہٗ عَرَفْنَاہُ فِیْ وَجْھِہٖ (صحیحین)

ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے جو پردے میں بیٹھی رہتی ہو پیغمبر صاحب جب کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو آپ کو ناگوار ہوتی تو اگرچہ آپ شرم کی وجہ سے ناگواری کا اظہار نہ کرتے مگر ہم لوگ اُسے آپ کے چہرہ مبارک میں معلوم کر لیتے تھے۔

ف یعنی یہ پیغمبروں کی ضرب المثل ہے جو زبان زد خلائق ہوتی چلی آئی ہے ۱۲۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتِ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعَبَّاسُ يَنْقُلَانِ الْحِجَارَةَ فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْعَلْ اِزَارَكَ عَلٰى رَقَبَتِكَ يَقِيْكَ الْحِجَارَةَ فَفَعَلَ وَكَانَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ فَخَرَّ اِلَى الْاَرْضِ فَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ اِلَى السَّمَاءِ فَقَالَ اِزَارِيْ اِزَارِيْ فَشَدَّهُ عَلَيْهِ اَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَا رُئِيَ بَعْدُ عُرْيَانًا (مشکوٰۃ)

عمرو بن دینار کہتے ہیں میں نے جابر بن عبد اللہ کو کہتے سُنا کہ جب (عہدِ قریش میں) خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی تو جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اور (آپ کے چچا) عباس (رہا ہے) پتھر ڈھو ڈھو کر لاتے تھے عباس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اپنا تہمد اپنے کندھے پر رکھ لو تاکہ کندھا پتھر (کی خراش) سے محفوظ رہے اور عباس نے یہ کہتے ہوئے پیغمبر صاحب کا تہمد کھول کر کندھے پر رکھ دیا اور یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے (تہمد کھول کر کندھے پر رکھا ہی تھا) کہ پیغمبر صاحب زمین پر گر پڑے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف کو اُٹ گئیں تو آپ نے اپنے چچا عباس سے فرمایا میرا تہمد میرا تہمد چنانچہ آپ نے جھٹ تہمد باندھ لیا (شیخین) اور ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور اس کے بعد پھر کبھی کسی نے آپ کو برہنہ نہیں دیکھا۔

ف جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی کہ قریش نے خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرانا چاہا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ خانہ کعبہ اس سے پیشتر صرف پتھروں سے بنا ہوا تھا یعنی بڑے بڑے پتھر جو قدِ آدم سے بھی اُونچے تھے جوڑ کر اور باہم ملا کر رکھ دیئے گئے تھے۔ معرکۂ فجار کے پندرہ سال بعد جو تاریخ عرب میں ایک نہایت مشہور و معروف واقعہ گزرا ہے قریش نے کعبے کے ڈھانے اور اُسے کسی قدر اُونچی کر کے بنانے اور اُس کی چھتوں کو لکڑی سے پاٹنے کا ارادہ کیا لیکن وہ خانہ کعبہ کی عظمت کی وجہ سے اُسے ڈھاتے ہوئے ہچکچاتے اور سخت خوف کرتے تھے اتفاقاً اسی اثنا میں کعبے کا خزانہ قریش کے چند اوباش چرا لے گئے جو جوفِ کعبہ میں ہمیشہ محفوظ رہتا تھا اور ادھر ایک نامور رومی تاجر کا بڑا جہاز جدے کے قریب آ کے پھٹ گیا جس کی لکڑیوں کے نیلام کا اشتہار دیا گیا اور روسائے قریش نے قیمت دے کر سب لکڑیاں خرید لیں۔ اتفاق وقت سے ایک رومی بڑھئی بھی دستیاب ہو گیا جسے قریش اپنے ہمراہ لئے آئے اور اب اُن کا مستحکم عزم ہو گیا کہ جس طرح ممکن ہو خانہ کعبہ کو ڈھا کر از سر نو تعمیر کرایا جائے۔ تاریخ کامل میں قریش کے کعبہ بنانے کی وجہ یوں بیان کی گئی ہے کہ وادی کا عظیم الشان سیلاب دفعتہً اس زور سے خانہ کعبہ میں آیا کہ اس نے تمام عمارات کو ہلا دیا چھتیں اور دیواریں جا بجا سے شق ہو گئیں اور بعض بعض مقامات جو پہلے سے کسی قدر کمزور پڑ گئے تھے ڈھے گئے اور کچھ ڈھنے کے قریب ہو گئے اس لیے قریش نے جن کی عزت و توقیر صرف اسی خانہ کعبہ کی آبادی اور اس کی خدمت گزاری پر موقوف تھی تعمیر کعبہ کی از حد ضرورت سمجھی ۱۲

من المترجم آدمی کے حالات پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ توالد تناسل کے قاعدے سے پیدا ہو کر پہلے ماں کے دودھ سے اور پھر نباتی اور حیوانی غذا سے پرورش پاتا اور جسمانی اور روحانی ترقی کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک حد کو پہنچ کر جس کو حدِ بلوغ کہتے ہیں اُس میں ایک خاص طرح کی قوت پیدا ہوتی ہے کہ وہ اسی قوت کے ذریعے سے دنیا میں اپنا ایک یا اپنے کئی قائم مقام

موجود کرے تاکہ جب تک خدا کو منظور ہے آدم کی نسل معدوم و منقطع نہ ہونے پائے اِس رُو داد سے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ آدمی کی ہستی کا بڑا مقصد اپنا قائم مقام موجود کر دینا ہے تاکہ لوگ اِس مطلب کے پورا کر دینے پر طوعاً مجبور ہوں - جس طرح طبیب دوا کے ساتھ شربت کا بدرقہ دیتا ہے اُس حکیم مطلق نے اِس قوّت میں ایک ایسی لذت شامل کر دی ہے کہ دنیا کی تمام لذتیں اس کے آگے ہیچ ہیں - اب لوگ اصل مطلب کو تو گئے بھول اسی قوت کے استعمال کو زندگی کا ماحصل سمجھ لیا اور اسی قوت کے ایسے گرویدہ ہوئے کہ بعض نے اِس کے پیچھے سلطنتیں تک برباد کر دیں - اور دولت اور آبرو اور نیک نامی اور تندرستی اور دین کی تباہی کی مثالیں تو شاید ہر جگہ کثرت سے مل سکتی ہیں - بابِ اخلاق کی تمہید میں ہم یہ بات لکھ چکے ہیں کہ ہر ایک قوت کے تین درجے ہوتے ہیں افراط تفریط اور اعتدال - اعتدال محمود ہے اور افراط و تفریط نامحمود - اِس قاعدے کی بنا پر قوتِ تولید کی تفریط رہبانیّت ہے جس کی شارع اسلام نے اجازت نہیں دی لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ[1] - قتل نفس کا مجرم ایک نفس کو قتل کرتا ہے اور قوتِ تولید کا باطل کرنے والا کئی نفوس کو جن کے پیدا کرنے کی خدا نے اِس کو قابلیّت عطا کی تھی - یا دوسری عبارت میں یوں کہو کہ قوّتِ تولید کو باطل یا معطل کرنے والا صریح خدا کے منشا کے خلاف کرتا ہے - مسلمانوں میں تفریط کی مثالیں تو شاذ و نادر ملیں گی مگر افراط کی تو جتنی چاہو - قوّتِ تولید کو اعتدال پر لانے کے لیے خدائے تعالیٰ نے جہاں بہت سے احکام جاری کیے ہیں اور وہ ہماری اِس کتاب کے مُوقع مناسب پر مرقوم بھی ہیں وہاں ایک روک حیا کی بھی ہے یعنی حیا بھی ایک خلقی قوّت ہے اور وہ قوتِ تولید کی روک تھام کے لیے دی گئی ہے - مدتوں ہم سمجھتے رہے کہ شروع شروع میں آدمی مرد و زن سب ننگے دھڑنگے پھرتے ہوں گے پھر جسم کو مینھ بوندی گرمی سردی سے بچانے کے لیے بدن کے ڈھکنے کا خیال آیا پھر تہذیب و شایستگی کی طرف ترقی کرنے سے سترِ عورت پر زور دیا جانے لگا - پھر سترِ عورت میں مزید احتیاط سے مردوں اور عورتوں کے شرعی پردے کا معیار قائم ہوا - لیکن اِس سے یہ بات لازم آتی تھی کہ حیا خلقی قوت نہیں ہے ایک دن سورۂ اعراف کی آیہ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ[2] سے تسکین ہو گئی کہ نہیں حیا فطری قوت ہے - ہاں یہ بات ضرور ہے کہ دوسری فطری قوتوں کی طرح گھٹ بڑھ سکتی ہے - دوسری بات جو حیا کے بارے میں کہنے کی ہے یہ ہے کہ ہم نے تمام اخلاق کو حفظِ نفس پر متفرع کیا ہے اس کا مطلب ہی کہ آدمی جو کچھ بھی کرتا ہے اپنے نفس کے حفظ کے لیے کرتا ہے وہ کھاتا ہے حفظِ نفس کے لیے - سوتا ہے حفظِ نفس کے لیے - لڑتا ہے حفظِ نفس کے لیے - غرض جو کچھ بھی کرتا ہے حفظِ نفس کے لیے تو کیا ہر فعل ہر نقل و حرکت میں جان کا بچانا مقصود ہوتا ہے بلکہ آرام و آسایش اور امن و عافیت اور خوش حالی اور خوشی اور اطمینان یہ سب چیزیں بھی حفظِ نفس کے ضمیمے اور حفظِ نفس میں داخل ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ "آدمی کو جان عزیز ہے" کے یہ معنے ہیں کہ وہ اپنی جان کو متصف بجمیع الکمالات سمجھتا ہے گو اُس کو اس کا شعور نہ بھی ہو "ہر کسے را عقلِ خود بکمال و فرزندِ خود بجمال" اور حیا نام ہے اُس رنج کا جو آدمی کو دوسری

---

[1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے ۱۲

[2] تو جوں ہی اُنھوں نے (یعنی آدم و حوا نے) درخت (کے پھل) کو چکھا تو دونوں کے پردہ کرنے کی چیزیں اُن کو دکھائی دینے لگیں اور لگے بہشت کے پتوں کو اپنے اُوپر چپکانے ۱۲

اپنے کسی عیب کے ظاہر ہونے سے ہوتا ہے یوں حیا حفظِ نفس کی فرع قرار پاتی ہے آدمی دوسروں پر اپنے عیب کا ظاہر ہونا نہ چاہے گا تو ضرور وہ کبھی نہ کبھی ازالہ عیب کر کے رہے گا۔ یہ ہیں معنے اَلْحَیَاءُ مِنَ الْاِیْمَانِ کے کمال حیا یہ ہے کہ آدمی اپنے نفس سے شرم کرے جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت روایت ہے کہ وہ تنہائی میں بھی برہنہ نہیں نہاتے تھے اور کمالِ ایمان یہ ہے کہ آدمی خدا سے جو دانائے نہان و آشکارا ہے شرم کرے ؎

اِنِّیْ لَمُسْتَتِرٌ مِّنْ عَیْنِ جِیْرَانِیْ ۔۔۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِسْرَارِیْ وَاِعْلَانِیْ

پھر صرف قوتِ تولید سے حیا کے متعلق ہونے کے کیا معنے؟ ہر گناہ پر ہر خلافِ شرع پر آدمی کو شرمندہ ہونا چاہیے ◆

لہ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے ۱۲ ؎ میں اپنے پڑوس کی آنکھ سے چھپا ہوا ہوں اور خدا میرا چھپانا اور میرا ظاہر کرنا سب کچھ جانتا ہے ۱۲ ◆

توکل عہ

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَیْہِ یُرْجَعُ الْاَمْرُ کُلُّہٗ فَاعْبُدْہُ وَتَوَکَّلْ عَلَیْہِ ط وَمَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ (ھود ع ۱۰)

اور آسمانوں اور زمین میں جو غیب کی باتیں ہیں اُن کا علم اللہ ہی کو ہے اور ہر ایک کام (کا دار و مدار) آخر کار اُسی پر جا کر ٹھیرتا ہے تو (اے پیغمبر) اُسی کی عبادت کرو اور اُسی پر بھروسا رکھو اور جو کچھ تم لوگ کر رہے ہو (اے پیغمبر) تمہارا پروردگار اُس سے غافل نہیں

اِلَّا تَنْصُرُوْہُ فَقَدْ نَصَرَہُ اللّٰہُ اِذْ اَخْرَجَہُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ سَکِیْنَتَہٗ عَلَیْہِ وَاَیَّدَہٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْھَا وَجَعَلَ کَلِمَۃَ الَّذِیْنَ کَفَرُوا السُّفْلٰی وَکَلِمَۃُ اللّٰہِ ھِیَ الْعُلْیَا وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (التوبہ ع ۶ پارہ ۱۰)

(لوگو!) اگر تم رسول کی مدد نہ بھی کرو تو (کچھ پروا کی بات نہیں) اللہ اُن کا مددگار ہے اور اُسی نے اپنے رسول کی مدد اُس وقت بھی کی تھی جب کافروں نے اُن کو (ایسا بے سر و سامان گھر سے) نکال باہر کیا (کہ صرف دو آدمی اور) دو میں دوسرے (پیغمبر) اُس وقت یہ دونوں غار (ثور) میں تھے (اور) اُس وقت (پیغمبر) اپنے ساتھی (ابو بکر) کو سمجھا رہے تھے کہ (کچھ) رنج (و فکر) نہ کرو بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے پھر اللہ نے اپنے پیغمبر پر اپنی (طرف سے) تسلی اُتاری اور اُن کو (فرشتوں کی) ایسی فوجوں سے مدد دی جن کو تم لوگ نہ دیکھ سکے اور کافروں کی بات کو ہیٹا کر دیا اور (سدا) اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب (اور) صاحب تدبیر ہے ف ۱

عہ اس عنوان میں ہم نے صرف دو آیتیں لی ہیں ورنہ قرآن میں بے شمار آیتیں ہیں جن کے مضمون سے توکل کی شان نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے اس کتاب کے پہلے حصے حقوق اللہ میں بھی ہم نے توکل کا عنوان قائم کیا ہے وہاں متعدد آیتیں مع ترجمہ اور بلا ترجمہ نقل کی ہیں اس کے ساتھ اسے بھی پڑھیو ۱۲

ف ۱ پیغمبر صاحب نے کامل دس برس مکے میں دینِ اسلام کی منادی کی اور طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں جو کافروں سے پہنچیں نہایت صبر اور استقلال کے ساتھ اُن کو برداشت کرتے رہے یہاں تک کہ کافر اُن کے مار ڈالنے کے منصوبے کرنے لگے جب یقین ہو گیا کہ اب اِن بقیہ بر صفحہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ (متفق عليه)

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے ستر[1] ہزار آدمی بے حساب جنت میں جائیں گے (اور) یہ وہ لوگ ہوں گے جو دُنیا میں نہ تو منتر جنتر کراتے تھے نہ شگون بد لیتے تھے بلکہ ہر حال میں اپنے پروردگار پر بھروسا رکھتے تھے

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهٖ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ تَغْدُوْ خِمَاصًا وَّتَرُوْحُ بِطَانًا (ترمذی ابن ماجة)

عمر بن الخطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا لوگو! اگر تم خدا پر بھروسا رکھتے جیسا اُس پر بھروسا رکھنے کا حق ہے تو وہ تم کو اُسی طرح روزی دیتا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح کو بھوکے جاتے اور شام کو شکم سیر ہو کر واپس آتے ہیں۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِيْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ

جابرؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف جہاد کیا اور جب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُدھر سے لوٹے تو یہ بھی آپ کے ساتھ لوٹے۔ لوٹتیوں کو بڑے گھنے درختوں کی ایک صحرا میں دوپہر ہو گئی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم وہاں اُتر پڑے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۷ ہو گو کہ ہاتھ سے جان کا بچنا مُشکل ہے تو پیغمبر صاحب شب کے وقت حضرت علیؓ کو اپنے بچھونے پر لٹا حضرت ابوبکرؓ کو ساتھ لے کے نکل تین میل کے فاصلے پر جبل ثور کے غار میں جا چھپے اُدھر کافروں نے خبر پاتے ہی جستجو شروع کی پیغمبر صاحب غار میں چھپے بیٹھے رہے اس غار پر کافروں کا گزر بھی ہوا مگر خدا نے اُن کو اندھا کر دیا اور پیغمبر صاحب کو نہ دیکھ سکے یہ اُسی وقت کا مذکور ہے کہ حضرت ابوبکرؓ غار کے سر پر کافروں کا چلنا پھرنا دیکھ کر گھبرائے تھے اور پیغمبر صاحب اُن کو تسلی دیتے تھے اس مرحلے کا استقلال اس درجے کا توکل پیغمبر کے سوا کسی سے ہو نہیں سکتا۔ غرض جب نواحِ مکہ کی جستجو کی شورش فرو ہوئی تو پیغمبر صاحب سیدھا رستہ چھوڑ بالا بالا کتراتے ہوئے مدینے نکل گئے۔ اسی کا نام ہے ہجرت جس سے مسلمانوں کا سنہ ہجری شمار کیا جاتا ہے جب تک غار میں رہے ابوبکرؓ کے گھر سے کھانے اور سواری کا انتظام ہوتا رہا حضرت ابوبکرؓ کی یہ بڑی خدمت نمایاں ہے جس کو کوئی مسلمان فراموش نہیں کر سکتا اور اس آیت میں جو فرشتوں کی مدد کا مذکور ہے کیا تعجب ہے کہ ہجرت کے وقت بھی فرشتے آئے ہوں اور اُنھوں نے کسی طور پر کافروں کو اندھا اور بے قابو کر دیا ہو یا شاید جنگ بدر و حُنین کی طرف اشارہ ہو کہ ان لڑائیوں میں فرشتوں کا آنا اور مدد کرنا بصراحت قرآن سے ثابت ہے ۱۲ +

[1] عرب کے محاورے میں سات اور ستر کثرۃ پر دلالت کرتا ہے عدد خاص مراد نہیں ہوا کرتا تو ستر ہزار سے مُراد ہے ہزارہا یعنی بہت ۱۲ +

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
وَتَفَرَّقَ النَّاسُ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ
فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَۃٍ فَعَلَّقَ بِھَا سَیْفَہٗ
وَنِمْنَا نَوْمَۃً فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَہٗ
اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ اِنَّ ھٰذَا اخْتَرَطَ عَلَیَّ
سَیْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیْقَظْتُ وَھُوَ
فِیْ یَدِہٖ صَلْتًا قَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ مِنِّیْ فَقُلْتُ
اللّٰہُ ثَلٰثًا وَلَمْ یُعَاقِبْہُ وَجَلَسَ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ
وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرِ الْاِسْمٰعِیْلِیِّ فِیْ صَحِیْحِہٖ
فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ قَالَ اللّٰہُ فَسَقَطَ
السَّیْفُ مِنْ یَّدِہٖ فَاَخَذَہٗ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ یَّمْنَعُکَ
مِنِّیْ فَقَالَ کُنْ خَیْرَ اٰخِذٍ فَقَالَ

اور لوگ درختوں کے سایے کی تلاش میں اِدھر اُدھر
متفرق ہوگئے پیغمبر صاحب کیکر کے ایک اونچے درخت
کے نیچے اُترے اور آپ نے اپنی تلوار اُس میں لٹکا دی جابر
کہتے ہیں ہم سب لوگ سو گئے تھوڑی دیر کے بعد یکایک پیغمبر خدا صلی
اللہ علیہ وسلم کے بلانے کی آواز ہمارے کانوں
میں پہنچی ہم دیکھتے ہیں کہ ایک صحرا نشین (بدوی)
آپ کے پاس موجود ہے اور آپ فرماتے ہیں کہ اس
شخص نے مجھ پر تلوار سونت لی تھی جبکہ میں سوتا تھا
میں بیدار ہوا تو اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھی کھنچی ہوئی
اور یہ کہتا تھا کہ بتاؤ اب مجھ سے تمھیں کون بچا
سکتا ہے میں نے تین دفعہ کہا کہ خدا بچا سکتا ہے
جابر کا بیان ہے کہ بدوی کو پیغمبر صاحب نے کسی طرح
کی بھی سزا نہیں دی اور خاموش بیٹھ گئے (صحیحین)
ابوبکر اسمٰعیل نے اپنی صحیح میں اتنا اور زیادہ کیا ہے
کہ بدوی نے پیغمبر صاحب کی طرف روئے سخن کر کے
کہا کہ اب تمھیں مجھ سے کون بچا سکتا ہے پیغمبر صاحب نے
فرمایا خدا یہ کہنا تھا کہ اُس کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی پیغمبر
صاحب نے جھٹ اٹھا لی اور فرمایا اب تو کہہ کہ تجھے مجھ سے
کون بچا سکتا ہے بدوی نے کہا کہ آپ بہتر پکڑنے والے
ثابت ہوجیے (جو قہر سے پکڑتا اور لطف و مہربانی سے
چھوڑ دیتا ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا

اَتَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ
اللّٰہِ قَالَ لَا وَلٰکِنِّیْ اُعَاھِدُکَ اَنْ لَّا اُقَاتِلَکَ وَ
لَا اَکُوْنَ مَعَ قَوْمٍ یُّقَاتِلُوْنَکَ فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ فَاَتٰی
اَصْحَابَہٗ فَقَالَ جِئْتُکُمْ مِّنْ عِنْدِ خَیْرِ النَّاسِ

کیا تو اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ خدا کے سوا کوئی معبود
نہیں اور میں رسولِ خدا ہوں بدوی بولا کہ میں اس کی شہادت تو
دیتا نہیں ہاں آپ سے عہد کرتا ہوں کہ اس کے بعد آپ سے نہ تو خود لڑوں گا
نہ اُن لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے لڑیں گے پیغمبر صاحب نے
اُسے چھوڑ دیا پھر اُس نے اپنے لوگوں میں جا کر کہا کہ میں تمھارے
پاس سب آدمیوں میں سے بہترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ يَا اَبَا بَكْرٍ حَدِّثْنِيْ كَيْفَ صَنَعْتُمَا حِيْنَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمِنَ الْغَدِ حَتّٰى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيْرَةِ وَخَلَا الطَّرِيْقُ لَا يَمُرُّ فِيْهِ اَحَدٌ فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيْلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَاْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ فَنَزَلْنَا عِنْدَهَا وَسَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُّ عَلَيْهِ فَرْوَةً وَّقُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَنَا اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ فَنَامَ وَخَرَجْتُ اَنْفُضُ مَا حَوْلَهٗ فَاِذَا بِرَاعٍ مُّقْبِلٍ قُلْتُ اَفِيْ غَنَمِكَ لَبَنٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ اَفَتَحْلُبُ قَالَ نَعَمْ فَاَخَذَ شَاةً فَحَلَبَ فِيْ قَعْبٍ كُثْبَةً مِّنَ اللَّبَنِ وَمَعِيْ اِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِيْ فِيْهَا يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّاُ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي النَّوْمِ فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهٗ فَوَافَقْتُهٗ حَتَّى اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ مِنَ الْمَاءِ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ

عازب کے بیٹے برا اپنے باپ یعنی عازب سے روایت کرتے ہیں کہ عازب نے ابو بکر صدیق رضہ سے کہا اے ابوبکر جب تم پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رکتے سے نکل کر رات کو چلے تھے مجھے اُس کی کیفیت تو بتاؤ کہ تم نے اور پیغمبر صاحب نے کیا کیا؟ ابوبکر صدیق نے کہا ہم تمام رات چلا کیے اور رات کے بعد جو دن ہوا تو اُس کے ایک حصے میں چلتے رہے یہاں تک کہ جب ٹھیک دوپہر ہوئی اور رستہ مسافروں سے خالی ہو گیا کہ کوئی چلتا پھرتا نظر نہ آیا تو ہمیں دُور سے ایک بڑا اُونچا پتھر نظر پڑا جس کا سایہ بھی تھا پس ہم اُس پتھر کے پاس اُتر پڑے مَیں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آرام کرنے کے لیے اپنے ہاتھوں سے ایک جگہ ہموار برابر کر دی اور وہاں پوستین بچھا کر عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ سو رہیے اور مَیں آپ کے چوطرفہ کی نگہبانی اور پاسبانی کرتا ہوں چنانچہ پیغمبر صاحب تو سو رہے اور مَیں آپ کی نگہبانی کرنے کے لیے باہر نکل آیا دیکھتا کیا ہوں کہ ایک چرواہا چلا آرہا ہے مَیں نے اُس سے کہا کیا تیری بکریوں میں دُودھ ہے اُس نے کہا ہاں (ہے) میں نے کہا بھلا تو دودھ دوھ سکتا ہے گڈریے نے جواب دیا کہ دوھ سکتا ہوں چنانچہ اُس نے ایک بکری پکڑی اور کاٹھ کے پیالے میں قدرے دودھ دوہا۔ میرے پاس ایک لوٹا تھا جو چلتے وقت مَیں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے اُٹھا لیا تھا کہ آپ اُس میں سیر ہو جاتے تھے اُس سے پیتے بھی اور وضو بھی کر لیتے تو میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا دیکھا تو آپ سوتے ہیں مجھے آپ کو جگانا بھلا نہ معلوم ہوا اور مَیں نے پیغمبر صاحب کو سونے دیا یہاں تک کہ آپ خود بیدار ہوئے میں نے دودھ پر سرد پانی ڈالا اور اتنا ڈالا کہ دودھ نیچے تک ٹھنڈا ہو گیا مَیں نے عرض کیا یارسول اللہ لیجیے نوش کیجیے۔ پیغمبر صاحب نے یہاں تک سیر ہو کر پیا کہ میں خوش اور راضی ہو گیا

ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلٰى قَالَ فَارْتَحَلْنَا
بَعْدَ مَا مَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ
فَقُلْتُ أُتِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ لَا تَحْزَنْ
إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلٰى بَطْنِهَا
فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ إِنِّي أُرَاكُمَا دَعَوْتُمَا
عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا
الطَّلَبَ فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَنَجَا فَجَعَلَ لَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا قَالَ كُفِيتُمْ
مَا هٰهُنَا فَلَا يَلْقٰى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ (صحیحین)

اس کے بعد پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا ابھی کوچ کا وقت نہیں
آیا میں نے عرض کیا ہاں کوچ کرنے کا وقت آگیا ہے ابوبکر رض
کہتے ہیں تو ہم نے آفتاب کے ڈھل جانے کے بعد کوچ کیا اور اِدھر سُراقہ
بن مالک ہمارے پیچھے لگا چلا آرہا تھا جب وہ بہت ہی قریب آگیا
تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ سُراقہ نے ہمیں آلیا پیغمبر صاحب
نے فرمایا ابوبکر غم نہ کر خدا ہمارے ساتھ ہے ف۱ اِس کے بعد
پیغمبر صاحب نے سُراقہ کو بددعا دی اور اُس کا گھوڑا اُسے سخت زمین
میں اپنے پیٹ تک لے دھنسا سُراقہ بولا کہ میں دیکھتا ہوں تم دونوں نے میرے
حق میں بددعا کی ہے تو میرے لیے دعا کرو خدا تم دونوں کا حامی و
مددگار ہے - میں اُن لوگوں کو واپس کردوں گا جو تمھارے
کھوج میں پیچھے لگے چلے آرہے ہیں - نبی صلے اللہ علیہ سلم نے
سُراقہ کے لیے دعا کی اور اُس نے دھنسنے سے نجات پائی پھر
تو رستے میں جو اُسے ملتا تھا ہر شخص سے یہی کہتا تھا کہ بس کرو
آگے نہ جاؤ میں ڈھونڈ آیا اِدھر کوئی نہیں ہے الغرض سراقہ کے
سامنے جو شخص آیا اُس نے اُسے واپس کردیا -

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرِ الصِّدِّيقَ
قَالَ نَظَرْتُ إِلٰى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ عَلٰى رُءُوسِنَا
وَنَحْنُ فِي الْغَارِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ
نَظَرَ إِلٰى قَدَمِهِ أَبْصَرَنَا فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ
بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا (صحیحین)

انس رض بن مالک سے روایت ہے کہ ابوبکر صدیق رض نے
کہا جب ہم غارِ (ثور) میں (مخفی) تھے تو میں نے سینہ
سر پر مشرکوں کے پاؤں دیکھ کر عرض کیا یا رسول اللہ
اگر ان میں کا کوئی بھی اپنے پاؤں کی طرف دیکھے گا تو
ہمیں دیکھ پائے گا پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر اُن
دو شخصوں کے ساتھ کیا گمان ہے جن کے ساتھ
تیسرا خدا ہے (یعنی خدا اُن کا حامی و مددگار ہے) ف۲

ف۱ یہیں سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم کا کمال استقلال و توکل ظاہر ہوتا ہے اور اسی لیے ہمیں عنوانِ توکّل میں اتنی بڑی حدیث
لینے کی ضرورت پڑی ۱۲ ف۲ یہ حدیث ہجرت کا ابتدائی قصہ ہے کہ پیغمبر صاحب اور ابوبکر صدیق بیتِ نبوت سے نکل کر غارِ ثور میں جو مکے
کے سے قریباً تین میل کے فاصلے پر ہے مُشرکینِ مکہ جو پیغمبر صاحب کے مکان کا محاصرہ کیے ہوئے تھے انھیں خبر لگی تو آپ کی جستجو میں چاروں طرف پھیل گئے
غارِ ثور پر پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے یہ عرض کیا غارِ ثور کچھ اس قسم پر واقع ہے کہ اگر کوئی اُس کے دروازے پر کھڑا ہو جائے تو اندر والے کو اُس کے قدم
دکھائی دیں اور اگر یہ شخص اپنے قدموں کی جگہ آنکھ رکھ کر دیکھے تو اندر والے کو دیکھ پائے ۱۲

من المترجم۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے ابو البشر آدم علیہ السلام کو زمین پر بسنے کا حکم دیا تو آدم علیہ السلام بیک بینی و دو گوش زمین پر اتر آئے۔ آرام و آسایش اور تکلفات کا کیا مذکور ہے بیچارے کو جینے کے لالے پڑے ہوں گے مگر انھوں نے اور ان کی نسل نے بزور عقل زمین کو ایسا آراستہ کیا کہ اپنے اصلی گھر بہشت کو بھی بھول گئے۔ اگر مجبوری کا مرنا نہ ہو تو ہم میں سے کوئی بھی بطوع خاطر دنیا سے جانا نہیں چاہتا یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ[1]۔ شاعر لوگ دنیا کو اس کی عمر کے خیال سے زال دنیا باندھتے ہیں مگر دنیا عجیب طرح کی بڑھیا ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ اس کا جوبن نکھرتا چلا آتا ہے یعنی دنیا تہذیب و شایستگی میں یوماً فیوماً و ساعۃً فساعۃً و آناً فآناً ترقی کر رہی ہے اور آرام و آسایش کے نئے نئے ساز و سامان مہیا ہوتے چلے جاتے ہیں مگر کس کے کرنے سے؟ خود آدمی اور خدا دونوں کے کرنے سے! ہمارا یہ کہنا موہم شرک نہ ہو لَا تُشْرِكْ بِهٖ شَيْئًا۔ آدمی کی شرکت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کو خدا کی ساتھ وہ نسبت ہے جو اوزار کو کاریگر کے ساتھ ہوا کرتی ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں کہو کہ خدا اپنی بعض قدرتیں آدمی کے ذریعے سے ظاہر فرماتا ہے۔ بیش برین نیست کہ آدمی ایک طرح کا معمار ہے لکڑی۔ اینٹ۔ پتھر۔ لوہا مال مسالہ صاحب خانہ کا ان چیزوں کو ایک وضع خاص پر ترتیب دینے والا راج۔ زمین اور آسمان اور جو کچھ بھی خدا کی ذات پاک کے علاوہ دنیا جہان میں ہے خدا کی مخلوق ہے اسی نے ان کو پیدا کیا۔ اسی نے ہر ایک مخلوق میں خاصیتیں رکھیں۔ اسی نے مخلوقات میں علت و معلول کا تعلق لگایا۔ اسی نے آدمی کو عقل دی کہ مخلوقات کی خاصیتوں اور ان کے باہمی تعلقات علیت و معلولیت کو معلوم کرکے ان خاصیتوں اور تعلقات کی رعایت سے مخلوقات میں تصرف کرے۔ چیزوں کے خواص چیزوں کے تعلقات علیت و معلولیت قوانین قدرت یا قوانین فطرت کہلاتے ہیں جن میں کسی طرح کی تغیر و تبدل ہو نہیں سکتی۔ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا[2]۔ مثال کے طور پر ایک ریل کو لو جو ان وقتوں کی عجیب اور مفید ایجاد ہے اس کے اصول ہیں آگ اور پانی اور حرکت۔ ریل کا موجد ایک شخص تھا جو اتفاق سے چاء کی کیتلی میں پانی کو جوش دے رہا تھا۔ پانی میں ابال آیا تو اس نے دیکھا کہ بھاپ کے زور سے کیتلی کا ڈھکنا اوپر کو اٹھتا اور ابھرتا ہے۔ پھر اس نے سیدھے سبھاؤ ڈھکنے پر ایک چھٹنکی رکھ دی جو اتفاق سے اس کے پاس پڑی تھی تو اس نے دیکھا کہ ڈھکنا چھٹنکی سمیت بھی ابھرتا ہے۔ پھر وہ ڈھکنے کا بوجھ بڑھاتا گیا اور اس کو ثابت ہوا کہ بھاپ میں اتنا زور ہے کہ ڈھکنے پر کتنا ہی بوجھ رکھو بھاپ کیتلی میں سے نکل کر رہے گی اور بھاپ کے ساتھ ڈھکنا بھی ضرور اوپر اٹھے گا۔ بس یہ بنیاد ہے ریل کے ایجاد کی۔ خدا نے اپنے بندوں میں سے کسی کے ذہن میں برکت دی ہے تو انسان ضعیف البنیان نے دنیا میں بڑے بڑے کام کیے ہیں ہر چند ریل فی نفسہ بڑا عظیم الشان کام ہے مگر ہم دیکھنا چاہتے ہیں کہ موجد ریل نے اس میں اپنی کتنی پیری خرچ کی ہے آگ اور پانی اور حرکت اور ان کے خواص ان میں تو آدمی کا کچھ دخل نہیں یہ سب تو خدا ساز چیزیں ہیں۔ آدمی کا تو ریل میں اتنا ہی دخل ہے کہ پانی کو آگ کے پاس رکھا۔ خداداد خاصیت سے پانی بھاپ

---

[1] ان میں سے ایک ایک چاہتا ہے کہ ای کاش اس کی عمر ہزار برس کی ہو ۱۲ [2] ای پیغمبر تم خدا کے قاعدے کو ہرگز بدلتا ہوا نہ پاؤ گے اور نہ خدا کے قاعدے کو ہرگز ٹلتا ہوا پاؤ گے ۱۲

کی شکل میں مستحیل ہوا۔ آدمی نے ہر طرف سے بھاپ کو روک کر ایک رستہ کھلا رکھا۔ بھاپ کے ساتھ بوجھ باندھ کر بھاپ کے نکلنے کو باقاعدہ بنا دیا۔ ریل چل نکلی۔ ان باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ دنیا میں خدا اور آدمی دونوں ملے جلے کیا کام کر رہے ہیں اب آؤ توکل پر کہ توکل کیا چیز ہے؟ توکل کے معنے ہیں بھروسا کرنا۔ تو اگر خدا پر اس طرح کا بھروسا کیا جائے کہ ہم ایک کام کرنا چاہتے ہیں خدا کا ہاتھ اُس میں ضرور ہوگا جیسا کہ ریل کی مثال میں تم کو سمجھا دیا گیا ہے۔ اگر ہم خدا پر بھروسا کریں کہ وہ اپنے کرنے کا کام کرے اور وہ کرتا ہے اور ضرور کرتا ہے بلکہ ہم تو اب کرنے بیٹھے ہیں اُس کو جو کچھ کرنا تھا ہمیشہ کے لیے کر چکا جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا هُوَ كَائِنٌ[1] تو ایسا بھروسا بجا اور واجبی بھروسا ہے ریل کی مثال میں نہ صرف آگ اور پانی اور حرکت اور ان کے خواص خدا کے کام ہیں بلکہ موجد ریل کے ذہن کو ریل کی طرف رہنمائی کرنا جس کو توفیق کہتے ہیں یہ بھی خدا کا کام ہے۔ اور یہی حال آدمی کے ہر ایک چھوٹے بڑے کام کا ہے لَا تَتَحَرَّكُ ذَرَّةٌ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ[2] خدا پر اس قسم کا بھروسا آدمی کا فعل اضطراری ہے کہ چار و ناچار کرنا ہی پڑتا ہے اس لیے کہ سب کام خدا کے اختیار اور اُسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔ آدمی کی محدود قدرت برائے نام قدرت ہے۔ یہ ہے توکل کی اصل حقیقت اور اس میں کسی طرح کی برائی بھی نہیں۔ مگر لوگوں نے توکل کے معنی غلط سمجھ رکھے ہیں ان کے ہاں توکل کے یہ معنے ہیں کہ آدمی اپنے کرنے کا کام بھی نہ کرے اور چاہے کہ بے بوئے جوتے بے پیسے پکائے بے ہاتھ ہلائے بے مونہ چلائے خدا اس کا پیٹ بھر دیا کرے اور بھوکا رہے تو خدا کو الزام دے کہ وہ مَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا[3] کا اقرار پورا نہیں کرتا۔ مسلمانوں کے تنزل کے جہاں اور بہت سے اسباب ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مولویوں اور شائخوں یعنی ان کے مذہبی پیشواؤں نے زبانِ مقال اور زبانِ حال یعنی اپنے ظاہری نمونوں سے توکل کے معنے غلط سمجھائے اب وہ کوشش ہی نہیں کرتے اور کرتے بھی ہیں تو ع این رہ کہ تو مے روی بترکستان است ؛ یا ادھوری جان توڑ کر نہیں اور اسی وجہ سے اُن کی سعی نامشکور ہوتی ہے۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب اور قرونِ اُولیٰ کے مسلمان توکل کے معنے ہم سے یقیناً بہت بہتر سمجھتے تھے مگر اُن کا طرزِ عمل کیا تھا۔ کیا اُنھوں نے صرف دعاؤں کی برکت سے اسلامی سلطنت قائم کر لی تھی؟ کون سی زحمت۔ کون سی مشقت۔ کون سی تکلیف تھی جو اُنھوں نے اپنی دنیاوی حالت کے بہتر کرنے کے لیے نہیں اُٹھائی۔ وہ اپنے تموّل اپنی خوش حالی اپنی حکومت ہی کو اعلاء کلمۃ اللہ اور عین دین سمجھتے اور اس کے لیے ہاتھ پاؤں سے دل و جان سے مال سے کوشش کرتے تھے ؛

[1] جو کچھ ہونے والا ہے سب کچھ قلم لکھ کر خشک ہو چکا ۱۲ [2] بے حکم خدا ایک ذرہ بھی نہیں ہل سکتا ۱۲ [3] جتنے (جاندار) زمین پر چلتے پھرتے ہیں اُن (سب) کی روزی اللہ ہی کے ذمے ہے

صبر یعنی نفس کشی اور قناعت

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ

اور (مسلمانو مصیبت کی برداشت کے لیے) صبر اور نماز کا سہارا پکڑو اور البتہ نماز شاق ہے مگر اُن پر نہیں جو خاکسار ہیں (اور) جو یہ خیال پیش نظر رکھتے ہیں۔

أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

(البقرة ع ۵ پارہ ۱)

کہ وہ (آخر کار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ف۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۚ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَن يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝

(بقرہ ع ۱۹ پارہ ۲)

مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اُس کے مقابلے کے لیے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ف۲ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (اُن کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (اراضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو (خوشنودیِ خدا اور کشایش کی) خوشخبری سنا دو کہ جب اُن پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اُٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں

لَتُبْلَوُنَّ فِي أَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۚ وَإِن تَصْبِرُوا وَتَتَّقُوا فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

(آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)

مسلمانو! تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیاں) میں ضرور تمہاری (ایمانداری کی) آزمایش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتاب دی جا چکی ہے (یعنی یہود و نصاریٰ) اُن سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سنو گے اور اگر صبر کیے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے جانے دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

ف۱ صبر ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اس کو اختیار کر لیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں اور یہی حال نماز کا ہے۔ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ (سن رکھو کہ یادِ الٰہی سے دل تسلی پاتے ہیں) اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحقِ حال ہوتی تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور عاقبت کا خیال نہیں اُن کو نماز کی پابندی بھی بجائے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے ۱۲ ف۲ مطلب یہ ہے کہ انسان صبر کی عادت کر لیتا ہے تو اُس کو مصیبت کی کم الم محسوس ہوتی ہے ؎ رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ٭ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں ۱۲

وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِّلصّٰبِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۶ پارہ ۱۴) ✢

اور (مسلمانو! دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ) سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر (لوگوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو بہر حال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور (خدا کی توفیق) کے بدون تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان (مخالفوں کے حال) پر افسوس نہ کرو اور یہ لوگ جو (تمہارے مخالفت میں) تدبیریں کیا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو (کیونکہ) جو لوگ پرہیز کرتے ہیں اور جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ ان کا ساتھی ہے۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَيْرٌ وَّلَيْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَّهٗ (مسلم)

صہیب کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجیب حال ہے کہ اس کی ساری شان اس کے حق میں نیک ہی نیک ہے اور یہ شان مومن کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں اس کا حال یہ ہے کہ اگر خوش حالی پہنچتی ہے شکر کرتا ہے تو یہ شکر اس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر بدحالی پیش آتی ہے صبر کرتا ہے تو یہ صبر اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَاِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ وَاعْلَمْ اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰۤى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوْا عَلٰۤى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

ابن عباس رضی کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا لڑکے! خدا کے حق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا تو اس کو نگاہ رکھ اور اس کا مراقب رہ اسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد مانگنے کی ضرورت ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جانے رہ کہ اگر ساری خلقت جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پہنچانا چاہے تو ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتی مگر اسی چیز سے جو خدا تیرے لیے لکھ چکا ہے اور اگر جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پہنچانا چاہے تو ہرگز نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر اسی چیز سے جو خدا تیرے حق میں مضر لکھ چکا ہے قلم اٹھا لیے گئے رجسٹر خشک کر دیئے گئے۔

ف قلموں اور صحیفوں سے اشارہ ہے لوح محفوظ کی طرف لوح محفوظ سے مراد ہے علم الٰہی گویا تحت کے طور کہ غرض تمام واقعات عالم جو کل کلیل و کثیر ہوں پیش از پیش ایک تختی میں لکھوا کر رکھ دیئے ہیں۔

اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (البقرة ع ۵ پارہ ۱)	کہ وہ (آخرکار) اپنے پروردگار سے ملنے والے اور اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں ۱
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْۤا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ (بقرہ ع ۱۹ پارہ ۲)	مسلمانو! (تم کو کسی طرح کی مشکل پیش آئے تو اس کے مقابلے کے لیے) صبر اور نماز سے مدد لو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کا ساتھی ہے ۲ اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں اُن کو مرا ہوا نہ کہنا (وہ مرے نہیں) بلکہ زندہ ہیں مگر (اُن کی زندگی کی حقیقت) تم نہیں سمجھتے اور البتہ ہم تم کو تھوڑے سے خوف سے اور بھوک سے اور مال اور جان اور پیداوار (اراضی) کی کمی سے آزمائیں گے اور (اے پیغمبر) صبر کرنے والوں کو (خوشنودی خدا اور کشائش کی) خوشخبری سنادو کہ جب ان پر مصیبت آپڑتی ہے تو بول اٹھتے ہیں کہ ہم تو اللہ ہی کے ہیں (ہم کو جس حال میں چاہے رکھے) اور ہم اُسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں
لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ۫ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)	مسلمانو! تمہارے مالوں (کے نقصان) اور تمہاری جانوں (کے زیاں) میں ضرور تمہاری (ایمانداری کی) آزمائش کی جائے گی اور جن لوگوں کو تم سے پہلے (آسمانی) کتابیں دی جا چکی ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ) اُن سے اور مشرکین (مکہ) سے تم بہت سی ایذا کی باتیں (بھی) ضرور سنو گے اور اگر صبر کیے رہو اور پرہیزگاری (کو ہاتھ سے جانے نہ دو) تو بے شک یہ (بڑی) ہمت کے کام ہیں

ف۱ صبر ایک ایسی خصلت ہے کہ جو اس کو اختیار کر لیتا ہے دنیا کی تکلیفیں اُس پر آسان ہو جاتی ہیں اور یہی حال نماز کا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سن رکھو کہ یاد الٰہی سے دل تسلی پاتے ہیں) اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی یہی عادت تھی کہ جب آپ کو کسی طرح کی تشویش لاحق حال ہوتی تو آپ نماز میں مشغول ہو جاتے مگر جن لوگوں کو خدا کا اور عاقبت کا خیال نہیں اُن کو نماز کی پابندی بھی بجائے خود ایک مصیبت معلوم ہوتی ہے ۔ ف۲ مطلب یہ ہے کہ انسان صبر کی عادت کر لیتا ہے تو اُس کو مصیبت کی ایذا کم محسوس ہوتی ہے ۔ ع رنج سے خوگر ہوا انسان تو مٹ جاتا ہے رنج ۔ مشکلیں اتنی پڑیں مجھ پر کہ آساں ہو گئیں ۱۲

وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ إِلَّا بِاللَّهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِي ضَيْقٍ مِمَّا يَمْكُرُونَ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ ۝ (النحل ع ۱٦ پارہ ۱۴) ✤

اور (مسلمانو! دین کی بحث میں مخالفین کے ساتھ) سختی بھی کرو تو ویسی ہی سختی کرو جیسی تمہارے ساتھ کی گئی ہو اور اگر (لوگوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو تو بہر حال صبر کرنے والوں کے حق میں صبر بہتر ہے اور (اے پیغمبر تم مخالفوں کی ایذاؤں پر) صبر کرو اور خدا کی توفیق کے بدون تم صبر کر ہی نہیں سکتے اور ان مخالفوں کے حال پر افسوس کرو اور یہ لوگ جو تمہارے خلاف منصوبے باندھا کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو (کیونکہ) جو لوگ پرہیزگاری کرتے ہیں اور جو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے ہیں اللہ اُن کا ساتھی ہے۔

عَنْ صُهَيْبٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءُ شَكَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءُ صَبَرَ فَكَانَ خَيْرًا لَهُ (مسلم)

صُہیبؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا بھی عجیب حال ہے کہ اُس کی ساری شان اُس کے حق میں نیک ہی نیک ہے اور یہ شان مومن کے سوا اور کسی کو نصیب نہیں، اُس کا حال یہ ہے کہ اگر خوش حالی پونہچتی ہے شکر کرتا ہے تو یہ شکر اُس کے لیے بہتر ہوتا ہے اور اگر بدحالی پیش آتی ہے صبر کرتا ہے تو یہ صبر اُس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ يَا غُلَامُ احْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ احْفَظِ اللَّهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ وَإِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوِ اجْتَمَعُوا عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا آپ نے فرمایا لڑکے! خدا کے حق کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا تو اُس کو نگاہ رکھ اور اُس کا مراقب رہ اُسے اپنے سامنے پائے گا۔ اور تجھے کچھ مانگنا ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جب مدد مانگنے کی ضرورت ہو تو خدا ہی سے مانگ اور جانے رہ کہ اگر ساری خلقت جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نفع پونہچانا چاہے تو ہرگز نفع نہیں پونہچا سکتی مگر اُسی چیز سے جو خدا تیرے لیے لکھ چکا ہو اور اگر جمع ہو کر تجھے کسی چیز سے نقصان پونہچانا چاہے تو ہرگز نقصان نہیں پونہچا سکتی مگر اُسی چیز سے جو خدا تیرے حق میں مُضر لکھ چکا ہے قلم اُٹھا لیے گئے اور رجسٹر خشک کر دیئے گئے ف ا

ف ا قلموں اور صحیفوں سے اشارہ ہے لوحِ محفوظ کی طرف۔ لوحِ محفوظ سے مراد ہے علمِ آلہی کتاب کے ضلع میں بطورِ استعارہ اس کو لوحِ محفوظ کہا جاتا ہے کہ خدا نے تمام واقعاتِ عالَم جزو کل قلیل و کثیر پیش از پیش ایک تختی میں لکھوا کر ختم کر دیا وہ محفوظ ہے کہ اُس میں کسی طرح کا ردّ و بدل نہیں ہو سکتا ۱۲

تَعَرَّفْ اِلَی اللّٰہِ فِی الرَّخَاءِ یَعْرِفْکَ فِی الشِّدَّۃِ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمَلَ لِلّٰہِ بِالرِّضَاءِ فِی الْیَقِیْنِ فَافْعَلْ فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَاِنَّ فِی الصَّبْرِ عَلٰی مَا تَکْرَہُ خَیْرًا کَثِیْرًا وَاعْلَمْ اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ وَالْفَرَجَ مَعَ الْکَرْبِ وَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَلَنْ یَّغْلِبَ عُسْرٌ یُسْرَیْنِ	لئے) تو فراخی اور آسانی میں خدا کی طرف متوجہ ہو اور حق معرفت پہچان وہ سختی اور شدت کی حالت میں تیری طرف متوجہ ہوگا پس اگر تو خاص خدا کے لیے یقین اور خوش دلی کے ساتھ کوئی کام کر سکے تو کر کہ یہ بہت بڑا کام ہے اور اگر تو ایسا نہ کر سکے تو صبر کر کیونکہ محنت و بلا پر صبر کرنے میں بڑا ثواب ہے اور جانے رہ کہ خدا کی مدد صبر کے ساتھ اور کشود کار محنت و غم کے ساتھ ہے یعنی ہر بستگی کے بعد کشادگی اور ہر غم کے پیچھے راحت ہے اور بے شک ہر سختی کے بعد آسانی ہے اور ایک سختی دو آسانیوں پر کبھی غالب نہیں آسکتی ف
عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ ابْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ اَسْلَمَ وَرُزِقَ کَفَافًا وَقَنَّعَہُ اللّٰہُ بِمَا اٰتَاہُ (مسلم)	عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خدا کی قضا و قدر کو تسلیم کیا اور بقدر حاجت روزی دیا گیا اور جو کچھ خدا کی طرف سے ملا اُس پر خدا نے اُسے قانع کر دیا اُس نے فلاح پائی۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ اٰلِ مُحَمَّدٍ قُوْتًا (صحیحین)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا محمدؐ کی اہل و اولاد کو اتنا رزق عنایت فرما جس سے اُن کی توانائی قائم رہ سکے۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَلٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ (صحیحین)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیاوی مال و متاع کی کثرت کو تونگری نہیں کہتے بلکہ اصل تونگری یہ ہے کہ نفس قناعت اور بے نیازی کے ساتھ تونگر ہو

ف اشارہ ہے تیسویں پارے کی سورۂ انشراح کے جملۂ فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا کی طرف۔ عربی کا قاعدہ ہے کہ نکرے کا اعادہ نکرے سے کیا جائے تو دونوں نکرے دو جداگانہ فردوں پر دلالت کرتے ہیں اور اگر نکرے یا معرف باللام سے کیا جائے تو وہی فرد واحد مراد ہوتی ہے اس رُو سے آیۂ مذکورہ میں یسر دو ہوئے اور عسر ایک دوسری جگہ قرآن میں ہے ارسلنا الی فرعون رسولا فعصی فرعون الرسول یہاں رسول اور الرسول دونوں سے موسیٰ مراد ہیں ۱۲

من المترجم قناعت بھی صبر کا ضمیمہ ہے اور بولنے میں یا تو دونوں کو ملا کر بولا جاتا ہے یا ایک کو دوسرے کا مرادف۔ مگر فی الواقع صبر و قناعت میں عموم و خصوص مطلق کی نسبت ہے۔ صبر یعنی نفس کا روکنا۔ مجبور کرنا ہر طرح کی جسمانی روحانی

تکلیف کے انگیز کرنے سے ہوتا ہے مگر قناعت صرف اُس تکلیف کے برداشت کرنے سے جو حرص و طمع کی ناکامی سے ہو انسانی طبیعت کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ آدمی ابنائے جنس خصوصاً اقران و امثال پر ہر طرح کی برتری اور بہتری چاہتا ہے اور وہ میسر نہیں آتی تو اس کو تکلیف ہوتی ہے مگر وہ تکلیف ادعائی تکلیف ہوتی ہے اور یہ شخص خود اُس کا باعث ہوتا ہے اور آخر کار یہ مرض ترقی کر کے حسد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جیسی یہ تکلیف خیالی ہوتی ہے اس کا دفیعہ بھی خیالی ہے یعنی اس کو اتنا تو سمجھنا چاہئے کہ یہ خدا کی نعمتوں اور برکتوں کا ٹھیکہ لے کر تو نہیں آیا۔ نعمتوں اور برکتوں کی تقسیم خدا نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَاءُ وَیَقْدِرُ[1] اور وہی بندوں کی مصلحتوں سے بخوبی واقف ہے خود بندے نہیں جانتے اس واسطے کہ بندوں میں سے کسی کو علم غیب نہیں دیا گیا۔ پس جو آدمی دوسرے جیسا بننا چاہتا ہے کیا جانتا ہے کہ دوسرے کی حالت اس کے حق میں مبارک ثابت ہو یا نامبارک وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا[2] اور اگر آدمی ناشکیبائی کی حصلت کو دل میں جگہ دے تو کیا اطمینان ہے کہ وہ دوسری حالت پر جس کی تمنا کرتا ہے بوپنچ کر بس کرے گا

ہفت اقلیم ار بگیرد بادشاہ ... ہمچناں در بند اقلیمے دگر

پس انسان کسی حالت میں بھی ہو طمانینتِ نفس تو قناعت کے بدون ہوتی نہیں۔ قناعت کی صفت اپنے میں پیدا کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ آدمی نعمتوں کا جو اُسے حاصل ہیں خیال کیا کرے تو پائیگا کہ ایک دو بات میں فی زعمہ بعضوں سے کم ہو تو کتنی باتوں میں اُن سے بہتر بھی ہے۔ خدا کی نعمتوں کا کچھ حد و شمار نہیں وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ[3] جو نعمتیں اُس کو حاصل ہیں اُن کی قدر نہیں کرتا یا دوسری تدبیر یہ ہے کہ اپنے سے فروتر آدمیوں کے حال پر نظر کیا کرے کہ آخر وہ بھی تو خدا کے بندے ہیں۔ یہ تو دنیاداروں کی سی باتیں ہیں۔ دیندار آدمی کا دل تو اس سے تسلی پاتا ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ[4]۔ خوش حال اور تنگ حال دونوں زیر امتحان ہیں اور انجام کار معلوم نہیں خوش حالی میں شکر اور نفع رسانیِ مستحقین کا اور تنگ حالی میں صبر و قناعت کا۔ رضا و تسلیم کا۔ غیرت اور خودداری کا امتحان لیا جاتا ہے۔ اگر تنگ حال امتحانِ صبر وغیرہ میں پورا اُترے تو اس کے لیے وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ[5] موعود ہے دنیا کی خوش حالی عارضی چند روزہ عرضۂ خطرات اور فانی ہے اور اجر عاقبت ابدی بے لوث۔ اجر عاقبت کا اُمیدوار دنیاوی تنگ حالی سے

---

[1] جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کر دیتا ہے اور جس کی چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے ۱۲ [2] اور آدمی جس طرح (اپنے حق میں) بہتری کی دعا مانگتا ہے اسی طرح (دلگیر ہو کر کبھی) بُرائی کی بھی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان بڑا جلدباز ہے ۱۲

[3] اور اگر خدا کی نعمتوں کو گننا چاہو تو اُن کو پورا پورا گن نہ سکو ۱۲ [3] کچھ شک و شبہ نہیں کہ انسان بڑا ہی ناشکر ہے ۱۲

[4] لیکن انسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس کا پروردگار (اس طرح پر) اُس (کے ایمان) کو آزماتا ہے کہ اُس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ (خوش ہو کر) کہتا ہے کہ میرا پروردگار میری (تعظیم و) تکریم کرتا ہے اور جب وہ اُس (کے ایمان) کو (اس طرح پر) آزماتا ہے کہ اُس کی روزی اُس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ (تنگدل ہو کر) بڑبڑاتا (رہتا) ہے کہ میرا پروردگار مجھے ذلیل سمجھتا ہے ۱۲

[5] اور آخرت کا اجر بہت بڑا ہے ۱۲

کیوں تنگ دل ہونے لگا ہے

رنج . راحت داں چو مطلب شد بزرگ گرد گلہ طوطیائے چشم گرگ

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِيْهِ كَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ[1] آدمی کے اخلاق یعنی اُس کی خصلتوں کا بھی کچھ ٹھکانا نہیں - گھڑی میں تولہ گھڑی میں ماشہ - فضائل اور رذائل میں صرف ایک تاؤ بھاؤ کا فرق ہے قناعت کے صفت برگزیدہ ہوتے ہیں تو کچھ شک نہیں - مگر ان وقتوں کے مُسلمانوں کو قناعت کی تعلیم دینا اُونگھتوں کا سُلا دینا ہے - تعلیمِ اخلاق بھی ایک طرح کی طب ہے - طبِ متعارف طبِ جسمانی ہے اور اخلاق طبِ رُوحانی - طبیبِ جسمانی کیا کرتا ہے کہ جو خلط مقدارِ معتدل سے بڑھ گئی ہے اُس کو تنقیہ وغیرہ تدابیر سے کم کرتا ہے اور جو خلط درجۂ اعتدال سے گر گئی ہے اُس کی تقویت کرتا ہے - اسی اُصول پر اخلاق میں بھی ہم کو عمل کرنا چاہیے - ہم دیکھتے ہیں کہ مُسلمانوں میں طلبِ دنیا کی کمی ہے اور اسی وجہ سے وہ سلطنت اور دولت اور عزت سب کچھ کھو بیٹھے ہیں اور رہی سہی کھوتے چلے جارہے ہیں تو ہمارا کام گرتوں کو اُبھارنا ہے - قناعت کی تعلیم سے ہم ہارادبار کے ہلاک کر دینے کے فکر میں ہیں ایک وقت تھا کہ مسلمانوں کو تعلیم زہد کی ضرورت تھی - یہ وہ وقت تھا کہ مُسلمان ملک پر ملک فتح کرتے چلے جاتے تھے اقبال ان کا غلام تھا اور دولت ان کی لونڈی - صاحبِ نصاب زکوٰۃ لیے لیے پھرتے تھے اور کوئی لینے کی ہامی نہیں بھرتا تھا - خوف تھا کہ کہیں کَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا[2] کے وعید میں نہ آجائیں یا اب معاش کے اعتبار سے فَمَنِ اضْطُرَّ فِيْ مَخْمَصَةٍ کے مصداق ہیں گھروں میں چوہے کلابازیاں کھاتے ہیں

یہ تو کہیے میرجی صاحب کیا ہوا گر پھونک نہیں گر می سبزہ رنگوں سے اور گھر میں بھونی بھانگ نہیں

پس اب اخلاق کی تعلیم ہونی چاہیے وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اور قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ[3] ہاں طمع مکروہ اور حرصِ مذموم سے بچے رہو دنیا کو طلب کرو مگر طلبِ جمیل کے طور پر ہے

مالِ راگر بہر دیں باشی حمول نِعْمَ مَالٌ صَالِحٌ گفتش رسول

[1] بھلا وہ شخص جس سے ہم نے بہشت کا پسندیدہ وعدہ کر رکھا ہے اور وہ (آخرت میں) اُس کو ملنے والی ہے کیا آرام و آسایش کے اعتبار سے اُس جیسا ہو سکتا ہے جس کو ہم نے دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے پُہنچائے پھر قیامت کے دن وہ اُن لوگوں میں ہوگا جو (جواب دہی کے لیے خدا کے رُو برو) حاضر کیے جائیں گے ۱۲ [2] ہم نے بہت سی بستیاں ہلاک کر ماریں جو اپنی (افراطِ) معاش کی حالت میں (کھا کھا کر) اِترا گئی تھیں ۱۲ [3] (اے پیغمبر اِن لوگوں سے) پُوچھو کہ اللہ نے جو زینت کے ساز و سامان (اور کھانے پینے) کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں (اُن کو) کس نے حرام کیا ہے ۱۲

[4] اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگے رہو ۱۲

جود و سخا

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ (ت)

اَنس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کوئی چیز اُٹھا نہیں رکھتے تھے -

حدیث	ترجمہ
عَنْ جَابِرٍ قَالَ مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا (صحیحین)	جابرؓ سے روایت ہے کہ کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز مانگی گئی ہو اور آپ نے (ہوتے ساتے) فرمایا ہو نہیں (نہیں دونگا)
عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ (بخاری)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ حسین زیادہ سخی اور زیادہ بہادر تھے
عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ فَاَتٰى قَوْمَهُ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَسْلِمُوا فَوَاللّٰهِ اِنَّ مُحَمَّدًا لَيُعْطِي عَطَاءً مَا يَخَافُ الْفَقْرَ (بخاری)	انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بکریاں مانگیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ میں جو جنگل ہے اُسے اُنھوں نے بھر دیا تھا پیغمبر صاحب نے وہ سب بکریاں اُسے دے ڈالیں[ع] یہ شخص اپنی قوم میں آکر لگا کہنے کہ اے قوم اسلام لے آؤ خدا کی قسم محمد وہ بخشش کرتا ہے کہ فقر سے خوف نہیں کرتا
عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ بَيْنَمَا هُوَ يَسِيرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهُ مِنْ حُنَيْنٍ فَعَلِقَتِ الْاَعْرَابُ يَسْاَلُونَهُ حَتّٰى اضْطَرُّوهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رِدَاءَهُ فَوَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُونِي رِدَائِي وَلَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلَا كَذُوبًا وَلَا جَبَانًا (بخاری)	جبیرؓ بن مطعم سے روایت ہے کہ وہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے غزوہ حنین سے لوٹتیوں کو آپ کے ہمراہ چلے جا رہے تھے ایک موقع پر چند بدوی آپ سے مانگتے مانگتے لپٹ پڑے یہاں تک کہ ایک ببول کے درخت تک آپ کو لے گئے اور اسی کشمکش میں آپ کی چادر ببول کے درخت میں اٹک گئی پیغمبر صاحب ایک جگہ ٹھیر گئے اور بدویوں کی طرف روئے سخن کر کے فرمایا کہ میری چادر تو مجھے دیدو اگر میرے پاس جنگل کے ان درختوں کی گنتی کے برابر بھی اُونٹ ہوتے تو میں اُنھیں تم میں تقسیم کر دیتا پھر تم مجھے نہ تو بخیل ہی پاتے (کہ ہوتے ساتے دوں نہیں) نہ جھوٹا ہی (کہ وعدہ کر کے پورا نہ کروں) اور نہ بزدل ہی (کہ دیتے وقت فقر و فاقے سے ڈروں)

ف۱ اسی مضمون کو کسی شاعر نے کیا عمدہ طرح نباہا ہے ؎ نرفت لا بزبان او ہرگز ٭ مگر در اشہد ان لا الٰہ الا اللہ ۱۲ من المترجم

ع پیغمبر صاحب اصل میں کسی مال کے مالک نہ تھے بکریاں بھی جو آپ کے پاس تھیں خیرات وصدقات کی مد میں آئی ہوں گی آپ نے مانگنے والے کو مستحق سمجھ کر بکریاں بے دریغ دے ڈالیں ۱۲

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَاَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ (بخاری)	ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم یوں بھی سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور رمضان کے مہینے میں تو سخاوت کی حد ہی کر دیتے تھے[1]

من المترجم۔ منقولاتِ ذیل سے معلوم کرو کہ دنیا کن چیزوں سے عبارت ہے (۱) زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (۲) حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ۔ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَآءُ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ

(۳) گنجِ علم ما ظہر مع ما بطن	گفت از ایماں بود حبُّ الوطن
ایں وطن مصر و عراق و شام نیست	ایں وطن شہرے ست کاں را نام نیست
زانکہ از دنیاست ایں اوطاں تمام	مدحِ دنیا کے کند خیر الانام
حُبِّ دنیا ہست راسِ ہر خطا	از خطا کے مے شود ایماں عطا
تو دریں اوطاں غریبی اے پسر	رُو بغربت کردہ خاکت بسر
(۴) چیست دنیا از خدا غافل بدن	نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

ان ہی منقولوں سے ہم نے ایک مفہوم جامع استنباط کیا ہے کہ دنیا عبارت ہے ہر چیز سے جو زندگانی دنیا میں مرغوب و مطلوب ہو۔ زندگانی دنیا میں بہتیری ہی چیزیں مرغوب مطلوب ہیں۔ ان میں سے مال اکثر لوگوں کو مرغوب تر اور مطلوب تر ہوتا ہے اس لیے کہ مال کے ذریعے سے دوسرے اکثر مرغوبات بہم پونہچائے جا سکتے ہیں۔ جود و سخا کو بھی مال ہی سے تعلق ہے۔ جس طرح اور قوتوں کو اعتدال پر رکھنا مشکل ہے اسی طرح انفاق مال کو کہ تفریط داخل بخل ہے تو افراط داخل اسراف۔ ہر شخص کا درجۂ توسط الگ ہے اور وہی اُس کا ٹھیک اندازہ کر سکتا ہے۔ یُوں تو جود و سخا میں کئی طرح کی بھلائی ہے کہ کسی شخص میں جود و سخا کا ہونا اُس کے محتاط ہونے کی دلیل ہے اس لیے کہ جو شخص مال کو زیادہ عزیز رکھتا ہو نہ تو وہ جود و سخا کر سکتا ہے اور نہ حرام سے پرہیز کر سکتا ہے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ سخی سے حاجتمندوں کی حاجت روائی ہوتی ہے مگر جود و سخا کے اسراف ہو جانے کا خوف بھی کچھ کم نہیں۔ آدمی فربہ شود از راہ گوش۔ اکثر لوگوں کو دیکھا ہے کہ لینے والوں کی تعریف و توصیف کے بھرّے میں آکر حدِ اعتدال سے گزر جاتے اور دولت کو بیجا اُڑانے لگتے ہیں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے کی حد تک تو انفاق کو جود و سخا کہہ نہیں سکتے بلکہ اس کو ادائے قرض کہنا زیادہ مناسب ہے ہاں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے سے بڑھ کر جو داد و دہش ہو وہ نفل جود و سخا ہے۔ عموماً مسلمانوں کی مالی

[1] لوگوں (کی) بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ اُن کو (دنیا کی) مرغوب چیزیں یعنی (مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ وابستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (بہشت کا) اچھا ٹھکانا تو اللہ کے یہاں ہے ۱۲ (۲) مجھے تمہاری دنیا کی تین چیزیں پسند ہیں خوشبو اور عورتیں اور میری آنکھ کی ٹھنڈک تو نماز ہی میں ہے ۱۲

حالت اِس قدر خستہ اور شکستہ ہو گئی ہے کہ اُن کو جود و سخا کی ترغیب دینا خلافِ مصلحت ہے ان میں جو چند صاحبِ مقدور ہیں اُن کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کے علاوہ پس ماندگان کا فکر بھی کرنا ہے مقدور والوں میں شاید سو پیچھے دس بھی ایسے نہیں نکلیں گے جو اولاد کو دولت کمانے بلکہ متروکۂ بزرگان کے سنبھالنے کی تعلیم دیتے ہوں۔ پھر جود و سخا کے محل و موقع کا تجویز کرنا بجائے خود بڑی احتیاط چاہتا ہے۔ ہمارے وقتوں کی سخاوت سے تو قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کو ترقی ہو رہی ہے۔ نیکی برباد گناہ لازم۔

ایثار و کرم

وَالَّذِيْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ وَالْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّوْنَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُوْنَ فِيْ صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّآ اُوْتُوْا وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ (حشر ع ۱ پارہ ۲۸)

اور اُن (وہ مال جو بے لڑے ہاتھ آیا ہے) اُن کا بھی حق ہے کہ (مہاجرین نے ابھی ہجرت نہیں کی تھی اور وہ) اُن سے پہلے مدینے میں رہتے اور اسلام میں داخل ہو چکے ہیں جو اُن کی طرف ہجرت کر کے آتا ہے اُس سے محبت کرنے لگتے ہیں اور (مالِ غنیمت میں سے مہاجرین کو جو کچھ بھی دے) دیا جائے اُس کی وجہ سے اپنے دل میں (اُس کی) کوئی طلب نہیں پاتے اور اپنے اوپر تنگی ہی کیوں نہ ہو (مہاجرین بھائیوں کو) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اور (بخل تو سب ہی کی طبیعتوں میں ہوتا ہے مگر) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ فلاح پائیں گے

عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ لَمَّا قَدِمُوا الْمَدِيْنَةَ اٰخٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ مَالِيْ نِصْفَيْنِ وَلِيْ امْرَاَتَانِ فَانْظُرْ اَعْجَبَهُمَا اِلَيْكَ فَسَمِّهَا لِيْ اُطَلِّقْهَا فَاِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَتَزَوَّجْهَا قَالَ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِيْ اَهْلِكَ وَمَالِكَ اَيْنَ سُوْقُكُمْ فَدَلُّوْهُ عَلٰى سُوْقِ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ (بخاری ملخصاً)

ابراہیم بن سعد اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب مہاجرین مدینے میں آئے تو جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ربیع میں بھائی چارا کرا دیا تھا سعد بن ربیع نے عبد الرحمن سے کہا کہ میں انصار میں سب سے زیادہ مال دار ہوں تم میرے مال کو آدھوں آدھ تقسیم کر لو اور میری دو بیویاں ہیں تم انھیں دیکھو دونوں میں سے تمھیں جون سی اچھی لگے اُس کا نام لے دو میں اُسے طلاق دے دوں اور جب عدت گزر جائے تو تم اسے اپنے نکاح میں لے آنا۔ عبد الرحمن نے جواب دیا کہ خدا تمھارے مال اور اہل میں برکت دے مجھے تو کوئی بازار بتا دو کہ میں وہاں جا کر تجارت کروں۔ یہ سن کر لوگوں نے انھیں بنی قینقاع کا بازار بتا دیا

من المترجم ۔ جود وسخا کے خوئے نیک ہونے کے دو سبب ہیں ایک یہ کہ جود وسخا سے معلوم ہوتا ہے کہ مال کی محبت کم ہے جس کو مال کی محبت ہوگی وہ مال کے جمع کرنے کی دُھن میں رہے گا اور مال کے جمع کرنے کا یہ حال ہے کہ بسا اوقات اس کے لیے دوسروں کے حق مارنے پڑتے ہیں جس قدر مال کی محبت کم اُسی قدر آدمی دوسروں کے حقوق کے اتلاف سے محفوظ۔ دوسری بڑی وجہ جود وسخا کی فضیلت کی حاجتمندوں کی حاجت روائی ہے ۶ رلعت بیل رساں کہ ہیں مذہب ست وبس + خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَنْفَعُ النَّاسَ [1] ۔ افضل ترین جود وسخا یہ ہے کہ آدمی دوسروں کے مفاد کو اپنے مفاد پر ترجیح دے یعنی دوسروں کو اپنے سے مقدم رکھے ۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اسلام کے پودے کو اسی سے سینچا اور وہ پودا جیسا پھلا پھولا سارے جہان نے دیکھا جیسے جیسے اس پانی کی کمی ہوتی گئی اسلام کا پودا سوکھتا اور مُرجھاتا چلا گیا یہاں تک کہ اب غُثَاءً اَحْوٰی [2] ہو کر رہ گیا ہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ +

رحم

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (الفتح ع ۴ سیپارہ ۲۶)	محمد خدا کے بھیجے ہوئے (پیغمبر) ہیں اور جو لوگ اُن کے ساتھ ہیں کافروں کے حق میں (تو اُن کی ایذاؤں سے بچنے کے لیے بڑے سخت (ہیں مگر آپس میں رحم دل ۔
ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْمَيْمَنَةِ ۝ (البلد ع ۱ پارہ ۳۰)	(سو جو ناحق کی شیخی مارتا ہے چاہیے تھا کہ اس گھاٹی میں ہو کر گزرتا) اس کے علاوہ اُن لوگوں (کے زمرے) میں ہوتا جو ایمان لائے اور ایک دوسرے کو صبر کی ہدایت کرتے رہے اور (نیز) ایک دوسرے کو (خلق خدا پر) رحم کرنے کی ہدایت کرتے رہے یہی لوگ (آخرت میں) مبارک (خوش نصیب) ہوں گے ۔
عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ (صحیحین)	عبداللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں کے ساتھ مہربانی سے پیش نہیں آتا خدا اُس پر مہربانی نہیں کیا کرتا ۔
عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى عُضْوٌ	نعمان بن بشیر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مخاطب تو مسلمانوں کو دیکھتا ہے کہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی کرنے اور ایک دوسرے کو دوست رکھنے اور باہم شفقت کرنے میں تنِ واحد کے مانند ہیں کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے

[1] لوگوں میں بہتر وہ ہے جو اُن کو فائدہ پہنچائے ۱۲ [2] پھر اس کو (آخر کار) کالا کالا (بدنما) کوڑا کر دیا ۱۲ ۔

حدیث	ترجمہ
تَدَاعیٰ لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی ﴿۱﴾ (صحیحین)	تو جسم کے باقی اعضا بیداری اور تپ میں اُس کی موافقت کرتے ہیں ف
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهٖ (صحیحین)	حضرت انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اُس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے بندہ اُس وقت تک کامل اور پورا ایمان دار نہیں ہوتا کہ جو اپنے لیے دوست رکھتا ہے وہی اپنے بھائی کے لیے دوست رکھے۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِیٍّ (ترمذی)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ بدبخت آدمی کے علاوہ اور کسی کے دل سے رحمت و شفقت سلب نہیں کی جاتی
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّاحِمُوْنَ یَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْكُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ (ابوداؤد)	عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو لوگ باہم مہربانی سے پیش آتے ہیں خدائے رحمٰن اُن پر مہربانی کرتا ہے لوگو! تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔
عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتِیْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ وَهُوَ یَقْدِرُ عَلٰی نَصْرِهٖ فَنَصَرَهٗ نَصَرَهُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (مشکوٰة)	انس رضہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جا رہی ہو اور وہ اُس مسلمان بھائی کی غائبانہ حمایت کرنے پر قادر ہو اور حمایت کرے تو خدا اُس کی دُنیا و عقبیٰ دونوں میں حمایت کرے گا۔
عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا یَحْمِیْ لَحْمَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ	معاذ بن انس کہتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کسی مسلمان کو منافق کے شر سے محفوظ رکھے گا قیامت کے روز خدا اُس کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچانے کے لیے ایک فرشتہ اُٹھا کھڑا کرے گا۔ اور جو شخص مسلمان پر عیب لگانے کے قصد سے

یعنی بغیر مصلحت شرعی کے

ف گویا اسی کا ترجمہ ہے قطعہ بنی آدم اعضائے یکدیگر اند ؛ کہ در آفرینش ز یک جوہر اند ؛ چو عضوے بدرد آورد روزگار ؛ دگر عضوہا را نماند قرار ؛ تو کز محنت دیگران

بُرِیْدُ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جِسْرِ جَہَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ (ابو داؤد)	اُس کو کسی طرح کی تہمت لگائے گا خدا اُس کو دوزخ کے پل پر یہاں تک روکے رکھے گا کہ جو کچھ اُس نے کہا ہے اُس سے نکل آئے (مدعی کے راضی کرنے یا بقدر گناہ سزا بھگتنے سے)

من المترجم۔ آفرینش کا پتہ جو قرآن سے چلتا ہے وہ تو یہ ہے کہ خدا نے پہلے مادّے کا انبار پیدا کیا پھر اُس سے اجرامِ فلکی اور زمین اور جو کچھ کارخانہ عالم میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں اَوَلَمْ یَرَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰھُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ اَفَلَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اچھا تو جب مادّے کا انبار تھا تو وہ ٹھنڈا سا تھا اور اُس وقت بھی اس کے اجزا میں التیام تھا۔ پھر خدا نے اُس ٹھنڈے کو توڑ کر اجرام فلکی اور زمین میں امتیاز پیدا کیا۔ اجرام فلکی کو تو علم ہیأۃ کے عالموں کے لیے رہنے دو۔ روئے زمین پر ہم ہزارہا قسم کی مخلوقات کو دیکھتے ہیں وَمَا یَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّکَ اِلَّا ھُوَ ایک دوسرے سے ممتاز کوئی جمادات میں ہے تو کوئی نباتات میں کوئی حیوانات میں پھر اجناس انواع اصناف جزئیات تشخصات کی طرف اُترتے چلے آؤ تو پاؤ گے کہ جیسے جیسے اُترتے ہو امتیاز کا رنگ کھُلتا چلا جاتا ہے۔ یں تو سب اسی ایک زمین کی پیداوار ہاؤ دو سب کا ایک مگر ہر ایک کی ترکیب خاص طرح کی ہے اور یہی اس کا مابہ الامتیاز ہے دنیا کا کوئی ذرہ بے کار نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا ہر ایک چیز کے بنانے اور پیدا کرنے کی ایک غرض وغایۃ ہے ؎

ہر کسے را بہر کارے ساختند   میل آن اندر دلش انداختند

تو مادّے کے جو اجزا اُس غرض وغایت کے پورا کرنے میں مشارک اور ہم آہنگ تھے ایک جودِ منفرد میں جمع کر دیئے گئے اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی ؎

جسے جس غرض سے بنایا ہے اُس نے   اُسے اس کا رستہ دکھایا ہے اُس نے

یُوں ہم کو ان السموات والارض کانتا رتقا کے وقت سے محبت والتیام کا پتہ ملتا ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ کارخانہ عالم کی بنیاد ہی محبت والتیام پر ہے۔ رہا انسان اُس کی وجہ تسمیہ ہی اہل لغت نے یہ قرار دی ہے کہ اُنس و اُلفت آدمی کا خلق طبعی ہے اس سے اس کا نام انسان ہوا۔ ہم محبت پر پہلے بھی کچھ لکھ چکے ہیں اس کے ساتھ اُس کو بھی تازہ کر لو محبت کی شانیں ہیں ایک محبت اولاد کی مامتا ہے ایک بھائی بہنوں کا پیار اخلاص ایک زن وشو کا میلانِ خاطر ایک یار دوستوں کا میل جول ایک آدمی کا اپنا شوق۔ رحم جس پر ہم یہ چند سطریں لکھ رہے ہیں وہ بھی محبت کی ایک شان ہے جو دردمندوں اور حاجتمندوں کے ساتھ کی جاتی ہے ؎

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو	ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں
کفر کافر را و دیں دیندار را	ذرّہ دردے دلِ عطار را
آدمی را آدمیت لازم است	عود را گر بو نباشد ہیزم است
دل بدست آور کہ حجِ اکبر است	از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

راحت بدل رساں کہ ہمیں مذہب است وبس

۱؎ کیا جو لوگ منکر ہیں اُنھوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ آسمان اور زمین دونوں کا ایک ٹھنڈا سا تھا تو ہم نے اس کو توڑ کر زمین و آسمان کو الگ الگ کیا اور پانی سے تمام جاندار چیزیں بنائیں تو کیا اس پر بھی لوگ رسم پر ایمان نہیں لاتے ۱۲ ۲؎ اور (پیغمبر) تمہارے پروردگار کی مخلوقات کے لشکروں کا حال اس کے سوا کوئی نہیں جانتا ۱۲ ۳؎ اے ہمارے پروردگار تو نے اس (کارخانہ عالم) کو بے فائدہ نہیں بنایا ۱۲

باہم محبت و میل جول

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰیٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ○ (آل عمران ع ۱۱ پارہ ۴)	مسلمانو! اللہ سے ڈرو جیسا اُس سے ڈرنے کا حق ہے اور اسلام ہی پر مرنا ف۱ اور سب رِل مِل کر مضبوطی سے اللہ کے دین کی رسّی کو پکڑے رہو اور ایک دوسرے سے الگ ہونا اور اللہ کا وہ احسان یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت پیدا کی اور تم اُس کے فضل سے بھائی (بھائی) ہوگئے اور تم آگ کے گڑھے (یعنی دوزخ) کے کنارے (آ لگے) تھے پھر اُس نے تم کو اُس سے بچا لیا اسی طرح اللہ اپنے احکام تم سے کھول کھول بیان کرتا ہے تاکہ تم راہ راست پر آجاؤ ف۲
وَاِنْ یُّرِیْدُوْۤا اَنْ یَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ هُوَ الَّذِیْۤ اَیَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِیْنَ وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَیْنَهُمْ اِنَّهٗ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ (انفال ع ۸ پارہ ۱۰)	اور (اے پیغمبر) اگر کافروں کا ارادہ تم سے دغا کرنے کا بھی ہوگا تاہم (تم کچھ پروا نہ کرو) اللہ تم کو بس کرتا ہے (اے پیغمبر) وہی (قادر مطلق) ہے جس نے اپنی امداد سے اور مسلمانوں سے تم کو قوت دی اور مسلمانوں کے دلوں میں باہم اُلفت پیدا کر دی اگر تم روئے زمین کے سارے خزانے بھی خرچ کر ڈالتے تو بھی اُن کے دلوں میں اُلفت نہ پیدا کر سکتے (مگر وہ تو) اللہ (ہی تھا جس) نے اِن لوگوں میں اُلفت پیدا کر دی بے شک وہ زبردست (اور) صاحب تدبیر ہے۔
عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ	اُمّ المومنین بی بی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روحیں (ابدان کے تعلق سے پہلے) بڑے بھاری لشکر تھے ایک جگہ مجتمع (پھر خدا نے انھیں متفرق کیا اور ابدان کی طرف بھیجا) تو جو روحیں (اُس وقت) باہم شناسا تھیں (بدنوں سے تعلق پیدا کرنے کے بعد) اُنھوں نے اُلفت و محبت اختیار کی

ف۱ یعنی مرتے دم تک اِسی دینِ اسلام پر ثابت قدم رہنا ۱۲ ف۲ پیغمبر صاحب کی بعثت سے پہلے عرب کے لوگوں میں بڑی خانہ جنگیاں ہوا کرتی تھیں چنانچہ مدینے کے دو قبیلوں اوس اور خزرج میں سیکڑوں برس سے لڑائی قائم تھی اسلام نے ایک نیا جتھا کھڑا کیا اور اسلام کی برکت سے لوگ اپنی اصلی عداوتیں بھول گئے ہم نے آیات کا ترجمہ احکام کیا ہے اور قدرت کی نشانیاں بھی ہو سکتا ہے ۱۲

عربی	اردو
وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ (بخاری) ✦ ✦	اور جو ناشناس تھیں اُن میں اختلاف و بیگانگی پیدا ہوئی
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي (مسلم) ✦ ✦	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداے تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا جو لوگ باہم محبت رکھتے تھے کہاں ہیں مجھے اپنی بزرگی اور عظمت کی قسم ہے آج میں انھیں اپنے سایے میں جگہ دوں گا کہ آج میرے سایے کے سوا کوئی سایہ نہیں
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ فِي مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا قَالَ أَيْنَ تُرِيدُ قَالَ أُرِيدُ أَخًا لِي فِي هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّي أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيهِ (مسلم)	ابوہریرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے (دینی) بھائی کی زیارت کا قصد کیا جو دوسرے گاؤں میں رہتا تھا خدا نے اُس کے راستے میں ایک فرشتے کو بٹھا دیا (اور یہ شخص جب وہاں پونچا تو) فرشتے نے کہا کہاں کا قصد ہے جواب دیا کہ میں اپنے ایک بھائی کی ملاقات کے لیے اس گاؤں میں جانا چاہتا ہوں۔ فرشتہ بولا کیا اُس پر تیرا حق نعمت ہے (کہ) مزید احسان کرنے کی غرض سے تو اُس کے پاس جاتا ہے اِس شخص نے (فرشتے کے جواب میں) کہا کہ نہیں (میں اس غرض سے اُس کے پاس نہیں جاتا مگر صرف خدا کی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اُسے دوست رکھتا ہوں فرشتے نے کہا (سُن) میں خدا کا (بھیجا ہوا) فرشتہ ہوں اور تیرے پاس اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ تجھے آگاہ کردوں کہ خدا تجھے دوست رکھتا ہے جس طرح تو اُس شخص کو خدا کے لیے دوست رکھتا ہے۔
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ يَا أَبَا ذَرٍّ أَيُّ عُرَى الْإِيمَانِ أَوْثَقُ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ (مشکوٰۃ)	ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوذر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابوذر! تم جانتے ہو کہ ایمان کا کونسا کڑا زیادہ محکم اور مضبوط ہے (ابوذر نے جواب دیا کہ خدا اور اُس کا رسول خوب جانتے ہیں فرمایا صرف خدا کے لیے باہم دوستی کرنا اور صرف خدا ہی کے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ اَخَاهُ اَوْ زَارَهٗ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّةِ مَنْزِلًا (ترمذی)

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی مسلمان اپنے بھائی کی بیمار پرسی یا ملاقات کے لیے جاتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے شخص تیری زندگی دنیا و آخرت میں خوش اور مبارک ہے اور تیرا چلنا بھی مبارک ہے کہ ہر ہر قدم پر ثواب پاتا اور جنت میں اپنا گھر بناتا ہے۔

من المترجم اس عنوان کے ذیل میں جو آیتیں اور حدیثیں نقل کی گئی ہیں اُن پر عمل ہو تو دنیا ہر ایک کے حق میں جیتے جی کی بہشت ہو جائے۔ ہم لوگوں نے فرمودہ خدا و رسول پر عمل نہ کر کے دنیا کو ایک مصیبت کدہ بنا لیا ہے مَا اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ وَمَا اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ[1] مناسب مقام مولوی روم کی مثنوی سے ایک حکایت نقل کیجاتی ہے:

از علی آموز اخلاص عمل — شیر حق را دان منزہ از دغل
در غزا بر پہلوانے دست یافت — زود شمشیرے برآورد و شتافت

او خدو انداخت بر روئے علی — افتخار ہر نبی و ہر ولی
او خدو انداخت بر روئے کہ ماہ — سجدہ آرد پیش او در سجدہ گاہ

در زماں انداخت شمشیر آن علی — کرد او اندر غزایش کاہلی
گشت حیران آن مبارز زیں عمل — از نمودن عفو و رحم بے محل

پس بگفت آں نو مسلمان علی — از سر مستی و لذت با ولی
کہ بفرما یا امیر المومنیں — تا بجنبد جاں بتن ہمچوں جنیں

در محل قہر ایں رحمت ز چیست — اژدہا را دست دادن کار کیست
گفت من تیغ از پئے حق می زنم — بندۂ حقم نہ مامور تنم

ہم نبردش گفت از بہر خدا — شرح کن ایں را تو پیغمبر ہلا
گفت امیر المومنیں با آں جواں — کہ بہنگام نبرد اے پہلوان

چوں خدو انداختی بر روئے من — نفس جنبید و تبہ شد خوئے من
نیم بہر حق شد و نیمے ہوا — شرکت اندر کار حق نبود روا

تو نگاریدہ کف مولیستی — آن حقی کردہ من نیستی
گبر ایں بشنید و نورے شد پدید — در دل او تا کہ زنارے برید

گفت من تخم جفا مے کاشتم — من ترا نوعے دگر پنداشتم
تو ترازوئے احد خو بودہ — بل زبانہ ہر ترازو بودہ

من غلام آن چراغ شمع خو — کہ چراغت روشنی پذرفت ازو
من غلام موج آن دریائے نور — کہ چنیں گوہر برآرد در ظہور

عرضہ کن بر من شہادت را کہ من — مر ترا دیدم سرفراز زمن
قرب پنجہ کس ز خویش و قوم او — عاشقانہ سوئے دین کردند رو

او بہ تیغ حلم چندیں خلق را — وا خرید از تیغ چندیں حلق را
تیغ حلم از تیغ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

امانت

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤی اَهْلِهَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِهٖ اِنَّ

(مسلمانو) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت (رکھنے) والوں کی امانتیں (جب مانگیں) اُن کے حوالے کر دیا کرو اور جب لوگوں کے باہمی جھگڑے فیصل کرنے لگو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اللہ جو تم کو نصیحت کرتا ہے (تمھارے حق میں) بہت اچھی ہے۔ اِنَّ

[1] اے بندے حقیقۃ الحال تو یہ ہے کہ تجھکو کوئی فائدہ پہنچے تو سمجھ کہ اللہ کی طرف سے ہے اور تجھکو کوئی نقصان پہنچے تو سمجھ کہ تیرے نفس کی طرف سے ہے ۱۲

آیت / حدیث	ترجمہ
اللّٰہَ کَانَ سَمِیۡعًاۢ بَصِیۡرًا (النساء ع ۸ پارہ ۵)	کہ اللہ سب کی سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۙ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۚ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۚ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۙ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ۘ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۙ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ (المؤمنون ع ۱ پارہ ۱۸)	ایمان والے (اپنی) مراد کو پہنچ گئے (اور یہ) وہ (لوگ ہیں) جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے اور وہ جو نکمی باتوں کی طرف رخ نہیں کرتے اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے مگر اپنی بیبیوں یا اپنے ہاتھ کے مال (یعنی لونڈیوں) سے کہ (ان میں) اُن پر کچھ الزام نہیں لیکن جو اس کے علاوہ طلبگار ہوں تو وہی لوگ حد (شرع) سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس لحاظ رکھتے اور وہ جو اپنی نمازوں کے پابند ہیں یہی لوگ (آدم کے اصلی) وارث ہیں جو بہشت بریں کی میراث پائیں گے ف (اور) وہ اُس میں ہمیشہ (ہمیشہ) رہیں گے ۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَلَّمَا خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَالَ لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ (مشکوٰۃ)	حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ سنایا جس میں یہ نہ فرمایا ہو کہ جو امانت دار نہیں اُس کا کچھ ایمان نہیں اور جسے پاس عہد نہیں اُس کا کچھ دین نہیں ۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا یَسْرِقُ السَّارِقُ حِیْنَ یَسْرِقُ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ۔ زانی جس وقت زنا کرتا ہے اُس وقت مومن نہیں رہتا اور چور چوری کرنے کے وقت مومن نہیں رہتا

ف خدا نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرکے اُن کو رہنے کے لیے بہشت دے دی تھی پھر آدم سے ایک قصور سرزد ہوا کہ اُنھوں نے درخت ممنوع کا پھل کھا لیا تو خدا نے اُن کو بہشت سے نکال دیا مگر آدم کی جائیداد ضبط نہیں کی بلکہ آدم کی توبہ و استغفار پر اُن کی اولاد سے وعدہ کیا کہ دنیا میں نیک عمل کروگے تو تم کو میراث پدری پر دخیل کر دیا جائے گا میراث کے ایک معنی تو یہ ہیں اور دوسری توجیہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ نکلتی ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے خدا نے دو گھر بنا رکھے ہیں ایک بہشت میں ایک دوزخ میں تو دوزخیوں کے گھر بہشت میں جو ہیں جنتی اُن کے وارث قرار پاکر اُن پر قبضہ کریں گے

وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ أَبْصَارَهُمْ حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَغُلُّ أَحَدُكُمْ حِيْنَ يَغُلُّ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَإِيَّاكُمْ إِيَّاكُمْ (صحیحین)

اور شرابی شراب پیتے وقت مومن نہیں رہتا اور اُچکا جس وقت کوئی چیز اُچک لیتا اور لوگ اُسے دیکھتے کے دیکھتے رہ جاتے ہیں مومن نہیں رہتا اور لوگوں کی امانتوں میں خیانت کرنے والا خیانت کرتے وقت مومن نہیں رہتا تو لوگو! ان گناہوں سے اپنے تئیں دُور رکھو اپنے تئیں دُور رکھو

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ وَإِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ ÷ (صحیحین)

ابُوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین نشانیاں ہیں گو روزہ رکھتا نماز پڑھتا اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے خیانت کرے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ قِيْلَ وَكَيْفَ إِضَاعَتُهَا قَالَ إِذَا وُسِّدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهِ (بخاری)

ابُوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امانت ضائع کردی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرنا چاہیے کہ وہ بہت ہی پاس آگئی ہے کسی نے عرض کیا اور امانت کے ضائع کرنے کی کیا صورت ہے فرمایا حکومت کو نااہل شخص کے سپرد کرنا۔

من المترجم حدیث میں حکومت کو امانت فرمایا اس لیے کہ حاکم حقوقِ رعایا کا حافظ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب حاکم نااہل ہو اور حق کا ناحق کرنے لگے تو جانو کہ قیامت قریب آگئی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت مناسب مقام ہے امام صاحب کی طرف رجوعِ خلائق دیکھ کر کسی نے حسداً عن عند نفسہ خلیفہ کے جا لگایا کہ لوگ اپنے معاملات فیصلے کے لیے ابوحنیفہ پاس لے جاتے ہیں آپ کی کوئی بات بھی نہیں پُوچھتا تو عملداری آپ کی نہیں بلکہ ابوحنیفہ کی ہے۔ خلیفہ نے امام صاحب کو قاضی القضاۃ کی خدمت پر منصوب کرکے اپنی زیر دستی میں رکھنا چاہا امام صاحب نے ذمہ داری اور عاقبت کی جوابدہی سے ڈر کر قبولِ خدمت سے انکار کیا۔ خلیفہ نے عدول حکم اور نافرمانی سمجھ کر امام کو قید کیا۔ اور اصرار پر تازیانے لگوائے امام صاحب سزا کے صدمے سے مر گئے مگر خدمتِ قضا قبول نہیں کرنی تھی نہ کی یہ اُن بزرگ کا حال تھا جو خطرِ حکومت کو سمجھتے تھے یا اب لوگوں کو نفیر ایک وہ تھے جو حقوق العباد کی تعظیم کی قدر ہی حقوق العباد کی تنبعا نہیں حکومت نجاست میں پڑی ہو تو دانتوں سے اُٹھانے کو موجود

لہ حدیث میں جہاں جہاں مومن کا لفظ آیا ہے۔ اس سے کامل مومن مراد ہے ۱۲۔

کے ڈر سے حکومت سے پناہ مانگتے تھے سے

چگونہ شکر این نعمت گزارم　　که زور مردم آزاری ندارم

اور ایک یہ ہیں کہ حقوق العباد کے تلف کرنے کے لیے حکومت کے طالب ہیں ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دین کو کھیل اتخذوا دینہم لہوا ولعبا وغرتہم الحیوۃ الدنیا اور عاقبت کو ڈھکوسلا سمجھ رکھا ہے ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابو داؤد۔ ترمذی)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تجھے امانت دی ہے اُسے اُس کی امانت ادا کرے اور جس نے تیری خیانت کی ہے تو اُس کی خیانت نہ کر۔
عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْاَمِيْنَ الَّذِیْ يُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ (بخاری)	ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان امانتدار خزانچی کہ جس چیز کے دینے کا حکم کیا جائے (اور وہ) پورا پورا خوش دلی کے ساتھ دیدے تو اور خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی خیرات کرنے والا ہے۔ ف
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰی اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰی يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (مسلم)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تمام حقداروں کے حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگ دار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔
عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰی تُؤَدِّیَ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)	سمرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہاتھ (والے) پر اُس چیز کی ضمانت ہے جو اُس نے لی ہے یہاں تک کہ اُسے ادا کرے۔
عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِیٌّ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ	ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مانگی ہوئی چیز کا ادا کرنا ... واجب جانو کہ

وغایت ہے دنیا میں اَمن و عافیت کا قائم کرنا - دونوں قانون میں وَیسا ہی فرق ہے جیسا دونوں کے واضعوں میں یعنی آدمی میں اور خُدا میں - حاکمِ وقت کا قانون ناقص اور ضعیف ہے اور اُس کے مقابلے میں خدا کا قانون مکمل اور قوی - امن و عافیت نام ہے جان اور جسم اور مال اور آبرو اور مذہب اور آزادی وغیرہ سب چیزوں کی حفاظت کا جن کے نا محفوظ ہونے سے عافیت باقی نہیں رہ سکتی - دوسروں کا مال چار طرح سے تغلب کیا جاتا ہے - چوری غصب - خیانت - رشوت یہ سب جُرم ہیں حاکم کے اور گناہ ہیں خدا کے - طریقے تو چاروں بُرے ہیں مگر نا کسی خیانت میں زیادہ معلوم ہوتی ہے - یعنی خیانت بھی چوری ہے مگر متعارف چوری سے مذموم تر کہ ایک شخص امین سمجھ کر ہمارے پاس مال رکھوائے اور ہم اُس کے علم و اجازت کے بدون غبن کریں اور اُس کو دھوکا دیں - رشوت بھی دھوکا ہی دینا ہے مگر کچھ ایسا رواج پا گئی ہے کہ اس کو عیب بھی نہیں سمجھا جاتا - انگریزی قانون کی رُو سے رشوت جُرم ہے مگر راشی و مرتشی دونوں کو برابر کے درجے میں مجرم ٹھیرادیا ہے اسی سے رشوت کا پردہ فاش نہیں ہونے پاتا "دو دل راضی تو کیا کرے گا قاضی" یہیں سے حاکمِ وقت کے قانون کا نُقص ظاہر ہے ایک عام غلطی یہ ہے کہ امانت اور خیانت کو مال میں محدود سمجھ لیا گیا ہو حالانکہ مال کے علاوہ اور کتنی چیزیں امانت ہیں مثلاً کسی کے راز کا افشا ربھی ایک طرح کی خیانت ہے اور اس کی شرع میں سخت ممانعت ہے ؎

جو پیٹ کے ہلکے ہیں تپجے بات کب اُن سے ۔۔۔ روکیں تو اُبھر جائے شکم اَور زیادہ

ایک قسم کی امانت اولاد ہے بلکہ ہر چیز اور ہر شخص جس سے آدمی کو تعلق ہے کُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ غرض دیندارانہ زندگی کرنا آسان بھی ہے کہ تکلیف مالایطاق نہیں بلکہ عین راحت ہے اور مشکل بھی ہے کہ [illegible]

کے ڈر سے حکومت سے پناہ مانگتے تھے ؎

چگونہ شکر ایں نعمت گزارم — کہ زور مردم آزاری ندارم

اور ایک یہ ہیں کہ حقوق العباد کے تلف کرنے کے لیے حکومت کے طالب ہیں ؏ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ دین کو کھیل اتَّخَذُوا دِيْنَهُمْ لَهْوًا وَّلَعِبًا وَّغَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اور عاقبت کو ڈھکوسلا سمجھ رکھا ہے اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ

عربی	اردو
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابو داؤد۔ ترمذی)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے تجھے امانت دی ہے اسے اس کی امانت ادا کرے اور جس نے تیری خیانت کی ہے تو اس کی خیانت نہ کر۔
عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْخَازِنَ الْمُسْلِمَ الْاَمِيْنَ الَّذِيْ يُعْطِيْ مَا اُمِرَ بِهٖ كَامِلًا مُوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ (بخاری)	ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان امانتدار خزانچی کہ جس چیز کے دینے کا حکم کیا جائے (اور وہ) پورا پورا خوش دلی کے ساتھ دیدے تو اور خیرات کرنے والوں میں ایک وہ بھی خیرات کرنے والا ہے۔ ف
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (مسلم)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز تمام حقداروں کے حقوق ادا کیے جائیں گے یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کا سینگ دار بکری سے قصاص لیا جائے گا۔
عَنْ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْيَدِ مَا اَخَذَتْ حَتّٰى تُؤَدِّيَ (ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ)	سمرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہاتھ (والے) پر اس چیز کی ضمانت ہے جو اس نے لی ہے یہاں تک کہ اسے ادا کرے۔
عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاةٌ وَالْمِنْحَةُ مَرْدُوْدَةٌ وَالدَّيْنُ مَقْضِيٌّ وَالزَّعِيْمُ غَارِمٌ (ترمذی)	ابوامامہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ مانگی ہوئی چیز کا ادا کرنا واجب ہے اور دودھ والے جانور کو (جو دودھ پینے اور بال اون سے متمتع ہونے کی غرض سے دیا گیا ہے) واپس کرنا واجب ہے اور قرض کا ادا کرنا ضرور ہے اور ضامن تاوان زدہ ہے (یعنی جس کی ضمانت دی اسے لا محالہ کرنا واجب ہے)

من المترجم۔ ہم برابر لکھتے چلے آتے ہیں کہ شریعت بھی حاکم وقت کے قانون کی طرح کا ایک قانون ہے۔ دونوں کی غرض

ف یعنی صدقہ اور خوش معاملگی سے امانت کے ادا کرنے کا ثواب خیرات کرنے کے برابر ہے ۱۲ من المترجم

وغایت ہے دنیا میں امن وعافیت کا قائم کرنا۔ دونوں قانون میں ویسا ہی فرق ہے جیسا دونوں کے واضعوں میں یعنی آدمی میں اور خدا میں۔ حاکمِ وقت کا قانون ناقص اور ضعیف ہے اور اُس کے مقابلے میں خدا کا قانون مکمل اور قوی۔ امن و عافیت نام ہے جان اور جسم اور مال اور آبرو اور مذہب اور آزادی وغیرہ سب چیزوں کی حفاظت کا جن کے نامحفوظ ہونے سے عافیت باقی نہیں رہ سکتی۔ دوسروں کا مال چار طرح سے تغلب کیا جاتا ہے۔ چوری غصب۔ خیانت۔ رشوت یہ سب جرم ہیں حاکم کے اور گناہ ہیں خدا کے۔ طریقے تو چاروں بُرے ہیں مگر ناکسی خیانت میں زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یعنی خیانت بھی چوری ہے مگر متعارف چوری سے مذموم تر کہ ایک شخص امین سمجھ کر ہمارے پاس مال رکھوائے اور ہم اُس کے علم و اجازت کے بدون غبن کریں اور اُس کو دھوکا دیں۔ رشوت بھی دھوکا ہی دینا ہے مگر کچھ ایسا رواج پا گئی ہے کہ اس کو عیب بھی نہیں سمجھا جاتا۔ انگریزی قانون کی رُو سے رشوت جُرم ہے مگر راشی و مرتشی دونوں کو برابر کے درجے میں مجرم ٹھیرادیا ہے اسی سے رشوت کا پردہ فاش نہیں ہونے پاتا دُودل راضی تو کیا کرے گا قاضی یہیں سے حاکمِ وقت کے قانون کا نقص ظاہر ہے ایک عام غلطی یہ ہے کہ امانت اور خیانت کو مال میں محدود سمجھ لیا گیا ہو حالانکہ مال کے علاوہ اور کتنی چیزیں امانت ہیں مثلاً کسی کے راز کا افشا بھی ایک طرح کی خیانت ہے اور اس کی شرع میں سخت ممانعت ہے ؎

جو پیٹ کے ہلکے ہیں تپکے بات کب اُن سے   رو کیں تو ابھر جائے شکم اور زیادہ

ایک قسم کی امانت اولاد ہے بلکہ ہر چیز اور ہر شخص جس سے آدمی کو تعلق ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّکُلُّکُمْ مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ غرض دیندارانہ زندگی کرنا آسان بھی ہے کہ تکلیف مالایطاق نہیں بلکہ عین راحت ہے اور مشکل بھی ہے کہ ہم مطلق العنان زندگی کرنے کے خوگر ہو رہے ہیں ع کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترکِ عادت ۔ جیسے نشہ کہ وہ یقیناً مضر ہے عاجلاً نہ سہی تو آجلاً مگر عادی کر لینے سے نشہ باز کو اُسی میں راحت ملتی ہے تُحِبُّوْنَ الْعَاجِلَۃَ وَتَذَرُوْنَ الْاٰخِرَۃَ ۔

امانت کے متعلق ایک بڑی دلچسپ اور قابلِ عبرت حکایت ہے کہ ادب عربی کی کتابوں میں سموئل امانت میں مثل ہو رہا اور اکثر امانت میں کسی کی مدح کرنی ہوتی ہے تو اَوْفٰی مِنْ سموئل کہتے ہیں تو یہ سموئل بن عادیا یہودی تھا اِس کے پاس امرؤالقیس نے کچھ زرہیں امانت رکھوادیں اور آپ کہیں کو چلا گیا کہ سفر سے لوٹوں گا تو اپنی امانت لے لوں گا۔ بادشاہِ یمن اور امرؤالقیس سے تھی دشمنی۔ بادشاہِ یمن کو امانت کی خبر لگی اور وہ سموئل پر جا چڑھا کہ امرؤالقیس کی زرہیں میرے حوالے کرو۔ سموئل نے کیا انکار کہ جس کی امانت ہے اُسی کو دوں گا۔ سموئل تو بادشاہِ یمن کے ڈر سے گڑھی میں متحصن ہو گیا۔ مگر بدقسمتی سے اُس کا بیٹا گڑھی کے باہر شکار کھیلتا پھرتا تھا۔ بادشاہِ یمن نے اُس کو پکڑ لیا اور سموئل سے کہلا بھیجا کہ زرہیں دیتے ہو تو دو ورنہ تمہارے بیٹے کو حلال کر دوں گا۔ چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا مگر واہ رے سموئل واہ رے تیری امانتداری زرہیں نہیں دینی تھیں نہ دیں ۔

ایفاءِ وعد

۱ وَاذْکُرْ فِی الْکِتٰبِ اِسْمٰعِیْلَ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَکَانَ رَسُوْلًا نَّبِیًّا (مریم ع ۴ پارہ ۱۶)	اور (اے پیغمبر) قرآن میں اسمٰعیل کا مذکور بھی لوگوں سے بیان کرو کہ وہ وعدے کے (بڑے) سچے تھے اور ہمارے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِی الْحَسْمَاءِ قَالَ بَایَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ یُّبْعَثَ وَبَقِیَتْ لَهٗ بَقِیَّةٌ مِّنْ بَیْعٍ فَوَعَدْتُّهٗ اَنْ اٰتِیَهٗ بِهَا فِیْ مَكَانِهٖ فَنَسِیْتُ فَذَكَرْتُ بَعْدَ ثَلٰثٍ فَاِذَا هُوَ فِیْ مَكَانِهٖ فَقَالَ لَقَدْ شَقَقْتَ عَلَیَّ اَنَا هٰهُنَا مُنْذُ ثَلٰثٍ اَنْتَظِرُكَ ۔ (ابوداؤد)

ابو الحسماء کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے آپ کی بعثت کے زمانے سے پہلے ایک چیز خریدی تھی اور بیع کی کچھ قیمت میرے ذمّے باقی رہ گئی تھی ۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا کہ باقی قیمت اسی جگہ لا حاضر کرتا ہوں (میں نے وعدہ تو کر لیا مگر مکان پر آکر بالکل بھول گیا) اور تین روز کے بعد یاد آیا (گیا) تو دیکھتا ہوں کہ آپ اُسی جگہ تشریف رکھتے ہیں (مجھے دیکھ کر) فرمایا عبد اللہ اتُو نے مجھے سخت تکلیف دی میں تین روز سے اسی جگہ بیٹھا تیرا انتظار کر رہا ہوں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا مَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَجَاءَ اَبَا بَكْرٍ مَالٌ مِّنْ قِبَلِ الْعَلَاءِ ابْنِ الْحَضْرَمِیِّ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَنْ كَانَ لَهٗ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَیْنٌ اَوْ كَانَتْ لَهٗ قِبَلَهٗ عِدَةٌ فَلْیَاْتِنَا قَالَ فَقُلْتُ وَعَدَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّعْطِیَنِیْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا فَبَسَطَ یَدَیْهِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ قَالَ جَابِرٌ فَحَثَا لِیْ حَثْیَةً فَعَدَدْتُّهَا فَاِذَا هِیَ خَمْسُمِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَیْهَا ۔ (صحیحین)

جابر کہتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا اور حضرت ابوبکر کے پاس علاء بن حضرمی کی طرف سے (جو بحرین پہ پیغمبر صاحب کی طرف سے عامل تھے) مال آیا تو ابوبکر نے فرمایا جس کسی کا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمّے قرضہ آتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو تو وہ ہمارے سامنے آئے جابر کہتے ہیں میں نے کہا کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے اتنا اور اتنا اور اتنا دینے کا وعدہ کیا تھا اور جابر نے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین دفعہ کھول کر اشارہ کیا کہ تین لپیں بھر کر دینے کا وعدہ فرمایا تھا جابر کا بیان ہے کہ ابوبکر نے مجھے ایک لپ بھر دی میں نے جو اُسے گنا تو وہ پانسو تھے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اِس کے دو چند یعنی ہزار اور لے لو ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهٗ (ترمذی)

ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی سے جھگڑا مت کر اور نہ اس سے (اس درجہ) مزاح کر جس سے اُسے تکلیف ہو اور نہ اُس سے کوئی ایسا وعدہ کر جس کو پورا نہ کر سکے

کبر و غرور

وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا (بنی اسرائیل ع ۴)	اور (اے مخاطب) زمین میں اکڑ کر نہ چلا کر کیونکہ (اس دھما کے کے ساتھ چلنے سے) تو زمین کو تو پھاڑ نہیں سکے گا اور نہ (تن کر چلنے سے) پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکے گا (اے پیغمبر) ان سب باتوں میں جو جو بری ہیں سب ہی تو تمہارے پروردگار کے نزدیک ناپسند ہیں۔
وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ (لقمان ع ۲ پارہ ۲۱)	(لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی کہا) اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین پر اترا کر نہ چل (کیونکہ) اللہ کسی اترانے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی رفتار میں میانہ روی (اختیار) کر اور (کسی سے بات کرے تو) ہولے سے بول (کیونکہ) آوازوں میں بری سے بری (آواز) گدھوں کی آواز ہے (تو آدمی ہو کر گدھے کی طرح چیخنا چلانا کیا مناسب ہے)
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيمَانٍ وَلَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ كِبْرٍ (مسلم)	ابن مسعود سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو گا وہ دوزخ میں نہ جائے گا اور جس کسی کے دل میں رائی کے دانے کے قدر بھی تکبر ہو گا اسے جنت میں جانا نصیب نہ ہو گا۔
وَفِي رِوَايَةٍ أُخْرَى فَقَالَ رَجُلٌ إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا	مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے (کہ جب پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جس کے دل میں رائی کے ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہو گا اسے جنت میں جانا نصیب ہو گا) تو ایک شخص بول اٹھا کہ حضور آدمی دوست رکھتا ہے کہ اس کا کپڑا عمدہ ہو

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ (ترمذی)

وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو اپنے دینی کام کو بھول کر (یعنی باتوں میں مشغول ہوگیا اور مقبروں اور بدن کی بوسیدگی کو فراموش کر دیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو حد سے تجاوز کر گیا اور سرکش ہوا اور اپنی آغازِ حالت اور انجامِ کار کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دنیا کو دین کے دھوکے سے حاصل کرتا ہے (یعنی دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عبادت لوگوں کو دکھاتا اور اس مکر و فریب سے دنیا کماتا ہے) وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جو دین کو فریب دیتا ہے شبہات (میں پڑنے) کے ساتھ (یعنی صریح حرام کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ شبہہ سے مرتکبِ حرام ہوتا اور اس کی تاویل کرتا ہے تاکہ اس حیلے سے اپنے تئیں دیندار ثابت کرے) وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے امیدواری و طمع اربابِ دنیا کے دروازے پر کھینچے لے جائے وہ بندہ بہت ہی برا بندہ ہے جسے اس کی خواہشِ نفسانی گمراہ کر دے وہ بندہ بہت

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُّنْجِيَاتٌ وَّثَلٰثٌ مُّهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں (اخروی عذاب سے) نجات دینے والی اور تین چیزیں آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں۔ عذاب خدا سے نجات دینے والی تو یہ ہیں۔ خدا سے چھپے کھلے ڈرنا۔ خوشی اور ناخوشی (دونوں حالتوں) میں حق بات کہنا۔ تونگری اور درویشی میں میانہ

وَنَعْلُهُ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ اَلْكِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ ‌ (مشکوٰۃ)	جوتی اچھی ہو ف فرمایا خدا صاحبِ جمال ہے اور جمال کو دوست رکھتا ہے اس لئے تکبر اسے نہیں کہتے تکبر کہتے ہیں حق بات کے دفع کرنے اور دبانے کو اور لوگوں کی تحقیر و اہانت کرنے کو
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَائِلٌ مُّسْتَكْبِرٌ (مسلم)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین طرح کے لوگوں سے خدا قیامت کے دن نہ تو بات ہی کرے گا نہ اُنھیں گناہوں سے پاک صاف ہی کرے گا نہ اُنھیں نظرِ رحمت سے دیکھے ہی گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب تیار موجود ہوگا (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) متکبر درویش
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُوْنَ اَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ صُوَرِ الرِّجَالِ يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ يُسَاقُوْنَ اِلٰى سِجْنٍ فِيْ جَهَنَّمَ يُسَمّٰى بُوْلَسَ تَعْلُوْهُمْ نَارُ الْاَنْيَارِ وَيُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ اَهْلِ النَّارِ طِيْنَةِ الْخَبَالِ ‌ (ترمذی)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے دن متکبر میدانِ حشر کی طرف اس طرح چلائے جائیں گے جیسے چھوٹی چھوٹی چیونٹیاں ہوتی ہیں آدمیوں کی صورت میں یعنی صورتیں آدمیوں جیسی اور قد چیونٹیوں جیسے ہوں گے ہر طرف سے اُن پر ذلت چھا رہی ہوگی (اور) اسی حالت میں دوزخ کے قیدخانے کی طرف ہانکے جائیں گے جس کا نام ہے بولس اُن پر دوزخ کی آگ چڑھی چلی آتی ہوگی اور دوزخیوں کے زخموں کا دھوون یعنی لہو اور پیپ جو زخموں سے بہے گی انھیں پینے کو ملے گا۔
عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَخَيَّلَ وَاخْتَالَ وَنَسِيَ الْكَبِيْرَ الْمُتَعَالِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ تَجَبَّرَ وَاعْتَدٰى وَنَسِيَ الْجَبَّارَ الْاَعْلٰى	عمیس کی بیٹی اسما کہتی ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے اپنے تئیں نیک خیال کیا اور تکبر کیا اور خدائے بزرگ (اور) بلند قدر کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جس نے لوگوں پر جبر اور ظلم کیا اور ظلم و فساد میں حد سے گزر گیا اور خداوند جبار و بلند تر کو بھول گیا۔

ف اس شخص نے خیال کیا ہوگا کہ متکبروں کی عادت میں داخل ہے کہ وہ نفیس اور فاخرہ لباس اور عمدہ جوتے پہنتے ہیں تو شاید نفیس لباس اور عمدہ جوتے پہننا تکبر ہی کی قسم ہے اسے پیغمبر صاحب سے دریافت کرنے کی ضرورت ہوئی ۱۲

بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ سَهَا وَلَهَا وَنَسِيَ الْمَقَابِرَ وَالْبِلَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ عَتَا وَطَغَى وَنَسِيَ الْمُبْتَدَا وَالْمُنْتَهَى بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ يَخْتِلُ الدِّيْنَ بِالشُّبُهَاتِ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ طَمَعٌ يَقُوْدُهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ هَوًى يُضِلُّهُ بِئْسَ الْعَبْدُ عَبْدٌ رَغَبٌ يُذِلُّهُ (ترمذی)

وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو اپنے دینی کام کو بھول کر لایعنی باتوں میں مشغول ہوگیا اور مقبروں اور بدن کی بوسیدگی کو فراموش کر دیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو حد سے تجاوز کر گیا اور سرکش ہوا اور اپنی آغازِ حالت اور انجامِ کار کو بھول گیا وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو دنیا کو دین کے دھوکے سے حاصل کرتا ہے (یعنی دنیا حاصل کرنے کی غرض سے اپنی عبادت لوگوں کو دکھاتا اور اس مکر و فریب سے دنیا کماتا ہے) وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جو دین کو فریب دیتا ہے شبہات (میں پڑنے) کے ساتھ (یعنی صریح حرام کا مرتکب نہیں ہوتا بلکہ شبہے سے مرتکبِ حرام ہوتا اور اُس کی تاویل کرتا ہے تاکہ اس حیلے سے اپنے تئیں دیندار ثابت کرے) وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے اُمیدواری و طمع اربابِ دنیا کے دروازے پر کھینچے پھرائے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے اُس کی خواہشِ نفسانی گمراہ کرے وہ بندہ بہت ہی بُرا بندہ ہے جسے دنیاوی رغبت ذلیل و خوار کرے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مُّنْجِيَاتٌ وَّثَلٰثٌ مُّهْلِكَاتٌ فَاَمَّا الْمُنْجِيَاتُ فَتَقْوَى اللّٰهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ وَالْقَوْلُ بِالْحَقِّ فِي الرِّضَا وَالسَّخَطِ وَالْقَصْدُ فِي الْغِنَا وَالْفَقْرِ وَاَمَّا الْمُهْلِكَاتُ فَهَوًى مُّتَّبَعٌ وَّشُحٌّ مُّطَاعٌ وَّاِعْجَابُ الْمَرْءِ بِنَفْسِهٖ (مشکوٰۃ)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں (اُخروی عذاب سے) نجات دینے والی اور تین چیزیں آخرت میں ہلاک کرنے والی ہیں۔ عذابِ خدا سے نجات دینے والی تو یہ ہیں۔ خدا سے چھپے کھُلے ڈرنا خوشی اور ناخوشی (دونوں حالتوں میں) حق بات کہنا۔ تونگری اور درویشی میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور وہ چیزیں (جو آخرت میں آدمی کو) ہلاک کرنے والی ہیں اُن میں سے ایک خواہشِ نفسانی کا تابع ہونا۔ دوسرے بخل جس کی اطاعت سے آدمی کبھی باہر نہ ہو۔ تیسرے آدمی کا اپنے نفس سے خوش ہونا (یعنی اُسے اچھا اور بہتر جاننا۔)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلَّا اَنْ اَتَعَاهَدَهٗ

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص (کبر و غرور کی وجہ سے) اپنے کپڑے کو دراز رکھتا ہے خدا تعالےٰ قیامت کے روز اُس کو نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا تہمد ڈھیلا ہو کر نیچے کو کھسک آتا ہے مگر جب کہ میں ہر وقت اُس کی خبرگیری کرتا رہوں۔

فَقَالَ لَہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّکَ لَسْتَ مِمَّنْ یَّفْعَلُہٗ خُیَلَاءَ (بخاری)	جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر! تم اُن لوگوں میں نہیں ہو جو کبر و غرور کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں
عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُہْرَۃٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّۃٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ (ابوداؤد)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو دنیا میں شہرت کا کپڑا (یعنی نفیس کپڑا بقصد تعزز و تکبر) پہنتا ہے خدا اُسے قیامت کے دن ذلّت کا لباس پہنائے گا۔

فخر

یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ۝ (الحجرات ع ۲ پارہ ۲۶)	لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد (آدم) اور ایک عورت (حوا) سے پیدا کیا اور (پھر) تمہاری ذاتیں اور برادریاں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو (ورنہ) اللہ کے نزدیک تم میں بڑا شریف وہی ہے جو تم میں بڑا پرہیزگار ہے بے شک اللہ جاننے والا باخبر ہے
عَنْ عِیَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ ۔ (مسلم)	حمار مجاشعی کے بیٹے عیاض سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) خدا تعالیٰ نے مجھ پر وحی کی ہے کہ تم تواضع اور فروتنی اختیار کرو حتیٰ کہ ایک دوسرے پر فخر نہ کرے اور ایک ایک پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔
عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیَنْتَہِیَنَّ اَقْوَامٌ یَّفْتَخِرُوْنَ بِاٰبَآئِہِمُ الَّذِیْنَ مَاتُوْا اِنَّمَا ہُمْ فَحْمٌ مِّنْ جَہَنَّمَ اَوْ لَیَکُوْنُنَّ اَہْوَنَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِیْ یُدَہْدِہُ الْخَرْءَ بِاَنْفِہٖ اِنَّ اللّٰہَ اَذْہَبَ عَنْکُمْ عُبِّیَّۃَ الْجَاہِلِیَّۃِ وَفَخْرَہَا بِالْاٰبَآءِ اِنَّمَا ہُوَ	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ اپنے مرے ہوئے آبا و اجداد پر فخر کرتے ہیں اُنھیں اس سے باز رہنا چاہیے وہ تو دوزخ میں جل بھن کر کوئلے ہو گئے ہیں (پھر اُن پر فخر ہی کرنا کیا) اور اگر یہ لوگ فخر کرنے سے باز نہ آئیں گے تو خدا کے نزدیک اُس کالے کرم سے زیادہ ذلیل ٹھیریں گے جو پلیدی میں رہتا اور پلیدی کو اپنی ناک سے اُلٹ پلٹ کرتا ہے خدا نے جاہلیت کی نخوت اور آبا و اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو دور کر دیا ہے (آدمی دو حال سے خالی نہیں)

مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ اٰدَمَ وَاٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ (ترمذی ابو داؤد)	مومن پرہیزگار ہے یا بدبخت بدکار آدمی سب کے سب (ایک) آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے (بنائے گئے) ہیں اور مٹی تعزز و ترفع کے قابل نہیں)
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ عُقْبَةَ عَنْ اَبِیْ عُقْبَةَ وَكَانَ مَوْلًى مِنْ اَهْلِ فَارِسَ قَالَ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحُدًا فَضَرَبْتُ رَجُلًا مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَقُلْتُ خُذْ هٰذَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْفَارِسِیُّ فَالْتَفَتَ اِلَیَّ فَقَالَ هَلَّا قُلْتَ خُذْ هَا مِنِّیْ وَاَنَا الْغُلَامُ الْاَنْصَارِیُّ ✣ (ابو داؤد)	ابو عقبہ کے بیٹے عبدالرحمن اپنے باپ عقبہ سے روایت کرتے ہیں اور ابو عقبہ (اگرچہ) اہل فارس میں سے تھے (مگر مسلمان ہونے کے بعد انصار کی حمایت و کفالت میں آگئے تھے الغرض ابو عقبہ) کہتے ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معرکۂ اُحد میں موجود تھا تو میں نے مشرکوں میں کے ایک شخص کو (تلوار) مارتے ہوئے کہا کہ لے یہ ضرب میری طرف سے اور میں ہوں جوانِ فارسی (یہ ایک کلمہ ہے جو دلیر آدمی دشمن کو مارتے وقت کہا کرتے ہیں) پیغمبر صاحب نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور فرمایا ابو عقبہ! تو نے یہ کیوں نہیں کہا کہ لے اس ضرب کو میری طرف سے اور میں ہوں جوانِ انصاری۔

من المترجم کبر۔ نخوت۔ غرور۔ تعلّی۔ ترفّع۔ تفضّل۔ حبّ جاہ۔ عُجب۔ خودپسندی۔ خودستائی۔ اپنے مُونہ میاں مٹھو۔ کس نہ گوید کہ دوغ من ترش است ✣ تعظیم طلبی یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان تمام خصلتوں کی جڑ کیا ہے۔ جڑ ہے وہی حفظِ نفس جو تمام اخلاق کی جڑ ہے۔ آدمی حفظِ نفس پر مجبول ہے اسی لیے ہر شخص کو اپنی جان یعنی اپنا نفس عزیز ہے اور آدمی جب تک اپنے نفس کو متصف بجمیع الکمالات نہ سمجھے وہ اس کو عزیز رکھ نہیں سکتا۔ ہر کس را عقلِ خود بکمال و فرزندِ خود بجمال

قطعہ

یکے جہود و مسلماں مناظرہ کردند
جہود گفت بتوراۃ مے خورم سوگند
بطیرہ گفت مسلماں کہ گر قبالۂ من
گر از بسیطِ زمین عقل منعدم گردد

چنانکہ خندہ گرفت از نزاعِ ایشانم
وگر دروغ بود ہمچو تو مسلمانم
صحیح نیست خدایا جہود مے رانم
بخود گماں نہ برد ہیچکس کہ نادانم

بہرکیف آدمی کے اپنے نفس کو عزیز رکھنے کی شرطِ ضروری ہے کہ وہ اپنے تئیں متصف بجمیع الکمالات سمجھے یعنی سب باتوں میں سب سے بہتر۔ اور جب وہ کسی بات میں کسی سے ہیٹا ہوتا ہے تو اس کو اس صفت کا ادّعا کرنا پڑتا ہے۔ اسی کا نام ہے غرور اگر مغرور آدمی اپنا غلط خیال اپنے ہی تک رکھے تو کسی کا کچھ حرج نہیں مگر مشکل یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنا خیال غلط دوسروں پر ظاہر کرتا ہے اور اس کی باتوں سے اس کی حرکات و سکنات سے دوسروں کی تذلیل ہوتی ہے جو دوسروں کو ناگوار گزرتی ہے۔ یہ ہے اصل وجہ غرور کے عند الناس مبغوض ہونے کی اور چونکہ بغض و عداوت مبنی ہے خود شخص مغرور کے خیالِ غلط پر

ف یعنی مجھے سلام پر فخر کرنا زیبا تھا نہ حسب نسب پر ۱۲

جو اُس نے اپنی نسبت کر رکھا ہے اُسی کا کام ہے کہ اپنے خیالِ غلط کی اصلاح کرے۔ اور کام بھی کچھ مشکل نہیں فقط سمجھ کا
پھیر ہے۔ ذرا سا غور کرنے سے آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ کسی درجے کسی رتبے کا ہو غرور تو اُس کو کسی حالت میں زیبا نہیں
آدمی غرور کرتا ہے مال پر۔ جمال پر۔ جاہ پر۔ زور پر۔ نسب پر۔ علم و فضل پر۔ ہنر پر۔ تقوے و طہارت پر۔ ظاہر ہے کہ اِن میں سے
جمال اور نسب تو اتفاقات ہیں۔ جمال سریع الزوال بھی ہے اور لوگوں کے مذاق اُس کے بارے میں مختلف ہندوستانی
سیاہ بالوں اور موتی چور آنکھوں کے فریفتہ ہیں۔ انگریز بھورے بالوں اور کرنجی آنکھوں کے۔ کوئی گندم گوں آدمی بھی جنت میں
جا نکلے تو کوڑھی مبروص سمجھا جائے۔ چینیوں نے بایں خیال کہ چہرے کی ہمواری میں خلل انداز نہ ہو لوہے کی کمانیاں چڑھا
چڑھا کر ناک کو بٹھا چھوڑا۔ ہونٹوں کی لالی ہمارے یہاں داخلِ حسن ہے اور اس کے لیے مرد و زن بکری کی طرح پان چباتے رہتے
ہیں۔ انگریز اس کو ہبلوں کی جگالی کہتے اور سخت نفرت کرتے ہیں۔ ایک دفعہ امرائے شاہی میں سے ایک امیر نے کالج کے انگریز
پرنسپل کی دعوت کی بادشاہی رکابداروں سے عمدہ سے عمدہ کھانے متنجن مزعفر پکوا کر بھیجے کھانے کے کمرے میں الوانِ اطعمہ
میز پر لگائے گئے۔ صاحب کمرے میں گھستے ہی بو سے گھبرا کر باہر نکل آئے۔ اور دعوت کے کھانوں میں سے کسی کو چکھا تک نہیں
ہمارے یہاں کی تمام خوشبوئیں انگریزوں کو ناگوار گزرتی ہیں۔ حسن و جمال کے بارے میں لوگوں کے مذاق جیسے کچھ مختلف
اور متباین ہیں سو ہیں ابھی تک حسن و جمال کے معنی ہی ہماری سمجھ میں نہیں آئے۔ فرض کرو کہ زید مرد یا ہندہ عورت کو لوگ
خوبصورت سمجھتے ہیں۔ تو اِس کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ اُس کے خاص خاص اعضا خاص طرح کی ساخت کے
ہیں جس کو لوگ اچھا سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرے کے اعضا کی ساخت کو لوگ کیوں اچھا سمجھتے ہیں۔ ناک اچھی
ہے تو اُس کے لیے اچھی ہے کہ بو بدبو کا صحیح احساس کرتی ہے۔ مگر دوسروں کو اُس سے کیا۔ علیٰ ہذا القیاس کل اعضا۔ بدن صاحبِ
اعضا کے لیے اچھے یا بُرے ہو سکتے ہیں نہ کسی دوسرے کے لیے۔ پھر یہ حسن پرستی اور عشق کی عالمگیر شورش دیوانگی نہیں تو
کیا ہے۔ یہ تو غرورِ حسن کی اصلیت اور حقیقت ہے۔ رہا زور کا غرور وہ بھی حسن کی طرح سریع الزوال ہے کہ ایک ذرا سا سوءِ مزاج
آدمی کو نڈھال کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں زور پر نازاں ہونا۔ ایسی صفت پر نازاں ہونا ہے جو کتنے جانوروں میں آدمی سے کہیں بڑھ کر
پائی جاتی ہے اب رہ گیا مال اگر مکسوبۂ بزرگاں ہے تو جائے فخر نہیں اور اپنی کمائی ہے تاہم عرضۂ خطرات ہے۔ ایسے ناگہانی اتفاق
اکثر پیش آتے دیکھے ہیں کہ چشم زدن میں لاکھ کے گھر خاک ہو گئے ہیں۔ تقوے طہارت سے مراد ہے دینداری اور شاید ہی
کوئی متشرع اس غرور سے خالی ہو۔ اِن لوگوں کا حال یہ ہے کہ اپنے نفس کے احتساب سے فارغ۔ نجات کی طرف سے مطمئن خواہی
نخواہی اپنے تئیں برگزیدۂ خدا اور مقبولِ خدا اور مبشّر بالجنۃ فرض کر لیتے ہیں اور اے کاش اسی پر بس کریں۔ نہیں۔ دوسروں کو
نظرِ حقارت سے دیکھتے ہیں اور اِن کی نظر ہمیشہ دوسروں کے عیوب پر پڑتی رہتی ہے حالانکہ مدارِ کار نیت پر ہے اِنَّمَا
الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اور نیت کا علم خدا کے سوائے کسی کو ہو نہیں سکتا بے شک لوگوں کو نصیحت کرو وَلْتَکُنْ مِّنْکُمْ اُمَّۃٌ[1]
یَّدْعُوْنَ اِلَی الْخَیْرِ وَیَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ مگر اپنے تئیں اچھا اور دوسروں کو بُرا اپنے تئیں مقبول و دوسروں
کو مردود مت سمجھو اَلْعِبْرَۃُ لِلْعَوَاقِبِ انجامِ کار معلوم نہیں اور نیک و بد کا فیصلہ خدا کے ہاتھ ہے فَلَا تُزَکُّوْٓا اَنْفُسَکُمْ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰی[2]

[1] اور مسلمانو! تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہیے جو (لوگوں کو) نیک کاموں کی طرف بلائیں اور اچھے کام (کرنے) کو کہیں اور بُرے کاموں سے منع کریں ۱۲

[2] مسلمانو! (بہت) اپنی پاکیزگی نہ جتایا (کرو) پرہیزگاروں کو وہی خوب جانتا ہے ۱۲

تعجب ہے کہ مغرور آدمی اتنی موٹی بات نہیں سمجھتا کہ تمام ساز و سامان خود بینی عوارض زندگی ہیں اِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا - یعنی آدمی کی ساری اکڑ پھوں متفرع ہے زندگی پر اور زندگی بھروسے کی چیز نہیں ؎

کیا بھروسا ہے زندگانی کا — آدمی بُلبُلا ہے پانی کا

وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ - کھوکھلی جڑ کی شاخیں کے دن ہری بھری رہ سکتی ہیں ؎

مرا و را رسد کبریا و منی — کہ ملکش قدیم است و ذاتش غنی

یہ خصوصیت غرور ہی میں دیکھی جاتی ہے کہ اُس کا نتیجہ ہمیشہ خلاف مُراد ہوتا ہے - مغرور آدمی ز اندازہ واجب اپنی وقعت لوگوں کی نظروں میں بٹھانی چاہتا ہے اور اُلٹا خفیف ہوتا ہے - اُس کا غرور ہی اُس کا پردہ فاش کرتا ہے "مُشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید" شیطان کے راندۂ درگاہ ہونے کا قصہ اگر اُس کو اساطیر الاوّلین نہ سمجھا جائے مغرور کی عبرت کے لیے بس ہے ؎

تکبّر عزازیل را خوار کرد — بزندانِ لعنت گرفتار کرد

مغرور آدمی ادھر تو اپنی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ مکھی کا بھُنبھنا بناتا ہے اُدھر دوسروں کی لیاقت کے اندازہ کرنے میں غلطی کرتا ہے کہ دوسروں کا بھُنبھنا اُس کو مکھی سوجھ پڑتا ہے - مغرور آدمی کی مثال گُولر کے بھُنگے کی سی ہے کہ اپنی محدود جولانگاہ کو عرصۂ زمین و آسمان سمجھتا ہے - گُولر پھٹا اور اُس کی آنکھیں کُھلیں - اسی طرح مغرور آدمی اپنے محدود میل و جول میں تیس مار خاں ہے نظر کو وسیع کرے تو فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اپنی بے حقیقتی اُس پر منکشف ہو ؎

اے ذوق کس کو چشمِ حقارت سے دیکھیے — سب ہم سے ہیں زیادہ کوئی ہم سے کم نہیں

اِس سے بڑھ کر حمق کیا ہو سکتا ہے کہ آدمی بیٹھے بٹھائے لینا ایک نہ دینے دو لوگوں کو دشمن بنائے اور تکبّر میں یہی کچھ ہوتا ہے یہ تو شخصی غرور ہے جو خاص خاص افراد میں ہوا کرتا ہے اور ایک عالمگیر غرور ہے - عالمگیر غرور نسب کا جو تھا سو تھا - کہ لوگوں نے شیخ - مغل - سیّد - پٹھان کے تفرقے ڈال رکھے ہیں - پیشوں کے اعتبار سے جاعتیں قرار دے کر پیشہ وروں کو ذلیل سمجھ لیا ہے حالانکہ شرافت اگر ہے تو کردار کی ہے يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اور جن لوگوں سے نسب چلے ہیں وہ بھی دوسروں کی طرح کے آدمی تھے اور اُنھوں نے کردار کی وجہ سے امتیاز حاصل کیا تھا کہ اِن کی نسلیں اِن کے نام پر فخر کرتی ہیں اور اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ کے ہوتے مسلمانوں میں تو کسی طرح کا تفوّق ہونا چاہیے نہیں رہے پیشے تو ہم بزرگانِ دین میں دیکھتے ہیں کہ کوئی بزاز تھے کوئی دُھنے کوئی نانوائی یا بھٹیارے کوئی لوہار کوئی عطار - مثلاً حضرت نوح علیہ السلام بڑھئی کا پیشہ کرتے تھے جیسا کہ سورۂ ہود کی آیۂ ویصنع الفلک وکلما مرّ علیہ ملأ من قومہ سخروا منہ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون سے ثابت ہوتا ہے (ہود ع ۴)

حضرت ابوبکر صدیق بزازی کیا کرتے تھے عن عطاء بن السائب قال لما بویع ابوبکر اصبح وعلی ساعدہ ابراد وھو ذاھب الی السوق فقال عمر این ترید قال الی السوق قال اتصنع ماذا وقد ولیت امر المسلمین قال فمن این اطعم عیالی الخ

پیغمبر صاحب کے صاحبزادے ابراہیم کی انّا کے شوہر ابو یوسف لُو ہار تھے۔ خبّاب بن ارت صحابی بھی لوہاری کا پیشہ کرتے تھے (بخاری) امام منصور جو ایک بڑے مشہور و معروف بزرگ ہیں دُھنتے تھے اور نانوائی تو بہت سے صحابی اور تابعی ہوئے ہیں (مسلمانو) حلال و حرام کے فرق سے وہ کسی قسم کی تجارت اور کسی پیشے کو کسرِ شان کا مُوجب نہیں سمجھتے تھے۔ یہی حال ہم انگریزوں کا دیکھتے ہیں اور اسی سے ان کی قوم کی قوم بر سرِ عروج ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کا کیا حال ہے کہ ہندوؤں کی طرح کھان پان میں تو نہیں باقی اور سب باتوں میں علیحدہ علیحدہ کُفو بناکر پیغمبر کی اُمّت میں پھوٹ ڈال دی ہے جس کا ضروری نتیجہ یہ ہے کہ قوم کا ایک بڑا حصّہ شکستہ دل اور قاصر الہمت ہو گیا ہے۔ قریب قریب تمام پیشہ ور ان کی نظروں میں حقیر ہیں۔ مدّعیانِ شرافت پر کسبِ معاش کے تمام دروازے بند۔ مگر ایک نوکری کہ وہ حقیقت میں ایک طرح کی غلامی ہے ؎

بدستِ آہک تفتہ کردن خمیر　　بہ از دست بر سینہ پیشِ امیر

نوکری کا حال یہ ہے کہ اسلامی سلطنت کے زمانے میں تو مسلمان کو نوکری کا ملنا آسان تھا اب غیروں کی حکومت ہے اور وہ اپنے مفیدِ مطلب نوکری میں عمر کی لیاقت کی طرح طرح کی شرطیں لگاتے ہیں اور مُسلمان اُن شرطوں کو پورا نہیں کرسکتے۔ اِس مسلمانوں پر معاش کی طرف سے بڑا سخت وقت گزر رہا ہے اور مُسلمان آپ اپنے پیروں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ ناحق کی شیخی کے خنّاس سر سے باہر کریں اور ابن الوقت بن کر رہیں تو اس عملداری میں بدرجہا اپنی حالت بہتر کرسکتے ہیں ؎

عام ہیں اُس کے تو الطاف شہیدی سب پر　　تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

غرور تو سبھی سے نازیبا ہے مگر گروہ علماء اور مشائخ سے نازیباتر۔ یُوں ان سے ملو تو شاید ان کے غرور کا پتہ نہ بھی لگے مگر مولویوں کے فتووں اور مشائخ کے شجروں میں ان کے ناموں کے ساتھ جو نسبتوں کا دُم چھلّا لگا ہوتا ہے کیا وہ غرور پر دلالت نہیں کرتا۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین سب کے نام مفرد کلمات تھے۔ ابو بکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن۔ حسین وغیرہ۔ مولویوں اور مشائخ کے نام صفت بعد صفت ایک سطر میں نہیں سماتے۔ ایک مولوی فتوے پر دستخط کرتا ہے۔ حررہ محمد عبد العلّام الحنفی الہروی الغزنوی الکابلی اللاہوری الدہلوی الکھاری باولی۔ نام کیا ہے خاندانی نقل و حرکت کا سلسلہ وار روزنامچہ ہے علیٰ ہذا القیاس ایک شیخ طریقت شجرہ بیعت پر عرب شاہ چشتی قادری نقشبندی نظامی باقی باللّٰہی مسکین شاہی۔

دکھاوا اور شہرت

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تُبْطِلُوا۟ صَدَقَٰتِكُم بِٱلْمَنِّ وَٱلْأَذَىٰ كَٱلَّذِى يُنفِقُ مَالَهُۥ رِئَآءَ ٱلنَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِٱللَّهِ وَٱلْيَوْمِ ٱلْءَاخِرِ ۖ فَمَثَلُهُۥ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُۥ وَابِلٌ فَتَرَكَهُۥ صَلْدًا

مُسلمانو! اپنی خیرات کو احسان جتانے اور سائل کو ایذا دینے سے اُس شخص کی طرح اکارت مت کرو جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا اور اللہ اور روزِ آخرت کا یقین نہیں رکھتا تو اُس کی خیرات کی مثال چٹان کی سی ہے کہ اُس پر کچھ تھوڑی سی مٹی (پڑی) ہے پھر اُس پر بڑے زور کا مینہ پڑا اور اُس کو سپاٹ کر کے بہا گیا

لَا يَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ (البقرۃ ع ۳۶)	(اسی طرح قیامت میں) ریاکاروں کو اُس (خیرات) میں سے جو اُنھوں نے کی تھی کچھ بھی ہاتھ نہیں لگے گا اور اللہ اُن لوگوں کو جو نعمت کی ناشکری کرتے ہیں ہدایت نہیں دیا کرتا۔ عہ
اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا (النساء ع ۲۱ ر ۵)	منافق (مسلمانوں کو دھوکا دے کر گویا) خدا کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ (حقیقت میں) خدا اُن ہی کو دھوکا دے رہا ہے ف اور (یہ لوگ) جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو الکسائے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں نظاہری کے لیے لوگوں کو دکھاتے ہیں اور (دل سے) اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر کچھ یوں ہی سا کفر اور ایمان کے بیچ میں پڑے جھول رہے ہیں نہ ان (مسلمانوں) کی طرف اور نہ اُن (کافروں) کی طرف اور جس کو اللہ بھٹکائے تو (اے پیغمبر) ممکن نہیں کہ تم اس کے لئے رستہ ڈھونڈ نکالو
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَاَمْوَالِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَاَعْمَالِكُمْ (مسلم)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تمھاری صورتوں اور تمھارے مالوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمھارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے
عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِيْ فَضَالَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَمَعَ اللّٰهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ نَادٰى مُنَادٍ مَنْ كَانَ اَشْرَكَ فِيْ عَمَلٍ عَمِلَهٗ لِلّٰهِ اَحَدًا فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهٗ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ اَغْنَى الشُّرَكَآءِ عَنِ الشِّرْكِ (مشکوٰۃ)	ابو فضالہ کے بیٹے ابوسعد جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا جب خدائے تعالیٰ قیامت کے روز جس کے برپا ہونے میں کسی طرح کا بھی شک و شبہہ نہیں لوگوں کو جمع کرے گا تو ایک پکارنے والا چاروں طرف پکارے گا کہ جو شخص (دنیا میں) اپنے اُس عمل میں جو خدا کے لیے کیا تھا کسی اور کو شریک کرتا (یعنی ریا کرتا تھا) اُسے چاہیے کہ اپنے اُس فعل کا ثواب اللہ خدا کے علاوہ کسی اور سے مانگے کیونکہ خدا (بہ لحاظ شرکت) تمام شرکا سے غنی تر اور بے نیاز تر ہے
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ رِجَالٌ	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچھلے زمانے میں بہت لوگ ایسے پیدا ہوں گے

ف خدا کے دھوکے دینے کے یہ معنی ہیں کہ خدا نے اُن کی عقل اندھی کر دی ہے سمجھتے کچھ ہیں اور ہوتا کچھ ہے ۱۲

عہ مال بھی ایک طرح کی نعمت ہے اور اُسے لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرنا اس نعمت کی ناشکری ہے اس سبب سے حضرت علامی نے یہاں نعمت بڑھا کر کے کفر سے ناشکری مراد لی ہے ۱۲

يَخْتِلُوْنَ الدُّنْيَا بِالدِّيْنِ يَلْبَسُوْنَ لِلنَّاسِ جُلُوْدَ الضَّاْنِ مِنَ اللِّيْنِ اَلْسِنَتُهُمْ اَحْلٰى مِنَ السُّكَّرِ وَقُلُوْبُهُمْ قُلُوْبُ الذِّئَابِ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَبِيْ يَغْتَرُّوْنَ اَمْ عَلَيَّ يَجْتَرِءُوْنَ فَبِيْ حَلَفْتُ لَاَبْعَثَنَّ عَلٰى اُولٰٓئِكَ مِنْهُمْ فِتْنَةً تَدَعُ الْحَلِيْمَ فِيْهِمْ حَيْرَانَ (ترمذی)

جو دنیا کو دینی عملوں سے طلب کریں گے اور ایسے لوگوں کو دھوکے میں ڈالیں گے - اظہار نرمی اور تواضع کے لیے بکریوں کی کھالیاں پہنیں گے - اُن کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی - اور دل بھیڑیوں جیسے (انہی لوگوں کے بارے میں) خدا فرماتا ہے کیا یہ لوگ میری مہلت دینے سے مغرور ہو گئے ہیں؟ (نہیں) بلکہ مجھ پر جرأت کرتے ہیں تو مجھے اپنی قسم ہے کہ میں ان لوگوں پر انہی میں سے ایک فتنہ ایسا اُٹھا کھڑا کروں گا جو بُردبار سے بُردبار کو بھی حیران و مبہوت بنا دے گا -

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ وَمَنْ يُّرَائِيْ يُرَائِي اللّٰهُ بِهٖ (صحیحین)

جُندب کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اپنے تئیں مشہور کرنا چاہتا اور اپنے فضائل لوگوں میں پھیلانے کا ارادہ رکھتا ہے قیامت کے روز خدا اُس کے عیبوں کو مشہور کرے گا اور جو شخص دکھاوے کے لیے عمل کرتا ہے قیامت کے دن خدا تعالیٰ اُسے ریاکاروں جیسی سزا دے گا (یعنی فرمائے گا کہ اپنے عمل کی جزا اُس سے مانگ جس کی خاطر عمل کیا تھا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ النَّاسَ بِعَمَلِهٖ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ اَسَامِعَ خَلْقِهٖ وَحَقَّرَهٗ وَصَغَّرَهٗ ([illegible])

عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص اپنے عمل لوگوں میں مشہور کرتا ہے خدا تعالیٰ اُسے اپنی مخلوق کے کانوں پر مشہور کر دیتا اور دنیا و عقبیٰ میں اُسے حقیر اور بے قدر کرتا ہے -

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَيْنَا اَنَا فِيْ بَيْتِيْ فِيْ مُصَلَّايَ اِذْ دَخَلَ عَلَيَّ رَجُلٌ فَاَعْجَبَنِي الْحَالُ الَّتِيْ رَاٰنِيْ عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ لَكَ اَجْرَانِ اَجْرُ السِّرِّ وَاَجْرُ الْعَلَانِيَةِ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایک موقع پر اپنے گھر میں مُصلّے پر بیٹھا ہوا تھا دفعۃً ایک شخص میرے پاس آیا اور اس حال میں اُس کا مجھے دیکھنا مجھے اپنے تئیں بہت ہی بھلا معلوم ہوا (تو کیا یہ ریا ہے) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ خدا تجھ پر رحم کرے تیرے لیے دو اجر ہیں پوشیدہ نماز پڑھنے کا اجر اور ظاہر کرنے کا اجر -

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهُ خَرَجَ يَوْمًا اِلٰى مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَاعِدًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيْ فَقَالَ مَا يُبْكِيْكَ فَقَالَ يُبْكِيْنِيْ شَيْءٌ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ وَمَنْ عَادٰى لِلّٰهِ وَلِيًّا فَقَدْ بَارَزَ اللّٰهَ بِالْمُحَارَبَةِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْاَبْرَارَ الْاَتْقِيَاءَ الْاَخْفِيَاءَ الَّذِيْنَ اِذَا غَابُوْا لَمْ يُفْتَقَدُوْا وَاِذَا حَضَرُوْا لَمْ يُدْعَوْا وَلَمْ يُقَرَّبُوْا قُلُوْبُهُمْ مَصَابِيْحُ الْهُدٰى يَخْرُجُوْنَ مِنْ كُلِّ غَبْرَاءَ مُظْلِمَةٍ (ابن ماجه)

حضرت عمر بن الخطاب سے روایت ہے کہ وہ ایک روز جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف نکل گئے وہاں معاذ بن جبل کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا روتے پایا فرمایا معاذ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے؟ کہا مجھے اُس بات نے رُلا رکھا ہے جسے میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا میں نے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ تھوڑا سا دکھاوا بھی شرک ہے۔ اور جو شخص خدا کے کسی دوست سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا سے لڑنے کے لیے آمادہ ہوتا ہے بلا شبہہ خدا اُن نیکوکار و پرہیزگاروں پوشیدہ حالوں کو دوست رکھتا ہے کہ جب وہ غائب ہوتے ہیں تو کوئی اُن کی جستجو نہیں کرتا اور موجود ہوتے ہیں تو کوئی اُن کو نہیں بُلاتا اور نہ عزت سے پاس بٹھاتا ہے اُن کے دل چراغ ہدایت ہیں (اور) وہ ہر تاریک زمین سے باہر آتے ہیں۔ ف[1]

حرص و طمع

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَعْضِ جَسَدِيْ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ وَعُدَّ نَفْسَكَ مِنْ اَهْلِ الْقُبُوْرِ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کا بعض حصہ (یعنی دونوں مونڈھے جیسا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے) پکڑ کر فرمایا تو دُنیا میں اس طرح رہ گویا کہ مسافر ہے یا رستہ چلتا ہوا اور اپنے تئیں مُردوں میں شمار کر جو قبروں میں سوتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَهْرَمُ ابْنُ اٰدَمَ وَيَشِبُّ فِيْهِ اثْنَانِ

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم جوں جوں بوڑھا اور ضعیف ہوتا چلا جاتا ہے اُس میں دو چیزیں جوان اور قوی

[1] ف یعنی وہ کسی نامور اور مشہور مقام کے رہنے والے نہیں ہیں ۱۲

الحرص على المال والحرص على العمر (صحیحین)	ایک مال کی حرص دوسرے عمر کی حرص
عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لو كان لابن آدم واديان من مال لابتغى ثالثا ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب (متفق)	ابن عباس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا کہ اگر آدمی کے لیے مال کے بھرے ہوئے دو میدان بھی ہوتے تب بھی وہ قانع و سیر نہ ہوتا بلکہ تیسرے کی طلب میں کوشش کرتا اور آدمی کا پیٹ تو قبر کی مٹی کے علاوہ اور کوئی چیز بھرتی ہی نہیں اور خدا جس پر چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ رجوع کرتا ہے (کہ اُسے اس ذلیل خصلت سے دور رہنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے)
عن شداد بن اوس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الكيس من دان نفسه وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسه هواها وتمنى على الله (ترمذی)	شداد بن اوس کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقلمند اور توانا وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو مطیع اور فرمانبردار رکھے اور مرنے کے پیچھے ثواب پانے کے لیے عمل کرے اور عاجز و احمق وہ ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہشوں کا پیرو بناتا اور باوجودیکہ معصیت اور خدا کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے پھر خدا کے خوش اور راضی ہونے کی تمنا کرتا ہے۔
عن سفيان الثوري قال كان المال فيما مضى يكره فاما اليوم فهو ترس المؤمن وقال لولا هذه الدنانير لتمندل بنا هؤلاء الملوك وقال من كان في يده من هذه شيء فليصلحه فانه زمان ان احتاج كان اول من يبذل دينه وقال الحلال لا يحتمل السرف ۔ (مشکوة)	سفیان ثوری کہتے ہیں کہ پہلے زمانے میں لوگ مال کو برا جانتے تھے اور اب تو وہ مسلمانوں کی ڈھال ہے (کہ حوادث و مصائب کے تیروں کو روکتی ہے) اور یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر یہ دینار نہ ہوتے تو دنیادار بادشاہ ہمیں ہاتھ منہ پونچھنے کا رومال بنا لیتے (یعنی ہمیں نہایت مبتذل اور حقیر سمجھتے) سفیان ثوری یہ بھی کہتے ہیں کہ جس کے ہاتھ میں کچھ مال ہو تو اُسے چاہیئے کہ مال کی اصلاح کرے (اور بڑھائے) کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے کہ آدمی محتاج ہو تو سب سے پہلے اپنے دین ہی کو ہاتھ سے دے بیٹھے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مال حلال میں اسراف نہ کرنا چاہیئے بلکہ احتیاط سے خرچ کرنا چاہیئے تاکہ ضرورت کے وقت کام آئے۔

من المترجم۔ امن جس کی انتظام دنیا کے لیے بڑی سخت ضرورت ہے اور جو قانون شریعت کی اصل غرض ہے اول درجے جان کا ہے اور جان کے دوسرے درجے میں مال کا بلکہ بسا اوقات لوگ مال کے بچانے کے لیے جان کو بھینٹ چڑھا دیتے ہیں۔ جن افعال سے مال کی طرف سے امن اٹھ جائے سب چوری ہیں ڈاکا۔ ڈکیتی۔ راہزنی۔ گٹھ کٹی۔ چھین جھپٹ۔ اچکا پن کو نقل

خیانت - دغا - فریب - جھوٹ یہ سب کردار حرص و طمع کے فرزند اور تھوڑے تھوڑے فصل سے اوپر تلے کے بھائی بہن ہیں ع زمین شور سنبل بر نیارد ٭ حرص و طمع زیادہ تر ان ہی نتائج کی وجہ سے بدنام ہے ورنہ یہی تو ایک چیز ہے جو ترقی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور امورِ خیر میں حرص بجائے مذموم ہونے کے ممدوح ہے لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝[۱]

[۱] (لوگو!) تمھارے پاس تمھیں میں سے ایک رسول آئے ہیں۔ تمھاری تکلیف ان پر شاق گزرتی ہے (اور) ان کو تمھاری بہبود کا ہوکا ہے (اور) مسلمانوں پر نہایت درجے شفیق (اور) مہربان ہیں۔

حُبِّ دُنیا

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ (آل عمران ع ۲ پارہ ۳)[۱]

[۱] لوگوں (کی بناوٹ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ ان) کو (دنیا کی) مرغوب چیزوں (یعنی مثلاً) بیبیوں اور بیٹوں اور سونے چاندی کے بڑے بڑے ڈھیروں اور عمدہ عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں اور کھیتی کے ساتھ دلبستگی بھلی معلوم ہوتی ہے (حالانکہ) یہ (تو) دنیا کی زندگی کے (چند روزہ) فائدے ہیں اور (ہمیشہ کا) اچھا ٹھکانا تو اسی اللہ کے ہاں ہے

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (آل عمران ع ۱۹ پارہ ۴)[۲]

[۲] ہر شخص (ایک نہ ایک دن) موت (کا مزہ) چکھنے والا ہے اور جو عمل تم لوگ کر رہے ہو ان کا پورا پورا بدلہ تو تم کو قیامت ہی کے دن دیا جائے گا تو (اس دن) جو شخص (دوزخ کی) آگ سے پرے ہٹا دیا گیا اور اس کو (رہنے کے لیے) جنت میں جگہ دی گئی تو اس نے (من مانی) مراد پائی اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کی پونجی ہے (اور بس)

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (النحل ع ۱۳ پارہ ۱۴)[۳]

[۳] اور اللہ کی قسم کے بدلے (دنیا کے) تھوڑے فائدے مت حاصل کرو (قول پورا کرنے کا اجر) جو خدا کے ہاں ہے وہی تمھارے حق میں بہت بہتر ہے بشرطیکہ تم (اس بات) کو سمجھو جو (مال و متاعِ دنیا) تمھارے پاس ہے وہ (سب ایک دن) نبڑ جائے گا اور جو (اجر) اللہ کے پاس ہے وہ (ہمیشہ ہمیشہ کو) باقی رہے گا اور جن لوگوں نے (دنیا میں) صبر کیا ان کو (قیامت کے دن ان کے) اعمال کا بہترین عمل کا صلہ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِجَدْیٍ اَسَکَّ مَیِّتٍ قَالَ اَیُّکُمْ یُحِبُّ اَنَّ ھٰذَا لَہٗ بِدِرْھَمٍ فَقَالُوْا مَا نُحِبُّ اَنَّ لَنَا ھٰذَا بِشَیْءٍ قَالَ فَوَاللّٰہِ لَلدُّنْیَا اَھْوَنُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذَا عَلَیْکُمْ (مسلم)	حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا بکری کے ایک مُردہ بچے پر گزر ہوا جس کے کان بکّس کر جاتے رہے تھے (آپ نے صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا بھلا کوئی تم میں سے اس مُردار جانور کو ایک درہم میں خریدنا پسند کرتا ہے (صحابہؓ نے) عرض کیا کہ ہم تو اسے کسی چیز کے عوض میں بھی خریدنا پسند نہیں کرتے فرمایا قسم خدا کی جتنا یہ مردہ بچہ تمھارے نزدیک حقیر ہے دنیا خدا کے نزدیک اس سے بہت زیادہ حقیر ہے
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّۃُ الْکَافِرِ (مسلم)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مُسلمان کے لیے قید خانے کی جگہ ہے (کہ طرح طرح کی مصیبتیں سہتا ہے) اور کافر کے واسطے جنت کے منزلے میں ہو (کہ لذات و شہوات میں مشغول رہتا ہے)
عَنْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَاللّٰہِ لَا الْفَقْرَ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تُبْسَطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَافَسُوْھَا کَمَا تَنَافَسُوْھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ (صحیحین)	عمرو بن عوف کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی میں اس بات سے ذرا بھی خوف نہیں کرتا کہ تم فقر و فاقے کی مصیبت میں پڑ جاؤ گے مجھے تو اس کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کردی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کردی گئی تھی پھر تم اس میں رغبت کرنے لگو جس طرح اُنھوں نے رغبت کی اور وہ تمھیں ہلاک کر مارے جس طرح اُنھیں ہلاک کر مارا۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اِنَّ الدُّنْیَا مَلْعُوْنَۃٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ (ترمذی)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو جی! دُنیا خدا کی رحمت سے دُور ہے (اور) جو چیز اس میں موجود ہے وہ بھی رحمتِ خدا سے دُور ہے ہاں ذکر الٰہی اور جسے خدا دوست رکھتا ہے اور عالم یا متعلم (اس سے) مستثنیٰ ہیں
عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	سعد کے بیٹے سہل کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِّنْہَا شَرْبَۃً (مشکوٰۃ)	صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خدا کے نزدیک دنیا کی وقعت مچھر کے پر برابر بھی ہوتی تو کافر کو (دنیا میں) ایک گھونٹ پانی بھی تو پینے کو نہیں دیتا۔
عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ خُطْبَتِہٖ اَلْخَمْرُ جِمَاعُ الْاِثْمِ وَالنِّسَاءُ حِبَالُ الشَّیْطَانِ وَحُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ وَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ اَخِّرُوا النِّسَاءَ حَیْثُ اَخَّرَھُنَّ اللّٰہُ (مشکوٰۃ)	حذیفہ کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک خطبے میں فرماتے سُنا کہ شراب تمام گناہوں کی جڑ ہے اور عورتیں شیطان کے شکار کے آلات و اسباب ہیں اور دنیا کی محبت تمام گناہوں کی اصل ہے اور میں نے آپ کو یہ بھی فرماتے سُنا کہ لوگو! عورتوں کو (شغل وغیرہ میں) پیچھے رکھو کیونکہ خدا نے اُن کو پیچھے رکھا ہے۔
عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الدُّنْیَا دَارُ مَنْ لَّا دَارَ لَہٗ وَمَالُ مَنْ لَّا مَالَ لَہٗ وَلَہَا یَجْمَعُ مَنْ لَّا عَقْلَ لَہٗ (مشکوٰۃ)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا دنیا اُس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں اور اُس کا مال ہے جس کے لیے کچھ مال نہیں اور دُنیا کے واسطے وہی جمع کرتا ہے جس کو عقل نہیں۔

من المترجم قرآن میں دنیا کے متعلق آیتوں کا تتبّع کرو تو مدح اور ذم دونوں طرح کی آیتیں ملیں گی بلکہ مدح کی زیادہ۔ دنیا میں دو ہی بڑے عیب ہیں اور ان کی وجہ سے اس کی جتنی مذمت کی جائے تھوڑی۔ ایک یہ کہ عالم اسباب ہے۔ اسباب کی بھول بھلیاں میں آکر آدمی کی عقل چکر میں آجاتی ہے اور وہ مسبب الاسباب اور علۃ العلل یعنی خدا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے بلکہ بعضے کوتاہ عقل تو خدا کا انکار کرنے لگتے ہیں۔ اگرچہ منکرِ خدا کم بہت کم ہیں مگر ہوے ہیں اور ہیں گے اور ہوں گے۔ دوسرا عیب ہے بے ثباتی کہ سب کچھ ہے اور مرے پیچھے کچھ بھی نہیں۔

بے زری کا نہ کر گلہ غافل	رہ تسلی کہ یوں مقدر تھا
اتنے منعم جہان میں گزرے	وقت رحلت کے کس کنے زر تھا
صاحبِ جاہ و شوکت و اقبال	ایک ازاں جملہ اب سکندر تھا
تھی یہ سب کائنات زیرِ نگیں	ساتھ مور و ملخ سا لشکر تھا
لعل و یاقوت ہم زر و گوہر	چاہیے جس قدر میسر تھا

آخر کار جب جہاں سے گیا	ہاتھ خالی کفن سے باہر تھا
عیب طولِ کلام مت کریو	کیا کروں میں سخن سے خوگر تھا
خوش رہا جب تلک رہا جیتا	میر معلوم ہے قلندر تھا

غرض قرآن میں دنیا کی جس قدر مذمت بھی ہے متفرع ہے ان ہی دو عیبوں پر خدا کو بھول جانا اور دنیا کی بے ثباتی کا خیال رکھنا - اب رہی دنیا کی مدح تو سارے قرآن میں دنیا کی مدح صاف لفظوں میں ایک جگہ بھی نہیں مگر الکنایۃ ابلغ من التصریح کے قاعدے سے کثرت سے جابجا دنیا کا حال ایسے طور سے بیان کیا ہے کہ مبالغہ بھی نہیں اور مدح کا کوئی پہلو بھی چھوٹنے نہیں پایا - قرآن کی کمال بلاغت کے دلائل میں سے ایک دلیل یہ بھی ہے کہ ایک ہی چیز کی مدح و ذم کا حق کس خوبی سے ادا کیا ہے قرآن کی جن باتوں سے دنیا کی مدح مستنبط ہوتی ہے یہ ہیں (۱) دنیا خدا کی ہستی کی دلیل اور خدا شناسی کا ذریعہ ہے (۲) خدائے تعالیٰ ہم پر دنیا کی تمام چیزوں کی منّت رکھتا اور اُن کو اپنی نعمت قرار دے کر ہم سے شکر کا خواہاں ہے (۳) خدائے تعالیٰ ہم کو دنیاوی نعمتوں سے متمتع ہونے کی نہ صرف اجازت بلکہ ترغیب دیتا ہے اور کیوں نہ دے تمتع کے بدون نعمت نعمت ہو ہی نہیں سکتی اور نعمت نہیں تو کہاں کا منعم اور کیسا شکر قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ [1] - وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [2] (۴) یہاں تک تو ہے کہ خدا نے اپنے کلام پاک میں مال کو لفظِ خیر سے تعبیر فرمایا ہے اِنْ تَرَكَ خَيْرَا ۨالْوَصِيَّةُ اور اِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ اس سے زیادہ دنیا کی مدح اور کیا ہو سکتی ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم بنی آدم حبِ دنیا پر مجبول ہیں اور انتظامِ دنیا اسی حب پر مبنی ہے - دنیا کی محبت دلوں سے سلب ہو جائے تو دنیا دنیا نہ رہے - ایک وحشتکدہ ہو جائے جو یقیناً خدا کو منظور نہیں رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۔ اچھا تو پھر یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک شئے واحد ممدوح بھی اور مذموم بھی ہو کہ اسی کو منطق کی اصطلاح میں جمع بین النقیضین کہتے ہیں وھو محال - پس ضرور دنیا کی دو حیثیتیں ہیں مختلف ایک کے اعتبار سے ممدوح ہے اور دوسری کے اعتبار سے مذموم - بس خدا کو نہ بھولو - اس کو حادث اور فانی اور عارضی اور چند روزہ

ع اگر ماند شبے ماند شبِ دیگر نمے ماند + سمجھو اور خدا کی نعمتوں کو علےٰ وجہ الحلال جس طرح اُس نے فرما دیا ہے طلب کرو اور

[1] (اے پیغمبر ان لوگوں سے) پوچھو کہ اللہ نے جو زینت (کے سازو سامان، اور کھانے پینے) کی ستھری چیزیں اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں (ان کو) کس نے حرام کیا ہے (یہ تو اس کا کیا جواب دیں گے تم ہی ان کو) سمجھا دو کہ جو لوگ دنیا کی زندگی میں ایمان لائے ہیں قیامت کے دن یہ (نعمتیں) خاص کر اُن ہی کو دی جائیں گی ف۱

ف۱ مطلب یہ ہے کہ دنیا و ما فیہا سب کچھ آدمی کے لیے پیدا کیا گیا ہے کافر ہو یا مسلمان از قسم زینت و رزقِ طیب کوئی چیز کسی پر حرام نہیں ع جو کچھ کہ جہاں میں ہے سب انساں کے لیے ہے + آراستہ یہ گھر اسی مہماں کے لیے ہے + البتہ آخرت میں یہ نعمتیں کافروں پر حرام ہوں گی یعنی کافر ان نعمتوں سے محروم رہیں گے تو جو مسلمان ہو کر زینت کی کسی چیز یا رزقِ طیب کو از خود اپنے اُوپر حرام کرے وہ خدا کی منشا کے خلاف کرتا ہے ۱۲

[2] اور خدا کے فضل (یعنی معاش) کی جستجو میں لگ جاؤ اور جہاں رہو کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ ۱۲

اُسی کے فرمانے کے مطابق اُن نعمتوں سے فائدہ اُٹھاؤ کہ طلب اور تمتع کے شرعی طریقے بھی ہم تم سب کے فائدے کے لیے ہیں حرص وطمع سے مطلق طلب اور مطلق تمتع مراد نہیں بلکہ ناجائز طلب اور ناجائز تمتع ۔ مسلمان کچھ آج سے نہیں سالہا سال سے اور ہندوستان ہی کے نہیں ہر کہیں کے دنیا کے ممدوح پہلوؤں پر تو نظر کرتے نہیں سرے سے حبِ دنیا کو گناہ سمجھ کر دنیا کو طلب ہی نہیں کرتے یا کرتے بھی ہیں تو طلب کے طور سے طلب نہیں کرتے اور اس بے پروائی اور سہل انگاری کے نتیجے جو ہوئے اور ہو رہے ہیں اور ہوں گے سب نے دیکھے اور دیکھ رہے ہیں اور دیکھیں گے ؏ عیب مے جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو + حرص وطمع کو جو منع کیا جاتا ہے تو دو وجہ سے ۔ ایک یہ کہ حرص وطمع دلالت کرتی ہے دنیا کی محبتِ مفرط پر اور بقاعدہ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ حرص وطمع کے ساتھ طلب کا دوسروں کی حق تلفی سے محفوظ رہنا مشکل ہے ۔ دوسرے حریص وطماع اپنی حالتِ موجودہ سے کبھی رضامند نہیں ہو سکتا ۔ حرص وطمع استسقا کا سا روگ ہے ۔ جتنا پانی پیئے پیاس بڑھتی جائے اور اسی سے تو کہا ہے "طمع را سہ حرف است وہر سہ تہی" یعنی کامیابی بھی حریص کے لیے ناکامی ہی ہے ؏ کاسۂ چشمِ حریصاں پُر نشد + تا صدف قانع نشد پُردُر نشد +

حسد

وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ فَاعْفُوا وَاصْفَحُوا حَتَّىٰ يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (بقرہ ع ۱۳ پارہ ۱)

مسلمانو! اکثر اہلِ کتاب باوجودیکہ اُن پر حق ظاہر ہو چکا ہے پھر بھی اپنے دلی حسد کی وجہ سے چاہتے ہیں کہ تمہارے ایمان لائے پیچھے پھر تم کو کافر بنا دیں تو معاف کرو اور درگزر کرو یہاں تک کہ خدا اپنا (کوئی اور) حکم صادر فرمائے ف بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے ۔

أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝ أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَىٰ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ فَقَدْ آتَيْنَا آلَ إِبْرَاهِيمَ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَآتَيْنَاهُم مُّلْكًا عَظِيمًا فَمِنْهُم مَّنْ آمَنَ بِهِ وَمِنْهُم مَّن

آیا ان (یہودیوں) کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے اور اس وجہ سے لوگوں کو تل برابر بھی (اُس میں سے) دینا نہیں چاہتے یا خدا نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو نعمتِ (قرآن) عطا فرمائی ہے اُس پر جلے مرتے ہیں سو (یہ کوئی نئی بات نہیں پہلے بھی) خاندانِ ابراہیم (کے لوگوں) کو ہم نے کتاب ہی اور علم (دیا) اور اُن کو بڑی بھاری سلطنت (بھی) دی پھر لوگوں میں سے کوئی تو اُس (کتاب) پر ایمان لایا اور کوئی

ف اور حکم سے مراد جہاد کی اجازت ہے کہ جب اہلِ کتاب اور مشرکوں نے مل کر مسلمانوں کو کفر پر مجبور کرنا شروع کیا اول تو مسلمان طرح دیتے رہے بعضے مزاج کے تیز لڑنے کی آمادگی ظاہر کرتے تو پیغمبر صاحب روک دیتے مگر آخر صبر اور درگزر کی بھی ایک حد ہوتی ہے جواب ترکی بہ ترکی دینا ہی پڑا ۱۲ +

صَدَّ عَنْهُ وَكَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ۝ (النساء ع ۸ پارہ ۵)	اُس سے ہٹک رہا (اور جو ہٹک رہا اُس کے لیے) دہکتی ہوئی دوزخ (کی سزا) بس کرتی ہے ف۱
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا (صحیحین)	اَبو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں بدگمانی کرنے سے دور رکھو کیونکہ بدگمانی بہت ہی جھوٹی بات ہے اور لوگوں کے عیب نہ ٹٹولو اور جاسوسی کرو اور (دوسرے کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے کسی چیز کی قیمت نہ بڑھاؤ اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور باہم دشمنی نہ رکھو اور خدا کے بندو سب بھائی (بھائی بن جاؤ)
عَنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَبَّ اِلَيْكُمْ دَاءُ الْاُمَمِ مِنْ قَبْلِكُمُ الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ هِيَ الْحَالِقَةُ وَلَا اَقُوْلُ تَحْلِقُ الشَّعْرَ وَلٰكِنْ تَحْلِقُ الدِّيْنَ ۔ (ترمذی)	زُبیر بن عوّام کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا لوگو! پہلی اُمتوں کا مرض آہستہ آہستہ تمہاری طرف سرکتا آتا ہے (اور) وہ (ایک) حسد ہے اور (دوسرے) دشمنی ان میں سے ہر ایک حالقہ (یعنی مونڈنے والی) ہے میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتی ہے بلکہ دین کو مونڈ کر صاف کر دیتی ہے۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ۔ (ابو داؤد)	اَبو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے تئیں حسد سے دُور رکھو کیونکہ حسد نیکیوں کو اِس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا	اَنس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا قریب ہے کہ فقر (رفتہ رفتہ) کفر (کی طرف) پہنچا ہو جائے ف۲

ف۱ مطلب یہ ہے کہ خدا نے آل ابراہیم کو بہت سی دینی اور دنیاوی نعمتیں دیں تو اُن وقتوں کے لوگ بھی بعض تو ایمان لائے اور بعض کافر رہے اب بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کی نسل میں سے ہیں ان کو بھی خدا نے پیغمبری اور قرآن اور سلطنت کی نعمتیں عطا فرمائی ہیں غرض آل ابراہیم ہمیشہ سے محسود رہی ہے اور لوگوں کے حسد سے نہ ان کا پہلے کچھ بگڑا نہ اب بگڑے ۱۲ ف۲ کیونکہ محتاج آدمی جب شدید محنت اُٹھاتے اُٹھاتے اکتا جاتا ہے تو آخر کار مجبوری مرتکب کفر و محارم ہوتا ہے ۱۲

اور حسد تقدیر الٰہی پر غالب آجائے ف۱	وَكَادَ الْحَسَدُ اَنْ يَّغْلِبَ الْقَدَرَ (اسلامی)

ف۱ مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض کوئی ایسی چیز ہوتی جو تقدیر الٰہی پر غالب آتی تو وہ حسد ہوتی ۱۲

من المترجم انتظامِ دنیا کہو، تمدن کہو، معاشرت کہو یا انگریزی بولی میں جس کے کتنے الفاظ بتقاضائے وقت اردو میں داخل ہوگئے ہیں اور ہوتے چلے جا رہے ہیں سوسائٹی کہو مبنی ہے آدمی کے اختلافِ حالت پر سوائے اس کے کہ بشریت اور لوازمِ بشریت میں تو سب یکساں ہیں باقی کسی ایک کی کوئی حالت کسی دوسرے کی کسی حالت سے نہیں ملتی کوئی امیر ہے کوئی غریب۔ کوئی زمیندار کوئی کاشتکار۔ کاشتکاروں میں بھی کوئی موروثی۔ کوئی غیر موروثی۔ کوئی مالک [illegible] کوئی [illegible] کوئی آقا کوئی نوکر۔ کوئی تاجر کوئی دستکار۔ کوئی عالم کوئی جاہل۔ کوئی فاضل کوئی مفضول۔ کوئی محتاج کوئی محتاج الیہ [illegible] کوئی طبیب [illegible] اسی طرح اختلافات کی فہرست لکھنی ہو تو دفتر کے دفتر لکھ ڈالو اور فہرست مکمل نہ ہو۔ اگر سب آدمی سب باتوں میں یکساں ہوں تو آلاف دیہات اور قصبات اور بلاد و امصار میں جمع ہو کر بسنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ پھر ایک سے ایک کا [illegible] ہے سو ہے یہ ایک عجیب بات ہے کہ ایک ہی آدمی مختلف حیثیتوں سے محتاج الیہ بھی اور محتاج بھی فاضل بھی ہے مفضول بھی [illegible] میں ایک کی نسبت فاضل اور محتاج الیہ ہے اور اسی بات میں دوسرے کی نسبت مفضول اور محتاج ع آنانکہ غنی تراند محتاج تر اند مصرعہ

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن — اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

اختلافِ حالت میں دو اثر ہوتے ہیں غبطہ یا حسد۔ غبطہ محمود حسد مذموم۔ غبطہ جس کا فارسی ترجمہ رشک اور اردو ریس [illegible] کسی کو اپنے سے بہتر حالت میں دیکھ کر اسی کی سی اپنی حالت کرنی چاہیں تو اس میں من حیث الاخلاق [illegible] غبطہ اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے اور ترقی کا محرک ہے اور جس قوم کے افراد میں یہ گدگدی نہیں یہ دلیل اس [illegible] کی ہے اور افسوس ہے کہ ہم مسلمانوں کی یہی حالت ہے مصرعہ

نمونے باد اط پیش نظر ہیں — مگر چونکہ دل کور ہیں بے بصر ہیں

فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ۔ اس اعتبار سے غبطہ و حسد کا مادہ ایک ہے [illegible] صورتوں میں مفضول فاضل کی فضیلت کا احساس کرتا ہے۔ لیکن نتیجۂ احساس کی [illegible] حاسد محسود جیسا بننا نہیں بلکہ اس کی نعمت کا زوال چاہتا ہے تو یہ محسود کے ساتھ ناحق بلا وجہ خدا واسطے کی عداوت ہے شعر

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے — حسود را چہ کنم کو ز خود برنج درست

حسد ایسی بدخصلت ہے کہ چھوٹے چھوٹے جرموں اور گناہوں کی کون کہے زمین میں پہلا خون اسی کی وجہ سے ہوا ہے۔ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ

ف۱ اور اے پیغمبر ان لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کے واقعی حالات پڑھ کر سناؤ کہ جب دونوں نے (خدا کی جناب میں) نیاز چڑھایا کہ ان میں سے ایک (یعنی ہابیل) کی قبول ہوئی اور دوسرے (یعنی قابیل) کی قبول نہ ہوئی تو قابیل مارے حسد کے بھائی سے لگا کہنے کہ میں تجھ کو قتل کر کے رہوں گا اس نے جواب دیا کہ اللہ تو صرف پرہیزگاروں کی نیازیں قبول کرتا ہے ف۱ اگر میرے قتل کرنے کے ارادے سے تو مجھ پر ہاتھ چلائے گا تو میں تجھے قتل کرنے کے لیے تجھ پر اپنا ہاتھ چلانے والا نہیں کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ (بقیہ برصفحہ ۱۲۲)

مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِیَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنِّیْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِیْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ۝ فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِی الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِیْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ۚ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤی اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِیَ سَوْءَةَ اَخِیْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ۝ حاسد فی زعمہ اپنی بدعقلی سے محسود کے ساتھ عداوت کرتا ہے اور حقیقت میں خود اپنے ساتھ کہ دوسروں کو اپنے سے بہتر دیکھ کر آپ ہی آپ جلا کرتا ہے۔

کرے گر کوئی برائی تو یہ تیری ہے بھلائی ۔۔۔ کہ جو تو نہ خوب ہوتا وہ کیوں حسود ہوتا

(بقیہ صفحہ ۱۲۱) (زیادتی ہو تو تیری ہی طرف سے ہو اور) تو میرا اور اپنا (دونوں کا) گناہ سمیٹے اور دوزخیوں میں (جا شامل) ہو اور ظالموں کی یہی سزا ہے اس پر بھی اس کے (یعنی قابیل کے) نفس نے اس کو اپنے بھائی کے مار ڈالنے پر آمادہ کیا (چنانچہ) آخر کار اس کو مار ڈالا اور آپ ہی گھاٹے میں آگیا اس کے بعد اللہ نے ایک کوا بھیجا وہ زمین کو کریدنے لگا تاکہ اس کو (یعنی قابیل کو) دکھائے کہ اسے اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی اس کی لاش) کو کیونکر چھپانا چاہیئے چنانچہ وہ کوے کو زمین کریدتے دیکھ کر بول اٹھا ہائے میری شامت کیا میں (ایسا) گیا گزرا ہوا کہ (بلا سے) اس کوے (ہی) جیسا (ہوشیار) ہوتا تو اپنے بھائی کی فضیحت (یعنی لاش) کو تو چھپا دیتا الغرض وہ اپنے کیے سے بہت ہی پشیمان ہوا ۱۲

بخل

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ۚ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝ (آل عمران ۱۸۰ پارہ ۴)

اور جن لوگوں کو خدا نے اپنے فضل (و کرم) سے (مقدور) دیا ہے اور وہ (راہ خدا) اس (کے خرچ کرنے) میں بخل کرتے ہیں وہ اس (بخل) کو اپنے حق میں بہتر نہ سمجھیں (بہتر نہیں) بلکہ وہ ان کے حق میں بدتر ہے (کیونکہ) جس (مال) کا بخل کرتے ہیں عنقریب قیامت کے دن اس کا طوق بنا کر ان کے گلے میں پہنایا جاوے گا اور آسمان و زمین (آخر کار سب) کا وارث اللہ ہی ہے اور جو کچھ (بھی تم لوگ) کر رہے ہو اللہ کو اس کی (سب) خبر ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْيَتٰمٰی وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَا ۝

اور (مسلمانو) اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھیراؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابت والے پڑوسیوں اور اجنبی پڑوسیوں اور پاس کے بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضے میں ہیں ان (سب) کے ساتھ سلوک کرتے رہو اللہ ان لوگوں کو دوست نہیں رکھتا جو اترائیں (اور) بڑائی مارتے پھریں

الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَيَكْتُمُونَ مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ ۗ وَأَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا (النساء ع ۶ پارہ ۵)

(جو) آپ بخل کریں (سو کریں دوسرے) لوگوں کو بھی بخل کرنے کی صلاح دیں اور اللہ نے اپنے فضل سے اُن کو جو کچھ دے رکھا ہے اُس کو چھپائیں اور ہم نے اُن لوگوں کے لیے جو (ہماری نعمتوں کی) ناشکری کریں ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ ۚ وَإِن تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۝ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۝ هَا أَنتُمْ هَٰؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِنكُم مَّن يَبْخَلُ ۖ وَمَن يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَن نَّفْسِهِ ۚ وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَأَنتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِن تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُم

(محمد ع ۴ ---- پارہ ۲۶)

(مسلمانو! یہ) دنیا کی زندگی (جو ہے) تو بس نرا کھیل اور تماشا ہے اور اگر (خدا پر) ایمان رکھو گے اور پرہیزگاری کرتے رہو گے تو وہ تم کو تمہارے اجر عنایت کرے گا اور (اپنے لیے) تمہارے مال تم سے نہیں طلب کرے گا اور بالفرض اگر وہ تم سے (اپنے لیے) تمہارے مال طلب کرے اور تم کو چمٹے تو تم (ضرور) بخل کرو اور اس سے تمہاری دلی عداوتیں ظاہر ہوں **ف۱** تم (اگرچہ سن رکھو کہ (خدا کو تو تم کیا دو گے) تم (تو) ایسے (دل کے تنگ) ہو کہ تم کو خدا کی راہ میں (اپنے قومی فائدے کے لیے) خرچ کرنے کو بلایا جاتا ہے اس پر بھی تم میں ایسے (بہتیرے) ہیں جو بخل کرتے ہیں اور جو بخل کرتا ہے تو حقیقت میں خود اپنے سے بخل کرتا ہے ورنہ اللہ تو بے نیاز ہے اور تم (اس کے) محتاج ہو اور اگر تم (حکم خدا سے) روگردانی کرو گے تو (خدا) تمہارے سوا دوسرے لوگوں کو تمہاری جگہ لا بٹھائے گا اور وہ تم جیسے (تنگ دل بھی) نہیں ہوں گے +

مَا أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِّن قَبْلِ أَن نَّبْرَأَهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ لِّكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ

(لوگو!) جتنی (مصیبتیں) روئے زمین پر نازل ہوتی ہیں اور (خود) تم پر نازل ہوتی ہیں (وہ سب) اُن کے پیدا کرنے سے پہلے ہم نے کتاب (لوح محفوظ) میں لکھ رکھی ہیں اور بے شک یہ اللہ کے نزدیک (ایک) سہل (سی بات) ہے (اور یہ ہم نے تم کو) اس لیے (جتا دیا ہے) کہ کوئی چیز تم سے جاتی رہے تو اس کا رنج نہ کرو

ف۱ عداوت سے مراد یا تو وہ عداوت ہے جو عموماً ہر ایک بخیل کو سائل سے ہوتی ہے یا یہاں وہ عداوتیں مراد ہوں جو پہلے سے مسلمانوں کے ساتھ اُن لوگوں کے دلوں میں تھیں۔

وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۝ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ (الحدید ع ۳ پارہ ۲۷)

اور کوئی نعمت خدا تم کو عطا کرے تو اس پر اتراؤ مت ف۱ اور اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا کہ یہ (ایک تو آپ) بخل کریں اور (دوسرے لوگوں) کو بخل کی ترغیب دیں اور جو شخص (ان نصیحتوں سے) رُوگردانی کرے گا تو کچھ شک نہیں کہ اللہ بے نیاز (اور ہر حال میں) سزاوار حمد (و ثنا) ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِّنَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْجَنَّةِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّاسِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّارِ وَالْبَخِيْلُ بَعِيْدٌ مِّنَ اللّٰهِ بَعِيْدٌ مِّنَ الْجَنَّةِ بَعِيْدٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِّنَ النَّارِ وَلَجَاهِلٌ سَخِيٌّ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَابِدٍ بَخِيْلٍ ۔ (ترمذی)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی خدا سے (یعنی اُس کی رحمت اور رضا سے) قریب ہے جنت سے قریب ہے (کہ جلد اُس میں داخل ہو جائے) لوگوں سے قریب ہے (کہ وہ اس سے محبت کرتے ہیں) دوزخ سے دُور ہے اور بخیل خدا سے دُور جنت سے دُور لوگوں سے دُور دوزخ سے قریب ہے اور سخی جاہل خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عابد ع۲ سے۔

عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَصْلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِیْ مُؤْمِنٍ اَلْبُخْلُ وَسُوْءُ الْخُلُقِ (ترمذی)

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو خصلتیں کسی ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں بخل اور بدخلقی

عَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ خَبٌّ وَّلَا بَخِيْلٌ وَّلَا مَنَّانٌ (ابو داؤد)

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دھوکا دینے والا اور بخیل اور دے کر احسان جتانے والا (یہ تینوں شخص) جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ يَّوْمٍ يُّصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ

ابوہریرہ رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر دن کی صبح کو دو فرشتے (آسمان سے) اُترتے ہیں

ف۱ یعنی کوئی چیز جاتی رہی تو وہ بھی ایک تقدیری بات ہے اور اگر کوئی نعمت حاصل ہوگئی تو بے استحقاق سابق محض خدا کی دین ہے نہ نتیجہ سعی و کوشش تو پھر اترانے کا کیا محل ہے ۱۲ +

ع۲ ظاہر استقابلہ چاہتا تھا کہ یوں کہا جاتا سخی جاہل خدا کو بہت پیارا ہے بخیل عالم سے مگر چونکہ عبادت نتیجہ علم ہے عالم کو عابد فرمایا ۱۲

يَقُولُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَيَقُولُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا (صحیحین)

ان میں کا ایک کہتا ہے خداوندا! خرچ کرنے والے کو عوض اور زیادتی مال عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے الٰہی انجیل کو ہلاکت و بربادی نصیب کر۔

عَنْ اَسْمَاءَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْفِقِي وَلَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ وَلَا تُوعِي فَيُوعِيَ اللّٰهُ عَلَيْكِ اِرْضَخِي مَا اسْتَطَعْتِ ۞ (صحیحین)

اسماء (حضرت ابوبکر کی بیٹی۔ زبیر بن العوام کی بی بی جو صحابیات کی فہرست میں ایک جلیل القدر صحابیہ ہیں) کہتی ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسماء! راہ خدا میں خرچ کر ڈال اور گن مت (اگر تو گن گن کرے گی تو خدا بھی تجھے گن کر دے گا اور مال کو سینت سینت کر مت رکھ ورنہ خدا بھی اپنا مال تجھ سے روک لے گا دے جہاں تک تجھ میں گنجائش ہو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ ۞ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) ظلم سے بچو کیونکہ قیامت کے روز ایک ظلم متعدد اندھیریوں کا سبب ہو جائے گا اور بخل سے بھی بچو کیونکہ بخل نے تم سے پہلے لوگوں کو نیست و نابود کر دیا ہے اس نے اُن کو باہمی خونریزی پر برانگیختہ کیا اور اسی کی وجہ سے انھوں نے خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کر لیا۔

ف بخل کو باہمی خونریزی اور خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال کرنے کا باعث اس سے فرمایا کہ مال کے خرچ کرنے سے باہم میل جول اور اتحاد بڑھتا ہے اور بخل سے لوگ متنفر ہو کر بخیل سے ترک ملاقات کرتے ہیں بخیل بھی تنفر اور ترک ملاقات سے مضی الی المعادات ہوتی اور باہمی عداوت قتل و خونریزی کی موجب ۱۲

اسراف

وَهُوَ الَّذِيْ اَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّغَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفًا اُكُلُهٗ وَالزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّغَيْرَ مُتَشَابِهٍ ۭ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ اِذَآ اَثْمَرَ

اور وہی (قادر مطلق) ہے جس نے باغ پیدا کیے (بعض تو ٹٹیوں پر) چڑھائے ہوئے (جیسے انگور کی بیلیں) اور (بعض) نہیں چڑھائے ہوئے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن کے پھل مختلف قسموں کے ہوتے ہیں اور زیتون اور انار (کہ بعض تو صورت شکل مزے میں) ایک دوسرے سے ملتے جلتے (رہیں) اور (بعض) نہیں (بھی ملتے جلتے (لوگو) یہ سب چیزیں جب پھلیں ان کے پھل (بے

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (انعام ع ۱۷ پارہ ۸)	اور (ان نعمتوں کے شکریئے میں) ان کے کاٹنے (اور توڑنے) کے دن حق اللہ (یعنی زکوٰۃ اُس میں سے) دے دیا کرو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ فضول خرچی کرنے والوں کو خدا پسند نہیں کرتا۔
يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ۝ (الاعراف ع ۳ پارہ ۸)	اے بنی آدم ہر ایک نماز کے وقت (لباس وغیرہ سے) اپنے تئیں آراستہ کر لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچیاں نہ کیا کرو کیونکہ خدا فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔
وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۳ پارہ ۱۵)	اور (اے پیغمبر) رشتہ دار اور غریب اور مسافر (ہر ایک) کو اُس کا حق پہونچاتے رہو اور (دولت کو) بیجا مت اُڑاؤ (کیونکہ دولت کے) بیجا اُڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ہی ناشکر ہے ف

ف شیطان گروہ ملائکہ میں سے تھا اُس نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور خدا کی نافرمانی کی اسی طرح مال بھی خدا کی نعمت ہے اور جو اُس کو بیجا اُڑائے وہ اُس کی قدر نہیں کرتا تو وہ نعمت کی قدر نہ جاننے میں شیطان کا بھائی ہوا اور دولت بیجا اُڑائی جاتی ہے تو اکثر شیطانی حرکات اور ممنوعاتِ شرعیہ میں اُڑائی جاتی ہے اِس اعتبار سے بھی دولت کے بیجا اُڑانے والے شیطان کے بھائی ٹھیرے کہ اس کے کہنے پر چلے ۱۲

من المترجم اسراف صرف یہی نہیں کہ آدمی آمدنی سے زیادہ خرچ کرے بلکہ بیجا خرچ کرنا تھوڑا ہو یا بہت وہ بھی اسراف ہے اسراف کے مذموم ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اسراف اِس بات کی دلیل ہے کہ مسرف نعمتِ خدا کی قدر نہیں کرتا اور قدر نہ کرنا عین کفرانِ نعمت ہے۔ مسلمانوں میں اسراف کا مرض عام ہے شاید ہی کوئی متنفس اس سے بچا ہو گا۔ اسراف کا ہونا متفرع ہے دولت کے ہونے پر اور مسلمان فی مقابلۃ اقوام اُخر عموماً بے دولت ہیں بااینہمہ وہ مُسرف ہیں۔ بے دولت ہیں اس لیے کہ کچھ تو سرے سے دولت کے حاصل کرنے ہی کو خلافِ دینداری سمجھتے ہیں اور جو اتنے متعصب نہیں وہ دولت کے حاصل کرنے کے لیے سعی کرتے ہیں بھی تو سعیٔ نامشکور "کچھ ناچ جانیں اور کچھ آنگن ٹیڑھا"۔ دولت کے کمانے کا کسی کو سلیقہ ہی نہیں مفلس ہوا ہی چاہیں۔ ہاں گنتی کے ایسے تو ہیں جن کے بزرگ کچھ دولت چھوڑ مرے ہیں تو مالِ مفت دلِ بے رحم وہ اُس کا رکھ رکھاؤ نہیں جانتے خدا جانے مالِ حرام بود یا نہ بود مگر بجائے حرام رفت تو ہو رہا ہے اصل مسرف تو یہ ہیں مگر ہم نے مفلسوں کو بھی مُسرفوں کے ساتھ لتھیڑا ہے تو وہ اس وجہ سے کہ جتنا بن پڑتا ہے اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ[1] سے متجاوز ہو کر تن آسانی میں یا رسم و رواج نامشروع کی پابندی میں یا نام و نمود اور شیخی میں خرچ کرتے ہیں یا راہ خدا بھی دیتے ہیں تو نااہلوں کو جن کا کمایا باپ نہ پُن اور ایسوں کے دینے سے قوم میں کاہلی اور بے غیرتی کی تحریک و ترغیب اور ترقی ہو رہی

[1] اور (اے پیغمبر لوگوں سے) اپنے پروردگار کے احسانات کا تذکرہ کرتے رہنا کہ یہ بھی شکر گزاری کا ایک طریقہ ہے ۱۲

ہے سو الگ۔ نیکی برباد گناہ لازم۔ آسراف کا تو مقابل کہو ضد کہو بخل ہے تو جس طرح تونگری اور افلاس کے درجے ہیں اسی طرح اسراف اور بخل کے یعنی ہر شخص کا معیارِ اسراف و بخل جداگانہ ہے۔ حسد اور نظرِ بد کے ڈر سے کوئی اپنی دولت کا بھانڈا نہیں پھوڑا کرتا۔ اور لوگ ہیں کہ اپنی معرفت والوں کا خیالی اٹکل پچو جمع و خرچ لکھتے رہتے اور کسی کو مسرف کسی کو بخیل ٹھیراتے ہیں آسراف اور بخل کا ٹھیک حساب تو خدا کے یہاں چل کر ہوگا اِنْ کَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ مگر کوئی شخص اپنے طور پر اپنے خرچ کا احتساب کرنا چاہے تو جانچ کا گُر یہ ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کے ادا کرنے میں مضایقہ کرنا بخل ہے اور واضح ہو کہ عباد میں سے ایک عبد یہ خود بھی ہے اس کے نفس کے بھی حقوق ہیں وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا۔ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا۔ اول خویش بعدہ درویش۔ یہ بات ہم نے اس سے جتائی کہ بعضے کنجوس۔ مکھی چوس ہوتے سلتے آپ بھی تنگی سے بسر کرتے ہیں۔ بھلا اس خصلت کے آدمی دوسروں کو کیا دیں ان سے بڑھ کر وہ ہیں جو کسی کا دینا نہ دیکھ سکیں تقاضائے وقت تو یہ ہے کہ مسلمان بہ نسبت بخل کے اسراف کے بارے میں نصیحت کے زیادہ محتاج ہیں وَبَعْضُ الشَّرِّ اَهْوَنُ مِنْ بَعْضٍ مگر پھر بھی بخل ہے تو خصلتِ مذموم۔ تو دیکھنا چاہیئے کہ بخل طبیعت میں کیونکر پیدا ہوتا ہے۔ بخل پیدا ہوتا ہے دون ہمتی سے ناامیدی سے یعنی بخیل آدمی آیندہ کی خوش حالی اور فارغ البالی کی طرف سے ناامید ہو کر اُس کے لیے ذخیرہ کرتا ہے اور بجائے اس کے کہ آیندہ کے لیے کوشش اور تدبیر کرے ہمت ہار بیٹھتا ہے حالانکہ نقد را بہ نسیہ گزاشتن کارِ خردمنداں نیست ؎

مزن فالِ بد کاورد حالِ بد　　مبادا کسی کو زند فالِ بد

ایک عالم اس خبط میں مبتلا ہے کہ اولاد کے لیے اندوختہ کرتے ہیں یہ نادان دوست درحقیقت دوستی کی جگہ ان کے ساتھ دشمنی کرتے ہیں۔ اولاد کے لیے بہترین ذخیرہ جو آدمی کر سکتا ہے یہ ہے کہ اولاد کو لائق بنائے۔ ان کو کوشش کرنا سکھائے ہم جدھر آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہیں امیروں کے خاندانوں کو پاتے ہیں کہ تباہ ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ وجہ کیا کہ دولت کا کمانا تو درکنار اولاد کو دولت کی روک تھام کا سلیقہ تک نہیں سکھایا جاتا۔

خیانت

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ اَنْ يَّغُلَّ ۚ وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ (آل عمران ع ۲۷ پارہ ۴)

اور پیغمبر کی شان سے (نہایت) بعید ہے کہ پیغمبر ہو کر خیانت کرے اور جو (جُرمِ) خیانت کا مرتکب ہوگا تو جو چیز خیانت کی ہے قیامت کے دن (خدا کے رُوبرو بعینہٖ وہی چیز) اُس کو لا حاضر کرنی ہوگی پھر جس نے جیسا کیا ہے اُس کو اُس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور کسی پر کسی طرح کا زور (و) ظلم نہیں ہوگا ف۱

ع۵ اس باب کے ساتھ فضائلِ قوت شہویہ کے عنوان امانت کو پڑھو وہاں خیانت کے متعلق بھی بہت کچھ بیان آچکا ہے اور اسی وجہ سے یہاں صرف دو آیتوں اور دو حدیثوں پر اکتفا کیا گیا ۱۲ ف۱ یہ شاید اُس واقعے کی طرف اشارہ ہو کہ جنگِ بدر میں جو لُوٹ کا مال مسلمانوں کو ہاتھ لگا تھا اور وہ ایک جگہ جمع کیا جا رہا تھا کہ آخر کار فوج میں تقسیم کر دیا جائے گا اُس میں سے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿الانفال ع۳ پارہ ۹﴾	مسلمانو! اللہ اور رسول کی (امانت میں) خیانت نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں خیانت کرو اور تم تو (خیانت کے وبال سے) واقف ہو ف
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اٰیَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰی وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ (صحیحین)	حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا منافق کی تین علامتیں ہیں اگرچہ وہ روزہ رکھتا اور نماز پڑھتا اور اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو (۱) جب بات کہے جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے خلاف کرے (۳) جب اُس کے پاس اُمانت رکھی جائے خیانت کرے
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَدِّ الْاَمَانَةَ اِلٰی مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ (ابو داؤد ...... ترمذی)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے شخص) تو اُس کی امانت کو ادا کر دے جس نے تیرے پاس امانت رکھوائی ہے اور جو شخص تیری خیانت کرے تو اُس کی خیانت نہ کر۔

ف جب مسلمانوں اور کافروں میں لڑائی ٹھن گئی تو اُس وقت تک مسلمانوں کے عزیز و قریب مکے میں تھے اور یہاں لڑائی کے مشورے ہوتے تھے اور ضرور تھا کہ یہ مشورے کافروں پر ظاہر نہ ہوں مسلمانوں میں امانت رہیں مال اور اولاد کے پاس خاطر سے یہاں کے ان مشوروں کے ظاہر کر دینے کو خدا اور رسول کی خیانت فرمایا ۱۲

بہتان

وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓئَةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـئًا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء ع۱۶ پارہ ۵)	اور جو شخص کسی خطا یا گناہ کا مرتکب ہو پھر وہ اپنے قصور کو کسی بے گناہ پر تھوپ دے تو اُس نے بہتان اور گناہ صریح کا بوجھ اپنی گردن پر لادا۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۙ يَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَيْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَاَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	جو لوگ پاکدامن عورتوں پر (زنا کی) تہمت لگاتے ہیں جو بیچاریاں ایسی باتوں سے محض بے خبر (ہیں اور) ایمان رکھتی ہیں ایسے لوگ دنیا اور آخرت (دونوں) میں ملعون ہیں اور (قیامت کے دن) اُن کو بڑا (سخت) عذاب ہوگا جب کہ ان کے مقابلے میں اُن کی زبانیں اور اُن کے ہاتھ اور اُن کے پاؤں اُن کے عملوں کی گواہی دیں گے

يَوْمَئِذٍ يُوَفِّيهِمُ اللّٰهُ دِينَهُمُ الْحَقَّ وَيَعْلَمُونَ أَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ الْمُبِينُ ۝ (نور ع۳ پ۱۸)

(اور) اُس دن اللہ ان کو پورا پورا واجب بدلہ دے گا اور جان لیں گے کہ اللہ ہی سچا اور سچ کو سچ کر دکھانے والا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا ۝ (الاحزاب ع۷ پ۲۲)

جو لوگ اللہ اور اُس کے رسول کو (کسی طرح کی) ایذا دیتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت (دونوں) میں خدا کی پھٹکار ہے اور خدا نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے اور جو لوگ مُسلمان مردوں اور مُسلمان عورتوں کو بے اس کے کہ اُنھوں نے قصور کیا ہو ناحق کی تہمت لگا کر ایذا دیتے ہیں تو (وہ جھوٹ) طوفان اور صریح گناہ کا بوجھ (اپنی گردن پر) لیتے ہیں۔

من المترجم۔ بہتان بھی جھوٹ کی ایک شاخ ہے مگر جھوٹ سے بدتر۔ اور اسی واسطے اس کی سزا بھی جھوٹ سے سخت تر ہے۔ جھوٹ کے متعلق ہم اسی حصے میں کہیں بہت کچھ لکھ آئے ہیں اور وہی بہتان کے لیے بھی بس کرتا ہے۔ مگر ان دونوں آیتوں کا مطلب عام کرنے کے لیے ہمیں اس قدر کہنے کی ضرورت ہے کہ مفسروں کے نزدیک یہ دونوں آیتیں یہود و نصاریٰ اور مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی ہیں کہ یہ تینوں گروہ خدا اور رسول خدا کی طرف اُن نالائق باتوں کو منسوب کرتے جو خدا اور رسول خدا کی شان کے لائق نہیں اُن کو ایذا دیتے تھے۔ مثلاً یہود خدا کی شان میں کہتے تھے ید اللہ مغلولۃ اور ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء اور عزیر ابن اللہ اور نصاریٰ مسیح کو ثالث ثلاثہ اور ابن اللہ بتاتے تھے اور مشرکین فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور رسول خدا کو کبھی شاعر کبھی ساحر کبھی کاہن کبھی دیوانہ بتاتے اور صفیہ[1] کے نکاح میں پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن کرتے تھے لیکن ہمارے نزدیک دونوں آیتیں عام ہیں اور ان کا مفہوم اُن تمام لوگوں کو شامل ہے جو خدا اور رسول خدا کی نسبت طعن آمیز باتیں مُونہ سے نکالتے ہیں اور عجب نہیں کہ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو جس کا بیان مفصل قرآن کی سورۂ نور میں اور بیان مجمل اس کتاب کے حصۂ دوم احترام ازواج مطہرات کے عنوان میں گزر چکا۔

[1] صفیہ۔ حیی بن اخطب رئیس خیبر کی بیٹی تھیں۔ پیغمبر صاحب نے خیبر فتح کیا اور وہاں کے مرد و عورت بندی میں آئے تو دحیہ بن خلیفہ صحابی نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ ان قیدیوں میں سے مجھے ایک لونڈی دے دیجیے۔ پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جاؤ جون سی لونڈی چاہو لے لو۔ دحیہ نے صفیہ کو پسند کیا۔ اور انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔ اتنے میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ دحیہ جس لونڈی کو لے گئے ہیں حیی بن اخطب کی بیٹی قریظہ اور نضیر کی سردار صفیہ ہے۔ وہ آپ کے لائق ہے نہ دحیہ کے۔ پیغمبر صاحب نے دحیہ کو بلا کر فرمایا کہ صفیہ کو چھوڑ دو اور اس کی جگہ اور لونڈی لے لو۔ دحیہ نے ایسا ہی کیا۔ پیغمبر صاحب نے صفیہ کو آزاد کر کے اُن سے نکاح کر لیا۔ کیونکہ اُن کی دلجوئی بجز اس کے کہ پیغمبر صاحب انھیں اپنے نکاح میں لائیں اور کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی تھی۔ اسپر منافقوں اور یہودیوں نے پیغمبر صاحب پر طرح طرح کے طعن

دیباچہ

اخلاق اور آداب کے باہم ایک دوسرے سے ممتاز ہونے میں لوگوں نے بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں مگر ہم حقوق اور اخلاق اور آداب کا باہمی فرق فرائض اور سُنن اور نوافل کی ہیلی اور تصویر کے خاکے اور خط و خال اور رنگ و روغن کی دوسری مثال دے کر اس سے پہلے حقوق العباد کے خاتمے میں سمجھا چکے ہیں اِس حصّے کے مضامین پڑھتے وقت اس کا خیال رہے یعنی جس طرح فرائض اور سُنن اور نوافل سب نماز میں اسی طرح حقوق (حقوق اللہ ہوں یا حقوق العباد) ضرورت کے درجے میں ہیں۔ اخلاق احتیاط کے اور آداب مزید احتیاط یعنی عمدگی کے اور ہیں سب طور و طریق زندگی۔ یا یوں کہو کہ آداب اور اخلاق دونوں تکمیل ہیں حقوق کی چنانچہ ہم نے آگے چل کر جلوس و نوم کے آداب میں اس کو ظاہر بھی کر دیا ہے کہ "بااینہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق و آداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں ہم نے مختصر پسندوں کے لیے ہر ایک اَدب کو کسی نہ کسی خُلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق و حقوق میں ملا دیا ہے۔ پھر اخلاق کو پہلے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرّت کے ذیل میں اور پھر جلبِ منفعت اور دفعِ مضرّت کو ایک حفظِ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر لے آئے اور یُوں بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے۔ ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اِس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگ دل ہونے کے غالباً خوش ہو گے" لگتے ہاتھ ہم نے اِتنا اور کیا کہ فہرستِ مضامین کے علاوہ ان تعلقات کی ایک مختصر سی فہرست بنا کر آداب کے شروع میں لگا دی جس سے پڑھنے والوں کو صاف طور پر معلوم ہو جائے گا کہ فلاں اَدب کو فلاں فلاں حق یا خُلق کے ساتھ تعلق ہے۔ الغرض اس حصّے میں جتنے آداب ہیں سب کو حقوق یا اخلاق کا تکملہ سمجھنا چاہیئے۔ اور اسی لیے ہم نے اخلاق کو حقوق کے اور آداب کو اخلاق کے پیچھے رکھا اور آداب ہی پر کتاب کو ختم کر دیا۔

وَلِلّٰہِ الحَمدُ

کتاب الآداب

آداب العقیقہ والتسمیہ

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ + (ترمذی)

ابورافع (جو پیغمبر صاحب کے غلام آزاد تھے) کہتے ہیں کہ جس وقت حسن بن علیؓ بطن فاطمہؓ سے پیدا ہوئے تو میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے اُن کے کان میں اذان دی جیسے نماز کی اذان دی جاتی ہے ف

ف بعض سلف سے منقول ہے کہ مولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے (اذان اور تکبیر میں جو فرق ہے وہ اور ان دونوں کے تراجم حصۂ اوّل حقوق اللہ کے باب الصلوٰۃ عنوانِ اذان کی فضیلۃ اور اُس کے احکام میں ملاحظہ ہوں) اور یہ بھی آیا ہے کہ مولود کے کان میں آیۂ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھی جائے اور آیۃ ہو یا اذان و تکبیر ہو یہ ایک طرح کا تفاؤل ہے کہ مولود کے کان میں سب سے پہلے توحید اور اقرارِ رسالت کی آواز پونہچے جو اسلامی شریعت کا ایک اہم اور ضروری مسئلہ ہے تاکہ وہ بڑا اور مکلف بالشرائع ہو کر اُس کا معتقد اور اس پر عامل ہو گو اس وقت سمجھے نہیں ۱۲

سلہ یہ آیت جزو ہے اُس قصّے کا جو عمران کی بی بی حنّہ سے حضرت مریم علیہا السلام کی ولادت کے وقت ظہور میں آیا پورا قصّہ یہ ہے اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَاۤ اُنْثٰى وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَ لَیْسَ الذَّكَرُ كَالْاُنْثٰى وَ اِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَ اِنِّیْۤ اُعِیْذُهَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یعنی ایک وقت تھا کہ عمران کی بی بی نے (خدا کی جناب میں) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اُس کو میں (دنیا کے کام کاج سے) آزاد کرکے تیری نذر کرتی ہوں تو میری طرف سے (یہ نذر) قبول فرما کہ تو (سب کی) سنتا (اور سب کی نیتوں کو) جانتا ہے پھر جب اُنھوں نے بیٹی جنی اور اللہ کو خوب معلوم تھا کہ اُنھوں نے کس بچے کو (بیٹی) جنی ہے (اور وہ اُس کی حقیقت سے واقف نہ تھیں) تو لگیں کہنے کہ اے میرے پروردگار (اب کیا کروں) میں نے تو یہ لڑکی جنی ہے اور لڑکا لڑکی کی طرح (گیا گزرا) نہیں ہوتا اور میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے اور میں اس کو اور اس کی نسل کو شیطانِ مردود کے (اغوا سے) تیری پناہ میں دیتی ہوں ف مریم علیہا السلام کی والدہ نے نذر کرتے وقت یہ سمجھا تھا کہ بیٹا ہوگا اس کو دنیا کے کاموں سے آزاد کرکے خانہ خدا کی خدمت کے لیے چھوڑ دوں گی بیٹی ہوئی تو اُن کو تردّد ہوا کہ دنیا ہو یا دین عورت تو مرد کی برابری ہو نہیں سکتی میری نذر پوری ہو تو کیونکر ہو لیکن خدا کو منظور تھا کہ اُن کے بطن پاک سے

عَنِ الْحَسَنِ عَنْ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْغُلَامُ مُرْتَھَنٌ بِعَقِیْقَتِہٖ تُذْبَحُ عَنْہُ یَوْمَ السَّابِعِ وَیُحْلَقُ رَاْسُہٗ وَیُسَمّٰی + (ترمذی)

حسن (بصری تابعی) سمرہ سے (جو ایک مشہور صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ اپنے عقیقے کے عوض گروی ہے (اور عقیقہ یہ ہو کہ) اُس (بچے) کی طرف سے ساتویں روز قربانی کی جائے اور اُس کا مونڈن کیا جائے اور نام رکھا جائے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ عَقَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحَسَنِ بِشَاةٍ وَّقَالَ یَا فَاطِمَةُ احْلِقِیْ رَاْسَہٗ وَتَصَدَّقِیْ بِزِنَةِ شَعْرِہٖ فِضَّةً فَوَزَنَّاہُ فَکَانَ وَزْنُہٗ دِرْھَمًا اَوْ بَعْضَ دِرْھَمٍ (ترمذی)

محمد باقر (یعنی زین العابدین کے بیٹے امام حسین کے پوتے) حضرت علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے حسنؑ کی طرف سے ایک بکری عقیقے میں ذبح کی اور فرمایا فاطمہؓ! اس (بچے) کا سر منڈا ڈالو اور بالوں کے برابر چاندی تول کر خیرات کر دو (گھر والے کہتے ہیں کہ) جب ہم نے بالوں کو تولا تو درہم یا درہم سے کچھ کم تھے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُؤْتٰی بِالصِّبْیَانِ فَیُبَرِّکُ عَلَیْھِمْ وَیُحَنِّکُھُمْ + (مسلم)

ام المومنین بی بی عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ (نوزائیدہ) بچے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے جاتے تو آپ اُن کے لیے برکت کی دعا کرتے اور کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبا کر اُن کے حلق میں ڈالتے (اسی کو تحنیک کہتے ہیں) ف۱

ف۱ عقیقے کے متعلق مزید تفصیل کی ضرورت ہو تو حصّۂ دوم حقوق العباد کے باب حقوق اولاد کے عنوان عقیقہ کو پڑھو ۱۲

من المترجم بچہ بطن مادر میں خون حیض سے پرورش پاتا ہے اور وضع حمل سے پہلے کا فضلہ اُس کی انتڑیوں میں جمع رہتا ہے۔ تحنیک ہلکا سا مُسہل ہے تاکہ بچے کا پیٹ صاف ہو۔ ہمارے مُلک میں شہد چٹاتے ہیں اور پھر گُھٹی دیتے ہیں اور یہ بچے کی حفظ تندرستی کی پہلی تدبیر ہے۔

آداب الاسامی

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْھَا زَوْجَھَا لِیَسْکُنَ اِلَیْھَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰھَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِہٖ ۚ فَلَمَّآ

(لوگو!) وہی (قادر مطلق) ہے جس نے تم کو تن واحد (آدم) سے پیدا کیا اور اُسی کی جنس کا اُس کا جوڑا بنایا تاکہ مرد عورت کی طرف رغبت کرے تو جب مرد عورت سے لپٹ جاتا ہے تو عورت کو ایک ہلکا سا حمل رہ جاتا ہے پھر اُس حمل کو لیے لیے پھرتی ہے پھر

أَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (الاعراف ۲۴۶ پارہ ۹)

جب (حمل کی وجہ سے عورت زیادہ) بوجھل ہو جاتی ہے تو دمیاں بی بی) دونوں مل کر خدا سے کہ (وہی) اُن کا پروردگار ہے دعا مانگتے ہیں کہ (اے خدا) اگر تو ہم کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرے گا تو ہم تیرا بڑا احسان مانیں گے پھر جب (خدا) اُن کو (جیتا جاگتا) پورا بچہ عنایت کرتا ہے تو اُس (اولاد) میں جو خدا نے اُن کو عنایت کی تھی خدا کے شریک بنانے لگتے ہیں ف۱ سو اُن کے شرک سے خدا کی شان بہت اونچی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ اَسْمَآئِكُمْ اِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ۔ (مسلم)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمہارے سب ناموں میں بہت پیارا نام خدا کے نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمن ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمِّيَنَّ غُلَامَكَ يَسَارًا وَّلَا رَبَاحًا وَّلَا نَجِيْحًا وَّلَا اَفْلَحَ فَاِنَّكَ تَقُوْلُ اَثَمَّ هُوَ فَلَا يَكُوْنُ فَيَقُوْلُ لَا ۔ (مسلم)

جندب کے بیٹے سمرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (سمرہ!) تو اپنے غلام کا نام یسار نہ رکھ اور نہ رباح اور نہ نجیح اور نہ افلح کیونکہ تو اپنے اہل خانہ سے مثلاً پوچھے گا کہ کیا وہ (یعنی مثلاً یسار یا افلح) یہاں ہے اور فرض کرو نہیں ہے تو اہل خانہ مثلاً تیرے جواب میں کہیں گے کہ یہاں یسار یا افلح نہیں ہے ف۲

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ف۱ یعنی اولاد کو غیروں کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ فلاں پیر اور فلاں ولی پیغمبر نے ہم کو یہ اولاد دی ہے چنانچہ اُن کے نام بھی ویسے ہی رکھتے ہیں جیسے پیر بخش سالار بخش نبی بخش عبد النبی۔ عبد الرسول۔ بندہ علی وغیرہ۔ حدیث میں آیا ہے کہ لوگوں کے ناموں میں عبد اللہ اور عبد الرحمن دو نام خدا کو بہت پسند ہیں ۱۲

ف۲ یسار مشتق ہے یسر سے اور یُسر کہتے ہیں آسانی اور توفیق اور تونگری اور فراخی کو اور رباح ماخوذ ہے ربح بمعنے سود و منفعت سے نجیح لیا گیا ہے نجح سے اور نجح کہتے ہیں مبارکی اور پیروزی کو افلح مشتق ہے فلاح سے اور فلاح کے معنے ہیں رستگاری تو اگرچہ ان اسماء کے ساتھ نام رکھنا بلحاظ معنے درست بلکہ اولیٰ ہے مگر چونکہ بعض مواقع پر فال بد اور مکروہ معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا اس لیے ادب کا تقاضا ہے کہ ایسے نام رکھیں سے مزن فال بد کا ورد حالِ بد نہ مبادا کسے کو زند فالِ بد ۱۲

اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ اللّٰهِ اِسْمُ رَجُلٍ يُّسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ ✦ (بخاری)

قیامت کے روز خدا کے نزدیک تمام ناموں میں بدترین نام اُس شخص کا نام ہے۔ جو شاہنشاہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اَغْيَظُ رَجُلٍ عَلَى اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَخْبَثُهٗ كَانَ يُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ لَا مَلِكَ اِلَّا اللّٰهُ ✦

مُسلم کی روایت میں یُوں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا قیامت کے روز خدا کے نزدیک سب سے زیادہ خبیث اور سب سے بڑھ کر خدا کو غصّے میں لانے والا وہ شخص ہوگا جو دنیا میں شاہنشاہ کے نام سے پُکارا جاتا تھا (کیونکہ خدا کے سوا کوئی بادشاہ نہیں)

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَتْ سُمِّيْتُ بَرَّةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ سَمُّوْهَا زَيْنَبَ ✦ (مسلم)

اَبو سلمہ کی بیٹی زینب کہتی ہیں کہ ابتدا میں میرا نام برّہ (نیکوکار) رکھا گیا تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تم اپنی تعریف نہ کرو تم میں جو نیکوکار ہیں خدا اُنھیں خوب جانتا ہے (برّہ نام رکھنے میں تزکیہ نفس اور اپنی تعریف پائی جاتی ہے) تم برّہ کا نام زینب رکھو

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنَّ بِنْتًا كَانَتْ لِعُمَرَ يُقَالُ لَهَا عَاصِيَةُ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمِيْلَةَ ✦ (مشکوٰۃ)

اِبن عمر کہتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک لڑکی تھی جسے (نافرمان) کہا جاتا تھا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کا نام جمیلہ رکھا

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ يَا عَبْدِيْ وَاَمَتِيْ كُلُّكُمْ عَبِيْدُ اللّٰهِ وَكُلُّ نِسَائِكُمْ اِمَاءُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ غُلَامِيْ وَجَارِيَتِيْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَلَا يَقُلِ الْعَبْدُ رَبِّيْ وَلٰكِنْ لِّيَقُلْ سَيِّدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهٖ مَوْلَايَ فَاِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ (مسلم)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے مملوک کو یَا عَبْدِیْ (اے میرے بندے) اور یَا اَمَتِیْ (اے میری کنیزک) کہہ کر نہ پکارے درحقیقت تم سب کے سب بندۂ خدا ہو اور تمھاری سب عورتیں خدا کی کنیزیں ہاں یا غُلَامِیْ (اے میرے غلام) اور یَا جَارِیَتِیْ (اے میری لونڈی) اور یَا فَتَایَ (اے لڑکے) اور یَا فَتَاتِیْ (اے لڑکی) کہہ کر پکارے اور مملوک اپنے مالک کو رَبِّیْ (اے میرے رب) نہ کہے بلکہ سَیِّدِیْ (اے میرے سردار) کہے (تو مضایقہ نہیں) اور ایک روایت میں آیا ہے کہ مملوک اپنے آقا کو مَوْلَایَ نہ کہے کیونکہ تم سب کا حقیقی مولا خدا ہے ف۱

ف۱ حدیث میں عبدی اور اَمتی کہنے سے اس لیے منع فرمایا کہ عبودیت میں انتہادرجے کا تذلل اور پلے مرتبے کی خواری پائی جاتی ہے اور اس کا مستحق وہی شخص ہو سکتا ہے جو عزت اور کبریائی میں اپنا جوڑ نہ رکھے اور وہ خدائے رب العزت کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا غلامی اور جاریتی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ وَلَا تَقُوْلُوْا يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ + (بخاری)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم انگور کا نام کرم نہ رکھو (کیونکہ کرم مومن کا دل ہے) ف اور (کسی کو) ای بدنصیب زمانہ نہ کہو کیونکہ (زمانہ کچھ اختیار نہیں رکھتا بلکہ) خدا (زمانے میں تصرف کرتا) ہے (تو فاعل حقیقی خدا ہے نہ زمانہ اور اِس صورت میں زمانے کو بُرا کہنا معاذ اللہ خدا کو بُرا کہنا ہے)

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِاَسْمَائِكُمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِكُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَائَكُمْ (ابوداؤد)

ابو الدرداء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم قیامت کے روز اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے تو تم اپنے اچھے نام رکھو۔

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمَّيْتُمْ بِاِسْمِی فَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِی + (بخاری)

جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میرے نام پر اپنا نام رکھو تو میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو

(متعلقہ صفحہ ۱۶۰) کہنے کی ہدایت اِس سے فرمائی کہ غلام کے معنی ہیں لڑکے کے اور جاریہ لڑکی کو کہتے ہیں اور اِن دونوں لفظوں کے اطلاق میں شفقت و مہربانی کے معنے نکلتے ہیں جو اس مقام پر نہایت چسپاں اور مناسب ہیں اصل میں تو یہ حدیث ہمارے مبحث سے خارج تھی کیونکہ ہم ہندوستانیوں میں لونڈی غلاموں کا دستور نہیں مگر چونکہ نوکر و خادمہ بھی ایک طرح لونڈی غلام کا حکم رکھتے ہیں اِس سے اس حدیث کو رہنے دیا مطلب یہ ہے کہ نوکر اور خادمہ کو ایسے الفاظ سے نہ پکارا جائے جس سے اُن کی غایت درجے کی تذلیل ہوتی ہو ۱۲

ف عرب انگور اور درخت انگور کو کرم کہتے تھے اس لیے کہ شراب جو انگور سے بنائی جاتی ہے سخاوت و کرم کی موجب ہے پیغمبر صاحب نے ممانعت کردی کہ جو چیز اصل میں اُم الخبائث ہو اُسے کرم و خیر کے ساتھ تعبیر کرنا مناسب نہیں ۱۲

من ہا المترجم افلا ینظرون الی الابل کیف خلقت اُونٹ رے اُونٹ تیری کوئی بھی کل سیدھی۔ مسلمانوں کے عمل کو ہم اِسی ایک بات میں آزماتے ہیں تو پاتے ہیں کہ یا تو ناموں کے بارے میں پیغمبر صاحب کی تعلیم ان کے کانوں تک نہیں پونہچی تو یہ قصور ہے مولویوں کا جو تعلیم احکام شریعت کا بیڑا اُٹھائے ہوئے ہیں یا پونہچی ہے اور یہ دیدہ و دانستہ پیغمبر کا فرمودہ نہیں مانتے تو یہ قصور ہے خود مسلمانوں کا۔ مگر پیغمبر صاحب کی تعلیم مسلمانوں کے کانوں ہی تک نہیں پونہچی ورنہ ان کے ناموں میں اتنی لغویت اور اتنی بیہودگی تو باقی نہ رہتی باب کی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب کو اتنی قسم کے نام ناپسند تھے۔

(۱) وہ نام جو بدفالی کے باعث ہوں۔ اِس قسم کے نام حدیث میں گنوا دیئے ہیں۔ اِن سے ملتا ہوا بلکہ اِن کا ہم معنی ہمارے یہاں برکت ہے جو اکثر مردوں اور عورتوں کا نام ہوتا ہے یا خوبی کہ ہمارے متعارفین میں یہ بھی ایک کا نام تھا یا اسی طرح کے اور بھی نام ہوں گے جو اِس وقت خیال میں نہیں آتے۔

(۲) وہ نام جو کبر و نخوت پر دلالت کریں ایسے ناموں کی ہمارے اُمرا اور رؤسا میں تو کچھ کمی نہیں۔ مغز سے اُتار اُتار کر ایسے ایسے نام رکھتے ہیں کہ فرعون کے اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کی بھی ان کے آگے کچھ حقیقت نہیں ؎

ہیچ کس از ظالم از فرعون نیست　　لیکن اوراعون ماراعون نیست

امیروں کی دیکھا دیکھی شہریوں کو بھی یہ بلا مار گئی ہے کہ سر پہ میلا کچیلا پھٹا ہوا برقع سر پر ڈالے ماما گری کی تلاش میں گلی گلی ماری ماری پھرتی ہیں نام پوچھو تو شاہنشاہ زمانی بیگم۔ اوساط الناس کے ناموں کا بھی اکثر یہی حال ہے الا ماشاء اللہ کہ چھانٹ کر ایسے نام رکھتے ہیں۔ کہ ان میں شیخی اور نمود کی جھلک ضرور ہوتی ہے۔

(۳) وہ نام جو دینداری اور نیکوکاری پر دلالت کریں "اپنے مونہ میاں مٹھو" یہ بھی ایک شان غرور و نخوت کی ہے۔ ایک طریقہ نمود کا یہ بھی ہے کہ کچھ لوگ نام کے شروع میں بے جوڑ لفظ محمد اور آخر میں احمد یا حسن یا حسین بڑھا کر نام کو شاندار بنا لیتے ہیں علماء اور مشائخ کی ایک طرز خاص ہے کہ وطن یا نسب یا خانوادے کی نسبتوں سے نام کا لمبا کر لینا ان کی اختیاری بات ہے ہم نے ان کے ناموں کی بعض مہریں دیکھی ہیں جن کا دَور شاہی مہروں کے دَور سے ہرگز کم نہ تھا۔ الحنفی القادری الچشتی النقشبندی الفلانی البہمانی وہلم جرا الی ماشئت من عرض و طول۔ غرض بہت ہی تھوڑے نام ایسے ملیں گے جن میں مقصود شارع کا لحاظ کیا گیا ہو ہم قرون اولے کے مسلمانوں کے نام دیکھتے ہیں تو بشمول جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مفرد الفاظ پاتے ہیں۔ محمد۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علی۔ حسن۔ حسین وغیرہ اور ہماری عقیدت مندی ان بزرگوں کے ساتھ تقلید کے درجے سے نکل کر اجتہاد کے درجے کو پہنچ جاتی ہے۔

(۴) وہ نام کہ جو بدخصلت پر دلالت کرتے ہوں جیسے مثلاً عاصیہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عمرؓ کی بیٹی کا نام بدل کر جمیلہ رکھا اور مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ پڑھے لکھے اظہار تشرع کے لیے نام کے ساتھ عاصی یا گنہگار یا آثم لکھتے ہیں بے شک کوئی شخص گناہ سے بری نہیں مگر تنہائی میں گناہ کا اعتراف کرنا شاید اس سے بہتر ہے کہ ڈھنڈورا پیٹا جائے اور الفاظ عاصی وغیرہ کچھ اعتراف گناہ کے لیے نہیں بڑھائے جاتے بلکہ اصل میں نام کا بڑھانا مقصود ہوتا ہے۔

آداب بیت الخلاء

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا وَلٰكِنْ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا

ابو ایوب انصاری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم قضائے حاجت کے لیے آؤ تو نہ تو قبلے کی طرف مونہ کرکے بیٹھو اور نہ اس کی طرف پشت کرو ہاں پورب کی طرف کر لو یا پچھم کی طرف کر لو ف۱

ف۱ یہ صورت مدینہ طیبہ کے ساتھ مخصوص ہے کیونکہ مدینے کا قبلہ جنوب کی سمت واقع ہے تو مدینے کا جو شخص قبلے کی طرف رخ کرنے یا اس کی طرف پشت کرنے سے بچے گا اس کو بغیر اس کے چارہ ہی نہیں کہ پورب کی طرف مونہ کرے اور پچھم کی جانب پیٹھ یا اس کے برعکس لیکن ہمارے ملکوں میں قبلہ بجانب غرب ہے تو ہم کو قضائے حاجت کے وقت شمال و جنوب کی طرف مونہ اور پشت کرنی ہوگی۔ یہ مساہی صرف جنگل و صحرا کے ساتھ متعلق ہے گھروں میں پاپیس دیوار قبلہ کی طرف مونہ یا پشت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جیسا کہ دوسری حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور اس کی مزید توضیح اور قضائے حاجت کے مفصل آداب حصہ اول حقوق اللہ کے عنوان

عن سلمان قال نهانا يعني رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نستقبل القبلة لغائط او بول وان نستنجي باليمين وان نستنجي باقل من ثلثة احجار وان نستنجي بعظم او روث (مسلم)

سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے ہمیں قضائے حاجت یا پیشاب کرتے وقت قبلے کی طرف مونہ کرکے بیٹھنے سے منع فرمایا اور (نیز) اس سے (بھی منع فرمایا کہ) داہنے ہاتھ سے استنجا کریں اور اس سے (بھی کہ) تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ہڈی یا مینگنی سے استنجا کریں۔

عن انس قال كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا دخل الخلاء يقول اللهم انى اعوذ بك من الخبث والخبائث (صحیحین)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب پاخانے میں جاتے تو فرماتے خداوندا میں ذکور و اناثِ شیاطین (کے شر سے) تیری پناہ مانگتا ہوں۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت كان النبي صلى الله عليه وسلم اذا خرج من الخلاء قال غفرانك (ترمذی)

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم جب پاخانے سے نکلتے تو غفرانک فرماتے یعنی خداوندا میں تجھ سے بخشش چاہتا ہوں ف

ف اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی حالت میں یادِ خدا سے غافل نہ تھے ۱۲ من المترجم

آداب البول ۱

عن عبد الله بن سرجس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يبولن احدكم في جحر (ابو داؤد)

سرجس کے بیٹے عبداللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص جانوروں کے بلوں میں پیشاب نہ کرے ف

عن ابي موسى قال كنت مع النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم فاراد ان يبول فاتى دمثا في اصل

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ایک دن میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ نے پیشاب کرنا چاہا تو ایک دیوار کی جڑ میں ہموار اور نرم زمین پر تشریف لاکر پیشاب کیا

۱ آداب البول کی مزید تفصیل دیکھنا چاہو تو حصہ اول حقوق اللہ کے باب طہارت میں آداب الخلاء کا سارا عنوان پڑھو ۱۲

ف اس میں دو مصلحتیں ہیں ایک تو یہ کہ بلوں کے اندر جو کیڑے مکوڑے ہیں ستائے نہ ہوں دوسرے یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی موذی جانور بل میں ہو اور وہ کلبلا کر نکلے اور حملہ کرے ۱۲ من المترجم

جَالِ قُبَالَ ثُمَّ قَالَ اِذَا اَرَادَ اَحَدُكُمْ اَنْ يَبُوْلَ فَلْيَرْتَدْ لِبَوْلِهٖ ۔ (ابو داؤد)

پھر فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی شخص پیشاب کرنا چاہے تو پیشاب کرنے کے لیے ہموار و نرم زمین تلاش کرے تاکہ چھینٹوں سے بچا رہے۔

من المترجم دیوار کی جڑ تو پردے کے لیے اختیار کی اور زمین نرم یعنی پولی بھربھری اس غرض سے کہ پیشاب مٹی میں جذب ہوتا جائے۔ یہی تھی شارع اسلام کو تو طہارت کا اس قدر خیال تھا اور ہم انگریزی خواں نوجوانوں کو دیکھتے ہیں کہ پیشاب کے بعد استنجا تک نہیں کرتے اس لیے کہ نماز نہیں پڑھتے یا برائے نام بادلِ ناخواستہ دکھاوے کے لیے پڑھتے ہیں تو طہارت کو نماز کی شرط نہیں مانتے اور اس پر حفظانِ صحت اور صفائی کے بنے چوڑے دعوے۔ پاجامے کی جگہ پتلون اختیار کی ہے اور وہ اوگزوں بیٹھنے کی اجازت نہیں دیتی ناچار کھڑے کھڑے پیشاب کرنا پڑتا ہے تو چھینٹیں اُڑا ہی جاتی ہیں۔ اندھی تقلید اسی کو کہتے ہیں ۔

آداب الحمام

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِيْ مُسْتَحَمِّهٖ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيْهِ اَوْ يَتَوَضَّأُ فِيْهِ فَاِنَّ عَامَّةَ الْوَسْوَاسِ مِنْهُ ۔ (ابو داؤد)

مغفل کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی شخص اپنے نہانے کی جگہ پیشاب نہ کرے پھر وہیں نہائے یا وضو کرے (یعنی یہ بات بالکل خلاف ہے کہ جہاں پیشاب کرے پھر وہیں غسل یا وضو کرے) کیونکہ اسی سے عام وسوسہ پیدا ہوتا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ قَالَتْ ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ اَنْ يَدْخُلُوْهُ فِي الْمَيَازِرِ ۔

ام المومنین حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ (شروع شروع میں) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں دونوں کو حمام میں جانے سے منع فرمایا تھا مگر بعد کو مردوں کو اجازت دی کہ تہمد باندھ کر حمام میں جایا کریں ف

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ عَائِشَةَ دَخَلَ عَلَيْهَا نِسْوَةٌ مِنْ نِسَاءِ اَهْلِ الشَّامِ فَقَالَتْ لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُوْرَةِ الَّتِيْ يَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ قُلْنَ نَعَمْ قَالَتْ اَمَا اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ کے پاس شام کے باشندوں کی کچھ عورتیں آئیں حضرت عائشہ نے (ان عورتوں کی طرف روئے سخن کر کے) فرمایا شاید تم علاقے کی رہنے والی ہو جہاں کی عورتیں حماموں میں جایا کرتی ہیں۔ عورتوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم وہیں سے آئے ہیں) فرمایا سنو! میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

ف مثل مشہور ہے کہ ایک حمام میں سب ننگے کتنی ہی احتیاط کرو حمام میں تہمد بہت بے پردگی تو ہوتی ہی ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں عرب کے لوگ زیادہ

بے احتیاطی کرتے ہوں گے ہمارے اں لوگوں نے تہذیب میں یہاں تک ترقی کی ہے کہ ننگے گلے گھر سے باہر نہیں نکلتے۔ حمام میں اتنی احتیاط تو ہو نہیں سکتی ۱۲ من المترجم

مَا مِنِ امْرَأَةٍ تَخْلَعُ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ مَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ مِنْ حِجَابٍ (ترمذی)	کہ عورت نے جب اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ کپڑے اتارے تو اُس نے اُس حجاب کو پھاڑ ڈالا جو اُس کے اور خدا کے درمیان تھا ف
عَنِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَتُفْتَحُ لَكُمْ أَرْضُ الْعَجَمِ وَسَتَجِدُونَ فِيهَا بُيُوتًا يُقَالُ لَهَا الْحَمَّامَاتُ فَلَا يَدْخُلَنَّهَا الرِّجَالُ إِلَّا بِإِزَارٍ وَامْنَعُوهَا النِّسَاءَ إِلَّا مَرِيضَةً أَوْ نُفَسَاءَ (ابوداؤد)	عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب تمہارے لیے ملک عجم فتح کیا جائے گا اور تم وہاں کچھ مکانات پاؤ گے جن کو حمام کہا جاتا ہوگا تو مردوں کو چاہیے کہ اُن میں نہ جائیں مگر تہمد کے ساتھ (ستر کھلے ہوئے نہیں) اور عورتوں کو وہاں جانے سے مطلقاً منع کرو لیکن بیمار عـه اور صاحب نفاس عـه عورت کو اجازت ہے
عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ إِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُدْخِلْ حَلِيلَتَهُ الْحَمَّامَ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَجْلِسْ عَلَى مَائِدَةٍ يُدَارُ عَلَيْهَا الْخَمْرُ (ترمذی)	حضرت جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خدا اور روز آخر یعنی قیامت کے ہونے پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ بے تہمد کے حمام میں نہ جائے۔ اور جو شخص خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اپنی بیوی کو (بغیر کسی عذر کے) حمام میں نہ بھیجے اور جو شخص خدا اور روز جزا پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ ایسے دسترخوان پر کھانا کھانے کے لیے نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو

ف یعنی اُس نے خدا کا لحاظ اُٹھا دیا۔ گھر میں کپڑے بدلتے وقت تو چار و ناچار برہنہ ہونا پڑتا ہے لیکن اگر اجنبی جگہ میں برہنہ ہونا عورت کے لیے بد لحاظی کی بات ہے ۱۲ عـه بیمار سے مطلق بیمار مراد نہیں ہے بلکہ وہ بیمار مراد ہے جسے حمام مفید ہو جیسے گٹھیا والی عورت یا جسے وجع المفاصل ہو گیا ہو یا امراض جلدی میں مُبتلا ہو وغیرہ وغیرہ ۱۲ عـه صاحب نفاس کو چونکہ مبالغے کے ساتھ تطہیر مدنظر ہوتی ہے اور تطہیر کے علاوہ گرمی اعضا وغیرہ کی بھی حاجت ہوتی ہے اور یہ باتیں ہر ایک گھر میں آسانی کے ساتھ جمع ہو نہیں سکتیں اس لیے صاحب نفاس کو حمام میں جانے کی اجازت دی گئی یہی معنے ہیں الضرورات تبیح المحظورات کے ۱۲

آداب الغسل

عَنْ مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ سَتَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ + (النسائی)	ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم غسلِ جنابت کرتے ہوتے اور میں آپ کا پردہ کیے رہتی ف
عَنْ يَعْلَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَاٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَغْتَسِلُ بِالْبَرَازِ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللهَ حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ يُحِبُّ الْحَيَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَتِرْ + (نسائی)	یعلیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھلے میدان میں برہنہ غسل کرتے دیکھا تو آپ منبر پر چڑھے اور خدا کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ لوگو! خدائے تعالیٰ بڑا شرم والا (اور) بڑا پردہ پوش ہے (اور) شرم اور پردہ پوشی کو دوست رکھتا ہے تو جب تم میں کا کوئی غسل کرے تو پردے کی آڑ کرے
عَنْ اُمِّ هَانِیٍ رض قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهٗ تَسْتُرُهٗ بِثَوْبٍ + (مسلم)	ام ہانی کہتی ہیں کہ میں سال فتح مکہ میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گئی تو میں نے پایا کہ آپ غسل کر رہے ہیں اور فاطمہؓ آپ کی صاحبزادی آپ کا پردہ کیے ہوئے ہیں

ف غسل جنابت کی کیفیت اور اقسام غسل کی تفصیل دیکھنا چاہو تو حصہ اول حقوق اللہ کے باب طہارت کے عنوان غسل کو پڑھو ۱۲

آداب النفس

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِاَصْحَابِهٖ مَنْ يَّاْخُذُ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ فَيَعْمَلُ بِهِنَّ اَوْ يُعَلِّمُ مَنْ يَّعْمَلُ بِهِنَّ قُلْتُ اَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ فَاَخَذَ بِيَدِیْ فَعَدَّ خَمْسًا قَالَ اتَّقِ الْمَحَارِمَ تَكُنْ اَعْبَدَ النَّاسِ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے صحابیوں سے فرمایا کہ اُن باتوں کو جن کا میں ابھی ذکر کروں گا کون شخص لیتے اور اُن پر عمل کرے یا اُن پر عمل کرنے والے کو تعلیم دینے کے لیے تیار ہے ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں تو پیغمبر صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گنوائیں (۱) اور فرمایا کہ خدا کی حرام کی ہوئی چیزوں سے بچ (ایسا کرے گا تو سب لوگوں سے زیادہ عبادت گزار ٹھیرے گا۔

اُرْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰہُ لَکَ تَکُنْ اَغْنَی النَّاسِ وَ اَحْسِنْ اِلٰی جَارِکَ تَکُنْ مُؤْمِنًا وَ اَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِکَ تَکُنْ مُسْلِمًا وَلَا تُکْثِرِ الضَّحِکَ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الضَّحِکِ تُمِیْتُ الْقَلْبَ (ترمذی)

(۲) خدا کے دیئے ہوئے پر راضی ہو جا کہ سب لوگوں سے زیادہ دولتمند ہو گا (۳) اپنے پڑوسی کے ساتھ سلوک کر کہ مؤمن (کامل) ٹھیرے گا (۴) جو اپنے لیے دوست رکھتا ہے وہی لوگوں کے لیے دوست رکھ کہ (پورا) مسلمان ہو گا (۵) زیادہ مت ہنسا کر کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِتِسْعٍ خَشْیَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی السِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃِ وَکَلِمَۃِ الْعَدْلِ فِی الْغَضَبِ وَالرِّضَاءِ وَالْقَصْدِ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَا وَاَنْ اَصِلَ مَنْ قَطَعَنِیْ وَاُعْطِیَ مَنْ حَرَمَنِیْ وَاَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِیْ وَاَنْ یَکُوْنَ صَمْتِیْ فِکْرًا وَنُطْقِیْ ذِکْرًا وَنَظَرِیْ عِبْرَۃً وَاٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے میرے پروردگار نے نو باتوں کا حکم کیا ہے (۱) خدا سے ظاہر و باطن ڈرنے کا (۲) ناخوشی اور خوشی کی حالت میں انصاف کی بات کہنے کا (۳) مفلسی اور تونگری میں بیچ کی چال چلنے کا (۴) جو شخص مجھ سے رشتہ قطع کرے میں اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں اور جو مجھے محروم رکھے میں اسے دوں (۵) جو مجھ پر ظلم کرے میں اس سے درگزر کروں (۶) خاموش رہوں تو فکر کروں (۷) بولوں تو یادِ الٰہی کروں (۸) دیکھوں تو نظرِ عبرت سے دیکھوں (۹) اچھی باتوں کا حکم کروں۔

عَنْ مَالِکٍ قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّہٗ قِیْلَ لِلُقْمَانَ الْحَکِیْمِ مَا بَلَغَ بِکَ مَا نَرٰی قَالَ صِدْقُ الْحَدِیْثِ وَاَدَاءُ الْاَمَانَۃِ وَتَرْکُ مَا لَا یَعْنِیْنِیْ وَزَادَ فِیْ رِوَایَۃٍ وَالْوَفَاءُ بِالْعَھْدِ ﴿ (موطا)

امام مالک کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کسی نے حکیم لقمان سے پوچھا کہ جس مرتبے پر ہم تمھیں دیکھتے ہیں اس پر تمھیں کس چیز نے پہنچایا جواب دیا سچ بولنے نے امانت کے ادا کرنے نے اور بے فائدہ باتوں کے چھوڑ دینے نے اور ایک روایت میں اتنا اور ہے کہ عہد (و پیمان) کے پورا کرنے نے

عَنْ ثَوْبَانَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ مَاتَ وَھُوَ بَرِیْءٌ مِّنْ ثَلٰثٍ اَلْکِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ ﴿ (ترمذی)

ثوبان رض کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرے کہ تین باتوں سے پاک ہو تکبر سے اور خیانت سے اور قرض سے وہ جنت میں داخل ہو گا ف۱

عَنْ حُذَیْفَۃَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ف۱ ایمان شرطِ مقدر ہے یا پیغمبر صاحب نے ایمان والوں سے خطاب فرمایا ہو گا تو صراحت کی ضرورت نہ تھی ۱۲ من المترجم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ اَنْ يُّذِلَّ نَفْسَهٗ قَالُوْا وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهٗ قَالَ يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَاءِ لِمَا لَا يُطِيْقُ ٭ (ترمذی)	مومن کو شایاں نہیں کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے صحابہ نے عرض کیا مومن کیونکر اپنے نفس کو ذلیل کرتا ہے فرمایا وہ ایسی مُصیبت کا سامنا کرتا ہے جس (کی برداشت) کی طاقت نہیں رکھتا۔

ف المترجم اس باب کے اکثر مطالب حقوق اللہ اور حقوق العباد میں بھی بیان کیے جاچکے ہیں مناسب مطلب بیانِ سابق کو بھی مزید آگہی کے لیے دیکھ لینا بہتر ہوگا ان حدیثوں کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے کہ اَلْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ نمبر ۲ کا ہم معنی ہے اور انچہ بیجودنہ پسندی بر دیگرے مپسند نمبر ۵ کا محرمات سے محترز رہنا خدا کے خوف سے ذلیلِ فرماں برداری ہے اور دین کا نام سے عبادت بہت ہنسنا ذہول و غفلت کی علامت ہے جو دوسرے لفظوں میں اخلاقی اور روحانی موت ہے

آدابُ العلم والتعلّم

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ فَكَتَمَهٗ اُلْجِمَ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ ٭ (ترمذی)	ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص سے علمِ (دینی ضروری) کا کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ لگے اُسے چھپانے تو (قیامت کے روز) ایسے شخص کے مونہہ میں آگ کی لگام ڈالی جائے گی ۵
عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ لِمَنْ عِنْدَهٗ شَيْءٌ مِّنَ الْعِلْمِ اَنْ يُّضَيِّعَ نَفْسَهٗ (بخاری)	حضرت عمر بن الخطابؓ نے فرمایا کہ جس شخص کو تھوڑا سا بھی علم حاصل ہو اُسے زیبا نہیں کہ اپنے نفس کو ضائع کرے (یعنی علمی اشتغال چھوڑ دے اور مستحق علم کو فائدہ نہ پونہچائے) ف

ف ہم نے اس عنوان کے خالی رہ جانے کے خوف سے بہت سی گنجائش کے بعد ایک حدیث اور تین اثر لکھدیے ورنہ اس کا نہایت مفصل اور مبسوط بیان حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان حقوق علماء اور حقوق معلم و متعلم میں گزرچکا یہاں ہمیں صرف اتنا بس کرتا تھا کہ ناظرین کو اُدھر متوجہ کردیں ۱۲ ف صاحب تیسیر الوصول اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں کہ علم سے وہ علم مراد نہیں جو غیر ضروری ہو اور جس کی تعلیم فرض و لازم ہو بلکہ وہ علم مراد ہے جس کی تعلیم لازم و ضروری ہو مثلاً کوئی کافر ہم سے اسلام اور دین کو دریافت کرے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ اگر اُس پر اسلام کی حقانیت ظاہر کریں گے تو وہ مسلمان ہو جائے گا یا نو مسلم نماز کا طریقہ پوچھے یا کوئی شخص حلال و حرام کی نسبت دریافت کرے تو ایسی صورت میں ہم پر سائل کی تعلیم فرض اور اُس کو جواب دینا ضرور ہے اگر جواب دینے سے بخل کریں گے تو بے شک وعید مذکور کے مستوجب ٹھیریں گے مگر ہم اس وعید کے مستوجب اُسی وقت ٹھیر سکتے ہیں جب کہ دوسرا شخص سائل کو تعلیم کرنے والا اور جواب دینے والا موجود نہ ہو دوسرا شخص موجود ہوگا تو ہم سائل کو جواب دینے سے مستوجب وعید نہیں ٹھیر سکیں گے یہی وجہ ہے کہ تعلیم علم کو فرضِ کفایہ میں داخل کیا گیا ہے نہ فرض عین میں اور اسی وجہ سے ہم نے اس حدیث کو آداب میں لیا ہے تعلیم علم فرضِ عین ہوتی تو ہم اس حدیث کو حقوق میں نقل کرتے ۱۲ ف ہندوستان میں حکام رعایا کی تعلیم پر بڑا زور دے رہے ہیں جگہ جگہ طرح طرح کے کالج اور سکول ہیں اور سب اپنی اپنی جگہ برسرِ عروج ہیں علامتیں تو اچھی ہیں ایک ہی بات کی کسر ہے کہ لوگوں کو علم سے متمتع ہونے کا

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا یَعْرِفُوْنَ اَتُحِبُّوْنَ اَنْ یُّکَذَّبَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ ٭ (بخاری)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے علماء اور واعظوں کی طرف روئے سخن کرکے کہا تم لوگوں کو ایسے طریق کے ساتھ حدیث سناؤ جو اُن کا متعارف طریق ہو کیا تمھیں یہ بات پسند آتی ہے کہ خدا اور اُس کا رسول جھٹلائے جائیں۔

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّہٗ قَالَ مَا اَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْمًا حَدِیْثًا لَا یَبْلُغُہٗ عُقُوْلُھُمْ اِلَّا کَانَ لِبَعْضِھِمْ فِتْنَۃً ٭ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے اپنے ایک شاگرد کو مخاطب کرکے فرمایا کہ جب تو کسی قوم کے سامنے ایسے طریق سے حدیث بیان کرے گا جس تک اُن کی عقلیں نہ پہنچ سکیں تو سمجھ لے کہ حدیث کا یہ طریق ان میں سے بعض کے لیے (تو ضرور) ہی (فتنے کا موجب) ہوگا ف

ف علیؓ اور ابن مسعودؓ کی دونوں حدیثیں مقولہ کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِھِمْ کے گویا ترجمے ہیں۔ لوگوں میں مدارج فہم متفاوت ہیں تو یہ کا قاعدہ ہے کہ جو بات اِس کی سمجھ میں نہ آئے اس کو باور نہیں کیا کرتا۔ مذہب میں ایسی بہت باتیں ہیں جو فہم عوام سے بالاتر ہیں سخن نہ ہر جے مرکب نتواں تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ مگر اُن کے لیے ایسی باتیں شرط ایمان نہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا ۱۲

من المترجم حصۂ دوم باب حقوق نفس میں تعلیم کا رونا بہت کچھ رویا جا چکا ہے۔ اب کہ آداب کی تقریب سے پھر علم کا نام آیا تو چار و ناچار قلم چلانا پڑا اس لیے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ اور امریکا کے سوائے اور چونکہ امریکا بھی یورپ کا بچہ ہے الگ کرکے اس کا نام لینا کیا ضرور ہے یوں کہو کہ اہل یورپ کے سوائے ساری دنیا تعلیم کے بارے میں مبتلائے غلط فہمی ہے۔ لوگوں نے علم کا مفہوم ہی ٹھیک نہیں سمجھا اس کی قدر کریں کیا خاک اور اِس سے مستفید ہوں کیا اپنا سر۔ علم ایک ایسی طاقت ہے جو ہر ایک جگہ اور ہر ایک چیز میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ دنیا میں جو کچھ ہوا جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ آیندہ ہوگا یہ سب علم ہی کے نتائج ہیں۔ علم ہر ایک جاندار کے لیے شرطِ زیست ہے مگر ہاں علم کے مدارج مختلف ہیں اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ھَدٰی تو مخلوقات میں شرف اور افضلیۃ علم ہی کی وسعۃ اور کثرۃ پر موقوف ہے۔ آدمی اس سے اشرف المخلوقات کہلایا کہ اس میں سب سے زیادہ علم حاصل کرنے کی قابلیت ہے ورنہ بیش بریں نیست کہ یہ بھی ایک قسم کا جانور ہے اُن ہی کی طرح پیدا ہوتا کھاتا پیتا سوتا جاگتا چلتا پھرتا اور آخر کو اُن ہی کی طرح مر جاتا۔ پھر آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی پتھر۔ آدمیوں میں بھی شرف اُسی کو ہے جو علم نافع کا جامع ہے۔ وہ حاکم ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے محکوم جیسے ہم وہ متبوع ہوگا محتاج الیہ ہوگا امیر ہوگا صاحب ثروت ہوگا ہنرمند ہوگا۔ شایستہ ہوگا جفاکش ہوگا ضابطِ اوقات ہوگا مستقل مزاج ہوگا معاملے کا صاف ہوگا سچا ہوگا دیانتدار ہوگا غرض آدمی ہوگا جیسے انگریز اور اُسی کے ابنائے جنس اُس کے تابع ہوں گے محتاج ہوں گے مامور ہوں گے مفلس ہوں گے بے ہنر ہوں گے بے ادب ہوں گے کاہل ہوں گے نکمّے ہوں گے۔ معاملات میں دغل فصل کریں گے جھوٹ بولیں گے خائن ہوں گے غرض جانور ہوں گے اور جانوروں میں بھی عقل سے بے نصیب و رہوذی جیسے ہم انگریزوں میں اور ہم میں مستثنیات بھی ہیں مگر للاکثر حکم الکل مسلمانوں کی حالت پر ہمارا دل جلا تو ہم نے جلی کٹی باتوں سے جلے دل

کے پھپولے پھوڑیے۔ خیر تو یہ اَمر غور طلب ہے کہ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے تو سارے میدان پر احاطہ کرنا مقدورِ بشر نہیں چنانچہ خدا نے بھی بنی آدم کے حق میں مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرمایا ہے لیکن بحکم مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ آدمی کو چاہیئے کہ حسبِ تقاضائے وقت اپنی حالت اور طبیعت کے مناسب جس علم کو اپنے حق میں نافع اور مفید سمجھے اس کے حاصل کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔ ہم برای العین دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت برتری اور ترقی کے اعتبار سے اہلِ یورپ تمام اقوام روزگار میں پیش پیش ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کی برتری اور ترقی تمام تر متفرع ہے تعلیم پر تو ہم کو چاہیئے کہ تعلیم کے رستے میں آنکھیں بند کرکے اِن کے پیچھے ہولیں۔ علوم جو انھوں نے لفتیار کر رکھے ہیں کچھ رازِ سربستہ نہیں ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ہر ایک علم کا نصاب مقرر ہے کتابیں نامزد ہیں بس وہی پڑھنی چاہئیں لیکن ہیں اکثر زبان انگریزی میں اس لیے کہ یہ علوم یا تو سرے سے انگریزوں ہی نے ایجاد کیے ہیں یا ہیں تو پرانے اور اُن میں تحقیقاتِ مابعد سے متاخرین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ گویا موجد ہیں بہرکیف جن علوم نے اِن کی ساری قوم کو نفع دیا ہے انگریزی میں ہیں مشکل ہے کہ مولوی لوگ انگریزی پڑھنے کی اجازت دیں نہیں دیں گے جیسے کہ اَب تک جی کھول کر نہیں دی تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم اپنے یہاں کے نصابِ تعلیم کو دیکھتے ہیں تو شروع ہی سے وہ دنیاداری میں چنداں بکار آمد نہ تھا اور کچھ تھا بھی تو زمانے کے انقلاب نے اس کو کسی کام کا نہ رکھا۔ ہمارے یہاں دو قسم کے علوم تھے منقول اور معقول۔ منقول میں صرف نحو لغت معانی بیان عروض رسم الخط تجوید سو یہ سب زبانِ عربی سے متعلق اگر ان علوم سے قرآن کی خدمت لی جائے جس کے لیے حقیقت میں یہ علوم وضع کیے گئے تھے تو ان کا پڑھنا پڑھانا ایک طرح کی عبادت ہے مگر عملاً یہ علوم خدمتِ قرآن سے آزاد ہیں۔ لہٰذا اسی لیے ہم ان کو بکار آمد نہیں سمجھتے۔ اور پھر مثلاً صرف و نحو سے بتعلقِ زبانِ عربی دین کی خدمت لی جاسکتی ہے۔ اور اِس رُو سے اُن کو علومِ دین میں شمار کیا جاسکتا ہے تو علومِ انگریزی بدرجۂ اولیٰ اس مہربانی کے مستحق ہیں اس لیے کہ اِن علوم کے موضوع کائناتِ عالم اور واقعاتِ نفس الامری ہیں اور ان ہی کائنات اور واقعات کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ثبوت میں پیش فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُھُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَہٗ یُؤْمِنُوْنَ تو ان کا پڑھنا اور ان کے ذریعے سے خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں دین کی خدمت نہ ہو اور کیوں ان علوم کو داخلِ علومِ دین نہ سمجھا جائے۔ معقول کی نسبت اتنا کہنا کچھ بیجا نہیں کہ بر عکس نہند نام زنگی کافور کا

پہلی دوسری سے ہونے لگی ہے۔ معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اب الفاظ کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ ہونے لگا تو اس کے یہ معنے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھنا نہیں چاہتے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِہٖ ہم نے کہا کہ معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے موقوف ہے زبانِ عربی کے جاننے پر اور زبانِ عربی کچھ تو فی نفسہ مشکل زبان ہے ہم ہندیوں کو صرف و نحو کے بدون آ نہیں سکتی اور قواعدِ صرف و نحوِ عربی بجائے خود انبار اور انبار ہونے کے علاوہ مولویوں کی طبع آزمائی اور موشگافیوں نے اِن کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اِن کا جاننا اور عمل میں لانا دیر طلب۔ لوگوں کی ہمتیں قاصر۔ فکرِ معاش سے فراغ نہیں نتیجہ یہ کہ ننانوے فی صد مسلمانانِ ہند نہ زبانِ عربی کے ذریعے سے قرآن کا مطلب سمجھے ہیں اور یہی لیل و نہار ہے تو آیندہ بھی نہیں سمجھیں گے۔ بس اِن کے لیے تو قرآن کو کتابِ مقفّل سمجھو کنجی دریا بُرد۔ مولویوں کی نسبت ہم یہ بدگمانی تو نہیں کرتے۔ کہ جس طرح یہودیوں کے احبار نے یا جس طرح ہندوؤں کے برہمنوں نے علومِ دین کو اپنے ہی میں محدود رکھا اسی طرح مولوی صاحبان بھی علومِ شریعتِ اسلامی کو اپنے ہی میں محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر مولوی صاحبان سے اس کی شکایت تو ضرور ہے کہ اُنھوں نے علمِ دین کے رستے میں بقدرِ تقاضائے وقت کچھ سہولتیں بھی پیدا نہیں کیں بلکہ چلتی گاڑی میں روڑے اٹکائے گانٹھ کو پیچ کیا (دیکھو اِن کے شروح اور تعلیقات اور حاشیے) تاکہ بین الاقران مشارٌ الیہ بالبنان ہوں۔ نصابِ عربی جو مروّج ہے اس میں قرآن سرے سے داخل ہی نہیں۔ ایک آدھی تفسیر ہے تو کبڈی میں پالا چھونے کی طرح کی ہے۔ علومِ دین میں سے حدیث اور فقہ کو بھی قرآن کا

کے پھپولے پھوڑیے۔ خیر تو یہ اَمر غور طلب ہے کہ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے تو سارے میدان پر احاطہ کرنا مقدورِ بشر نہیں چنانچہ خدا نے بھی بنی آدم کے حق میں مَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرمایا ہے لیکن بحکم مَا لَا یُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا یُتْرَكُ كُلُّهٗ آدمی کو چاہیے کہ حسبِ تقاضائے وقت اپنی حالت اور طبیعت کے مناسب جس علم کو اپنے حق میں نافع اور مفید سمجھے اُس کے حاصل کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔ ہم برای العین دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت برتری اور ترقی کے اعتبار سے اہلِ یورپ تمام اقوامِ روزگار میں پیش پیش ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کی برتری اور ترقی تمام تر متفرع ہے تعلیم پر تو ہم کو چاہیے کہ تعلیم کے رستے میں انکھیں بند کر کے ان کے پیچھے ہو لیں۔ علوم جو انھوں نے لفتہار کر رکھے ہیں کچھ رازِ سربستہ نہیں ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ہر ایک علم کا نصاب مقرر ہے کتابیں نامزد ہیں بس وہی پڑھنی چاہئیں لیکن ہیں اکثر زبان انگریزی میں اس لیے کہ یہ علوم یا تو سرے سے انگریزوں ہی نے ایجاد کیے ہیں یا ہیں تو پرانے اور اُن میں تحقیقاتِ مابعد سے متاخرین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ گویا موجد ہیں بہرکیف جن علوم نے ان کی ساری قوم کو نفع دیا ہے انگریزی میں ہیں مشکل ہے کہ مولوی لوگ انگریزی کے پڑھنے کی اجازت دیں نہیں دیں گے جیسے کہ اب تک جی کھول کر نہیں دی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم اپنے یہاں کے نصابِ تعلیم کو دیکھتے ہیں تو شروع ہی سے وہ دنیاداری میں چنداں بکار آمد نہ تھا اور کچھ تھا بھی تو زمانے کے انقلاب نے اس کو کسی کام کا نہ رکھا۔ ہمارے یہاں دو قسم کے علوم تھے منقول اور معقول۔ منقول میں صرف نحو لغتہ معانی بیان عروض رسم الخط تجوید سو یہ سب زبانِ عربی سے متعلق اگر ان علوم سے قرآن کی خدمت لی جائے جس کے لیے حقیقت میں یہ علوم وضع کیے گئے تھے تو ان کا پڑھنا پڑھانا ایک طرح کی عبادت ہے مگر عملاً یہ علوم خدمتِ قرآن سے آزاد ہیں۔ اور اسی لیے ہم ان کو بکار آمد نہیں سمجھتے۔ اور پھر مثلاً صرف و نحو سے بتعلقِ زبانِ عربی دین کی خدمت لی جا سکتی ہے۔ اور اس رُو سے اُن کو علومِ دین میں شمار کیا جا سکتا ہے تو علومِ انگریزی بدرجۂ اولیٰ اس مہربانی کے مستحق ہیں اس لیے کہ ان علوم کے موضوع کائناتِ عالم اور واقعاتِ نفس الامری ہیں اور ان ہی کائنات اور واقعات کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ثبوت میں پیش فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰٓی اَنْ یَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ [1] تو ان کا پڑھنا اور ان کے ذریعے سے خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں دین کی خدمت نہ ہو اور کیوں ان علوم کو داخلِ علومِ دین نہ سمجھا جائے۔ معقول کی نسبت اتنا کہنا کچھ بیجا نہیں کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اب ان کے مقابلے میں علومِ انگریزی کا یہ حال ہے کہ ع عصائے پیر ہیں تیغِ جوان ہیں حرزِ طفلاں ہیں۔ یعنی جیتے جی کے رفیق آدمی کسی حال میں ہو اُس کے مددگار۔ یہ تو دنیاوی علوم کی کیفیت ہے رہے مذہبی علوم تو اصلِ دین ہے قرآن اس کے ساتھ جو معاملہ مسلمانوں نے کیا اور کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ معانی سے تو کسی کو غرض و مطلب نہیں۔ ہاں الفاظ کا اس قدر اہتمام ہے کہ شاید ہی کسی قوم میں ہو بہتیرے تو حفظ کرتے ہیں اور ناظرہ پڑھنا تو خواندہ ہونے کے لیے ہمارے دیکھتے شرطِ ضروری تھا اب البتہ اس کی پابندی مسلمانوں سے اٹھتی چلی جاتی ہے کہ بچوں کی تعلیم کی ابتدا سرکاری مدارس میں اردو کی

[1] کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی نظر نہیں کی اور نہ اس بات پر غور کیا کہ عجب نہیں ان کی موت قریب آگئی ہو تو اب اتنا سمجھائے پیچھے اور کون سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لے آئیں گے ۱۲

پہلی دوسری سے ہونے لگی ہے۔ معانیٔ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اب الفاظ کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ ہونے لگا تو اس کے یہ معنے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھنا نہیں چاہتے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ[1] ہم نے کہا کہ معانیٔ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے موقوف ہے زبانِ عربی کے جاننے پر اور زبانِ عربی کچھ تو فی نفسہٖ مشکل زبان ہے ہم ہندیوں کو صرف و نحو کے بدون آنہیں سکتی اور قواعدِ صرف و نحوِ عربی بجائے خود انبار در انبار ہونے کے علاوہ مولویوں کی طبع آزمائی اور موشگافیوں نے اِن کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اِن کا جاننا اور عمل میں لانا دیر طلب۔ لوگوں کی ہمتیں قاصر۔ فکرِ معاش سے فراغ نہیں نتیجہ یہ کہ ننانوے فی صد مسلمانانِ ہند نہ زبانِ عربی کے ذریعے سے قرآن کا مطلب سمجھے ہیں اور یہی لیل و نہار ہے تو آیندہ بھی نہیں سمجھیں گے بس اِن کے لیے تو قرآن کو کتابِ مُقفّل سمجھو کنجی دریا برد۔ مولویوں کی نسبت ہم یہ بدگمانی تو نہیں کرتے کہ جس طرح یہودیوں کے احبار نے یا جس طرح ہندوؤں کے برہمنوں نے علومِ دین کو اپنے ہی میں محدود رکھا اسی طرح مولوی صاحبان بھی علومِ شریعتِ اسلامی کو اپنے ہی میں محدود رکھنا چاہتے ہیں۔ مگر مولوی صاحبان سے اس کی شکایت تو ضرور ہے کہ اُنھوں نے علمِ دین کے رستے میں بقدرِ تقاضائے وقت کچھ سہولتیں بھی پیدا نہیں کیں بلکہ چلتی گاڑی میں روڑے اٹکائے گانٹھ کو پیچ کیا دیکھو اِن کے شروح اور تعلیقات اور حاشیے تاکہ بین الاقران مشارٌ الیہ بالبنان ہوں۔ نصابِ عربی جو مروّج ہے اس میں قرآن سرے سے داخل ہی نہیں۔ ایک آدھی تفسیر ہے تو کبڈّی میں پالا چھونے کی طرح کی ہے۔ علومِ دین میں سے حدیث اور فقہ کو بھی قرآن کا ضمیمہ سمجھو تو حدیث جس طرح پڑھی پڑھائی جاتی ہے ہم تو اُس کو گھاس کاٹنا ہی سمجھتے ہیں۔ حاصلِ درس و تدریس یہ کہ شیخ سے قَرَأْتُ بِمَسْمَعٍ مِّنِّیْ اَوْ بِمَحْضَرٍ مِّنِّیْ لکھوا لیا جائے ورنہ طیّ اللسان کی کرامت کے بدون مجلّداتِ صحاحِ ستہ پر تحقیق کے ساتھ دو دو چار چار برس میں عبور کرنا متعذر و متعسر تو ہے نہیں۔ رہی فقہ وہ بقدرِ تعلّق معاملات۔ (اور یہی فقہ کا جزوِ اعظم ہے) تقویمِ پارینہ کا حکم رکھتی ہے اس لیے کہ قانونِ انگریزی کے ہوتے اِس پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اور از روئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[2] ہم بقدرِ تعلّق معاملات تکلیفِ شرعی سے معاف ہیں۔ غرض ہم مسلمانوں میں پیٹ بھر کر تعلیم کی مٹی خراب ہے۔ علومِ دنیاوی کی تعلیم ہو تو اور علومِ دین کی تعلیم ہو تو ؎

علم ہمارا ہے بتر جہل سے ۔۔۔ اور بھی کچھ ہونا ہے نا اہل سے

پھر تعلیم دو طرح کی ہے تعلیمِ کتابی جو کتابوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے اور تعلیم سینہ بسینہ جیسے مثلاً تعلیم صنعت کہ شاگرد اُستاد کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر اُس کی نقل اُتارنے پر قادر ہو جاتا ہے۔ تعلیم کا سلسلہ تعلیم سینہ بسینہ سے شروع ہوا۔ اور ابھی تک بھی بہت سی باتوں کی تعلیم سینہ بسینہ ہو رہی ہے۔ مگر انگریزوں نے تعلیمِ کتابی کو اس قدر وسعت دی ہے کہ شاید ہی کوئی فن محتاجِ تعلیم سینہ بسینہ رہا ہوگا ✦

---

[1] جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہیئے تھی ویسی اُس کی قدر نہ جانی ۱۲ ✦

[2] اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُسی قدر جس (کے اُٹھانے) کی اُس کو طاقت ہو ۱۲ ۔

کے پھپولے پھوڑیے - خیر تو یہ امرِ غور طلب ہے کہ علم کا میدان اس قدر وسیع ہے تو سارے میدان پر احاطہ کرنا مقدورِ بشر نہیں چنانچہ خدا نے بھی بنی آدم کے حق میں مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا فرمایا ہے لیکن بحکم مَالَا يُدْرَكُ كُلُّهٗ لَا يُتْرَكُ كُلُّهٗ آدمی کو چاہیے کہ حسبِ تقاضائے وقت اپنی حالت اور طبیعت کے مناسب جس علم کو اپنے حق میں نافع اور مفید سمجھے اُس کے حاصل کرنے میں کسی طرح کی کوتاہی نہ کرے۔ ہم برای العین دیکھ رہے ہیں کہ اس وقت برتری اور ترقی کے اعتبار سے اہل یورپ تمام اقوام روزگار میں پیش پیش ہیں۔ اور نیز یہ کہ ان کی برتری اور ترقی تمام تر متفرع ہے تعلیم پر تو ہم کو چاہیے کہ تعلیم کے رستے میں آنکھیں بند کر کے اِن کے پیچھے ہو لیں۔ علوم جو انھوں نے اختیار کر رکھے ہیں کچھ راز سربستہ نہیں ہیں۔ سرکاری کالجوں میں ہر ایک علم کا نصاب مقرر ہے کتابیں نامزد ہیں بس وہی پڑھنی چاہئیں لیکن ہیں اکثر زبان انگریزی میں اس لیے کہ یہ علوم یا تو سرے سے انگریزوں ہی نے ایجاد کیے ہیں یا ہیں تو پرانے اور اُن میں تحقیقاتِ مابعد سے متاخرین نے اتنا اضافہ کیا ہے کہ گویا موجد ہیں بہرکیف جن علوم نے اِن کی ساری قوم کو نفع دیا ہے انگریزی میں ہیں مشکل ہے کہ مولوی لوگ انگریزی پڑھنے کی اجازت دیں نہیں دیں گے جیسے کہ اب تک جی کھول کر نہیں دی تو اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

ہم اپنے یہاں کے نصابِ تعلیم کو دیکھتے ہیں تو شروع ہی سے وہ دنیا داری میں چنداں بکار آمد نہ تھا اور کچھ تھا بھی تو زمانے کے انقلاب نے اِس کو کسی کام کا نہ رکھا۔ ہمارے یہاں دو قسم کے علوم تھے منقول اور معقول۔ منقول میں صرف نحو لغۃ معانی بیان عروض رسم الخط تجوید سو یہ سب زبانِ عربی سے متعلق اگر ان علوم سے قرآن کی خدمت لی جائے جس کے لیے حقیقت میں یہ علوم وضع کیے گئے تھے تو ان کا پڑھنا پڑھانا ایک طرح کی عبادت ہے مگر عملاً یہ علوم خدمتِ قرآن سے آزاد ہیں۔ اور اسی لیے ہم ان کو بکار آمد نہیں سمجھتے۔ اور پھر مثلاً صرف و نحو سے بتعلقِ زبانِ عربی دین کی خدمت لی جا سکتی ہے۔ اور اس رُو سے اُن کو علومِ دین میں شمار کیا جا سکتا ہے تو علومِ انگریزی بدرجۂ اولیٰ اس مہربانی کے مستحق ہیں اس لیے کہ اِن علوم کے موضوع کائناتِ عالم اور واقعاتِ نفس الامری ہیں اور ان ہی کائنات اور واقعات کو خدائے تعالیٰ اپنی ذات اور صفات کے ثبوت میں پیش فرماتا ہے اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ[1] تو ان کا پڑھنا اور ان کے ذریعے سے خدا کی ذات و صفات پر ایمان لانا کیوں دین کی خدمت نہ ہو اور کیوں اِن علوم کو داخلِ علومِ دین نہ سمجھا جائے۔ معقول کی نسبت اتنا کہنا کچھ بیجا نہیں کہ برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے۔ اب ان کے مقابلے میں علومِ انگریزی کا یہ حال ہے کہ ع عصائے پیر ہیں تیغ جوان ہیں حرزِ طفلاں ہیں یعنی جیتے جی کے رفیق آدمی کسی حال میں ہو اُس کے مددگار۔ یہ تو دنیاوی علوم کی کیفیت ہے رہے مذہبی علوم تو اصلِ دین ہے قرآن اس کے ساتھ جو معاملہ مسلمانوں نے کیا اور کر رہے ہیں ظاہر ہے کہ معانی سے تو کسی کو غرض و مطلب نہیں۔ ہاں الفاظ کا اس قدر اہتمام ہے کہ شاید ہی کسی قوم میں ہو بہتیرے تو حفظ کرتے ہیں اور ناظرہ پڑھنا تو خواندہ ہونے کے لیے ہمارے دیکھتے شرطِ ضروری تھا اب البتہ اِس کی پابندی مسلمانوں سے اٹھتی چلی جاتی ہے کہ بچوں کی تعلیم کی ابتدا سرکاری مدارس میں اُردو کی

---

[1] کیا ان لوگوں نے آسمان اور زمین کے انتظام اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر بھی نظر نہیں کی اور نہ اس بات پر کہ عجب نہیں ان کی موت قریب آگئی ہو تو اب اتنا سمجھائے پیچھے اور کون سی بات ہے جس کو سن کر ایمان لے آئیں گے ۱۲

پہلی دوسری سے ہونے لگی ہے - معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اب الفاظ کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ ہونے لگا تو اس کے یہ معنے کہ مسلمان قرآن کے ساتھ کسی طرح کا سروکار رکھنا نہیں چاہتے مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ[1] ہم نے کہا کہ معانیِ قرآن کی طرف سے تو پہلے ہی غفلت کی جاتی تھی اِس کا ثبوت یہ ہے کہ قرآن کا سمجھنا جیسا کہ سمجھنے کا حق ہے موقوف ہے زبانِ عربی کے جاننے پر اور زبانِ عربی کچھ تو فی نفسہٖ مشکل زبان ہے ہم ہندیوں کو صرف و نحو کے بدون آ نہیں سکتی اور قواعدِ صرف و نحوِ عربی بجائے خود انبار اور انبار ہونے کے علاوہ مولویوں کی طبع آزمائی اور موشگافیوں نے اِن کو اس قدر پیچیدہ بنا دیا ہے کہ اِن کا جاننا اور عمل میں لانا دیر طلب - لوگوں کی ہمتیں قاصر، فکرِ معاش سے فراغ نہیں نتیجہ یہ کہ ننانوے فی صد مسلمانانِ ہند نہ زبانِ عربی کے ذریعے سے قرآن کا مطلب سمجھے ہیں اور یہی لیل و نہار ہے تو آئندہ بھی نہیں سمجھیں گے بس اِن کے لیے تو قرآن کو کتابِ مُقفّل سمجھو کنجی دریا بُرد - مولویوں کی نسبت ہم یہ بدگمانی تو نہیں کرتے کہ جس طرح یہودیوں کے احبار نے یا جس طرح ہندوؤں کے برہمنوں نے علومِ دین کو اپنے ہی میں محدود رکھا اسی طرح مولوی صاحبان بھی علومِ شریعتِ اسلامی کو اپنے ہی میں محدود رکھنا چاہتے ہیں - مگر مولوی صاحبان سے اس کی شکایت تو ضرور ہے کہ اُنھوں نے علمِ دین کے رستے میں بقدرِ تقاضائے وقت کچھ سہولتیں بھی پیدا نہیں کیں بلکہ چلتی گاڑی میں روڑے اٹکائے گانٹھ کو پیچی کیا دیکھو اِن کے شروح اور تعلیقات اور حاشیے تاکہ بین الاقران مشارٌ الیہ بالبنان ہوں - نصابِ عربی جو مروج ہے اس میں قرآن سرے سے داخل ہی نہیں - ایک آدھی تفسیر ہے تو کبڈی میں پالا چھونے کی طرح کی ہے - علومِ دین میں سے حدیث اور فقہ کو بھی قرآن کا ضمیمہ سمجھو تو حدیث جس طرح پڑھی پڑھائی جاتی ہے ہم تو اُس کو گھاس کاٹنا ہی سمجھتے ہیں - حاصلِ درس و تدریس یہ کہ شیخ سے قَرَأْتُ بِمَسْمَعٍ مِّنِّيْ اَوْ بِمَحْضَرٍ مِّنِّيْ لکھوا لیا جائے ورنہ طی اللسان کی کرامت کے بدون مجلداتِ صحاحِ ستہ پر تحقیق کے ساتھ دو دو چار چار برس میں عبور کرنا متعذر و متعسر تو ہے نہیں - رہی فقہ وہ بقدرِ تعلق معاملات - (اور یہی فقہ کا جزوِ اعظم ہے) تقویمِ پارینہ کا حکم رکھتی ہے اس لیے کہ قانونِ انگریزی کے ہوتے اِس پر عمل نہیں ہو سکتا - اور از روئے لَا یُکَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا[2] ہم بقدرِ تعلق معاملات تکلیفِ شرعی سے معاف ہیں - غرض ہم مسلمانوں میں پیٹ بھر کر تعلیم کی مٹی خراب ہے - علومِ دنیاوی کی تعلیم ہو تو اور علومِ دین کی تعلیم ہو تو ؎

علم ہمارا ہے بتر جہل سے اور بھی کچھ ہونا ہے نا اہل سے

پھر تعلیم دو طرح کی ہے تعلیمِ کتابی جو کتابوں کے ذریعے سے کی جاتی ہے اور تعلیم سینہ بسینہ جیسے مثلاً تعلیمِ صنعت کہ شاگرد اُستاد کو عمل کرتے ہوئے دیکھ کر اُس کی نقل اُتارنے پر قادر ہو جاتا ہے - تعلیم کا سلسلہ تعلیم سینہ بسینہ سے شروع ہوا - اور ابھی تک بھی بہت سی باتوں کی تعلیم سینہ بسینہ ہو رہی ہے - مگر انگریزوں نے تعلیمِ کتابی کو اس قدر وسعت دی ہے کہ شاید ہی کوئی فن محتاجِ تعلیم سینہ بسینہ رہا ہوگا ◆

---

[1] جیسی قدر اللہ کی جاننی چاہیئے تھی ویسی اُس کی قدر نہ جانی ۱۲ ◆

[2] اللہ کسی شخص پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اُسی قدر جس (کے اُٹھانے) کی اُس کو طاقت ہو ۱۲ -

آداب المصحف

فَلَآ اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ۝ وَاِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (واقعہ ع ۳ پارہ ۲۷)

سو ہم (شہاب) ستاروں کے ٹوٹنے کی قسم کھاتے ہیں ف۱ اور سمجھو تو یہ (بہت ہی) بڑی قسم ہے ف۲ کہ یہ (قرآن) بڑی قدر و منزلت کا قرآن ہے (اور ہمارے ہاں) احتیاط سے رکھی ہوئی کتاب (یعنی لوحِ محفوظ) میں (لکھا ہوا موجود) ہے (اور) پاک فرشتوں کے سوا کوئی اُس کو ہاتھ نہیں لگانے پاتا (اور اُسی کی نقل یہ قرآن ہے جو) پروردگارِ عالم کی طرف سے (پیغمبر آخر الزماں پر) نازل ہوا ہے۔

كَلَّآ اِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ ۝ فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ ۝ مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۝ بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍ ۝ كِرَامٍۢ بَرَرَةٍ ۝ (عبس پارہ ۳۰)

سنو جی! قرآن تو سرتاسر نصیحت ہے پس جو چاہے اس کو سوچے (سمجھے اور ہمارے ہاں وہ لوحِ محفوظ کے) اوراق میں (لکھا ہوا) ہے جن کی تعظیم کی جاتی ہے (اور وہ) اونچی جگہ رکھے ہوئے ہیں اور پاک رہیں اور ایسے) لکھنے والوں (یعنی فرشتوں) کے ہاتھوں میں (رہتے ہیں) جو بزرگ (اور) نیکوکار ہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰى اَرْضِ الْعَدُوِّ ۔ (صحیحین)

ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے مُلک میں قرآن کو ساتھ لے جانے سے منع فرمایا

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ لَا تُسَافِرُوْا بِالْقُرْاٰنِ فَاِنِّيْ لَا اٰمَنُ اَنْ يَّنَالَهُ الْعَدُوُّ ۔

اور مسلم کی روایت میں یوں آیا ہے کہ (پیغمبر صاحب نے فرمایا) لوگو! قرآن کو ساتھ لے کر سفر نہ کرو کیونکہ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں کہ دشمن اُسے پالیں (اور اُس کی توہین کریں)

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَمَا اَحَدُكُمْ اَنْ يَّقُوْلَ

حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں بُرا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ

ف۱ نجوم سے تو ہم نے شہاب مراد لیے اور لفظ مواقع سے اُن کا ٹوٹنا اور بعض مفسرین نے نجوم سے عام ستارے مراد لیے ہیں اور مواقع سے اُن کے مقامات یا رستے یا اُن کے طلوع و غروب کی جگہ ۱۲ ف۲ خدا جب مخلوقات میں سے کسی کی قسم کھاتا ہے تو گویا وہ اپنی قدرت کی قسم کھاتا ہے۔ اور خدا کی جتنی صفات ہیں سب لازمِ ذات ہیں تو گویا اپنی ذات کی قسم کھاتا ہے اور ظاہر ہے کہ خدا کی قسم سب قسموں میں بڑی قسم ہے یا یہ معنی ہوں کہ مطلق خدا کی قسم کھانا خود ایک بڑی بات ہے ۱۲ +

نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ يَقُوْلُ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ

(صحیحین)

میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بھلادیا گیا اور قرآن کو (ہمیشہ پڑھنے کے ساتھ) یاد رکھو کیونکہ قرآن چارپائے جانوروں کے بھاگ جانے سے بھی زیادہ آدمیوں کے سینوں سے نکل جانے والا ہے (یعنی چارپایوں کی اگر حفاظت نہ کروگے وہ بھاگ جائیں گے اسی طرح قرآن کی حفاظت نہ ہوگی تو دل سے محو ہوجائے گا)

ف نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنا مُوہم استخفافِ آیت ہے اور استخفاف موہم سوءِ ادب اور اسی وجہ سے حدیث میں اِس کی ممانعت آئی ہے سورۂ کہف کے نویں رکوع میں حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ بڑی وضاحت کے ساتھ موجود ا و رہماری اس کتاب کے دوسرے حصے حقوق العباد کے عنوان حقوقِ علماء کے ذیل میں مفصّل مذکور ہے وہاں ایک آیت ہے وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ یہ موسیٰ علیہ السلام کے خادم یُوشع کا مقولہ ہے کہ جب وہ مچھلی کے غائب ہوجانے کا قصہ حضرت موسیٰ سے ذکر کرنا بھول گئے تو یاد آنے پر حضرت موسےٰ سے عرض کیا کہ شیطان ہی نے مجکو بھلا دیا کہ (میں آپ سے) اُس کا تذکرہ کرتا ہمیں اس آیت سے صرف یہ بات استنباط کرنی ہے کہ یُوشع نے نسیان کو اپنی طرف منسوب کرنے میں استخفاف سمجھا اور اُسے شیطان کی طرف منسوب کیا ۱۲

من المترجم - ہم اپنے بچپن میں دیکھتے تھے کہ لکھے ہوئے کاغذ کا پُرزہ زمین میں پڑا ہوتا تو اُٹھا کر چُوما ماتھے چڑھایا اور کنارے رکھ دیا تو اُن دنوں نہ کاغذ کی اتنی افراط تھی نہ چھاپے تھے اور اَب تو یہ حال ہے کہ انگریزی تو انگریزی اُردو کے اخباروں اور پادریوں کی مذہبی کتابوں کی جوتی کے تلے کی برابر بھی قدر نہیں کی جاتی - ہم کو تو لوگوں کی یہ ادا ایک آن نہیں بھاتی کاغذ کا ادب کاغذ یا نقوش کا ادب نہیں ہے بلکہ علم کا ادب ہے اور احتیاط اسی کی مقتضی ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کتابت میں خدا رسول کا یا کسی بزرگ کا نام ہو اور اکثر ہوتا ہے -

آدابِ تلاوت[1]

عَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَيْكَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهٗ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ثُمَّ يَقِفُ ثُمَّ يَقُوْلُ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ (ترمذی)

ابن ابی مُلیکہ اُمّ المؤمنین بی بی اُمّ سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے فرمایا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم حروف وکلمات کو الگ الگ کرکے پڑھتے تھے (مثلاً) فرماتے الحمد للہ رب العالمین یہاں تک پونہچ کر ٹھیر جاتے پھر فرماتے الرحمن الرحیم یہاں بھی ٹھیر جاتے پھر کہتے مالک یوم الدین (اسی طرح آخر سورت تک پڑھتے)

[1] آدابِ تلاوت کا مفصّل باب حصّۂ اول حقوق اللہ کے باب حقوق القرآن کے ذیل میں بعنوان "آداب التلاوۃ" گذرچکا مزید توضیح کے لیے اس کے ساتھ اُسے بھی

عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتَابَيْنِ وَ سَيَجِيْئُ بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَاْنُهُمْ (مشکوٰۃ)

حذیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! قرآن عرب کی آوازوں اور لحون میں پڑھو اور اہل عشق کے لہجوں اور یہودیوں و عیسائیوں کے لہجوں سے اپنے تئیں دُور رکھو۔ میرے بعد عنقریب ایک قوم آتی ہے جو قرآن کے پڑھنے میں اُسی طرح گٹ کڑی کی آوازیں نکالیں گے جیسے لوگ راگ اور نوحوں میں گٹ کڑی کی آوازیں نکالتے ہیں قرآن ان کے گلوں سے بھی تو تجاوز نہیں کرے گا (چہ جائیکہ دل میں بیٹھے) ان کے دل اور ان کے ساتھ اُن لوگوں کے دل جن کو ان کا حال بھلا لگتا ہوگا مُبتلائے فتنہ ہوں گے۔

من المترجم عرب کے لوگ جو ہندوستان میں آنکلتے ہیں اُن کو تو قرآن پڑھتے سُنا ہے مصریوں کا لہجہ الگ ہے مکّے والوں کا الگ۔ کتابت کیں اُن لہجوں کی نقل ہو نہیں سکتی۔ رہے یہودی اُن کی نے معلوم نہیں کسی کو سُننے کا اتفاق نہیں ہوا عیسائی انگریزی باجوں پر آیات الٰہی کو گاتے ہیں ہمارے یہاں مرثیہ خوان نوحہ خواں گانے کی طرح پڑھتے ہیں اہل عجم کی نوحہ خوانی کا لہجہ خاص ہے اور وہ بھی راگ سے مشابہ ہے۔ حاصل حدیث یہ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن کے پڑھنے میں راگ چھونہ جائے ورنہ سننے والوں کی طبیعتیں مصروف نغمہ ہوں گی اور نغمہ صارف ہوگا توجہ الی المعانی سے جو قرات کا اصل مقصود ہے

گر تو قرآں بدین نمط خوانی ۔۔۔ ببری رونقِ مُسلمانی

آداب الدعاء

عَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَبِيْتُ عَلٰى طُهْرٍ ذَاكِرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى فَيَتَعَارُّ مِنَ اللَّيْلِ فَيَسْاَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ (ابوداؤد)

معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی سا مُسلمان ہی خدا کو یاد کرتے کرتے بحالت طہارت سو جائے پھر رات کو جاگ اُٹھے اور خدا سے دنیاوی و اُخروی بھلائی مانگے تو خدا اُسے وہ بھلائی ضرور عطا فرماتا ہے

عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ

ابو امامہ کہتے ہیں کہ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ کون سی دعا جلد قبول ہوتی

قَالَ جَوْفَ اللَّيْلِ الْآخِرِ وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ الْمَكْتُوبَةِ ۔ (ترمذی)	فرمایا جو آخرِ شب میں قریب صبح کے قریب ف۱ اور فرض نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد کی جاتی ہے
عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْأَذَانِ وَالْإِقَامَةِ قِيلَ مَاذَا نَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۔ (ابوداؤد، ترمذی)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور تکبیر کے بیچ میں جو دعا کی جاتی ہے وہ ردّ نہیں کی جاتی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم اُس وقت کیا کہیں فرمایا دنیاوی و اُخروی عافیت مانگو ف۲
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهِ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَاءَ (مسلم)	ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ سب سے زیادہ قریب اپنے پروردگار سے سجدے کی حالت میں ہوتا ہے تو اِس حالت میں بہت دعا کیا کرو ف۳
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ تَعَالَى بِبُطُونِ أَكُفِّكُمْ وَلَا تَسْأَلُوهُ بِظُهُورِهَا فَإِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوا بِهَا وُجُوهَكُمْ ۔ (ابوداؤد)	ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہتیلیوں کو مونہ کے سامنے رکھ کر خدا سے دعا مانگو ہتیلیوں کی پُشت مونہ کے سامنے رکھ کر نہ مانگو پھر جب دعا سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھوں کو مونہوں پر مل لو ف۴

ف۱ خدا نے رات کو سونے اور آرام کرنے کے لیے بنایا ہے اور جس کام کے لیے بنایا ہے لوگ اُس سے وہی کام لے رہے ہیں آدھی رات تک تو خیر آدھی رات کے بعد ایک ہُو کا عالم ہوتا ہے اور یہی سناٹا یکسوئی خاطر اور حضورِ قلب کے لیے وقت مناسب ہے جس کو مقبولیتِ دعا میں دخلِ عظیم ہے اور یہ آزمودہ بات ہے آخر شب میں قریب صبح کی خصوصیت بڑھی ہوئی ہے کہ فیضانِ الٰہی گویا از سرِ نو جان بخشی کے لیے مستعد ہوتا ہے ۱۲ ف۲ نمازی اذان سن کر عبادت کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں تیاری بھی عبادت کی تمہید ہے اور یہ اُسی کی برکت ہے کہ اِس وقت کی دعا کو شرفِ اجابت بخشا گیا ہے ۱۲ ف۳ سجدہ نہایت تذلّل کی حالت ہے اور یہی وہ ادا ہے جو خدا کو بھاتی ہے اور اس حالت کی دُعا بے شک اَولیٰ بالقبول ہونی چاہیے ف۴ یہ تو بالکل سائلوں کی سی صورت بنانا ہے ابھی تک مانگنے والے ہاتھ پھیلا پھیلا کر مانگا کرتے ہیں رہا ہاتھوں کا مونہ پر پھیرنا وہ اُن کلمات سے جو دعا کرتے وقت زبان سے نکلے ہیں برکت کا حاصل کرنا ہے اور لوگ تو دعا کے بعد سینے پر بھی دَم کر لیا کرتے ہیں اور اس کا بھی وہی مطلب ہے کہ سانس میں شفا ہے تو اِس خوش عقیدتی کو پسند کرتے ہیں ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَیْہِ فِی الدُّعَاءِ حَتّٰی رَاَیْتُ بَیَاضَ اِبْطَیْہِ ۔ (بخاری)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا میں یہاں تک ہاتھ اُٹھائے کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی اچھی طرح دیکھ لی ف
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ادْعُوا اللّٰہَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاہٍ ۔ (ترمذی)	حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا خدا سے دعا مانگو حالانکہ تم کو (دعا کی) قبولیت کا یقین ہو اور جانے رہو کہ خدائے تعالیٰ اُس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل (اور) بے پروا دل سے نکلتی ہے ف۲
عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَیْدٍ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَّدْعُوْ فِیْ صَلَاتِہٖ وَلَمْ یُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِلَ ھٰذَا ثُمَّ دَعَاہُ فَقَالَ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ فَلْیَبْدَأْ بِتَحْمِیْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَالثَّنَاءِ عَلَیْہِ ثُمَّ لِیُصَلِّ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِیَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ ۔	عبید کے بیٹے فضالہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سُنا جس نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تھا فرمایا اس شخص نے بہت جلدی کی پھر آپ نے اُس کو بُلا کر فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی (آدمی) نماز پڑھے (اور دعا کا ارادہ کرے) تو پہلے خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے۔
عَنْ عُمَرَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا یَصْعَدُ حَتّٰی یُصَلّٰی عَلَیَّ	عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا آسمان وزمین کے درمیان ٹھیرا دی جاتی ہے (اور) جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے اوپر نہیں چڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔

ف۱ اس میں دستِ سوال کے دراز کرنے میں مبالغہ ہے اور یہ شانِ الحاح کی ہے ۱۲ ف۲ اب ایک نیا فن نکلا ہے جس کا نام ہے مسمریزم اُس میں ارادے کی قوت سے کام لیا جاتا ہے ڈاکٹر لوگ اسی قوت کے ذریعے سے بے دوا بے علاج بیماروں کو چنگا کرنے لگے ہیں یہ عمل ہمارے یہاں کے مشائخ کی توجہ کا سا عمل ہے دعا کی قبولیت کے تیقن کو قبولیت میں دخل ہو تو عجب نہیں ع خدا کی باتیں خدا ہی جانے ۱۲

فَلَا تَجْعَلُوْنِیْ کَغُمَرِ الرَّاکِبِ صَلُّوْا عَلَیَّ اَوَّلَ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ترمذی)

تو تم مجھے سوار کے پیالے کی طرح[1] بے کار نہ چھوڑ دو دعا سے پہلے اور دُعا کے بیچ میں اور دعا کے آخر میں مجھ پر درود پڑھ لیا کرو ف۱

عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا لِاَحَدٍ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ (ترمذی)

اُبَی بن کعب کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دُعا کرتے تو اپنے نفس سے شروع کرتے تھے (یعنی پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے پھر اُس کے لیے) ف۲

عَنْ اَبِیْ زُهَیْرٍ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ مِنْهُ فَقَالَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقِیْلَ بِاَیِّ شَیْءٍ یَّخْتِمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِاٰمِیْنَ وَانْصَرَفَ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ یَا فُلَانُ اخْتِمْ بِاٰمِیْنَ وَ اَبْشِرْ + (ابو داؤد)

ابوزہیر نمیری کہتے ہیں کہ ہم (چند صحابی) ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا میں سخت اصرار کر رہا تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی دعا سُننے کھڑے ہو گئے اور لگے فرمانے کہ یہ شخص اپنا کام کر چکا اگر (دُعا پر) مُہر لگا دی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (دُعا پر) کس چیز کی مُہر لگائی جاتی ہے فرمایا آمین کی ف۳ (یہ کہہ کر پیغمبر صاحب رہاں سے) پھرے اور کسی نے اُس شخص سے کہا کہ اے شخص تو اپنی دعا کو آمین پر ختم کر اور خوش ہو کہ تیری دُعا قبول ہوئی)

---

[1] غمر اہل لُغت چھوٹے سے پیالے کو کہتے ہیں جو مسافر کے ساتھ رہتا ہے اور سوار کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کوچ کے وقت پہلے اپنا اسباب اور توشہ سواری پر لادتا ہے اور پیالے کی طرف چنداں التفات نہیں کرتا ضروری چیزیں لاد لیتا ہے تو چلتے وقت پیالے کو اُٹھاتا ہے گویا وہ پیالے کو غیر ضروری چیز سمجھتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہی کہ لوگو! تم مجھ پر درود پڑھنے کو تبعاً اور غیر ضروری نہ سمجھو ۱۲+

ف۱ سائلوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عزیز چیزوں کا واسطہ دلا کر مانگا کرتے ہیں ایک سائل دروازے پر آیا کرتا ہے اُس کی یہی صدا ہے "بچوں کا صدقہ دیں ایمان کا صدقہ" پس پیغمبر صاحب پر درود بھیجنا گویا خدا کو اُس کے محبوب کا واسطہ دلانا ہے ۱۲+

ف۲ اللہ اللہ کیا شانِ عبودیت ہے کہ ہمہ وقت خدا کے فضل کی لَو لگائے رہتے تھے کسی کے مطلب کی تقریب ہاتھ آئی اور اپنی حاجت سے زور دی اوّل خویش بعدہٗ درویش ۱۲+

ف۳ لفظ آمین دُعا کا دُوسرا نام ہے کہ جو مانگتے ہیں وہ دعا تفصیل اور آمین اُسی کا اجمال ہے ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فِى الدُّعَاءِ حَتّٰى رَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ۔ (بخاری)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا میں یہاں تک ہاتھ اُٹھائے کہ میں نے آپ کی دونوں بغلوں کی سفیدی اچھی طرح دیکھ لی ف۱

عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَجِيْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ ۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا سے دعا مانگو حالانکہ تم کو (دُعا کی) قبولیت کا یقین ہو اور جانے رہو کہ خدائے تعالیٰ اُس دعا کو قبول نہیں کرتا جو غافل (اور) بے پروا دل سے نکلتی ہے ف۲

عَنْ فَضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِىْ صَلَاتِهٖ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِتَحْمِيْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لِيَدْعُ بَعْدُ بِمَا شَاءَ ۔

عبیدؓ کے بیٹے فضالہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز میں دعا مانگتے ہوئے سُنا جس نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود نہیں پڑھا تھا فرمایا اس شخص نے بہت جلدی کی پھر آپ نے اُس کو بُلا کر فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی (آدمی) نماز پڑھے (اور دعا کا ارادہ کرے) تو پہلے خدائے تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے پھر اس کے بعد جو چاہے دُعا مانگے۔

عَنْ عُمَرَ رضـ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ حَتّٰى يُصَلّٰى عَلٰے

عمرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دعا آسمان وزمین کے درمیان ٹھیرا دی جاتی ہے (اور) جب تک مجھ پر درود نہ پڑھا جائے اوپر نہیں چڑھتی (یعنی قبول نہیں ہوتی)۔

ف۱ اس میں دستِ سوال کے دراز کرنے میں مبالغہ ہے اور یہ شان الحاح کی ہے ۱۲ ف۲ اب ایک نیا فن نکلا ہے جس کا نام ہے مسمریزم اُس میں ارادے کی قوت سے کام لیا جاتا ہے ڈاکٹر لوگ اسی قوت کے ذریعے سے بے دوا بے علاج بیماروں کو چنگا کرنے لگے ہیں یہ عمل ہمارے یہاں کے مشائخ کی توجہ کا سا عمل ہے دعا کی قبولیت کے تیقن کو قبولیت میں دخل ہو تو عجب نہیں ع خدا کی باتیں خدا ہی جانے ۱۲

عربی	ترجمہ
فَلَا تَجْعَلُوْنِیْ کَغُمَرِ الرَّاکِبِ صَلُّوْا عَلَیَّ اَوَّلَ الدُّعَاءِ وَاَوْسَطَهٗ وَاٰخِرَهٗ (ترمذی)	تو تم مجھے سوار کے پیالے کی طرح لے بے کار نہ چھوڑ دو دعا سے پہلے اور دُعا کے بیچ میں اور دعا کے آخر میں مجھ پر درود پڑھ لیا کرو ف۱
عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا لِاَحَدٍ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ (ترمذی)	اُبی بن کعب کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی کے لیے دُعا کرتے تو اپنے نفس سے شروع کرتے تھے (یعنی پہلے اپنے لیے دعا کرتے تھے پھر اُس کے لیے) ف۲
عَنْ اَبِیْ زُهَیْرٍ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَةِ فَوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْمَعُ مِنْهُ فَقَالَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقِیْلَ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِاٰمِیْنَ وَانْصَرَفَ فَقِیْلَ لِلرَّجُلِ یَا فُلَانُ اخْتِمْ بِاٰمِیْنَ وَ اَبْشِرْ + (ابوداؤد)	ابوزہیر نمیری کہتے ہیں کہ ہم (چند صحابی) ایک رات جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے اور ہمارا گزر ایک ایسے شخص پر ہوا جو دعا میں سخت اصرار کر رہا تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی دعا سُننے کھڑے ہوگئے اور لگے فرمانے کہ یہ شخص اپنا کام کر چکا اگر (دُعا پر) مُہر لگا دی کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ (دُعا پر) کس چیز کی مُہر لگائی جاتی ہے فرمایا آمین کی ف۳ (یہ کہہ کر پیغمبر صاحب رو ہاں سے) پھرے اور کسی نے اُس شخص سے کہا کہ اے شخص تو اپنی دعا کو آمین پر ختم کر اور خوش ہو کہ تیری دُعا قبول ہوئی)

لہ غمر اہل لغت چھوٹے سے پیالے کو کہتے ہیں جو مسافر کے ساتھ رہتا ہے اور سوار کا قاعدہ ہوتا ہے کہ کوچ کے وقت پہلے اپنا اسباب اور توشہ سواری پر لادتا ہے اور پیالے کی طرف چنداں التفات نہیں کرتا ضروری چیزیں لادلیتا ہے تو چلتے وقت پیالے کو اُٹھاتا ہے گویا وہ پیالے کو غیر ضروری چیز سمجھتا ہے حدیث کا مطلب یہ ہی کہ لوگو تم مجھ پر درود پڑھنے کو تعاذو غیر ضروری نہ سمجھو ۱۲+

ف۱ سائلوں کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ عزیز چیزوں کا واسطہ دلا کر مانگا کرتے ہیں ایک سائل دروازے پر آیا کرتا ہے اُس کی یہی صدا ہے "بچوں کا صدقہ دیں ایمان کا صدقہ" پس پیغمبر صاحب پر درود بھیجنا گویا خدا کو اُس کے محبوب کا واسطہ دلانا ہے ۱۲+

ف۲ اللہ اللہ کیا شانِ عبودیت ہے کہ ہمہ وقت خدا کے فضل کی لَو لگائے رہتے تھے کسی کے مطلب کی تقریب ہاتھ آئی اور اپنی حاجت سے زود کہ "اوّل خویش بعدہٗ درویش" ۱۲+

ف۳ لفظ آمین دُعا کا دُوہرانا ہے کہ جو مانگتے ہیں ملے دعا تفصیل اور آمین اُسی کا اجمال ہے ۱۲

[۱۲] عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَجْهَرُونَ بِالتَّكْبِيرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ إِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا إِنَّكُمْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا وَهُوَ مَعَكُمْ وَالَّذِي تَدْعُونَهُ أَقْرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ عُنُقِ رَاحِلَتِهِ (اخرجہ الخمسۃ)

[۱۲] ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) ایک سفر میں تھے لوگوں نے پکار پکار کر اللہ اکبر کہنا شروع کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) نرمی و آہستگی اختیار کرو تم کسی بہرے اور آنکھ سے اُوجھل کو تو پکارتے نہیں تم تو اُس سُننے دیکھنے کو پکارتے ہو جو ہر وقت اور ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے اور (نیز) اُس کو پکارتے ہو جو تم سے تمہارے اونٹنی کی گردن سے بھی زیادہ قریب ہے ف۱

[۱۳] عَنْ عَائِشَةَ رض قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَحِبُّ الْجَوَامِعَ مِنَ الدُّعَاءِ وَيَدَعُ مَا سِوَى ذَلِكَ ÷ (ابوداؤد)

[۱۳] اُم المومنین حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم دعاؤں میں سے جامع دعاؤں کو پسند کر کے اختیار فرماتے ف۲ اور اُن کے علاوہ اور کو ترک کر دیتے تھے ÷

[۱۴] عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ أَنْ يَدْعُوَ ثَلَاثًا وَيَسْتَغْفِرَ ثَلَاثًا (ابوداؤد)

[۱۴] ابن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند تھی کہ (جب دُعا) کرتے تو) تین دفعہ دعا کرتے اور تین ہی دفعہ استغفار پڑھتے ف۳

ف۱ پکارنا خدا کی [illegible] دونوں سے ثابت ہے اور مسنونہ بھی ہے بااینہمہ مشائخ کے یہاں ذکر جہر بھی ہے اس میں کوئی مصلحت ہوگی اور شاید وہ مصلحت دفع غفلت اور جوش کا پیدا کرنا ہو ۱۲ ف۲ جیسے مثلاً ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ اور اللھم اغفرلی وارحمنی واھدنی وعافنی وارزقنی اور جیسے پیغمبر صاحب نے فرمایا سل ربک العافیۃ والمعافاۃ اور اللھم ارزقنی حبک وحب من ینفعنی حبہ عندک اور اللھم زدنا ولا تنقصنا واکرمنا ولا تھنا واعطنا ولا تحرمنا واثرنا ولا توثر علینا وارضنا وارض عنا اور اللھم انی اسألک الصحۃ والعفۃ والامانۃ وحسن الخلق والرضا بالقدر اور اللھم انی اسألک علما نافعا وعملا متقبلا ورزقا طیبا وغیرہ وغیرہ اور یہ دعائیں مع ترجمہ حصۂ اول حقوق اللہ کے باب [illegible] میں دیکھو ۱۲ ف۳ تین کے عدد کو یہ شرف ہے کہ طاق ہے اور اللہ وتر یحب الوتر سے مناسبت رکھتا ہے اور اسی لیے وضو میں مُوتھ ہاتھ تین تین بار دھوئے جاتے ہیں اور نماز کے رکوع و سجود میں تسبیح بھی تین تین بار کہی جاتی ہے ۱۲

من المترجم ہم نے اس باب میں صرف دو حدیثیں لی ہیں جن سے آداب دعا مستنبط ہوتے ہیں رہے اقسامِ دُعا کہ کن کن مواقع پر کون کون دُعائیں مانگنی چاہئیں یہ ہم حقوق اللہ کے دوسرے باب اعمال لسانی میں بعنوان دعاء نہایت تفصیل و توضیح کے ساتھ بیان کر آئے ہیں وہاں ہر موقع اور ہر مطلب کی دعا ہے اور دعا کے ساتھ اُس کا ترجمہ اس باب کے ساتھ اُسے بھی ملا کر

پڑھوگے تو بابِ دعا کو ایک ایسا جامع اور مکمل باب پاؤگے کہ دوسری کتاب کے دیکھنے کی حاجت باقی نہیں رہے گی ۱۲ +

آدابِ قسم

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ لِيَصْمُتْ + (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر کو اپنے باپ کی قسم کھاتے سنا تو فرمایا لوگو! خدا تعالیٰ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع فرماتا ہے جو شخص قسم کھانے والا ہو اسے خدائے تعالیٰ کی قسم کھانی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے ف

ف باپوں کی قسم کی تخصیص رسم و رواج کی رو سے ہے کہ عرب میں باپ کی قسم کھانے کا دستور تھا مگر خدا کے سوائے کسی چیز کی قسم کھانا شرعاً درست نہیں وجہ یہ کہ قسم عزیز چیز کی کھائی جاتی ہے اور مومن کی شان نہیں کہ خدا سے بڑھ کر کوئی چیز اس کو عزیز ہو وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ہمارے ہندوستان میں لوگ اولاد کی اپنے سر کی اپنی جوانی کی قسمیں کھایا کرتے ہیں اور قرآن کی قسم بھی ہر ایک کو رواں ہے شریعت تو خدا کے سوائے کسی کی قسم کی اجازت دیتی نہیں ۱۲

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ بِالْاَمَانَةِ فَلَيْسَ مِنَّا + (ابوداود)

بریدہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص امانت کی قسم کھائے وہ ہمارے طریقے پر نہیں +

عَنْ اِبْرٰهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ كَانُوْا يَنْهَوْنَا وَنَحْنُ غِلْمَانٌ اَنْ نَّحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ + (بخاری)

ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ پیغمبر صاحب کے صحابی ہمیں منع کرتے تھے جبکہ ہم بچے سے تھے کہ ہم شہادت اور عہد کی قسم کھائیں +

لہ اس سے پہلے ہم حصۂ اول حقوق اللہ کے ضمیمے میں ایک عنوان آدابِ قسم کا قائم کر چکے ہیں اس کے ساتھ اسے بھی ملا کر پڑھوگے تو قسم اور آدابِ قسم کے متعلق مفصل حالات معلوم ہوں گے ۱۲

من المترجم آخر کی دو حدیثوں میں امانۃ اور شہادۃ اور عہد کے الفاظ ہیں۔ ان کا پتہ قرآن سے لگایا تو امانۃ کا مذکور آیہ انا عرضنا الامانۃ علی السموٰت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان میں ہے اور شہادت اور عہد کا

کا آیۃ واذاخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتہم واشھدھم علیٰ انفسہم الست بربکم قالوا بلیٰ شھدنا میں تو امانت اور شہادت اور عہد کی قسمیں اسی قسم کی ہیں جیسی لوگ ہمارے اپنے یہاں اپنے دین ایمان یا قرآن کی قسمیں کھایا کرتے ہیں۔

آداب المساجد

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلِ اللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (م)	ابو اسید کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی مسجد میں جائے تو یوں کہے اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ[1] اور مسجد سے باہر آئے تو کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ[2] +
عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ یَّجْلِسَ (صحیحین)	ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص مسجد میں جائے تو بیٹھنے سے پہلے دو نفل رکعتیں (تحیۃ المسجد) پڑھ لے +
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ تَنَاشُدِ الْاَشْعَارِ فِی الْمَسْجِدِ وَعَنِ الْبَیْعِ وَالْاِشْتِرَاءِ فِیْہِ وَاَنْ یَّتَحَلَّقَ النَّاسُ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فِی الْمَسْجِدِ (ابوداؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں اشعار پڑھنے اور خرید فروخت کرنے سے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ جمعہ کے روز نماز سے پہلے لوگ مسجد میں حلقہ باندھ کر بیٹھیں

عہ مسجد کے حقوق وآداب اور بنار مساجد کے فضائل میں ایک بڑا وسیع باب حصہ اول کے ضمیمے میں بعنوان حقوق وآداب مسجد گزر چکا اس کے ساتھ اسے بھی ملا کر پڑھو۔ حصہ آداب میں بہت سی باتیں مکرر لانی پڑی ہیں جو حقوق میں مذکور ہو چکی ہیں۔ وجہ تکریر یہ کہ حقوق اور آداب میں بہت ہی تھوڑا فرق ہے بقدر واجب حق ہے اور زائد از واجب ادب ۱۲

[1] خداوندا میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے ۱۲+

[2] خداوندا میں تجھ سے تیرا کچھ فضل مانگتا ہوں ۱۲+

آداب کعبہ

متن	ترجمہ
عَنْ نَافِعٍ قَالَ اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ لَا يَقْدَمُ مَكَّةَ اِلَّا بَاتَ بِذِي[1] طُوًى حَتّٰى يُصْبِحَ وَ يَغْتَسِلَ وَيُصَلِّيَ فَيَدْخُلَ مَكَّةَ نَهَارًا وَّ اِذَا نَفَرَ مِنْهَا مَرَّ بِذِي طُوًى وَّبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَيَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ (صحيحين)	نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر جب مکے میں داخل ہونا چاہتے تو ذی طویٰ میں (جو مکے کے قریب داخل حرم ایک موضع کا نام ہے) رات گزارتے اور جب صبح ہوتی تو غسل کرکے نماز پڑھتے پھر دن کو مکے میں داخل ہوتے اور جب مکے سے کوچ کرتے تو بھی ذی طویٰ میں آکر شب باش ہوتے اور صبح تک وہیں رہتے اور ابن عمر بیان کرتے تھے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اسی طرح کیا کرتے تھے +
عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ مَكَّةَ فَاَقْبَلَ اِلَى الْحَجَرِ فَاسْتَلَمَهُ ثُمَّ طَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الصَّفَا فَعَلَاهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْبَيْتِ فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَجَعَلَ يَذْكُرُ اللّٰهَ مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ (ابوداؤد)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مکے کی طرف متوجہ ہوئے اور مکے میں داخل ہوکر حجر اسود کی طرف رُخ کیا اور اُسے بوسہ دے کر خانہ کعبہ کا طواف کیا پھر صفا پہاڑ کی طرف آئے اور اُس پر یہاں تک چڑھے کہ خانہ کعبہ دکھائی دینے لگا تو آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور جب تک چاہا دعا اور ذکر الٰہی کرتے رہے +
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا دَخَلَ الْكَعْبَةَ دَعَا فِيْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ حَتّٰى خَرَجَ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ فِيْ قُبُلِ الْبَيْتِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ (مسلم)	ابن عباس کہتے ہیں کہ اُسامہ نے مجھے خبر دی ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے تو اُس کی سب سمتوں میں دعا کی مگر کعبے کے اندر نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ جب باہر تشریف لائے تو سمت کعبہ میں دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ یہی سمت قبلہ ہے
وَفِيْ اُخْرٰى لِلْبُخَارِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَفِيْهَا سِتَّةُ سَوَارٍ فَقَامَ	بخاری کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کعبے میں داخل ہوئے اور کعبے میں (اُس وقت) چھ ستون لگے ہوئے تھے

[1] ذی طوی ایک مقام کا نام ہے داخل حرم جس طرف سے لوگ عمرہ کرنے کو جاتے ہیں ۱۲

عربی	اردو
عِنْدَ كُلِّ سَارِيَةٍ فَدَعَا وَلَمْ يُصَلِّ وَعِنْدَ النَّسَائِيِّ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتَّى خَرَجَ ✦	تو آپ نے ہر ستون کے پاس کھڑے ہو کر دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ نسائی کی روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب کعبے کے اندر تشریف لے گئے اور اُس کی تمام سمتوں میں تسبیح کی نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ باہر تشریف لے آئے
عَنْ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ أُمِّهِ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا جَاءَ مَكَانًا فِي دَارِ يَعْلَى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا ✦ (نسائی)	علقمہ کے بیٹے طارق اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم جب یعلے کی حویلی میں اُس جگہ[۱] پہونچتے (جہاں سے خانہ کعبہ دکھائی دیتا ہے) تو قبلے کی طرف رخ کر لیتے اور دعا مانگتے

[۱] جن دنوں کا یہ ذکر ہے اُس وقت یہاں ایک سرائے تھی جو دارِ یعلیٰ کے نام سے مشہور تھی یہاں سے خانہ کعبہ نمایاں طور پر دکھائی دیتا تھا

آداب مکہ و مدینۃ الرسول

عربی	اردو
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَهُ اللهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ تَعَالَى إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَإِنَّهُ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيهِ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَلَمْ يَحِلَّ لِي إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهُ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهُ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهُ إِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلَى خَلَاهَا فَقَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُولَ اللهِ إِلَّا الْإِذْخِرَ فَإِنَّهُ	ابن عباس کہتے ہیں کہ (فتح مکہ کے دن) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا کہ اس شہر (مکہ) کو خدا نے اُسی روز سے قابل تعظیم و تکریم ٹھیرا دیا ہے جس دن اُس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا (یعنی کعبے کی تحریم و تعظیم قدیمی ہے) تو وہ خدا کی تعظیم کی وجہ سے قیامت تک قابل تعظیم رہے گا۔ مجھ سے پہلے کبھی کسی کے لیے اُس میں کُشت و خون کرنا حلال نہیں ہوا تھا اور مجھے بھی صرف دن کی ایک ساعت کے لیے حلال ہوا تو اب وہ خدا کی حرمت کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرام رہے گا (اور شہر مکہ کے حرام ہونے کے یہ معنے ہیں) کہ اُس کا کانٹا تک نہ توڑا جائے (چہ جائے کہ درخت) اور نہ اُس کے شکار کا تعاقب کیا جائے اور نہ اُس میں گرا پڑا مال اُٹھایا جائے ہاں اُس شخص کو اُٹھانا جائز ہے جو اُس کا اعلان کرتا پھرے اور نہ اُس کی گھاس اُکھاڑی جائے اس پر عباس نے عرض کیا یا رسول اللہ اذخر گھاس کو تو مستثنیٰ کر دیجیے

لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ (بخاری)	کیونکہ وہ لہاروں اور گھر کی چھتوں) میں کام آتی ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں میں اذخر کو مستثنےٰ کرتا ہوں۔

من المترجم اس حدیث میں فتح مکّہ کے دن کی طرف اشارہ ہے اور فتح مکّہ کا قصّہ بطریق اختصار یہ ہے کہ معاہدۂ حدیبیہ[1] میں جہاں اور شرطیں تھیں اُن میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جو لوگ اِس معاہدے میں جناب پیغمبر صاحب کے ساتھ شامل ہو جانا چاہیں ہو جائیں۔ اور جو قومیں قریش کے معاہدے میں داخل ہونا پسند کریں اُن کے ساتھ ہو جائیں چنانچہ بنو خزاعہ پیغمبر صاحب کے ساتھ اور بنو بکر قریش کے ساتھ معاہدے میں شریک ہوئے مگر ابھی پورے دو سال بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ بنو بکر نے بنو خزاعہ کے ساتھ اپنی قدیمی عداوت کو تازہ کیا۔ اور آغاز زمانہ اسلام سے جو لڑائی موقوف تھی اُسے دفعۃً بھڑکا دیا نوفل بن معاویہ دئلی نے بنو خزاعہ پر حملہ کیا اور چند آدمی مارے گئے۔ قریش نے شرائط معاہدہ کے برخلاف بنو بکر کی مدد کے لیے ہتیار بھی بھیجے اور بعض سرداران قریش بہ تبدیلِ لباس بنو بکر کے ساتھ ہو کر شریک لڑائی بھی ہوئے آخر کار بنو خزاعہ کو شکست ہوئی اور وہ یہاں تک عاجز ہوئے کہ حرم کعبہ میں پناہ گزیں ہوئے مگر نوفل نے وہاں بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا اور تعاقب کرتا ہوا حرم میں پہونچا۔ بنو خزاعہ نے مجبور ہو کر بدیل بن ورقا کی پناہ لی۔ اور ادھر عمرو بن سالم کو استمداد کے لیے پیغمبر صاحب کی خدمت میں بھیجا۔ قریش عہد شکنی کرتے تو کر بیٹھے مگر فوراً ہی یہ اندیشہ ہوا کہ پیغمبر صاحب یہ خبر سنیں گے تو ضرور اس کی تلافی میں کوشش کریں گے اس لیے ابو سفیان معذرت کرنے کے لیے مدینے میں آیا اور پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر بہت کچھ معذرت کی اور دوبارہ عہد قائم کرنے کی درخواست کی مگر پیغمبر صاحب نے ایک نہ سُنی اور سُننے کے قابل بھی نہ تھی کیونکہ قریش نے بنو خزاعہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کر ڈالا تھا اور انتہا درجے کے جور و ظلم کیے تھے تو یہ کیونکر ہو سکتا تھا کہ باوجود اس ظلم و زیادتی اور کُشت و خُون کے درگزر کیا جاتا اور از سرِ نو جدید معاہدہ قائم کیا جاتا پس جناب پیغمبر صاحب نے فوراً لشکروں کے جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا اور مکّے کے تمام رستوں کی ناکہ بندی کر دی گئی ۸ سنہ ہجری رمضان کے مہینے میں پیغمبر صاحب دس ہزار فوج لے کر مدینے سے نکلے اور جب مکّے کے قریب مرّ الظہران موضع میں تشریف فرما ہوئے تو سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شب کو اپنے اپنے خیموں کے آگے آگ روشن کریں ابھی تک قریش اگرچہ بالکل بے خبر تھے مگر اُنھیں پیغمبر صاحب کی طرف سے اطمینان بھی نہ تھا۔ اس لیے قریش مدینے کی راہوں میں لوگوں کو بھیجتے رہتے اور ہمیشہ چوکنّے رہتے تھے۔ ایک رات ابو سفیان اور بُدیل اور حکیم بن حزام جو تفحّص حال پر مامور تھے اِدھر آنکلے اور مدینے کی جانب ایک ٹیلے پر آگ روشن دیکھ کر نہایت حیران ہوئے کہ یہ آگ کیسی ہو رہی ہے اثنا میں پیغمبر صاحب کے چچا عباس بن عبد المطلب جو اسی سفر میں پیغمبر صاحب کے ساتھ شریک ہو گئے تھے اُن کو خیال ہوا کہ اگر یہ لشکرِ جرّار بے خبری کی حالت میں مکّے پونہچ گیا تو قریش بالکل برباد ہو جائیں گے اس خیال سے وہ سوار ہو کر مکّے کی طرف بڑھے کہ کوئی آتا جاتا مل جائے تو قریش کو مطلع کر دیں اور وہ پیغمبر صاحب سے امان حاصل کر لیں اتنے میں ابو سفیان کی آواز ان کے کان میں پونہچی انہوں نے اس کا نام لے کر پکارا ابو سفیان پاس آیا تو عباس بن عبد المطلب نے سارا راز ظاہر کر دیا جس کو سُن کر ابو سفیان کے ہوش جاتے رہے اور اُسے بجز اس کے اور کچھ کرتے ہی نہ بن پڑا کہ عباس کے کہنے کے مطابق اُن کے پیچھے بیٹھ لیا دونوں لشکر

[1] حدیبیہ کا پورا قصّہ اور معاہدے کی تصریح اسی حصّے کے باب حقوق پیغمبر صلعم میں عنوانِ اطاعت کے ذیل میں پڑھو ۱۲

اسلام میں پہونچے تو ابوسفیان نے پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنا مسلمان ہونا ظاہر کیا اور عباس نے اُس کی بہت کچھ سفارش کی پیغمبر صاحب نے ابوسفیان کو امان دے کے جانے کی اجازت دی اور از روئے رحم و مہربانی یہ بھی فرمادیا کہ جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے خاموش بیٹھ جائے گا یا حرم کعبہ میں پناہ لے گا یا ہتھیار ڈالدے گا اُس کو امن دیا جائے گا۔ الغرض نمازِ فجر کے بعد پیغمبر صاحب نے لشکرِ اسلام کے سرداروں کو مکّے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس موقع پر خالد بن الولید سب سے پیش پیش تھے۔ عکرمہ بن ابی جہل اور صفوان بن اُمیہ نے خالد کے مقدمۃ الجیش کا خفیف سا مقابلہ کیا اور چند مسلمان شہید ہوگئے مگر کفار قریش کے ستّر آدمی مارے گئے اور بقیۃ السیف بھاگ کھڑے ہوئے پھر کسی نے لشکر اسلام کا مقابلہ نہیں کیا اور جنابِ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم بے روک اُونٹ پر سوار مکّے میں داخل ہوئے سب سے پہلے طواف کعبہ کیا پھر قریش کے بتوں کو جو حرم کعبہ میں جابجا نصب تھے توڑنا شروع کیا۔ آپ آیۂ جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا پڑھتے اور بتوں کو توڑتے جاتے تھے۔ اب صرف وہ بُت باقی رہ گئے جو کعبے کی اُونچی دیواروں پر نصب تھے اور وہاں تک ہاتھ نہ پہونچ سکتا تھا حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ میرے کندھوں پر پاؤں رکھ لیجیے۔ اور انھیں بھی توڑ ڈالیے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے کندھوں پر کھڑے ہوکر ایسا کرو چنانچہ حضرت علیؓ نے اُن تمام بتوں کو توڑ ڈالا۔ کعبے کے اندر فرشتوں اور پیغمبروں کی کچھ تصویریں بھی منقوش تھیں پیغمبر صاحب نے حضرت فاروق کو اُن کے مٹا دینے کا حکم فرمایا اور اُنھوں نے اُن کو مٹا دیا مگر حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل کی تصویروں کے مٹانے میں اُنھیں تأمّل ہوا۔ اور آخر کار خود پیغمبر صاحب نے اپنے ہاتھ سے اُنھیں مٹا چھوڑا۔ ازاں بعد آپ مکیوں کی طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا اِذْھَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ چند لوگ جو نہایت مفسد اور واجب القتل تھے اُن میں سے چار آدمی قصاصاً قتل کیے گئے اور باقی معاف کردیے گئے۔ لوگ تھے کہ جوق جوق پیغمبر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتے اور بطیبِ خاطر مسلمان ہوتے تھے آپ اُن سے اس شرط پر بیعت کر رہے تھے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرائیں گے قتل ناحق کے مرتکب نہ ہوں گے چوری زنا نہ کریں گے بیٹیوں کو قتل نہ کریں گے۔ کسی پر بہتان نہ لگائیں گے اور تمام اُمورِ حقہ میں آپ کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کیے رہیں گے۔ اِسی موقع پر آپ عورتوں سے بھی ان ہی شرائط پر بیعت لے رہے تھے مگر اُن کے ساتھ چند باتیں خصوصیت کے ساتھ زیادہ کرتے تھے کہ کسی کے سوگ میں بال اور مُونہ نہ نوچیں گی اور نہ طمانچوں سے پیٹیں گی نہ گریبان چاک کریں گی نہ چلّاکر روئیں گی نہ قبر پر سوگواری کے لیے بیٹھیں گی۔ بلال بن رباح نے کعبے کی چھت پر چڑھ کر بآوازِ بلند کہا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اس وقت خدا کی توحید اور پیغمبر صاحب کی رسالتِ حقہ کی منادی کی صدا سے سارا جنگل گونج اُٹھا اور خدا کی عظمت و جلال کا ڈنکا چار دانگِ عالم میں پٹ گیا ہمیں اِس مقام پر مکّے کا مختصر جغرافیہ دینا بھی ضرور ہے تاکہ مکّے کے متعلق جو ضروری باتیں اس عنوان میں بیان کی گئی ہیں خواص و عوام کے نزدیک مفہوم ہوں

مکہ نام ہے ایک شہر کا جہاں خانۂ کعبہ واقع ہے۔ خانۂ کعبہ اصل میں ایک دوچھتی عمارت ہے اور اس کے گرداگرد بہت سی شاندار عمارتیں ہیں جو مسجد الحرام کے نام سے مشہور ہیں۔ مسجد الحرام کے اردگرد ہر چہار طرف آبادی پھیلتی چلی گئی ہے جسے حرم کہتے ہیں۔ حدودِ حرم ہر جانب میں مختلف ہیں اور اس بات کی شناخت کے لیے کہ یہاں تک حدِ حرم ہے ہر طرف منارے نصب

ہیں شمال وغرب میں ساڑھے تین کوس کے فاصلے پر تنعیم ایک مقام کا نام ہے اور یہی اس سمت کی حدِ حرم ہے۔ جدے کی راہ میں حُدَیْبِیَہ ہے جو مکے سے سات کوس کے فاصلے پر واقع ہے اور جنوب کی طرف موضع حسینیہ جو مکے سے ساڑھے دس کوس پر واقع ہے۔ شرق کی جانب عرفات کے متصل مسجدِ نمرہ جو مکے سے ساڑھے دس کوس کے فاصلے پر ہے۔ مکے کے رہنے والے حج اور عمرے دونوں کا اور آفاقی صرف عمرے کا احرام اِن ہی مقامات سے باندھتے ہیں۔ حدودِ حرم جن کا ہم نے ذکر کیا ہے یہاں تک کی آبادی مکے میں داخل ہے اور جو آبادی ان سے متجاوز ہے وہ مکے سے خارج۔ حرم کے باہر چاروں طرف تھوڑے تھوڑے فاصلے پر چند مقامات اَور بھی ہیں جہاں سے آفاقی (باہر سے آنے والے) لوگ احرام باندھتے ہیں اُن میں ایک ذوالحلیفہ ہے جو مدینہ اور اطرافِ مدینہ سے آنے والوں کے رستے میں پڑتا ہے اور مدینے سے صرف چھے میل کے فاصلے پر ہے مدینے وغیرہ سے آنے والے یہیں سے احرام باندھتے ہیں دوسرے حجفہ جو شام و مصر اور ان کے مضافات سے آنے والوں کا میقات ہے تیسرے یلملم جو ہندوستان اور مضافاتِ ہندوستان سے جانے والوں کے لیے مقرر ہے چوتھے قرن منازل جہاں اہلِ نجد احرام باندھتے ہیں پانچویں ذاتِ عرق جو عراق اور اطرافِ عراق سے آنے والوں کے لیے مقرر ہے۔

حدودِ حرم میں جن چیزوں کی پیغمبر صاحب نے مُمانعت فرمائی کہ وہاں کشت وخون نہ کیا جائے درخت نہ کاٹا جائے شکار کا تعاقب نہ کیا جائے بے ضرورت ہتھیار نہ اُٹھائے جائیں۔ گری پڑی چیز نہ اُٹھائی جائے مگر اعلان کرنے والے کے لیے درست ہے وغیرہ وغیرہ اِن میں مُحرم اور غیر محرم مکی اور آفاقی سب برابر ہیں۔ یعنی کسی شخص کو جائز نہیں کہ ان میں سے کسی ایک کام کا بھی مرتکب ہو مرتکب ہوگا تو ضمان واجب ہوگی مُحرم کو جن باتوں کی مناہی ہے وہ حرم کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں بلکہ حل اور حرم دونوں میں ممنوع ہیں یعنی جب تک محرم ہے حرم میں ہو تو حل میں ہو تو ہر جگہ اور ہر موقع پر منہیات سے بچنا ضرور ہے اور ان اُمور کی تفصیل و توضیح کے لیے حصۂ اوّل حقوق اللہ کے عنوان حج کو پڑھو

عَنْ جَابِرٍ رض قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَحِلُّ لِاَحَدِکُمْ اَنْ یَّحْمِلَ بِمَکَّةَ السِّلَاحَ ۔ (مسلم)	حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ تم میں سے کسی شخص کو مکے میں (کشت وخون کے لیے) ہتیار اُٹھائے رکھنا حلال نہیں۔
عَنْ سَعْدٍ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اُحَرِّمُ مَا بَیْنَ لَابَتَیِ الْمَدِیْنَةِ اَنْ یُّقْطَعَ عِضَاھُھَا اَوْ یُقْتَلَ صَیْدُھَا وَ قَالَ الْمَدِیْنَةُ خَیْرٌ لَّھُمْ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ (مسلم)	سعدؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان کی درمیانی مسافت کو حرام کرتا ہوں کہ نہ تو وہاں کے درخت کاٹے جائیں نہ وہاں شکار کیا جائے اور فرمایا کہ مدینہ لوگوں کے لیے بہتر ہے اگر وہ (اُس بہتری کو) جانیں (تو کبھی وہاں سے نہ نکلیں)

لہ لابہ بہ تخفیف یائے موحدہ زمین سنگستان - اصل میں مدینے کے دونوں طرف سنگستان واقع ہے اور مدینہ ان دونوں سنگستانوں کے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ حَرَّمَ مَکَّۃَ فَجَعَلَھَا حَرَامًا وَّاِنِّیْ حَرَّمْتُ الْمَدِیْنَۃَ حَرَامًا مَّا بَیْنَ مَاْزِمَیْھَا اَنْ لَّا یُھْرَاقَ فِیْھَا دَمٌ وَّلَا یُحْمَلَ فِیْھَا سِلَاحٌ لِّقِتَالٍ وَّلَا یُخْبَطَ فِیْھَا شَجَرَۃٌ اِلَّا لِعَلْفٍ	ابوسعید سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم نے خدائے تعالیٰ سے مکّے کے حرام ہونے کی دعا کی تو خدا نے اُن کی دُعا سے مکّے کو حرام کردیا اور میں نے مدینے کی دونوں طرف کے سنگستان کی درمیانی مسافت کو حرام کردیا ہے کہ وہاں نہ تو خونریزی کی جائے اور نہ وہاں کشت و خون کے لیے ہتھیار اُٹھائے جائیں اور نہ وہاں کے درخت کاٹے جائیں لیکن جانوروں کے چارے کے لیے رہو تو مضائقہ نہیں)

سلہ مازمین تثنیہ ہے مازم بکسر زا کا اور مازم کہتے ہیں پہاڑوں کے بیچ کی تنگی کو جو دو پہاڑوں کے باہم ملنے سے پیدا ہو مازمین سے وہی لابتین یعنی سنگستانی جانبین کسے مراد ہیں جن کا ذکر اوپر کی حدیث میں ہے ۱۲ +

من المترجم کتے مدینے کی تعظیم کے بارے میں جو احکام صادر ہیں اُن سے مقامی اور وقتی خصوصیتیں چھوڑ کر صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا رسول اپنے اِن دو شہروں کے نمونے پر ساری دنیا میں امن و اطمینان چاہتے ہیں اور اسی غرض سے قانونِ شریعت وضع کیا گیا ہے کاش لوگ اس نکتے کو سمجھیں اور خدا رسول کی مرضی پر چلیں +

آداب حاکم و محکوم

عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَھُوَ غَضْبَانُ + (صحیحین)	ابوبکرہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان اس حال میں فیصلہ نہ کرے کہ غصّے میں ہو (کیونکہ غصّے کی حالت میں عقل سلیم برجا نہیں رہتی)
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ بَعَثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْیَمَنِ قَاضِیًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تُرْسِلُنِیْ وَاَنَا حَدِیْثُ السِّنِّ وَلَا عِلْمَ لِیْ بِالْقَضَاءِ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ سَیَھْدِیْ قَلْبَکَ	حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنے لگے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے یمن کا قاضی بنا کر بھیجتے ہیں حالانکہ میں نوعمر آدمی ہوں اور نہ مجھے فصل خصومات کا طریقہ معلوم نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا خدائے تعالیٰ تیرے دل کی رہنمائی کرے گا

وَيُثَبِّتُ لِسَانَكَ إِذَا تَقَاضَى إِلَيْكَ رَجُلَانِ فَلَا تَقْضِ لِلْأَوَّلِ حَتَّى تَسْمَعَ كَلَامَ الْآخَرِ فَإِنَّهُ أَحْرَى أَنْ يَتَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ قَالَ فَمَا شَكَكْتُ فِي قَضَاءٍ بَعْدُ (ترمذی)	اور تمھاری زبان کو (حق بات پر) ثابت و برقرار رکھے گا (بعد ازاں پیغمبر صاحب نے طریق قضا کی تعلیم کی اور فرمایا کہ) جب دو آدمی تمھاری طرف قضیہ پیش کریں (اور اُن میں کا ایک شخص اظہار مدعا کر چکے) تو جب تک تم دوسرے کی بات نہ سُن لو اوّل شخص کے موافق فیصلہ نہ کرو کیونکہ یہ صورت اس بات کے لائق تر ہے کہ تمھارے لیے فیصلے کی پوری کیفیت ظاہر ہو جائے (حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مجھے فیصلے میں کبھی شبہہ ہی نہیں ہوا۔
عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَضَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْخَصْمَيْنِ يُقْعَدَانِ بَيْنَ يَدَيِ الْحَاكِمِ (ابو داؤد)	ابن زبیر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں کو حاکم کے سامنے بٹھلایا جائے ف
عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضَى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقَالَ الْمَقْضِيُّ عَلَيْهِ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَعَالَى يَلُومُ عَلَى الْعَجْزِ وَلَكِنْ عَلَيْكَ بِالْكَيْسِ فَإِذَا غَلَبَكَ أَمْرٌ فَقُلْ حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (ابو داؤد)	مالکؓ کے بیٹے عوف سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں میں فیصلہ کیا تو جس کے برخلاف فیصلہ ہوا تھا اُس نے (از روئے غم و حسرت) کہا خدا مجھے بس کرتا ہی اور وہی اچھا کارساز ہے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اُس آدمی کو ملامت کرتا ہی جو فکر و تدبیر سے عاجز رہتا ہے تجھے ہوشیاری بیداری عمل میں لانی چاہیے ہاں اس کے بعد بھی اگر کوئی کام تجھ پر غالب آجائے اور تو بالکل عاجز ہو جائے اُس صورت میں حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ کہنا چاہیے

ف تاکہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں میں مساوات ملحوظ رہے نہ یہ کہ قاضی صاحب ایک کو اپنی بغل میں بٹھائیں اور دوسرے کو سامنے کھڑا رکھیں ۱۲

من المترجم مولوی عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب المنتخب اللمعات میں اس حدیث کی توجیہ اس طرح پر کی ہے کہ معاملہ قرض کا تھا پیغمبر صاحب نے مدعی کو ڈگری دے دی مدعا علیہ نے کہا حَسْبِيَ اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ جس کے یہ معنے ہیں کہ مدعی میرا مال ناحق لے گیا مگر اس توجیہ سے ایہام ہوتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے صرف مدعی کا بیان سُن کر مدعا علیہ کے اوپر ڈگری کر دی اور اس سے لازم

آتا ہے کہ پیغمبر صاحب نے فیصلے میں غلطی کی۔ ہمارے نزدیک مولوی عبدالحق صاحب کی یہ توجیہ ٹھیک نہیں بلکہ صحیح توجیہ یہ ہے کہ پیغمبر صاحب نے جب بحق مدّعی ڈگری دی تو مدّعا علیہ نے اس لیے اظہار عجز کیا کہ مدّعی کی ڈگری بھر دینے کا مجھ میں مام نہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ ایسے عجز پر خدا ملامت کرتا ہے تجھے کوشش وہمت عمل میں لانا چاہیے اس پر بھی مدّعی کا مطالبہ پورا نہ ہو تو حسبی اللہ ونعم الوکیل کہنا بے جا نہ ہوگا ؛

آداب خط و کتابت

عَنِ ابْنِ الْعَلَاءِ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ الْعَلَاءَ الْحَضْرَمِيَّ كَانَ عَامِلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا كَتَبَ إِلَيْهِ بَدَأَ بِنَفْسِهٖ

(ابو داؤد)

علاء حضرمی کے بیٹے کہتے ہیں کہ علاء حضرمی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے عامل (صوبہ) تھے (کہ پیغمبر صاحب نے انھیں اپنے عہد میں بحرین کی صوبہ داری کا منصب عطا فرمایا تھا) ان کا قاعدہ تھا کہ جب پیغمبر صاحب کو خط لکھتے تو خط کو اپنے نفس سے شروع کرتے۔

من المترجم مثلاً لکھتے من العلاء بن الحضرمی الی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم۔ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اور یہی طریقہ تھا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا کہ جب کسی کو خط لکھتے تو خط کے آغاز میں اپنا نام لکھتے پھر مکتوب الیہ کا نام پھر سلام علیک اور اس کے بعد اظہارِ مطلب۔ مکتوب الیہ مسلمان ہوتا تو خصوصیت کے ساتھ السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ تحریر فرماتے ورنہ اس کی جگہ سلام علیٰ من اتبع الہدیٰ جیسا کہ آپ کے اُن مکتوبات سے ظاہر ہوتا ہے جو آپ نے شاہِ روم ہرقل اور شاہِ فارس کسریٰ اور شاہِ حبشہ نجاشی کی طرف لکھے یہ مکتوبات اگرچہ کتبِ احادیث میں بشرح وبسط مذکور ہیں مگر ہم لوگوں کی تنبیہ کے لیے نمونے کے طور پر بقدرِ ما یتعلق بالباب پیغمبر صاحب اور آپ کے صحابہ کے دو خط نقل کرتے ہیں جن سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ جناب پیغمبر صاحب خط لکھنے وقت ہمیشہ اس بات کی رعایت کرتے تھے کہ شروع خط میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد اپنا اور پھر مکتوب الیہ کا نام گنے ہوئے چند لفظوں میں تحریر فرماتے اس کے بعد سلام علیک اور سلام علیک کے بعد اپنا مطلب نہایت اختصار کے ساتھ صاف اور کھلے ہوئے لفظوں میں ظاہر کرتے بخلاف اس زمانے کے لوگوں کے کہ انھوں نے معاملہ بالکل برعکس کر دیا ہے اور خط و کتابت کی شان کو پیٹ بھر کر بگاڑ رکھا ہے خط کے سرنامے پر مکتوب الیہ کے اوصاف اور کبھی اُس کا نام نہایت مبالغہ آمیز اور وزنی القاب آداب کے ساتھ دُور تک لکھتے چلے جاتے ہیں اس کے بعد آداب و تسلیمات اور اشتیاق ملاقات کے اظہار میں نصف خط کے بھر دینے پر بھی بس نہیں کرتے۔ اور جب اس سے فارغ ہوتے اور خط میں کچھ جگہ باقی رہتی ہے تو پیچدار اور نامفہوم المعانی الفاظ میں اپنا مطلب ادا کرنے کی کوشش کرتے اور آخر میں اپنا نام نہایت عریض و طویل لکھ کر خط کو تمام کرتے ہیں حالانکہ جناب پیغمبر صاحب اور نہ صرف پیغمبر صاحب بلکہ انبیاء سابقین کے خط و کتابت کی شان وہی تھی جس کا ہم نے اُوپر ذکر کیا۔ دیکھو جب حضرت سلیمان علیہ علیٰ نبینا السلام نے سبا کی شہزادی کو ہُدہُد کی معرفت خط بھیجا تو اُس کو کس شان کے ساتھ شروع کیا اور کس طریقے پر ختم کیا اور کس طرز پر اپنا مطلب ادا کیا۔ قرآن مجید کی سورۂ نمل کے رکوع ایک و دو

میں جہاں ملکہ سبا کا قصہ مذکور ہے اُس موقع کی حکایت پڑھو کہ ملکہ سبا کے پاس حضرت سلیمان کا خط پونہچا اور اُس نے اپنے دربار میں یُوں پڑھنا شروع کیا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ (یعنی ملکہ سبا نے اپنے اہلِ دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ ایک فرمان واجب الاحترام ہماری طرف ڈالا گیا ہے) یہ سلیمان کی طرف سے ہے اور یہ (یعنی اس کی عبارت اس طرح پر ہے کہ سب سے پہلے اُس میں) بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ہے (اور بسم اللہ کے بعد) یہ کہ ہم سے سرکشی نہ کرو اور فرماں بردار بن کر ہمارے حضور میں آحاضر ہو۔ دیکھو اس خط کے کیسے صاف لفظ ہیں اور کس اختصار کے ساتھ کیسا اہم مطلب ادا کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں ہم لوگ اکثر رسم و رواج میں عجمیوں کے قدم بہ قدم آنکھیں بند کیے چلے جا رہے ہیں اور سنّتِ انبیا اور طریقۂ نیچرل سے کوسوں دُور پڑے ہوئے ہیں۔ خط وکتابت کی یہ شان جو آج کل مُروّج ہے عجمیوں کا طریقہ ہے اور لوگ ہیں کہ اسی ڈہرے پر چلے جا رہے ہیں حالانکہ نیچرل طریقہ وہی ہے جو انبیا نے اختیار کیا کیونکہ مقتضائے طبع یہی ہے کہ لکھنے والا پہلے اپنا نام لکھے اس لیے کہ مُرسل یہی ہے پھر مکتوب الیہ کا نام درج کرے کہ وہ مُرسَل ہے بعدہٗ تحفہ پیش کرے کہ وہ سلام ہے اور ان سب کے بعد شگفتہ اور سلیس پیرایے میں اظہارِ مطلب کے درپے ہو۔ یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ خط وکتابت کی اصلی شان میں سب سے بڑا حصّہ انگریزوں نے لیا ہے کہ اُن کے مکتوبات اور انشاؤں میں اس اسلامی طریقے کی پُوری رعایت رکھی گئی ہے بخلاف ہماری یہاں کی انشاؤں کے جو بالکل برعکس اور شانِ اسلام کے سرتاسر خلاف ہیں ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا ✦

پیغمبر صاحب کا خط بادشاہِ رُوم کی طرف

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ اِلٰى قَيْصَرَ يَدْعُوْهُ اِلَى الْاِسْلَامِ وَبَعَثَ بِكِتَابِهٖ اِلَيْهِ دِحْيَةَ الْكَلْبِيَّ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ بُصْرٰى لِيَدْفَعَهٗ اِلٰى قَيْصَرَ فَاِذَا فِيْهِ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ اِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّيْ اَدْعُوْكَ بِدَاعِيَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ وَاَسْلِمْ يُؤْتِكَ اللّٰهُ اَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ وَاِنْ تَوَلَّيْتَ فَعَلَيْكَ اِثْمُ الْاَرِيْسِيِّيْنَ ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر روم (ہرقل) کو خط لکھا کہ آپ کو اُسے اسلام کی دعوت دینی منظور تھی اور وہ خط دحیۂ کلبی (صحابی) کو دے کر بھیجا اور حکم کیا کہ یہ خط حاکمِ بُصریٰ تک پونہچا دیں تاکہ حاکمِ بُصریٰ قیصرِ روم (ہرقل) کو پونہچائے جناب پیغمبر صاحب کے خط میں یہ عبارت مرقوم تھی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ (یعنی شروع اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان ہے) خدا کے بندے اور اُس کے پیغمبر محمدؐ کا یہ خط ہے بادشاہِ روم ہرقل کی طرف۔ جو شخص ہدایت کی پیروی کرے اُسے سلامتی ہو اس کے بعد میں کہتا ہوں کہ میں تمھیں اسلام کی طرف بلاتا ہوں تم مسلمان ہو جاؤ دنیا و عقبےٰ کی برائی سے سلامت رہو گے اسلام لاؤ خدا تم کو تمھارا اجر دوہرا دے گا[ل] اور اگر تم قبول اسلام سے اعراض کرو گے تو تم پر تمھاری رعایا کا بھی وبال (سرکشی) پڑے گا۔

[ل] ایک تمھارے اسلام لانے کا دوسرے تمھارے دیکھا دیکھی جو لوگ اسلام میں داخل ہوں گے اُن کا اسی طرح اگر تم اسلام سے اعراض کرو گے تو تمھارے اعراض کا وبال تو تم پر پڑے ہی گا تمھارے دیکھا دیکھی جو رعایا سرکشی کرے گی اُس کا وبال بھی تمھارے سر پر پڑے گا ۱۲

خالد بن الولید کا خط رستم و مہران کی طرف جو فارس کے روساء میں دو جلیل القدر رئیس تھے

عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ قَالَ کَتَبَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ اِلٰی اَھْلِ فَارِسٍ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اِلٰی رُسْتَمَ وَمِھْرَانَ فِیْ مَلَاءِ فَارِسٍ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّا نَدْعُوْکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاَعْطُوا الْجِزْیَۃَ وَاَنْتُمْ صَاغِرُوْنَ فَاِنْ اَبَیْتُمْ فَاِنَّ مَعِیَ قَوْمًا یُحِبُّوْنَ الْقَتْلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَا یُحِبُّ الْفَارِسُ الْخَمْرَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

ابو وائل کہتے ہیں کہ خالد بن الولید نے اہل فارس کو اس طرح خط لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم الخ یعنی (شروع اللہ کے نام سے (جو) نہایت رحم والا مہربان (ہے)) یہ خط خالد بن الولید کی طرف سے ہے رستم و مہران کی طرف جو فارس کے اشراف و روساء میں مشہور رئیس ہیں۔ اُن لوگوں کو سلامتی ہو جو ہدایت یعنی راہ راست کی پیروی کریں اس کے بعد ہم تمھیں اسلام کی طرف بلاتے ہیں تو اگر تم اسلام سے انکار کرو تو ذلیل ہو کر جزیہ دو اور اگر جزیے سے انکار کروگے تو یاد رکھو کہ میں تم پر ایسی قوم کے ساتھ چڑھ کر آؤں گا جو خدا کی راہ میں مارڈالے جانے کو ویسے ہی عزیز رکھتے ہیں جیسے اہل فارس شراب

عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَتَبَ اَحَدُکُمْ کِتَابًا فَلْیُتَرِّبْہُ فَاِنَّہٗ اَنْجَحُ لِلْحَاجَۃِ ✦ (ترمذی)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کوئی شخص خط لکھے تو اس پر مٹی چھڑک دے کیونکہ یہ خط پر مٹی کا چھڑکنا) حاجت کے بر لانے میں بہت بڑا اثر رکھتا ہے۔

من المترجم خط یا اور کچھ لکھتے وقت نقوش کے خشک کرنے کے لیے مٹی چھڑکنے کا دستور پہلے زمانے میں زیادہ مروج تھا جب سے بلاٹنگ پیپر یا سیاہی چٹ یا جاذب جو کچھ کہو ایجاد ہوا ہے مٹی چھڑکنے کا دستور موقوف سا ہو گیا ہے اب تک کہیں کہیں مہاجنوں میں رگیک دانی دیکھی جاتی ہے ان کے سوا جتنے لوگ لکھنے پڑھنے کا کام کرتے ہیں اُن میں شاذ و نادر ہی کوئی ہوگا جس کے پاس جاذب نہ رہتا ہو۔ پھر پیغمبر صاحب نے جو اس طریقے کو انجح للحاجۃ فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر خط یا حساب کتاب کا کوئی کاغذ خشک کرنے سے پہلے بند کر دیا جائے گا تو اس کے نقوش مٹ جائیں گے اور نقوش مٹ جائیں گے تو دوسرا شخص اس کا مطلب سمجھے گا کیونکر اس سے فرمایا کہ کتابت کو مٹی چھڑک کر خشک کر لیا کرو تاکہ دوسرا شخص تمھارا مطلب صاف سمجھ لے اور تم اپنا مطلب اُسے سمجھانے میں کامیاب ہو۔

عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَبَیْنَ یَدَیْہِ کَاتِبٌ فَسَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ضَعِ الْقَلَمَ عَلٰی اُذُنِکَ فَاِنَّہٗ اَذْکَرُ لِلْمَآلِ ✦ (ترمذی)

ثابت کے بیٹے زید کہتے ہیں کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ کے سامنے کاتب بیٹھا ہے اور میں نے سُنا کہ پیغمبر صاحب اُس سے فرماتے ہیں کہ قلم کی تعظیم کر اور اس کی تعظیم یہ ہے کہ اپنے کان میں رکھ لیا کر کیونکہ قلم عاقبت کو خوب یاد دلاتا ہے۔

من المترجم حدیث میں اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع ہر شخص وضع کو قرار دے گا جو لفظ ضَعْ سے مفہوم ہوتا ہے لیکن اس صورت میں اَذْکَرُ لِلْمَآلِ کا ثبوت نہیں۔ ہم نے سوچ کر یہ بات نکالی کہ اِنَّہٗ کی ضمیر کا مرجع قلم ہے تو حدیث کا مطلب قلم کی تعظیم ہے اس لیے کہ قلم زبان کی نیابت کرتا ہو اور اس اعتبار سے آیۃ من آیات اللہ ہے اور خدا نے نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ میں اس کی قسم کھائی ہے۔ ظاہر ہے کہ قلم کے لیے کان سے بہتر تعظیم کی جگہ ہو نہیں سکتی تو قلم کے کان پر رکھنے سے قلم کی تعظیم کا حق تو ادا ہوا اب رہی انجام کار یا عاقبت کی یاددہانی تو دنیا کا ذرہ ذرہ یاد دہانی کر رہا ہے مگر اُس کو جس کو یادگیری کی صلاحیت ہو۔

مرد باید کہ گیرد اندر گوش ۔۔۔ در نبشتست است پند بر دیوار
یا
کسانے کہ یزداں پرستی کنند ۔۔۔ برآوازِ دولاب مستی کنند

تو حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ اگر کوئی چیز دنیا میں عاقبت کی یاد دہانی کرنے کے قابل ہے تو کاتب کے حق میں قلم ہے کہ قلم کے ذریعے سے کاتب کا ذہن بتعلق کتابت نامۂ اعمال کی طرف آسانی سے منتقل ہو سکتا ہے اور یہی عاقبت کی یاد دہانی ہے اور اسی لیے قلم مستحقِ تعظیم ہے اور اُس کی تعظیم کا پیرایہ کان پر رکھ لینا ہے۔

آدابِ ملاقات

عَنِ الطُّفَيْلِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَنَّهٗ كَانَ يَاْتِي ابْنَ عُمَرَ فَيَغْدُوْ مَعَهٗ اِلَى السُّوْقِ قَالَ فَاِذَا غَدَوْنَا اِلَى السُّوْقِ لَمْ يَمُرَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَلٰى سَقَاطٍ وَلَا عَلٰى صَاحِبِ بِيْعَةٍ وَلَا مِسْكِيْنٍ وَلَا عَلٰى اَحَدٍ اِلَّا سَلَّمَ عَلَيْهِ قَالَ الطُّفَيْلُ فَجِئْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَوْمًا فَاسْتَتْبَعَنِيْ اِلَى السُّوْقِ فَقُلْتُ لَهٗ مَا تَصْنَعُ فِي السُّوْقِ وَاَنْتَ لَا تَقِفُ عَلَى الْبَيْعِ وَلَا تَسْاَلُ عَنِ السِّلَعِ وَلَا تَسُوْمُ بِهَا وَلَا تَجْلِسُ فِيْ مَجَالِسِ السُّوْقِ فَاجْلِسْ بِنَا هٰهُنَا نَتَحَدَّثْ فَقَالَ لِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَا اَبَا بَطْنٍ

اُبی بن کعب کے بیٹے طفیل سے روایت ہے کہ وہ (یعنی طفیل) ابن عمرؓ کے پاس آتے اور صبح کو ابن عمر کے ساتھ بازار جایا کرتے طفیل کا بیان ہے کہ جب ہم صبح کو بازار کے گرد اگرد گھومتے پھرتے تو عبد اللہ بن عمرؓ نہ تو کسی ردی چیز کے بیچنے والے پر گزرتے تھے نہ خرید فروخت کرنے والے پر نہ مسکین و فقیر پر اور نہ کسی ایک شخص پر مگر اُسے سلام علیک ضرور کرتے تھے طفیل کہتے ہیں ایک دن کا ذکر ہے کہ میں (حسب معمول) عبد اللہ بن عمر کے پاس آیا تو اُنھوں نے مجھے اپنے ساتھ بازار لے جانا چاہا میں نے عرض کیا کہ تم بازار میں جا کر کیا کرو گے تم نہ تو کسی چیز کے بیچنے پر کھڑے ہوتے ہو نہ کسی بکتے ہوئے اسباب کی بابت دریافت کرتے ہو نہ کوئی چیز خریدتے ہو نہ بازار کے نشستگاہوں میں بیٹھتے ہو تو آپ اسی جگہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیے کہ ہم کچھ بات چیت کریں طفیل کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے (میری طرف روئے سخن کر کے) فرمایا کہ ای ابو بطن (یہ طفیل کی کنیت ہے)

قَالَ وَكَانَ الطُّفَيْلُ ذَا بَطْنٍ اِنَّمَا نَغْدُوْ مِنْ اَجْلِ السَّلَامِ نُسَلِّمُ عَلٰى مَنْ لَقِيْنَاهُ (موطا)

نیچے کے راوی کا بیان ہے کہ طفیل بزرگ شکم آدمی تھے ہم صبح کو بازار میں صرف لوگوں کو سلام کرنے کی غرض سے جاتے ہیں کہ جس سے ملتے ہیں اُس سے سلام علیک کرتے ہیں

عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ فَيَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ اَنْ يَّتَفَرَّقَا ٭ (ترمذی)

عازب کے بیٹے براء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان باہم ایک دوسرے سے ملتے پھر مصافحہ[1] کرتے ہیں تو قبل اس کے کہ ایک دوسرے سے علٰحدہ ہوں اُن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الرَّجُلُ مِنَّا يَلْقٰى اَخَاهُ اَوْ صَدِيْقَهٗ اَيَنْحَنِيْ لَهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَلْتَزِمُهٗ وَيُقَبِّلُهٗ قَالَ لَا قَالَ اَفَيَاْخُذُهٗ بِيَدِهٖ وَيُصَافِحُهٗ قَالَ نَعَمْ ٭ (ترمذی)

حضرت انس کہتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں کا کوئی شخص اپنے بھائی یا اپنے دوست سے ملے تو کیا کرے کیا اُس کے آگے سر و پشت خم کرے پیغمبر صاحب نے فرمایا نہیں اُس نے عرض کیا کیا اُس کو گلے لگائے اور اُس کے ہاتھ چومے فرمایا نہیں عرض کیا آیا اُس کا ہاتھ پکڑے اور مصافحہ کرے فرمایا ہاں [ف۱]

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِيْنَةَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِيْ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حارثہ کے بیٹے زید[2] مدینے آئے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تشریف رکھتے تھے

[1] مصافحہ اور تصافح دونوں کے معنے ہیں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑنا لیا گیا ہے صفح سے اور صفح اصل میں کہتے ہیں کسی چیز کی چوڑائی کو بولا کرتے صفح وجہ اور صفح سیف یعنی مونہ کی چوڑان تلوار کی چوڑان ہم مسلمانوں کے ہاں ملاقات کے وقت مصافحہ سنت ہے مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہیئے اس طرح کہ ایک شخص کی ہتیلی دوسرے کی ہتیلی پر ہو انگلیوں سے مصافحہ کرنا بدعت ہے اور یہ جو بعض لوگ نماز جمعہ یا کسی اور نماز کے بعد خصوصیت کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں یہ بھی لا اصل لہ ہے۔ جوان عورت سے مصافحہ کرنا حرام اور بڑھیا سے لا بأس بہ ہے ۱۲

ف۱ کسی کے آگے پیٹھ خم کرنا اور سر جھکانا مکروہ ہے بعض مشائخ نے اگرچہ اس بارے میں بڑی تشدید و تغلیظ سے کام لیا ہے اور کہا ہے کاد الانحناء ان یکون کفرا یعنی پشت خم کرنا کفر کے قریب ہے مگر شیخ ابو منصور نے صاف طور پر کہہ دیا کہ اگر کوئی شخص کسی کے لیے زمین بوسی کرے گا یا پشت و سر خم کرے گا تو کافر نہ ہوگا بلکہ آثم اور گنہگار ٹھیریگا کیونکہ جو شخص ایسا فعل کرتا ہے اس سے اُس کا مقصود دوسرے کی تعظیم و توقیر ہوتا ہے نہ عبادت رہا معانقہ یعنی ایک دوسرے سے بغل گیر ہونا اور تقبیل یعنی ہاتھ اور پیشانی کو بوسہ دینا ممنوع و مکروہ ہے اگر بہ سبیل تملق و تعظیم ہو اور جائز ہے اگر اس کا وقوع مسافر کے رخصت کرتے یا آتے وقت ہو جیسا کہ اگلی حدیث سے معلوم ہوتا ہے ۱۲

[2] یہ وہی زید بن حارثہ صحابی ہیں جو بارگاہِ نبوت میں مقرب و مقبول تھے ابتدا میں پیغمبر صاحب نے انھیں اپنا متبنّٰی کر لیا تھا اور اپنی پھوپی کی بیٹی زینب کو ان کے نکاح میں دے دیا تھا سورہ احزاب کے پانچویں رکوع میں ان کا قصہ مذکور ہے اور وہ قصہ نہایت بسط و شرح کے ساتھ ہمارے ترجمۃ القرآن میں اور اختصار کے ساتھ حقوق العباد کے صفحہ (۲۵) میں مذکور ہے ۱۲

فَاَتَاهُ فَقَرَعَ الْبَابَ فَقَامَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهٗ وَاللّٰهِ مَا رَاَيْتُهٗ عُرْيَانًا قَبْلَهٗ وَلَا بَعْدَهٗ فَاعْتَنَقَهٗ وَقَبَّلَهٗ ۔ (ترمذی)

تو اُنھوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم (شدتِ فرح اور غایتِ شوق کی وجہ سے) اُن (سے ملنے) کے لیے برہنہ (یعنی بے چادر اوڑھے) کھڑے ہوگئے آپ چلتے جاتے اور (اپنی چادر سنبھالتے جاتے تھے (حضرت عائشہؓ کہتی ہیں) خدا کی قسم میں نے نہ تو اس سے پہلے ہی کبھی آپ کو برہنہ (یعنی بغیر چادر اُوڑھے ہوئے) دیکھا تھا نہ اس کے بعد ہی دیکھا الغرض پیغمبر صاحب نے انھیں گلے لگایا اور اُن کے ہاتھ وپیشانی کو بوسہ دیا +

عَنْ زَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهٗ

زارعؓ جو عبد القیس کے ایلچیوں میں ایک بڑے معتبر شخص تھے کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو اپنی سواریوں سے جلد علیحدہ ہو کر پیغمبر صاحب کی خدمت میں دوڑے اور جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے ف

ف اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بزرگانِ دین کے ہاتھ پاؤں چومنے جائز ہیں ۱۲

آداب السلام

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَسِيْبًا ۝

(النساء ع ۱۳ پارہ ۵)

اور (مسلمانو!) جب تم کو کسی طرح پر سلام کیا جائے تو تم (اُس کے جواب میں) اُس سے بہتر (طور پر) سلام کرو یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب[1] دو اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (جیسا کروگے تم کو ویسا ابھرے گا)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ (صحیحین)

عمروؓ کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدابِ اسلام میں سب سے بہتر ادب کون ہے فرمایا کھانا کھلانا ف اور آشنا اور بیگانہ کو سلام علیک کرنا۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[1] جواب کی بہتری عمران کی حدیث سے جو آگے لکھی گئی ہے سمجھی جاسکتی ہے ۱۲

ف اس سے معلوم ہوا کہ [illegible] ۱۲

يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ ۔ (صحیحین)	سوار کو چاہیئے کہ پیادے کو سلام علیک کرے اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے آدمی بہت آدمیوں کو۔
وَفِي رِوَايَةِ الْبُخَارِيِّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ ۔	اور بخاری کی روایت میں ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور رستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے بہتوں کو سلام علیک کیا کریں۔
عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى غِلْمَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ۔ (صحیحین)	حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا لڑکوں پر گزر ہوا تو آپ نے انھیں سلام علیک کیا۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَرَدَّ عَلَيْهِ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ عِشْرُونَ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ فَرَدَّ عَلَيْهِ فَجَلَسَ فَقَالَ ثَلٰثُونَ وَزَادَ مُعَاذٌ ثُمَّ أَتَى آخَرُ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ وَ[مَغْفِرَتُهُ]	عمران بن حصین سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا السّلام علیکم پیغمبر صاحب نے اُس کو ویسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام فرمایا) پھر وہ شخص بیٹھ گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِس کے لیے دس نیکیاں لکھی گئیں اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہا السّلام علیکم ورحمۃ اللہ پیغمبر صاحب نے اسکو بھی ایسا ہی جواب دیا (یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرمایا) اور جب وہ بیٹھ گیا تو آپ نے فرمایا اس کے لیے بیس نیکیاں لکھی گئیں پھر تیسرے شخص نے آکر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ اور جب وہ بیٹھ گیا تو فرمایا اِس کے واسطے تیس نیکیاں لکھی گئیں معاذ (صحابی) نے اتنا اور زیادہ کیا کہ پھر ایک اور شخص آیا اور اُس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ پیغمبر صاحب نے جواب میں یہی لفظ فرما کر ارشاد کیا کہ اس کے لیے چالیس نیکیاں لکھی گئیں
عَنْ أَبِي أُسَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللّٰهِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ	ابو اُسامہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی بارگاہ میں سب سے زیادہ قریب اور مخصوص وہ شخص ہے جو سلام علیک کرنے میں سبقت کرے ف

ف کوئی مذہب کوئی قانون کوئی دستور العمل اس سے بہتر شریفانہ زندگی اور باہمی اتحاد و مواخاۃ کا طریقہ بتا سکتا ہے ؟ لیکن مسلمانوں کی طرز معاشرت کو بالکل اس کے برعکس پاتے ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ لوگ باہمی معاملات میں احکام شریعت کی پروا نہیں کرتے مسلماناں در گور مسلمانی در کتاب ۱۲ +

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا لَا تَشَبَّهُوْا بِالْيَهُوْدِ وَلَا بِالنَّصَارٰى فَاِنَّ تَسْلِيْمَ الْيَهُوْدِ الْاِشَارَةُ بِالْاَصَابِعِ وَتَسْلِيْمَ النَّصَارٰى الْاِشَارَةُ بِالْاَكُفِّ

(ترمذی)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہم مسلمانوں کے سوائے دوسری قوموں کے ساتھ تشبّہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے پھر آپ نے دوسری قوموں کے ساتھ تشبّہ کرنے کی تصریح کی کہ یہودیوں کی مشابہت اختیار نہ کرو اور نہ نصاریٰ کی کیونکہ یہودی اُنگلیوں کے اشارے سے سلام کرتے ہیں اور نصاریٰ ہتھیلیوں کے اشارے سے۔

من المترجم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت میں یہودی سلام کے وقت اُنگلیوں سے اور نصاریٰ ہتھیلیوں سے اشارہ کرتے رہے ہوں گے۔ ہمارے ہندوستان میں تو یہودیوں کے ساتھ کچھ ایسا اختلاط نہیں معدودے چند یہودی کہیں کہیں ہیں تو اُنھوں نے الناس علی دین ملوکہم کے مطابق اپنے تمام قومی شعار چھوڑ دیئے ہیں وہ اکثر انگریزوں کی طرح رہتے سہتے ہیں۔ انگریزوں کا حال یہ ہے کہ اُنگلیوں اور ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا کیسا اکثر کو تو بغرور حکومت جواب سلام میں سر و گردن سے اشارہ کرنے میں بھی مضایقہ ہوتا ہے یہود و نصاریٰ کے علاوہ ہم کو ہنود میں بھی رہنا ہے سو کسی قوم کے تشبّہ سے نہیں بلکہ فارس کے رسم و رواج کے مطابق سلام کا دستور کچھ ایسا پڑ گیا ہے کہ رکوع کے قریب تک جھکنا ہوتا ہے۔ لفظِ سلام کی جگہ الفاظ تسلیمات۔ مجرا۔ کورنش۔ آداب۔ بندگی۔ رواج پا گئے ہیں۔ ہم نے اپنے نزدیک علم ادب یعنی زبان کو قومی عزت اور ذلت کا معیار ٹھیرا رکھا ہے تو زبانِ عربی کو دیکھتے ہیں کہ اُس میں مفرد کے لیے کوئی تعظیمی لفظ نہیں واحد مخاطب کے لیے کَ چاہے وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو اسی طرح واحد غائب کے لیے مذکر ہے تو ضمیر ہُوَ اور مؤنث ہے تو ضمیر ہِیَ۔ واحد متکلم کے لیے اَنَا اور یہی حال انگریزی زبان کا ہے۔ اختلاطِ عجم سے لفظ آپ اور تم اور جناب اور حضور اور غریب پرور اور بندہ اور فدوی اور خانہ زاد اور نیاز مند اور خاکسار اور حقیر اور عاصی اور آثم و امثالہا داخل روزمرّہ ہوئے غرض عربی اور فارسی کے علم ادب کو ایک دوسرے کے ساتھ مقابلہ کر کے دیکھتے ہیں تو مسلمانوں کی ترقی اور پستی کا صاف پتہ چلتا ہے۔ سلام بھی زبان کا جزو ہے اِس میں بھی وہی عزت اور ذلت کی جھلک نمایاں ہے۔ بہرکیف ہماری رائے یہ ہے کہ اسلامی سلام تو عام رواج پا نہیں سکتا تاہم تعظیمِ مفرط اور تذلّل سے بچ کر رواجی ادب کا پاس کرنے میں کسی طرح کا حرج نہیں اسلامی سلام معدودے چند متشرّع مسلمانوں کو چھوڑ کر رُو دار مسلمانوں میں داخل بد تہذیبی خیال کیا جاتا ہے۔ تعظیم نامشروع کے سلام اُن تکلفات میں سے ہیں جو فارس کے مسلمان بادشاہ اپنے ساتھ ہندوستان میں لائے اور اُن کے دیکھا دیکھی عام رواج پا گئے اور رواج بھی پا گئے تو ایسا کہ اب اُن کا چھوٹنا ناممکن مسلمانوں سے وضعداری نکل گئی جس کے برتے پر ایک ادنیٰ درجے کا آدمی بادشاہِ جلیل القدر سے بے سر جھکائے بے ہاتھ ہلائے السّلام علیک کہہ کر خطاب کیا کرتا تھا اسلامی سلام کو چھوڑ کر رسمی سلام کے اختیار کرنے سے اُنھوں نے فی زعمہم ادب اور محبت کو تو باقی رکھا

اور دعا کی برکت کو کھو بیٹھے۔ ہمارے رسمی سلاموں سے تو انگریزی سلام اچھے۔ کہ اُن میں دُعا یہ الفاظ تو ہیں خُدا جانے کیا بات ہے کہ انگریزوں کی اکثر باتیں قرونِ اُولیٰ کے مُسلمانوں سے ملتی جلتی ہیں اُن ہی کی کلھفا کشی ہے اُن ہی کی سی صداقہ ہے اُن ہی کی سی ہمّت ہے اُن ہی کی سی جُرات ہے اُن ہی کی سی حمیّتہ ہے اُن ہی کی سی خودداری ہے اُن ہی کی سی قوم اور وطن کی محبت ہے۔ عقیدۃً مُسلمان ہم ہیں اور عملاً مُسلمان انگریز۔ خدا کرے کہ ان کا عقیدہ ہم جیسا ہوجائے اور ہمارا عمل اِن جیسا۔ رسمی سلاموں میں الفاظ کے علاوہ جُھک کر داہنا ہاتھ بھی پھیلا کر مُونہ یا سر تک لے جانا پڑتا ہے۔ بس غنیمت ہے کہ رسمی سلام میں دستِ یمین کی فضیلت کو تو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ دستِ یمین پر ایک حکایت یاد آئی ۱۸۵۷ء کے غدر سے بہت پہلے کا مذکور ہے کہ مدرسہ عالیہ ہگلی کے امین المدارس مولوی کبیرالدین احمد مرحوم دہلی کالج مرحوم میں تشریف لائے۔ اُن دنوں کالج اجمیری دروازے کے باہر اسی عالی شان عمارت میں تھا جس میں اب اینگلو عربک سکول ہے۔ کالج کے تمام مُدرّس مولوی کبیرالدین احمد کے رُوبرو پیش ہوئے۔ مُدرّسوں میں مولوی حسن علی خان مرحوم فارسی کے سوم مُدرّس بھی تھے۔ یہ اُن دنوں بڑے خوش رُو بے ریش و بروت نوجوان لڑکے تھے۔ مولوی کبیرالدین احمد کے سامنے آئے تو انھوں نے جُھک کر بائیں ہاتھ سے سلام کیا۔ مولوی کبیرالدین احمد نے ان کی یہ ادا دیکھ کر فی البدیہہ یہ شعر پڑھا ؎

دلبرِ ما طفل ہست ناز نداند ہنوز ❊ دستِ چپ از دستِ راست باز نداند ہنوز

یعنی بائیں ہاتھ سے سلام کرنا ایک طرح کا سوءِ ادب ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا وَلَا تُؤْمِنُوْا حَتّٰى تَحَابُّوْا اَوَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى شَيْءٍ اِذَا فَعَلْتُمُوْهُ تَحَابَبْتُمْ اَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ (مسلم)

اَبُوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم جب تک ایمان نہ لاؤ گے جنّت میں داخل نہ ہوگے اور جب تک باہم ایک دوسرے کو (صرف خدا کے لیے) دوست نہ رکھوگے (پورے) ایمان دار نہ ہوگے کیا میں تمھیں ایک ایسی چیز نہ بتادوں کہ جب تم اُسے عمل میں لاؤ آپس میں ایک دوسرے کو دوست رکھنے لگو (وہ یہ کہ) آپس میں سلام کو رواج دو

من المترجم سلام کو رواج دینے کا یہ مطلب ہے کہ آشنا اور بیگانہ سب کو سلام کرو۔ جس طرح لکڑی کو سریش سے اینٹوں کو گارے یا چونے سے پیوند دیا جاتا ہے اسی طرح آدمیوں میں آپس کی صاحب سلامت سے وصلت پیدا کی جاتی ہے صاحب سلامت اُنس و محبّت کی تمہید ہے اس سے اجنبیۃ دُور ہوتی ہے اور کام بڑے بڑے جان پہچان کا پاس کرنا انسانی طبیعت کا خاصہ ہے۔ کیا تو اُنس و محبّت پیدا کرنے کی آسان تدبیر ہے مگر لوگ ہیں کہ اِن مصلحتوں پر نظر نہیں کرتے۔ اور خودداری تعارف کے دائرے کو وسیع نہیں ہونے دیتی۔ ہم کو اس بات سے بڑا ہی تعجب ہوتا ہے کہ انگریزوں میں حبِّ قوم

اور حبِ وطن کی خصلتیں تو عام ہیں باایں ہمہ یہ لوگ دیر آشنا بھی ہیں۔ کہ مہینوں ایک ہوٹل ایک جہاز میں ایک میز پر کھانا کھائیں اور بدوں اس کے کہ کسی ثالث بالخیر نے ان میں تعارف کرادیا ہو ایک دوسرے سے بات نہ کرسکیں ہم ہندوستانیوں میں اسلامی تعلیم کے مطابق ہر ایک سے صاحب سلامت کا تو دستور نہیں۔ مگر یہ بھی دیکھا ہے کہ دو اجنبی اتفاق سے ریل میں جمع ہوئے اور بے سابقہ معرفت ایک نے ایک سے محض خانگی حالات پوچھنے شروع کیے ۔

آداب الصحبۃ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۤءٌ مِّنْ نِّسَاۤءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۡ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۭ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

مسلمانو! مرد مردوں پر نہ ہنسیں عجب نہیں کہ (جن پر ہنستے ہیں) وہ (خدا کے نزدیک) اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں پر (ہنسیں) عجب نہیں کہ (جن پر ہنستی ہیں) وہ ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے نہ دو اور نہ ایک دوسرے کو نام دھرو ایمان لائے پیچھے بدتہذیبی کا نام ہی بُرا ہے اور جو (ان حرکات سے) باز نہ آئیں تو وہی (خدا کے نزدیک) ظالم ہیں مسلمانو! (لوگوں کی نسبت) بہت شک کرنے سے بچتے رہو کیونکہ بعض شک (داخل) گناہ ہیں اور ایک دوسرے کی ٹٹول میں نہ رہا کرو اور نہ تم میں سے ایک کو ایک پیٹھ پیچھے بُرا کہے بھلا تم میں سے کوئی (اس بات کو) گوارا کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے یہ تو (یقیناً) تم کو گوارا نہیں (تو غیبت کیوں گوارا ہو کہ یہ بھی ایک قسم کا مردار کھانا ہے) ف اور اللہ (کے غضب) سے ڈرتے رہو بے شک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ

ابوہریرہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (لوگو!) تم اپنے تئیں شک کرنے سے بچاؤ کیونکہ شک کرنا بڑی جھوٹی بات ہے

ف اس آیت میں غیبت کو مُردہ بھائی کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے اور وجوہ تشبیہ یہ ہیں اوّل بے خبری کہ جیسے مُردے کو اپنی بوٹیوں کے نوچے جانے کی خبر نہیں ہوتی اسی طرح اس شخص کو جسے پیٹھ پیچھے بُرا کہا جاتا ہے غیبت کی خبر نہیں ہوتی۔ دوسرے جس طرح گوشت خوا- نے لاش کی بوٹیاں نوچ نوچ کر کھائیں اسی طرح غیبت کرنے والے نے اپنے بھائی کی عزت کا خون کردیا یا یوں کہو کہ اس کی عزت کا خون پی لیا فارسی میں غیبت کو "پوستین مردم اُفتادن" کہتے ہیں یہ محاورہ اس تشبیہ سے بہت ہی ملتا ہوا ہے ۱۲

وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا
وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا
وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا
يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ بِحَسْبِ امْرِءٍ مِّنَ
الشَّرِّ أَنْ يَّحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ
حَرَامٌ مَالُهُ وَدَمُهُ وَعِرْضُهُ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ
إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَجْسَادِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ إِلَى قُلُوْبِكُمْ
وَأَعْمَالِكُمْ اَلتَّقْوٰى هٰهُنَا التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ
إِلَى صَدْرِهِ أَلَا لَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّ
كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَّهْجُرَ أَخَاهُ

اور ایک دوسرے کے حالات کی ٹٹول اور باتوں کی تفتیش میں نہ رہا کرو نہ ایک دوسرے کی ریس کرو نہ باہم حسد کرو نہ بغض وعداوت رکھو نہ ترک ملاقات کرو اور اے خدا کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہو جاؤ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے تو چاہیئے کہ ایک دوسرے پر ظلم نہ کرے نہ اُس کی حمایت و نصرت سے دست کشی (اختیار) کرے نہ اُسے حقیر جانے آدمی کو اتنی ہی بُرائی بس کرتی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال اور خون اور آبرو حرام ہے خدا تمہاری صورتوں اور ڈیل ڈولوں کو نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور عملوں کو دیکھتا ہے اور پیغمبر صاحب نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرکے فرمایا تقویٰ اس جگہ ہے تقویٰ اس جگہ ہے سنو! سنو! ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی خرید و فروخت پر (سبقت کرکے) خرید و فروخت نہ کرے ف اور خدا کے بندو! تم سب باہم بھائی بھائی ہو جاؤ کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک ملاقات رکھے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى
الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ وَ
اِتِّبَاعُ الْجَنَازَةِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيْتُ
الْعَاطِسِ (بخاری) وَزَادَ مُسْلِمٌ وَإِذَا دَعَاكَ
فَأَجِبْهُ وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهٗ
(مسلم)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے پانچ طرح کے حق ہیں سلام علیک کا جواب دینا۔ مریض کی بیمار پرسی کرنا۔ جنازے کے ساتھ چلنا۔ دعوت قبول کرنا چھینکنے والے کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا۔ امام مسلم نے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ (اے مخاطب) جب تجھے تیرا مسلمان بھائی (کھانے کے لیے) بلائے تو اُس کو قبول کرے اور جب وہ اپنی خیر خواہی کی کوئی بات تجھ سے پوچھے تو جس میں اُس کی خیر خواہی ہو وہ مشورہ دے۔

ف اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً خالد اور ولید میں کوئی سودا ہو رہا ہے اور بظاہر بائع یا مشتری کا فائدہ نظر آتا ہے اب ایک تیسرا شخص اگر اپنے فائدے کی غرض سے سودا بند کرنا چاہے تو یہ درست نہیں کیونکہ یہ ایک طرح کا حسد ہے اور چونکہ یہ صورت کثیر الوقوع ہے اس سے اسے خصوصیت کے ساتھ ذکر فرمایا ۱۲

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ + (بخاری)

ابو موسےٰ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت کرو اور قیدی کو (قید سے) چھڑاؤ ف

ف قیدی سے دیوانی کا قیدی مراد ہے جو علتِ قرض میں قید ہوا ہو اس قیدی کو قید سے چھڑانے کا یہ مطلب ہے کہ قرضہ اُس کی طرف سے ادا کر دیا جائے ۱۲

آداب المجلس

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قِیْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِی الْمَجٰلِسِ فَافْسَحُوْا یَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَ اِذَا قِیْلَ انْشُزُوْا فَانْشُزُوْا یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ (المجادلہ ع ۲ پارہ ۲۸)

مسلمانو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کھل کھل کر بیٹھو تو کھل بیٹھا کرو کہ خدا (بہشت میں) تم کو بافراغت جگہ دے گا اور جب (تم سے) کہا جائے کہ (اپنی جگہ سے) اٹھ کھڑے ہو (اور دوسری جگہ جا بیٹھو) تو اٹھ کھڑے ہوا کرو کہ تم لوگوں میں سے جو (پورا پورا) ایمان لائے ہیں اور جن کو علم (مجلس) دیا گیا ہے (اور وہ آداب مجلس ملحوظ بھی رکھتے ہیں) اللہ اُن کے درجے بلند کرے گا اور کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُقِیْمَنَّ اَحَدُکُمْ رَجُلًا مِّنْ مَّجْلِسِہٖ ثُمَّ یَجْلِسُ فِیْہِ وَلٰکِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا یَفْسَحِ اللّٰہُ لَکُمْ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا قَامَ لَہٗ رَجُلٌ مِّنْ مَّجْلِسِہٖ لَمْ یَجْلِسْ فِیْہِ (متفق علیہ)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا ایک شخص دوسرے کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر وہاں آپ بیٹھ جائے لیکن کھل بیٹھو اور جگہ فراخ کر دو (خدا بہشت میں) تم کو بافراغت جگہ دے گا اور ابن عمرؓ کا قاعدہ تھا کہ جب کوئی شخص اُن کے لیے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا تو آپ اُس جگہ نہیں بیٹھتے تھے۔

عَنْ وَهْبِ بْنِ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ لِحَاجَتِہٖ ثُمَّ عَادَ فَهُوَ اَحَقُّ بِمَجْلِسِہٖ (ترمذی)

حذیفہ کے بیٹے وہب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص اپنی کسی ضرورت کے لیے مجلس سے نکل کر باہر چلا جائے پھر (ضرورت کو پورا کرکے) واپس آئے تو وہ اپنی اُس جگہ کا زیادہ مستحق ہے جہاں پہلے بیٹھا تھا ف

ف یہاں تک تو دوسروں کی آسایش کے لحاظ کرنے کا حکم ہے اور لوگ ہیں کہ دشمنی پر اُتارو ہوتے ہیں گھر اور محلے اور شہر کی کون کہے عرصۂ ہستی میں بھی دشمن کے رہنے کے روادار نہیں۔ وہ درویش در کلیمے نخسپند۔ وو دو

عربی	ترجمہ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ أَحَدُنَا حَيْثُ يَنْتَهِي (ابوداؤد)	سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ ہم (صحابی) جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آتے تھے تو ہم میں سے ہر ایک شخص جہاں جگہ پاتا تھا بیٹھ جاتا تھا۔
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَجْلِسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ إِلَّا بِإِذْنِهِمَا (ترمذی)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی شخص کو جائز نہیں کہ دو آدمی ایک جگہ بیٹھے ہوں اور خود اُن کے بیچ میں جا بیٹھے مگر ہاں وہ دونوں اجازت دے دیں (تو مضایقہ نہیں) ف
عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ جَلَسَ رَجُلٌ فِي وَسْطِ الْحَلْقَةِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ مَلْعُونٌ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ وَسْطَ الْحَلْقَةِ (ابوداؤد)	ابو مجلز کہتے ہیں کہ ایک شخص حلقے کے بیچ میں بیٹھ گیا تو حذیفہؓ نے فرمایا جو شخص (براہِ شیخیؔ) حلقے کے بیچ میں بیٹھے اُس پر جناب محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔
عَنْ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اتُّخِذَ جِسْرًا إِلَى جَهَنَّمَ (ترمذی)	اَنس کے بیٹے معاذ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعے کے روز لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا جائے گا (قیامت کے دن) جہنم کے راستے کی طرف اُس کا پُل بنایا جائے گا کہ جہنم کے جانے والے اُس پر سے گزریں اور اُسے پامال کریں گے

ف یہ ممانعت اس خیال سے ہے کہ شاید دو آدمی جو پاس پاس بیٹھے ہیں آپس میں کچھ ضروری باتیں کرتے ہوں اور تیسرے آدمی پر ان کا ظاہر کرنا منظور نہ ہو ۱۲ سلہ براہِ شیخی کی قید جو ہم نے ترجمے میں بڑھائی ہے قید ضروری ہے ورنہ درس اور وعظ کے حلقوں میں مدرس اور واعظ متعلمین اور مستمعین کے بیچ میں ضرورۃً بیٹھتا ہے تاکہ سب مستفید ہوں ۱۲ سلہ یہ صیغہ معروف اور مجہول دونوں طرح سے روایت کیا گیا ہے مجہول کی صورت میں تو وہی مطلب ہوگا جو ہم نے ترجمے میں اختیار کیا کہ قیامت کے روز خود اُس کا پل بنایا جائے گا تاکہ جس طرح دنیا میں یہ لوگوں کی گردنیں پھلانگتا تھا قیامت کے روز لوگ اِس کی گردن پھلانگ کر جائیں اور معروف ہونے کی صورت میں یہ مطلب ہوگا کہ نمازیوں کی گردنوں کا پھلانگنے والا گویا اپنے لیے دوزخ کی طرف پُل بنا رہا ہے کہ اُس پر سے گزر کر جہنم میں جا داخل ہو کوئی سی صورت بھی ہو شریعت کے بہت سے احکام صرف تہدید اور تخویف کے لیے ہیں ازاں جملہ یہ حکم بھی اور مطلب یہ ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ مسلمان بھائیوں کو مسلمان بھائی کے ہاتھ سے ذری سی تکلیف بھی پہنچے ۱۲

من المترجم لوگوں کو گاہ و بے گاہ کسی نہ کسی ضرورت سے ایک جگہ جمع ہونے کا بھی اتفاق ہوتا ہے اسی اجتماع کا نام ہے مجلس۔ ضرورتیں جن کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں طرح طرح کی ہوتی ہیں اسی لیے مجلسیں بھی کئی طرح کی ہیں۔ مجلسِ درس۔ مجلسِ وعظ۔ مجلسِ میلاد۔ مجلسِ عزا۔ مجلسِ شوریٰ۔ مجلسِ مناظرہ وغیرہ۔ اگر ہر ایک طرح کی مجلس کے آداب علیحدہ

علحدہ لکھے جائیں تو بڑی طوالت ہو لہٰذا ایک ادب جامع بتا دیا جاتا ہے جو ہر طرح کی مجلس میں کام دے گا۔ وہ یہ کہ تمھاری نشست و برخاست۔ تمھاری کسی ادا اور تمھاری کسی گفتگو سے کسی شریک مجلس کو کسی طرح کا رنج نہ پہنچے۔ بس یہ ہر قسم کی مجلس کا ادب جامع ہے اور اس کے ذیل میں بہت سے افراد ہیں اور ہر ایک شایستہ اور مہذب آدمی فی الوقت خود معلوم کر سکتا ہے کہ اس خاص محل پر اس کو کیا کرنا چاہیے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی   بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اور نہ صرف یہ کہ کسی شریک مجلس کو کسی طرح کا رنج نہ پہنچے بلکہ تمام شرکاء مجلس مل بیٹھ کر خوش ہوں۔

آداب الجلوس

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو صحن کعبہ میں بیٹھے دیکھا بوضع احتبا[1]

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ تَرَبَّعَ فِي مَجْلِسِهِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا (ابو داؤد)

سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکتے تو جب تک سورج خوب نکھر نہ لیتا (یعنی اچھی طرح صاف اور روشن نہ ہو لیتا) آپ اسی جگہ (جہاں نماز پڑھی تھی) چارزانو بیٹھے رہتے

عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ أَنَّهَا رَأَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُوَ قَاعِدُ الْقُرْفُصَاءَ قَالَتْ فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَشِّعَ أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ ۔ (ترمذی)

مخرمہ کی بیٹی قیلہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں بیٹھے دیکھا بوضع قرفصا[2]۔ قیلہ کہتی ہیں کہ جب میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وضع میں نہایت فروتنی و انکسار کے ساتھ بیٹھا ہوا دیکھا تو میں مارے خوف کے تھرتھر کانپنے لگی (کہ پیغمبر صاحب اس طرح سمٹے سکڑے کیوں بیٹھے ہیں)

[1] احتبا بیٹھنے کی ایک ہیأت ہے کہ آدمی دونوں زانوؤں کو کھڑا کر کے تلووں کو زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں ہاتھوں کو پھیر کے پنڈلیوں کا حلقہ کرے ۱۲

[2] یہ بھی ایک طرح کی بیٹھک ہے کہ آدمی دونوں سرین پر بیٹھتا اور رانوں کو پیٹ سے چمٹا لیتا اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلیوں کا حلقہ کر لیتا ہے جیسا کہ غربا اور اکثر وہ لوگ بیٹھا کرتے ہیں جو فکر و خیال میں ڈوبے رہتے ہیں ۱۲

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَصْعَةٌ يُقَالُ لَهَا الْغَرَّاءُ فَلَمَّا اَضْحَوْا وَسَجَدُوا الضُّحٰى اُتِيَ بِتِلْكَ الْقَصْعَةِ وَقَدْ ثُرِّدَ فِيْهَا فَالْتَفُّوْا عَلَيْهَا فَلَمَّا كَثُرُوْا جَثَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا هٰذِهِ الْجِلْسَةُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَنِيْ عَبْدًا كَرِيْمًا وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ جَبَّارًا عَنِيْدًا (ابوداود)

بُسر کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بڑا پیالہ تھا جس کا نام غرّا تھا (آپ کی عادت تھی کہ) جب چاشت کا وقت ہوچکتا اور لوگ نمازِ چاشت سے فارغ ہوجاتے تو وہ پیالہ لایا جاتا اور اُس میں رُوٹی کے ٹکڑے بھیگے ہوئے موجود ہوتے فقرا صحابہ اُس کے گرد اگرد جمع ہوجاتے اور جب حاضرین کا زیادہ ازدحام ہوجاتا تو پیغمبر صاحب (جگہ کی تنگی کی وجہ سے) دوزانو بیٹھ جاتے اِس پر ایک بدوی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ بیٹھنے کی ہیئت آپ کی شان کے لائق نہیں ہے بنی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مجھے بندۂ کریم بنایا ہے متکبّر اور سرکش نہیں بنایا۔

من المترجم ہماری اِس کتاب میں جابجا اور خاص کر آداب کے ذیل میں اِس قسم کی حدیثیں کثرت سے ملیں گے جن کو دیکھ پڑھ کر ہمارے وقتوں کی آزاد صحبتیں پریشان ہوں گی کہ مذہب تو جان کو آگیا۔ کھانا پینا چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا ملنا جلنا۔ بولنا چالنا ہنسنا و نا حرکت ہو یا سکون ہر ایک حالت کے لیے ایک حدیث موجود۔ بے شک اگر جمع احادیث کی غرض وغایت یہی ہے تو پریشانی بجا اور شکایت واجب۔ افسوس ہے کہ مُسلمانوں نے عموماً شروع سے کتبِ احادیث کو مجموعۂ اوامر و نواہی سمجھا اور ابھی تک بھی ایسا ہی سمجھ رہے ہیں۔ لیکن حقیقۃ الحال یہ ہے کہ کتبِ احادیث میں اوامر و نواہی بھی ہیں اور اوامر و نواہی کے علاوہ از قبیل قصص و حکایات و تاریخ اور واقعات و حالات و مراسلات اور بھی بہت کچھ ہے اور بہت کچھ کے مقابلے میں اوامر و نواہی قدرِ قلیل باقی رہ جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حدیثۃ بیش بر این نیست کہ ایک خاص طور کا روزنامچہ ہے اگرچہ [illegible] ترتیب تاریخوار نہیں اور اس میں ناتمامیاں بھی ہیں بے ترتیبی اور ناتمامی کی وجہ یہ ہوئی کہ پیغمبر صاحب کی زندگی میں تو کسی نے روزنامچے کے لکھنے کا خیال نہیں کیا لوگوں میں لکھنے پڑھنے کا رواج بہت ہی کم تھا پھر شروع شروع کے مُسلمانوں کو مخالفوں کے لڑائی جھگڑوں سے اطمینان سے بیٹھنا بھی کب نصیب ہوا۔ پیغمبر صاحب کی وفات کے کہیں ڈیڑھ سو برس بعد ضرورتیں داعی ہوئیں کہ پیغمبر صاحب کے عملدرآمد کو معمَّل بہ قرار دیا جائے۔ یہ تھی بنیاد جمعِ احادیث کی۔ پھر یہ خیال بھی پیشِ نظر رہنا چاہیے کہ جامعانِ احادیث کی ارادت جناب رسولِ خدا کے ساتھ کس درجے کی تھی وہ عبادت سمجھ کر حدیث کی سند کے لیے سیکڑوں ہزاروں کوس کے سفر کرتے تھے ہم لوگوں سے نمازِ فرض کے لیے وہ اہتمام نہیں ہوسکتا جو وہ شغلِ حدیث کے لیے کرتے تھے اِن میں سے ہر ایک فنا فی الرسول تھا۔ ہر طرح پر اِن کو رسول کا ذکر کرنا اور رسول کا ذکر سُننا۔ پھر

جامعانِ احادیث مختلف مذاق کے بزرگ تھے - ایک رُواۃ کے حالات کی تفتیش کے پیچھے پڑا ہے دوسرا نفسِ مطلب سے غرض رکھتا ہے - تیسرا لفظوں کی ٹوہ لگا رہا ہے - چوتھا ایک ایک حدیث کی شانِ نزول کی تحقیق کے درپے ہے - ابتدائے آفرینشِ دُنیا سے کسی مُلک کسی قوم میں اس قدر احتیاط جمع تاریخ یا تحریر روزنامچے میں نہیں کی گئی جس قدر جمع احادیث میں کسی کا یہ شعر کبھی کا کان میں پڑا ہوا ہے ؎

خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے

پس جمع احادیث میں جامعانِ احادیث اِس شعر کے پُورے پُورے مصداق تھے اَب نہ ویسی عقیدتیں ہیں نہ ویسے خلوص ہیں کتبِ حدیث کی ضخامتیں دیکھ دیکھ کر دل ہے کہ اُڑا جاتا ہے - ہم نے اِس کتاب کے جمع کرنے سے فی زعمنا اسی دھڑکن کا علاج کیا ہے کہ سارا دینی کتاب خانہ نہ دیکھا صبر و سکون سے یہی چند اجزا اوپڑھ لیے - ہم نے تو اپنے مقدور بھر بہتیرا ہی اختصار اور اقتصار کیا مگر انسان کو کیا کیا جائے کہ وہ فی حد ذاتہ عالمِ اصغر ہے اور عالمِ اصغر ہونے کے علاوہ کل آن ہو فی شان تو کہاں تک اِس کے جزو کل حالات اور حرکات و سکنات کو ضبط میں لایا جاسکتا ہے - بااین ہمہ ہم ناظرین سے داد طلب ہیں کہ اخلاق و آداب کے دونوں مضمون کتنے تو وسیع ہیں ہم نے مختصر پسندوں کے لیے ہر ایک ادب کو کسی نہ کسی خُلق یا حق کا تکملہ قرار دے کر آداب کو اخلاق میں ملا دیا پھر اخلاق کو پہلے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کے ذیل میں اور پھر جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کو ایک حفظِ نفس کے ذیل میں سمیٹ کر لے آئے - اور یُوں بہت سے مضامین جو بظاہر منتشر معلوم ہوتے تھے ایک سلسلے میں منتظم ہو گئے - ہم جس طرح پر بتاتے ہیں اِس کتاب کے مضامین کو دیکھو تو بجائے تنگدل ہونے کے غالباً خوش ہو گے - اَب یہی بیٹھنے لیٹنے کے آداب ہیں اِن میں پاسِ شرم حیا کے علاوہ کوئی نئی بات نہیں اور شرم حیا داخل حفظِ نفس اِن آداب کے پڑھتے وقت اِس کا بھی خیال کرو کہ یہ پیغمبر صاحب کے وقت کی باتیں ہیں - اُن وقتوں میں تہمد کا عام رَواج تھا جیسا ہمارے مُلک کے ہندوؤں اور دیہاتیوں میں دھوتی کا - بنظر احتیاط کشفِ عورت کے خیال سے لیٹنے بیٹھنے کے طریقے بتا دیئے تو یہ بتانا ایک طرح کی بزرگانہ اور مشفقانہ صلاح ہے اس کو مذہبی اوامر و نواہی سے کچھ بھی تعلق نہیں اور اسی طرح کی اَور بہت سی باتیں ہیں جن کو لوگ غلطی سے حکم سمجھتے ہیں واجب الاتباع اور یُوں کوئی آدمی از خود اُن کو اپنے اُوپر لازم کرے تو اُس کی خوشی کرو تو اچھا نہ کرو تو اچھا اصل غرض کو فوت نہ ہونے دو - غرض شارع کی طرف سے اُٹھنے بیٹھنے سونے لیٹنے اور اسی طرح کی دوسری چھوٹی چھوٹی باتوں میں کسی طرح کی روک ٹوک نہیں جس کو جس طرح راحت ملے سوئے بیٹھے رُواۃِ احادیث نے جو اس قسم کی حدیثیں بیان کیں تو تلذذ بذکر الرسول کے علاوہ کوئی دینی غرض ایسی احادیث سے متعلق نہیں رہا تفریعِ مسائل وہ کام ہے فقہاء کا جو حجت نہیں - ہاں اوضاعِ خاص میں بعض طبی مصلحتیں ہیں - بعض اخلاقی اور ان کو سلیم العقل آدمی بے کسی کے بتائے خود سمجھ سکتا ہے -

---

لہ دیکھو مشارق الانوار جس میں حروفِ تہجی کی ترتیب پر حدیثیں لکھی گئی ہیں ۱۲

قیامِ تعظیم[۱]

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَنُوْ قُرَیْظَۃَ عَلٰی حُکْمِ سَعْدٍ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَیْہِ

ابُوسعید خدری کہتے ہیں کہ جب بنو قریظہ[۲] (جو یہود میں ایک مشہور قبیلہ تھا اور جن کا پیغمبر صاحب نے فتح خندق کے پچیس[۲۵] روز بعد محاصرہ کرلیا تھا اور وہ قلعہ بند ہوگئے تھے) سعد بن معاذ کے حکم پر (جو انصار کے قبیلۂ اوس کے سردار تھے) قلعے سے نیچے اُترے[۳]

[۱] قیام سے ہماری مراد وہ قیام ہے جو مجلس میں آنے والے کے لیے کیا جاتا ہے جیسا کہ اِس زمانے میں متعارف ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی مجلس میں داخل ہوتا ہے تو اہلِ مجلس اُس کے لیے تعظیماً کھڑے ہوجاتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں لکھتے ہیں کہ اِس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ داخلِ مجلس کے لیے اہلِ مجلس کا کھڑا ہونا سنّت ہے اور اُن کی دلیل ابوسعید خدری کی حدیث ہے جس میں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ کے لیے صحابہ سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ مکروہ اور بدعت اور منہی عنہ ہے اور ان کی دلیل حدیثِ انس ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو کھڑے ہونے سے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ جس طرح عجمی لوگ تعظیم کے لیے اُٹھتے ہیں تم نہ اُٹھا کرو غرضکہ اس باب میں دونوں طرح کی حدیثیں آئی ہیں اور دونوں معمول بہا ہیں کبھی پیغمبر صاحب نے قیام کا حکم دیا اور کبھی منع کردیا پیغمبر صاحب کے صحابہ کبھی کسی کی تعظیم کے لیے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کبھی نہیں بھی اُٹھے اور یہی وجہ توفیق ہے دونوں حدیثوں میں واللہ اعلم ۱۲

[۲] بنو قریظہ یہودیوں کے ایک قبیلے کا نام ہے جو مدینے سے باہر چند میل کے فاصلے پر ایک گڑھی میں آباد تھے انھوں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم آپ کے مخالفوں کو مدد نہ دیں گے بلکہ شرائطِ معاہدہ کے موافق مسلمانوں کی مدد کریں گے مگر جب غزوۂ خندق یا احزاب پیش آیا تو انھوں نے اپنے ہم جنس بنی نضیر یہودیوں کی رعایت سے عہد توڑ ڈالا بنو قریظہ اگرچہ بدر کی لڑائی کے موقع پر بھی بدعہدی کرچکے تھے اور دشمنوں کو ہتھیار دینے سے اُن کی درپردہ مدد کی تھی مگر پیغمبر صاحب نے اُنھیں معاف کردیا تھا اور دوبارہ عہد لے لیا تھا لیکن معرکۂ خندق کے موقع پر جو مسلمانوں کے لیے نہایت نازک وقت تھا ان کی دغابازی اور عہد شکنی اس قسم کی نہ تھی کہ پیغمبر صاحب گئی کر جاتے۔ الغرض معرکۂ خندق میں جوں ہی ابوسفیان محاصرہ اُٹھا کر چلتے ہوگیا پیغمبر صاحب نے بنو قریظہ کی گڑھی کا محاصرہ کرلیا جو پچیس[۲۵] روز تک جاری رہا اس اثناء میں بنو قریظہ نے اپنے سردار کعب بن اسد سے مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیے اُس نے کہا تین کاموں میں سے ایک کام اختیار کرلو۔ یا ہم سب مل کر اسلام قبول کریں یا اپنے ہاتھوں سے اپنی عورتوں اور اپنے بچّوں کو قتل کرکے محمد سے لڑ کر مر جائیں یا آج ہی کہ سبت کا روز ہے اور اس وجہ سے مسلمانوں کو ہم سے حملہ کرنے کی توقع نہیں ہے اُن پر حملہ کردیں لیکن بنو قریظہ نے اِن تینوں باتوں میں سے کسی بات کو پسند نہیں کیا اور پیغمبر صاحب کو صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغمبر صاحب کی طرف سے بجز اس کے اور کوئی جواب ہی نہیں ملا کہ بغیر کسی شرط کے اپنے تئیں سپرد کردیں پھر پیغمبر صاحب جو چاہیں گے اُن کی نسبت حکم دیں گے اِس پر اُنھوں نے درخواست کی کہ تھوڑی دیر کے لیے ابو لبابہ کو ہمارے پاس بھیج دیجیے (ابو لبابہ اُن لوگوں میں تھے جن کا بنو قریظہ سے محالفہ و معاہدہ تھا) پیغمبر صاحب کی اجازت سے ابو لبابہ گئے تو اُنھوں نے پوچھا کہ ہم پیغمبر صاحب کے حکم پر اپنے تئیں سپرد کردینا قبول کرلیں یا نہیں ابو لبابہ نے جواب دیا کہ ہاں قبول کرلو مگر ساتھ ہی اپنی گردن پر ہاتھ پھیرا جس کا یہ مطلب تھا کہ سب قتل کیے جاؤ گے اِس پر بنی قریظہ بالکل ہمّت سے اُکھڑ گئے۔ اب بنی اوس جو انصار کا ایک مشہور قبیلہ تھا اور بنو قریظہ کا حلیف بھی تھا درمیان میں پڑا (بقیہ نوٹ ۵۲ بر صفحہ آیندہ)

وَكَانَ قَرِيبًا مِّنْهُ فَجَاءَ عَلَى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْأَنْصَارِ قُومُوا إِلَى سَيِّدِكُمْ

(صحیحین)

تو جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد کے بلانے کے لیے کسی کو بھیجا (کہ آکر بنو قریظہ کے بارے میں فیصلہ کریں) اور سعد پیغمبر صاحب کے قریب ہی (ایک خیمے میں فروکش) تھے (کہ غزوۂ خندق میں اُن کی یعنی سعد کی رگ ہفت اندام پر زخم لگ گیا تھا اور خون نہیں تھمتا تھا) الغرض سعد گدھے پر سوار ہوئے آئے اور جب پیغمبر صاحب کی منزلِ شریف کے قریب آگئے (جہاں پیغمبر صاحب نماز پڑھا کرتے تھے) تو پیغمبر صاحب نے انصار (کے قبیلۂ اوس) کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ اپنے سردار کی طرف اٹھو (اور انہیں آگے بڑھ کر لو)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى عَصًا فَقُمْنَا لَهُ فَقَالَ لَا تَقُومُوا كَمَا يَقُومُ الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا + (ابو داؤد)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم لاٹھی پر سہارا دیئے ہوئے باہر تشریف لائے تو ہم آپ (کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہوگئے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ جس طرح عجمی لوگ (اپنے سردار کو آتا دیکھ کر) کھڑے ہو جاتے اور ایک کی ایک تعظیم دیتے ہیں تم لوگ اس طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

معاویہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس بات سے خوش ہوتا ہو کہ لوگ اس (کی خدمت میں کھڑے رہیں یا اس کی تعظیم) کے لیے کھڑے ہو جایا کریں تو اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ مَعَنَا فِي الْمَسْجِدِ وَيُحَدِّثُنَا فَإِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتَّى نَرَاهُ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں ہم صحابیوں کے ساتھ بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے اور جب (باتوں سے فارغ ہو کر) کھڑے ہوتے تو ہم بھی فوراً کھڑے ہو جایا کرتے (اور اُس وقت تک کھڑے رہتے)

حاشیہ متعلقہ صفحہ (۱۷۸) پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ تمہاری قوم میں کا ایک شخص یعنی سعد بن معاذ بنو قریظہ کے باب میں جو حکم دے وہ منظور کیا جائے بنی اوس اور بنی قریظہ دونوں اس پر راضی ہوگئے اور بنی قریظہ نے اپنے تئیں سپرد کر دیا سعد بن معاذ بلائے گئے تو انھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لڑنے والوں کو قتل کر دیا جائے اور ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال مجاہدوں کو تقسیم کر دیا جائے چنانچہ ایسا کیا گیا (مدارج النبوۃ)

سعد بن معاذ قبیلۂ اوس کے سردار تھے اور بنو قریظہ اوس کے حلیف اس سے بنو قریظہ کو خیال تھا کہ سعد ضرور ہماری رعایت کریں گے اور اسی وجہ سے انھوں نے سعد کو اپنا حکم تجویز کیا تھا ۱۲ +

قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ اَزْوَاجِهٖ (مشکوٰۃ)	کہ آپ کو ازواج مطہرات میں سے کسی بی بی کے گھر میں داخل ہوتے دیکھ لیتے
عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ قَاعِدٌ فَتَزَحْزَحَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فِي الْمَكَانِ سَعَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلْمُسْلِمِ لَحَقًّا اِذَا رَاٰهُ اَخُوْهُ اَنْ يَّتَزَحْزَحَ لَهٗ (مشکوٰۃ)	خطاب کے بیٹے واثلہ سے روایت ہے کہ ایک شخص جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور پیغمبر صاحب مسجد میں تشریف رکھتے تھے۔ تو جناب پیغمبر صاحب صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص کے بیٹھنے کے لیے (سُکڑے اور) اپنی جگہ سے یکسو ہو گئے اُس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ جگہ بہت ہے (آپ کو اپنی جگہ سے حرکت کرنے کی ضرورت نہیں) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا حق ہے کہ جب اُس سے اُس کا بھائی ملنے آئے تو (اگر آیا) اُس کے لیے یکسو ہو جائے (خواہ جگہ فراخ ہو یا تنگ)

(من المترجم)

گلہائے رنگ رنگ سے ہے زینتِ چمن
اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

موالیدِ ثلٰثہ جمادات نباتات حیوانات کے آپس میں جو اختلاف ایک دوسرے سے ہے سو ہے ایک جنس ایک نوع ایک صنف کی جزئیات کا یہ حال ہے کہ اُن میں دو چار وجوہِ مماثلہ ہیں تو دس بیس وجوہِ اختلاف۔ ہم کو تو بنی نوعِ بشر کا اختلاف دیکھنا ہے تو سگے بھائی بہن ایک باپ ایک ما ایک سے ایک نہیں ملتے وَمِنْ اٰيَاتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِّلْعَالِمِيْنَ اختلاف ہی کی وجہ سے فاضل و مفضول کا تفرقہ پیدا ہوتا ہے۔ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْهُمْ مَنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ اور مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَاءُ لِمَنْ نُّرِيْدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ يَصْلٰهَا مَذْمُوْمًا مَّدْحُوْرًا وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَاءِ وَهٰٓؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجَاتٍ وَّاَكْبَرُ تَفْضِيْلًا اور وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاءٍ وَّاحِدٍ وَّنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰى بَعْضٍ فِي الْاُكُلِ۔ آدمیوں میں وجوہِ فضیلت بہت ہیں از انجملہ صورت سیرۃ ؎

ہوتے سیرۃ سے ہیں مردانِ لااور ممتاز   ورنہ صورت میں تو کچھ کم نہیں شہباز سے چیل

رشتہ عمر دولت حکومت نسب حسب علم ولیاقت تقویٰ و طہارت وغیرہا۔ ہر ایک مفضول کو چاہیئے کہ وہ اپنے سے فاضل کا ادب کرے۔ اِس سے دوسروں کو وجہِ فضیلت کے حاصل کرنے کی اور خود صاحب فضیلت کو استقامت کی ترغیب ہوگی۔ اور معلوم ہے کہ تمام وجوہِ فضیلت متفرع ہیں اَدائے حقوق پر یعنی وہی شخص فاضل اور برتر مانا جاتا ہے جو ادائے حقوق

یں کمی نہیں کرتا تو حقیقت میں برتر کا ادب عین دین کا ادب ہے اور اِسی لیے خود دین ہے ۵

از خدا مے خواہ توفیقِ ادب بے ادب محروم شد از لطفِ رب

ادب تاجیست از لطفِ الٰہی بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

؎ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی

ہاں بعض وجوہِ برتری ایسے بھی ہیں جن کا حاصل کرنا اختیاری نہیں جیسے تفضیلتِ عمر تفضیلتِ نسب۔ تو عمر کا ادب حقیقۃً میں تجربہ و معلومات کا ادب ہے جو فی اغلب الاحوال سال خوردہ مُعمّر لوگوں کو حاصل ہوتا ہے اِسی سے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ رہی فضیلتِ نسب وہ بھی اگر دیکھا جائے تو نسب کا ادب نہیں ہے بلکہ ادب ہے اُن محاسن عادات اور مکارم اخلاق کا جن سے بزرگ صاحبِ سلسلہ متحلی اور متصف تھے بعد کو لوگوں نے اُن صفات سے اور یَا اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ؎ سے قطع نظر کر لیا اور ؎ بدنام کنندۂ نکونامے چند ✦ بے ہنروں کا ادب کرنے لگے اور تمنٹ جہیز بیوی بھر اکباب ہو گیا۔ بہرکیف اپنے سے برتر کا ادب (برتر کسی بات میں ہو) داخلِ حُسنِ معاشرت ہے۔ پھر ادب کے معنے ہیں نگاہ داشتن حدِ ہر چیز اور اُس کے طریقے ہر ملک اور ہر سوسائٹی میں ہر موقع پر مختلف ہیں۔ اور اُن کی پیروی میں کسی طرح کی قباحت نہیں۔ مگر ہاں اِس کا خیال ہے کہ جو تعظیم خدا کے لیے خاص ہے جیسے رکوع و سجود دوسرے کسی کے لیے کوئی بھی ہو روا نہ رکھی جائے کہ ایسی تعظیم تعظیم نہیں بلکہ پرستش سمجھی جائے گی

حدیثیں جو اِس باب میں جمع کی گئی ہیں اُن میں صرف ادب کے ایک طریقے یعنی قیامِ تعظیمی کا مذکور ہے تو کسی حدیث میں حکم و اجازت ہے اور کسی میں ممانعت۔ مولوی شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات ترجمۂ مشکوٰۃ میں جو وجہ توفیق بیان کی ہے اُس کو ہم نے نوٹ میں لکھ بھی دیا ہے مگر ہم کو وہ توجیہ پسند نہیں۔ اصل وجہ توفیق یہ ہے کہ پیغمبر صاحب اُمّت کو مکارمِ اخلاق سکھانے کے لیے مبعوث ہوئے تھے۔ اور اُمّت میں مختلف الحال لوگ تھے بعض برتر کہ اِن کو خدا نے ابنائے جنس پر کسی طرح کی برتری دے رکھی تھی اور اِن کے مقابلے میں بعض مفضول جن کو وہ برتری حاصل نہ تھی اور ظاہر بات ہے کہ ایسے اختلافِ حالت میں اخلاق کا مختلف ہونا ضرور ہے مقیم کے احکام مسافر کے مناسبِ حال نہیں ہوتے غنی صاحبِ نصاب کے اور فقیر کے اور تندرست کے اور بیمار کے اور۔ اِسی طرح بزرگ کے اور فروتر کے اور برتر کی برتری اُس کو تعظیم طلب بناتی اور اُس میں عجب اور خود پسندی اور کبر پیدا کرتی۔ اس کی روک کے لیے برتر کو حکم دیا کہ دوسروں سے تعظیم نہ لیں۔ اور اپنی برتری پر مغرور نہ ہوں دوسروں کو حکم دیا کہ ایسوں کو تعظیم نہ دیں۔ تاکہ مسلمانوں میں تعظیم طلبی کا مرض نہ پھیلے۔ پیغمبر صاحب نے تعلیمِ زبانی پر بس نہ کر کے اپنا نمونہ بھی دکھا دیا لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ ؎ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر پیغمبر ہو کر اپنی تعظیم کے لیے لوگوں کا کھڑا ہونا آپ جائز نہیں رکھتے تھے اور یہ حضرت کا غایت درجہ کا انکسار اور اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا ثبوت تھا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پیغمبر صاحب کی تعظیم کے لیے بایں خیال کھڑے نہیں ہوتے تھے کہ حضرت کو بُرا ناپسند تھی مگر اُن سے بڑھ کر پیغمبر صاحب کی کوئی کیا تعظیم کرے گا کہ مارے ادب کے پکار کر بات نہیں کرتے تھے اَدَّ رَھْقُوْا

؎ جو چھوٹوں پر رحم اور بڑے کا توقیر کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ۱۲ ؎ لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری ذاتیں اور جماعتیں ٹھیرائیں تاکہ ایک دوسرے کو شناخت

اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ۔ اور اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ وَلَوْ اَنَّھُمْ صَبَرُوْا حَتّٰی تَخْرُجَ اِلَیْھِمْ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ تو ہمارے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ممانعتِ قیام اور اجازتِ قیام کے مخاطب دو ہیں۔ ممانعتِ قیام کے فاضل اور حکم و اجازت کے مفضول۔ پھر قیام ایک شانِ تعظیم کی ہے قیام کے علاوہ تعظیم کی اور شانیں بھی ہیں۔ اور مہذب اور شایستہ لوگوں میں ان پر عمل کیا جاتا ہے اور وہ سب قابلِ عمل ہیں بھی۔ قیامِ تعظیمی کے ساتھ ہم کو اُس قیام کا بھی خیال آیا جو مجالس مولود میں عند ذکر ولادۃ الرسول کیا جاتا ہے کہ اِس قیام کے بارے میں اختلاف بڑھتے بڑھتے مخالفت اور مخاصمت کی حد کو پہنچ گیا ہے افراط اور تفریط تو دونوں طرف ہے قولِ فیصل یہ ہے کہ مجالس مولود بھی داخلِ مجالسِ ذکر ہیں بشرطیکہ موضوع روایتیں چھوڑ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ بابرکات کے وہ حالات بیان کیے جائیں جن سے مسلمانوں کو اپنی حالت کی اصلاح کی طرف ترغیب اور توجہ ہو۔

آداب النوم

عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِیْمٍ عَنْ عَمِّہٖ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِیًا وَّاضِعًا اِحْدٰی قَدَمَیْہِ عَلَی الْاُخْرٰی (متفق علیہ)	تمیم کے بیٹے عباد اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا میں نے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوئے (اور) اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پاؤں پر رکھے ہوئے دیکھا۔
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَۃَ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَّکِئًا عَلٰی وِسَادَۃٍ عَلٰی یَسَارِہٖ (ترمذی)	سمرہ کے بیٹے جابر کہتے ہیں کہ میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ اپنی بائیں کروٹ کا ایک تکیے پر سہارا لیے بیٹھے ہیں۔
عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَرَّسَ بِلَیْلٍ اضْطَجَعَ عَلٰی شِقِّہِ الْاَیْمَنِ وَاِذَا عَرَّسَ قُبَیْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَہٗ وَوَضَعَ رَاْسَہٗ عَلٰی کَفِّہٖ (مشکوٰۃ)	ابو قتادہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ حالتِ سفر میں آخر شب کو کسی جگہ اُترتے تو دائیں کروٹ پر لیٹ جاتے اور صبح ہوتے نزول فرماتے تو اپنی بانہہ مبارک کھڑی کرتے اور ہتھیلی پر سر مبارک رکھ لیتے۔
عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُّضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اوندھا لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا

إِنَّ هٰذِهِ ضِجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ (ترمذی)	یہ لیٹنے کی ہیئت ایسی ہیئت ہے جسے خدا دوست نہیں رکھتا
عَنْ عَلِيِّ بْنِ شَيْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجَابٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ ۔ (ابوداؤد)	شیبان کے بیٹے علی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکان کی چھت پر اس حال میں سوئے کہ چھت پر کوئی پردہ اور آڑ ہو اس کو نیچے گرنے نہ دیتا ہو تو اس سے (وہ حفاظت کی) ذمہ داری اٹھ گئی (جو خدا نے اپنی مہربانی سے فرشتوں کے متعلق کی ہے کہ وہ آدمی کو مہالک سے بچائیں)

آداب الرؤیا

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلْمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ إِلَّا مَنْ يُحِبُّ وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَلْيَتْفُلْ ثَلَاثًا وَلَا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ ۔ (صحیحین)	ابوقتادہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا خواب (دیکھنا) خدا کی طرف سے ہے (یعنی اُس کے لطف و رحمت کی علامت ہے) اور بُرے خواب (دیکھنا) شیطان کی طرف سے (کہ وہ مسلمان کو اندوہگیں کرنے کے لیے پریشان خوابوں کے دکھانے کا باعث ہوتا ہے) پس (لوگو!) جب تم میں کا کوئی شخص ایسا خواب دیکھے جو اُسے بھلا معلوم ہو تو جسے دوست رکھتا ہے اُس کے سوا کسی اور سے اپنا خواب بیان نہ کرے اور جب ایسا خواب دیکھے کہ اُسے بُرا لگے تو خواب کے شر اور شیطان کے شر سے خدا کی پناہ مانگے اور تین دفعہ تھتکار دے اور کسی سے بیان نہ کرے کیونکہ (بیان نہ کرنے سے یہ خواب بد) اُسے کسی طرح کا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔
وَفِي رِوَايَةِ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ ۔ (مسلم)	جابر کی روایت میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا کوئی آدمی مکروہ و ناپسند خواب دیکھے تو اپنی بائیں جانب تین دفعہ تھتکار دے اور تین دفعہ شیطان کی بُرائی سے خدا کی پناہ مانگے اور جس کروٹ پر سوتا تھا اُسے چھوڑ کر دوسری کروٹ بدل لے

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنِ الْعُقَیْلِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رُؤْیَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّۃٍ وَّاَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِّنَ النُّبُوَّۃِ وَھِیَ عَلٰی رِجْلِ طَائِرٍ مَّا لَمْ یُحَدِّثْ بِھَا فَاِذَا حَدَّثَ بِھَا وَقَعَتْ وَاَحْسِبُہٗ قَالَ لَا تُحَدِّثْ اِلَّا حَبِیْبًا اَوْ لَبِیْبًا (ترمذی)

ابورزین عقیلی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان دار کا خواب نبوت کے چھیالیس حصّوں میں کا ایک حصہ ہے اور خواب تا وقتیکہ کسی سے بیان نہ کیا جائے اُسے قرار و ثبات نہیں ہوتا (یعنی واقع نہیں ہوتا) ہاں جب بیان کردیا جاتا ہے تو واقع ہوجاتا ہے (راوی کا بیان ہے اور میرا گمان ہے کہ جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا (مخاطب!) تو اپنا خواب کسی کے آگے نہ بیان کر مگر دوست اور ذو الرائے سے (بیان کرنے کا مضایقہ نہیں)

آداب الیقظہ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّیْلِ فَقَضٰی حَاجَتَہٗ یَعْنِیْ بَالَ فَغَسَلَ وَجْھَہٗ وَیَدَیْہِ ثُمَّ نَامَ (ابوداؤد)

ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم رات کو (سوتے ہوئے) اُٹھے تو آپ نے قضاء حاجت یعنی پیشاب کیا پھر ہاتھ مونہ دھوکر سو رہے۔

من المترجم اس حدیث سے سوائے اس کے کہ اس میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ایک اتفاقی واقعے کا مذکور ہے اور کسی طرح کی غرض متعلق نہیں یعنی اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ سوتے سے جاگ پڑے تو پیشاب کرنا ہاتھ مونہ دھونا سنت ہے یہ ایک نکتہ ہے جو حدیث کے پڑھتے وقت پیش نظر رہنا چاہیئے +

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَسْتَغْفِرُکَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُکَ رَحْمَتَکَ اَللّٰھُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنِیْ وَھَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ (ترمذی)

اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو (سوتے سوتے) جاگ اُٹھتے تو فرماتے لا الہ الخ یعنی (اے خدا) تیرے سوا کوئی معبود نہیں خداوندا تو پاک ہے اور ہر طرح کی تعریف تجھی کو سزاوار ہے میں تجھ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا اور تجھ سے تیری رحمت مانگتا ہوں الٰہی! مجھے اور زیادہ علم نصیب کر اور اس کے بعد کہ تو مجھے راہ راست پر لگا چکا ہے میرے دل کو ٹیڑھا مت کر اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا کر بے شک تو ہی عطا کرنے والا ہے

من المترجم حدیث میں تعلیم ہے ذکر اللہ کی اور دعا کی کہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے زیادہ تر قابلِ توجّہ دعائے ازدیادِ علم ہے کہ پیغمبر ہو کر علم کی طلب اس درجے کی ہے کہ باوجودے کہ تمام علوم اوّلین و آخرین خدا نے سکھا پڑھا دیئے تھے عَلَّمَنَاهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا پھر بھی علم کا ہَوکا تھا۔ اُن ہی کی اُمّت ہم ہیں کہ طلب تو درکنار علم سے نفرت ہے اور نفرت نہیں تو علم کی طرف سے غفلت اور لاپروائی تو ضرور ہے۔ علم پر ہم اس کتاب میں جابجا اتنا کچھ لکھ چکے ہیں کہ لِمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ کے لیے بس کرتا ہے۔

عَنْ مَالِكٍ أَنْ بَلَغَهُ أَنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي أُرَوَّعُ فِي مَنَامِي فَقَالَ قُلْ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَنْ يَحْضُرُونِ (مؤطا)

امام مالک[۳] کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ خالد بن الولید نے جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سوتے ہوئے ڈر ڈر جاتا ہوں فرمایا تم یوں کہا کرو کہ میں آیاتِ قرآنی کا جو سرتاسر برکت اور کامل التاثیر ہیں مستعین ہو کر خدا کے غضب اور اُس کے عذاب اور اُس کے بندوں کی کمشر اور شیاطین کے وسوسوں اور اُن کے حاضر ہونے سے پناہ مانگتا ہوں

من المترجم جن لوگوں کا یہ شیوہ ہے اور اب تو ان وقتوں کے اکثر تعلیم یافتہ لوگوں کا یہی شیوہ ہے کہ ہر بات کو عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھنا چاہتے ہیں جس کو عقل قبول کرے مقبول اور جس کو عقل نے رد کیا اور رد بھی نہیں بلکہ جو بات سمجھ میں نہ آئی اور اُس تک عقل کی رسائی نہ ہو سکی مردود بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظَّالِمِينَ یہ لوگ حقیقت میں وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا اور وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اور[۵]

نہ ہر جائے مرکب تواں تاختن | کہ جاہا سپر باید انداختن

اور مَا عَرَفْنَاكَ حَقَّ مَعْرِفَتِكَ اور الْعَجْزُ عَنِ الْإِدْرَاكِ إِدْرَاكٌ اور **قطعہ**

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم | وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم

دفتر تمام گشت و بہ پایاں رسید عمر | ما ہمچناں در اوّلِ وصفِ تو ماندہ ایم

اس قسم کی باتوں کے قائل ہی نہیں۔ حدیث میں اتفاق سے خواب اور شیاطین اور دعا ایک چھوڑ تین تین باتیں ہیں اور تینوں داخل اسرار الٰہی جن کی حقیقت کماہی آدمی بزورِ عقل اس وقت تک معلوم نہیں کر سکا۔ پس حدیث پر تو عمل وہی کرے گا جو اپنے علم کو اَلْعِلْمُ حِجَابُ اللّٰهِ الْأَكْبَرُ اپنے تئیں نیم مُلا خطرۂ ایمان اور اپنی عقل کو بے حقیقتِ محض سمجھ کر بے چون و چرا فرمودہ خدا و رسول کو پلّے باندھے گا +

آداب المشی

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

[۵] جو صاحبِ دل ہیں یا کان لگا کر حضورِ قلب سے بات کو سنتا ہو ... یہ لوگ اس پہلو سے گریز کرتے ہیں کہ اُس چیز کو جھٹلانے جس کے سمجھنے بیان کو دسترس نہ تھا اور ابھی تک اُس کی تصدیق کا موقع ہی ان کو پیش نہیں آیا

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ (صحیحین)

کہ ایک موقع پر ایک شخص دو مخطط چادروں میں گردن اُٹھائے اکڑتا چلا جاتا تھا حالانکہ اُس کے نفس نے (اس بات کے) اُسی بھلا لگ رہا تھا تو وہ زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت کے دن تک برابر زمین میں دھنستا چلا جائے گا۔

عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَهُوَ خَارِجٌ مِنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَاءِ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ لِلنِّسَاءِ اسْتَأْخِرْنَ فَإِنَّهُ لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِيقَ عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ فَكَانَتِ الْمَرْأَةُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتَّى إِنَّ ثَوْبَهَا لَيَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ (ابوداؤد)

ابو اُسید انصاری سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا حالانکہ آپ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے اور راستے میں مرد عورتوں کے ساتھ گڈمڈ ہو رہے تھے تو آپ نے عورتوں کی طرف روئے سخن کرکے فرمایا کہ تم پیچھے ہٹ جاؤ (اور مردوں سے یکسو رہو) کیونکہ تمھارے لیے راستے کے بیچ بیچ میں چلنا جائز نہیں بلکہ راستے کے کنارے کنارے چلنا لازم ہے۔ اس کے بعد عورت دیوار سے چمٹ کے چلتی تھی یہاں تک کہ اُس کا کپڑا دیوار سے اُلجھتا جاتا تھا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَمْشِيَ يَعْنِي الرَّجُلُ بَيْنَ الْمَرْأَتَيْنِ (ابوداؤد)

ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے منع کیا کہ مرد دو عورتوں کے بیچ میں ہو کر نہ چلے۔

آداب الطریق

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَإِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا قَالَ فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ قَالُوا وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ حَقُّ الطَّرِيقِ غَضُّ الْبَصَرِ

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنے تئیں راہوں میں بیٹھنے سے بچاؤ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم کو راہوں میں بیٹھنے کی ضرورت ہے کہ ہم وہاں بیٹھ کر باہم بات چیت کرتے ہیں پیغمبر صاحب نے فرمایا اگر تم کو راہوں میں بیٹھنا ہی ہے تو راستے کا حق ادا کرو عرض کیا راستے کا حق کیا ہے یا رسول اللہ فرمایا راستے کا حق ہے (اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے) آنکھیں بند رکھنا

وَكَفُّ الْاَذٰى وَرَدُّ السَّلَامِ وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ (صحیحین)	اور جو چیز آمد و رفت کرنے والوں کو تکلیف پونچائے (مثلاً پتھر کانٹا وغیرہ) اُسے راستے سے ایک کنارے کر دینا اور سلام کا جواب دینا اور اچھی بات (کرنے) کا حکم اور بری بات سے منع کرنا۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ وَاِرْشَادُ السَّبِيْلِ (ابو داؤد)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اس (اوپر کی حدیث کے قصے) میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (اور باتوں کے بعد یہ بھی) فرمایا کہ (راستے کا حق یہ بھی ہے کہ جو لوگ بھولے بھٹکے ہوں انھیں) راستہ بتادینا۔
وَفِيْ رِوَايَةِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ وَتُغِيْثُوا الْمَلْهُوْفِيْنَ وَتَهْدُوا الضَّآلَّ (ابو داؤد)	اور اسی (اوپر کے) قصے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (راستے کا حق یہ بھی ہے کہ) مظلوموں کی فریاد رسی کرو اور بھولے بھٹکے کو راہ بتاؤ۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا خَيْرَ فِيْ جُلُوْسٍ فِي الطُّرُقَاتِ اِلَّا لِمَنْ هَدَى السَّبِيْلَ وَرَدَّ التَّحِيَّةَ وَغَضَّ الْبَصَرَ وَاَعَانَ عَلَى الْحَمُوْلَةِ (مشکوٰۃ)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا راہوں میں بیٹھنا بھلائی کی بات نہیں ہاں (ایسے شخص کو راہوں میں بیٹھنے کا مضایقہ نہیں) جو بھولوں کو رستہ بتائے اور سلام کا جواب دے اور (اجنبی عورتوں کے دیکھنے سے) آنکھ بند رکھے اور بوجھ اٹھانے والے کی (بوجھ اٹھا کر) مدد کرے۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ (صحیحین)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخے ہیں سب سے افضل لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنا ہے اور سب سے ادنیٰ رستے سے اس چیز کا کنارے کر دینا جس سے آمد و رفت کرنے والوں کو تکلیف پونہچتی ہو۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ وَّجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَى الطَّرِيْقِ فَاَخَّرَهٗ فَشَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ (فغفر لہ) (صحیحین)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک موقع کا ذکر ہے کہ ایک شخص رستے میں چلا جا رہا تھا اتفاقاً اس نے رستے پر کانٹوں کی ایک ٹہنی پائی اسے پرے ہٹا دیا تو خدا نے اس کی اس سعی کو مشکور فرمایا اور اسے بخش دیا

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ حَسَنُہَا وَسَیِّئُہَا فَوَجَدْتُّ فِیْ مَحَاسِنِ اَعْمَالِہَا الْاَذٰی یُمَاطُ عَنِ الطَّرِیْقِ وَوَجَدْتُّ فِیْ مَسَاوِیِٔ اَعْمَالِہَا النُّخَامَۃَ تَکُوْنُ فِی الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ۔

اَبُوذر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے اعمال نیک اور بد میرے سامنے پیش کیے گئے تو میں نے نیک عملوں کی فہرست میں اُس مُوذی اور تکلیف دہ چیز کو دیکھا جو آمدورفت کرنے والوں کے راستے سے یکسو کردی گئی ہو اور اعمال بد کی فہرست میں وہ رینٹھ پایا جو مسجد میں تُھوکا جاتا اور دفن نہیں کیا جاتا۔

من المترجم رستہ خود تو مساجد اور مقابر کی طرح کی جگہ ہے نہیں کہ اُس کا ادب کیا جائے لیکن چونکہ وہ گزر گاہ عام ہے اور ہر شخص اِس راہ سے ہو کر گزرنے کا حق رکھتا ہے گزرنے والوں کے لحاظ سے رستے کا بھی ادب کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنی سی دیر کے تعلق میں بھی ہر شخص دوسروں کا خیال رکھے کہ اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو اور حتے الوسع اُن کی خوشنودی اور راحت رسانی اور خیرخواہی میں کوشش کرے دیہات میں چونکہ کم آدمی بستے اور رستے کم چلتے ہیں آداب الطریق میں سے معدودے چند آداب کی رعایت کرنی پڑتی ہے بعض کی کبھی کبھی اور بعض کی کبھی نہیں۔ لیکن بڑے شہروں میں جہاں اکثر اوقات لوگوں کا بڑا ہجوم رہتا ہے بہت سی باتوں کا خیال رکھنا ضرور ہوتا ہے۔ دہلی کی گلیوں اور بازاروں میں بلاناغہ دیکھا جاتا ہے کہ لوگ آ بھی رہے ہیں اور جا بھی رہے ہیں بے خیالی میں ایک کی ایک سے مُٹھ بھیڑ ہو جاتی ہے۔ اب یہ دونوں کبھی ادھر کو مڑتے ہیں کبھی اُدھر کو مُڑتے ہیں اور تھوڑی دیر کے لیے دونوں کو اکھاڑے کی طرح کے پینترے بدلنے پڑتے ہیں۔ ایسی صورت میں رستے کا ادب یہ ہے کہ آدمی دھیان سے چلے اور مُٹھ بھیڑ ہونے کی نوبت نہ آنے دے۔ یعنی ہر شخص اپنے حریف مُقابل کو اپنی داہنی طرف سے گزر جانے دے۔ خاص کر سواری والوں کو اِس قاعدے کی پابندی لازمی ہے۔ لوگ اس کی بھی بہت ہی کم احتیاط کرتے ہیں کہ بازار میں اِدھر اُدھر کی دوکانوں کو دیکھتے چلے جا رہے ہیں اور سامنے کی خبر نہیں کہ کون آ رہا ہے ایسی صورت میں مُٹھ بھیڑ بھی نہیں ٹکر لگ جایا کرتی ہے ایک بے تمیزی یا بے ادبی یہ ہے کہ عین رستے میں لوگوں سے کھڑے باتیں کر رہے ہیں راہ گیروں کو مجبوری کترا کر چلنا پڑتا ہے۔ گرمی کے دن ہیں چوڑی سی چھتری لگا رکھی ہے یہ نہیں کہ چھتری کو اُونچا کر لیں کہ کسی کو تیلی کی نوک نہ لگے۔ دوسروں کی خاطر سے سُکڑ جانا یا دب جانا یا ہٹ جانا اس کا تو سبق ہی نہیں پڑھا۔ بڑے شہروں میں بازار کے دونوں طرف کوٹھوں پر بازاری عورتیں رہتی ہیں۔ ان میں سے بعض کے آشنا ان کی ہوا خوری کے لیے گاڑیاں بہم پہنچا دیتے ہیں۔ تو وہ کھلی ہوئی گاڑیوں میں دو دو چار چار سوار ہو کر بازاروں میں اپنی چھب دکھاتی پھرتی ہیں اور جن کو سواری کا مقدور نہیں بن سنور کر کوٹھوں پر سر راہ آ بیٹھتی ہیں نظر باز لوگ ہیں کہ نیچے رستے چلے جا رہے ہیں اور آنکھیں کوٹھوں پر لگی ہوئی ہیں۔ یہ بھی آداب الطریق کے خلاف ہے اور بدکرداری کی تمہید ہے اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ +

آداب السّوق

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ[1] قَالَ لَقِيتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰىةِ قَالَ اَجَلْ وَاللهِ اِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰىةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَآءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَآ اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا

(بخاری)

یسار[1] کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ مَیں نے عمرو بن عاص کے بیٹے عبداللہ سے مل کر کہا کہ مجھے پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتاؤ جو توراۃ میں مذکور ہے اُنھوں نے کہا ہاں (میں پیغمبر صاحب کی وہ صفت بتاتا ہوں جو توراۃ میں مذکور ہے) بخدا پیغمبر صاحب کی جو صفتیں قرآن میں مذکور ہیں اُن میں سے بعض صفتیں توراۃ میں بھی ہیں (مثلاً قرآن کی آیہ یٰٓاَیُّہَا النَّبِیُّ الخ میں جو صفتیں ہیں توراۃ میں اُن کا ارشاد ہوا ہے) کہ اے نبی ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور (نیکوں کو جنت کی) خوش خبری دینے والا اور (بدوں کو دوزخ سے) ڈرانے والا اور اَن پڑھ لوگوں (یعنی عرب) کے لیے پناہ بنا کر بھیجا ہے تم میرے بندے اور میرے پیغمبر ہو میں نے تمھارا نام متوکل رکھا ہے ایسا متوکل جو درشت خُو اور سخت دل نہ ہو اور نہ بازاروں میں چلّانے والا ہو وہ بُرائی کے بدلے بُرائی نہیں کرتا بلکہ درگزر کرتا اور معاف کر دیتا ہے خدائے تعالیٰ اُسے اُس وقت تک (دنیا سے) نہیں اُٹھائے گا جب تک وہ ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کر دے گا بایں طور کہ لوگ لا الٰہ الا اللہ کہنے لگیں گے (یعنی توحید کے قائل ہو جائیں گے) اور وہ اِس کلمے سے اندھی آنکھوں اور بہرے کانوں اور اُن دلوں کو کھول دے گا جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ[2] قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى الْمَسَاجِدُ

ابوہریرہ[2] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک تمام مقامات میں پسندیدہ تر مقام مسجدیں ہیں

ف[1] یہ لفظ بعینہٖ قرآن کی سورہ احزاب کے رکوع ۶ میں واقع ہیں اور وہاں ہم نے اپنے ترجمۃ القرآن میں ایک فائدہ بھی لکھا ہے جسے مزید بصیرت کے لیے یہاں نقل کرتے ہیں پیغمبر صاحب کو گواہ فرمایا اِسکے بہت پیرایے ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ وہ خدا کی ہستی اور اُس کی وحدانیت اور کمال قدرت وغیرہ کے گواہ ہیں دُوسرے جنت اور دوزخ اور واقعات بعدِ مرگ کے گواہ ہیں اور خدا کے بتانے سے گویا چشم دید حالات بیان کرتے ہیں تیسرے یہ کہ قیامت میں اپنی اُمت کی گواہی دیں گے کہ فلاں فلاں نے مانا اور ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور فلاں فلاں نے نافرمانی کی ۱۲

وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْاَسْوَاقُ (مسلم)	اور خدا کے نزدیک تمام مقامات میں مکروہ اور ناپسندیدہ ترمقام بازار ہیں۔
عَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَّخْرُجُ مِنْھَا فَاِنَّھَا مَعْرَکَۃُ الشَّیْطَانِ وَبِھَا یَنْصِبُ رَایَتَہٗ (مسلم)	سلمان سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مخاطب) اگر تجھ سے ہوسکے تو تو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کے میدان ہیں اور وہ بازاروں ہی میں اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔

من المترجم بازار اب بھی بدتہذیبی اور ناشایستگی میں بواجب بدنام ہیں۔ باوضع لوگ بازاریوں کو بھلامانس نہیں سمجھتے اول تو خرید و فروخت میں جھوٹ بہت رواج پاگیا ہے۔ جھوٹی قسم لوگوں کا تکیہ کلام ہوگیا ہے۔ دھوکا دینا ہوشیاری سمجھاجاتا ہے۔ اور چونکہ برے بھلے سبھی طرح کے لوگ بازار میں جمع ہوتے ہیں معمولی بات چیت میں بھی مکروہ الفاظ اکثر سننے میں آتے ہیں۔ ایک وضعدار خاندان کا حال مجھکو معلوم ہے کہ مردوں کو دوسرے محلوں میں جانے کی ضرورت ہوتی تو بازار میں گزرنے سے مضایقہ کرتے اور مستورات کو ایسی صورت پیش آتی تو ڈولی یا پالکی میں پہر ڈیڑھ پہر رات گئے اپنے رشتے داروں میں جاتیں تاکہ بازاریوں کے الفاظ ناشایستہ ان کے کان میں نہ پڑیں۔ عنوان کی پہلی حدیث صرف وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ کی رعایت سے لی گئی ہے اور جب بازاروں کا یہ حال ہے کہ وہ بدتہذیبی کے دنگل بنے ہوئے ہیں تو وہاں چیخنا اور چلانا اور بھی سخت بدتہذیبی ہے پیغمبر کی شان اس سے بہت اعلے اور ارفع ہے کہ وہ اس درجے خفیف الحرکات ہو

اپنے گھر میں آنے جانے کے آداب

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ۔ (مشکوٰۃ)	انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو سلام علیک کرلیا کرو (کیونکہ یہ سلام کرنا) تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہوگا۔
عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ	ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے

فَلْیَقُلْ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا ثُمَّ لِیُسَلِّمْ عَلٰٓی اَھْلِہٖ ✦ (ابوداؤد)

تو کہے خداوندا میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بہتری اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں خدا ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور خدا ہی کے نام سے نکلے اور اپنے خدائے پروردگار ہی پر ہم نے بھروسا کیا یہ کہہ کر اپنے لوگوں کو سلام علیک کرے ف

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰٓی اُمِّیْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّیْ مَعَھَا فِی الْبَیْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا ✦ (موطا)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لے کر جاؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک اُس شخص نے عرض کیا کہ حضرت! میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی ضرورت) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی داخل ہونے کی اجازت مانگ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھ پائے عرض کیا نہیں فرمایا تو بس اُس کے پاس بھی اجازت لے کر جا۔

ف اس تسلیم کا حاصل یہ ہو کہ آدمی کسی وقت اور کسی حالت میں یادِ خدا اور انابت الی اللہ سے غافل نہ ہو ۱۲

دوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝

(نور ع ۴ پارہ ۱۸)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور اُن سے سلام کیے بدون نہ جایا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم اس بات کا خیال رکھو پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو اُن میں نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (اس وقت موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس کو جانتا ہے ✦

وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَى اللّٰہِ تَعَالٰی اَلْاَسْوَاقُ (مسلم)	اور خدا کے نزدیک تمام مقامات میں مکروہ اور ناپسندیدہ ترمقام بازار ہیں۔
عَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَّخْرُجُ مِنْھَا فَاِنَّھَا مَعْرَکَۃُ الشَّیْطَانِ وَبِھَا یَنْصِبُ رَایَتَہٗ (مسلم)	سلمان سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مخاطب) اگر تجھ سے ہوسکے تو تو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کے میدان ہیں اور وہ بازاروں ہی میں اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔

من المترجم بازار اب بھی بدتہذیبی اور ناشایستگی میں بواجب بدنام ہیں۔ باوضع لوگ بازاریوں کو بھلامانس نہیں سمجھتے اول توخرید و فروخت میں جھوٹ بہت رواج پاگیا ہے۔ جھوٹی قسم لوگوں کا تکیہ کلام ہوگیا ہے۔ دھوکا دینا ہوشیاری سمجھا جاتا ہے۔ اور چونکہ برے بھلے سبھی طرح کے لوگ بازار میں جمع ہوتے ہیں معمولی بات چیت میں بھی مکروہ الفاظ اکثر سننے میں آتے ہیں۔ ایک وضعدار خاندان کا حال مجکو معلوم ہے کہ مردوں کو دوسرے محلوں میں جانے کی ضرورت ہوتی تو بازار میں گزرنے سے مضایقہ کرتے اور مستورات کو ایسی صورت پیش آتی تو ڈولی یا پالکی میں پہر ڈیڑھ پہر رات گئے اپنے رشتے داروں میں جاتیں تاکہ بازاریوں کے الفاظِ ناشایستہ ان کے کان میں نہ پڑیں۔ عنوان کی پہلی حدیث صرف وَلَا صَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ کی رعایت سے لی گئی ہے اور جب بازاروں کا یہ حال ہے کہ وہ بدتہذیبی کے دنگل بنے ہوئے ہیں تو وہاں چیخنا اور چلّانا اور بھی سخت بدتہذیبی ہے پیغمبر کی شان اس سے بہت اعلیٰ اور ارفع ہے کہ وہ اس درجے خفیف الحرکات ہو

اپنے گھر میں آنے جانے کے آداب

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَھْلِکَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَۃً عَلَیْکَ وَعَلٰی اَھْلِ بَیْتِکَ (مشکوٰۃ)	انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو سلام علیک کرلیا کرو (کیونکہ یہ سلام کرنا) تمہارے اور تمہارے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہوگا۔
عَنْ اَبِیْ مَالِکِ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِہٖ	ابو مالک اشعری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے

فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلَى أَهْلِهِ + (ابوداؤد)

تو کہے خداوندا! میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بہتری اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں خدا ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور خدا ہی کے نام سے نکلے اور اپنے خدا کے پروردگار ہی پر ہم نے بھروسا کیا یہ کہہ کر اپنے لوگوں کو سلام علیک کرے ف ۱

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَسْتَأْذِنُ عَلَى أُمِّي فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ إِنِّي مَعَهَا فِي الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا أَتُحِبُّ أَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَأْذِنْ عَلَيْهَا + (موطا)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لے کر جاؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک اُس شخص نے عرض کیا کہ حضرت! میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی ضرورت؟) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی داخل ہونے کی اجازت مانگ لیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھ پائے عرض کیا نہیں فرمایا تو بس اُس کے پاس بھی اجازت لے کر جا۔

ف۱ اس تسلیم کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کسی وقت اور کسی حالت میں یادِ خدا اور انابة الی اللہ سے غافل نہ ہو ۱۲

دوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا فِيهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَإِنْ قِيلَ لَكُمُ ارْجِعُوا فَارْجِعُوا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ ۝

(نور ع ۴ پارہ ۱۸)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا (دوسرے) گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور اُن سے سلام کیے بدون نہ جایا کرو یہ تمھارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم اس بات کا خیال رکھو پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمھیں (خاص) اجازت نہ ہو اُن میں نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (اس وقت موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمھارے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے +

۲۶ / ۱۹۰۶

وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی اَلْاَسْوَاقُ (مسلم)

اور خدا کے نزدیک تمام مقامات میں مکروہ اور ناپسندیدہ تر مقام بازار ہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَکُوْنَنَّ اِنِ اسْتَطَعْتَ اَوَّلَ مَنْ یَّدْخُلُ السُّوْقَ وَلَا اٰخِرَ مَنْ یَّخْرُجُ مِنْهَا فَاِنَّهَا مَعْرَکَةُ الشَّیْطَانِ وَبِهَا یَنْصِبُ رَایَتَهٗ (مسلم)

سلمانؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے مخاطب) اگر تجھ سے ہوسکے تو تُو سب سے پہلے بازار میں نہ جا اور نہ سب سے پیچھے بازار سے نکل کیونکہ بازار شیطان کے میدان ہیں اور وہ بازاروں ہی میں اپنا جھنڈا گاڑا کرتا ہے۔

من المترجم بازار اب بھی بدتہذیبی اور ناشایستگی میں بو اجب بدنام ہیں۔ باوضع لوگ بازاریوں کو بھلا مانس نہیں سمجھتے اول تو خرید و فروخت میں جھوٹ بہت رواج پاگیا ہے۔ جھوٹی قسم لوگوں کا تکیہ کلام ہوگیا ہے۔ دھوکا دینا ہوشیاری سمجھا جاتا ہے۔ اور چونکہ برے بھلے سبھی طرح کے لوگ بازار میں جمع ہوتے ہیں معمولی بات چیت میں بھی مکروہ الفاظ اکثر سننے میں آتے ہیں۔ ایک وضعدار خاندان کا حال مجکو معلوم ہے کہ مردوں کو دوسرے محلوں میں جانے کی ضرورت ہوتی تو بازار میں گزرنے سے مضایقہ کرتے اور مستورات کو ایسی ضرورت پیش آتی تو ڈولی یا پالکی میں پہر ڈیڑھ پہر رات گئے اپنے رشتے داروں میں جاتیں تاکہ بازاریوں کے الفاظ ناشایستہ ان کے کان میں نہ پڑیں۔ عنوان کی پہلی حدیث صرف وَلَا سَخَّابًا فِی الْاَسْوَاقِ کی رعایت سے لی گئی ہے اور جب بازاروں کا یہ حال ہے کہ وہ بدتہذیبی کے دنگل بنے ہوئے ہیں تو وہاں چیخنا اور چلّانا اور بھی سخت بدتہذیبی ہے پیغمبر کی شان اس سے بہت اعلےٰ اور ارفع ہے کہ وہ اس درجے خفیف الحرکات ہو۔

اپنے گھر میں آنے جانے کے آداب

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَا بُنَیَّ اِذَا دَخَلْتَ عَلٰی اَهْلِكَ فَسَلِّمْ یَکُوْنُ بَرَکَةً عَلَیْكَ وَعَلٰی اَهْلِ بَیْتِكَ ٭ (مشکوٰۃ)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! جب تم اپنے گھر میں جایا کرو تو گھر والوں کو سلام علیک کرلیا کرو (کیونکہ یہ سلام کرنا) تمھارے اور تمھارے گھر والوں کے لیے برکت کا موجب ہوگا۔

عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ اِلٰی بَیْتِهٖ

ابو مالک اشعریؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہونے لگے

فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى اَهْلِهٖ ✦ (ابوداؤد)

تو کہے خداوندا میں تجھ سے گھر میں داخل ہونے کی بہتری اور گھر سے نکلنے کی بہتری کا سوال کرتا ہوں خدا ہی کے نام سے ہم داخل ہوئے اور خدا ہی کے نام سے نکلے اور اپنے خدا پروردگار ہی پر ہم نے بھروسا کیا یہ کہہ کر اپنے لوگوں کو سلام علیک کرے ف۱

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَسْتَاْذِنُ عَلٰى اُمِّىْ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّىْ مَعَهَا فِى الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاهَا عُرْيَانَةً قَالَ لَا قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَيْهَا ✦ (موطا)

یسار کے بیٹے عطا کہتے ہیں کہ ایک شخص نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی اجازت لے کر جاؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا بے شک اُس شخص نے عرض کیا کہ حضرت! میں اپنی ماں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں (پھر اجازت مانگنے کی ضرورت؟) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ماں کے پاس جاتے ہوئے بھی داخل ہونے کی اجازت مانگ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ ماں کو ننگا دیکھ پائے عرض کیا نہیں فرمایا تو بس اُس کے پاس بھی اجازت لے کر جا۔

ف۱ اس تسلیم کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کسی وقت اور کسی حالت میں یادِ خدا اور انابت الی اللہ سے غافل نہ ہو ۱۲

دوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ وَاِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ اَزْكٰى لَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

(نور ع ۴ پارہ ۱۸)

مسلمانو! اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں گھر والوں سے پوچھے اور اُن سے سلام کیے بدون نہ جایا کرو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (یہ حکم تم کو اس غرض سے دیا گیا ہے) کہ (جب ایسا موقع ہو تو) تم اس بات کا خیال رکھو پھر اگر تم کو معلوم ہو کہ گھر میں کوئی آدمی موجود نہیں تو جب تک تمہیں (خاص) اجازت نہ ہو اُن میں نہ جاؤ اور اگر (گھر میں کوئی ہو اور) تم سے کہا جائے کہ (لا اس وقت موقع نہیں) لوٹ جاؤ تو (بے تامل) لوٹ آؤ یہ (لوٹ آنا) تمہارے لیے زیادہ صفائی کی بات ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ اُس کو جانتا ہے ✦

شر ۱۹

لَيْسَ عَلَى الْأَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْأَعْرَجِ
حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَّلَا عَلٰٓى
اَنْفُسِكُمْ اَنْ تَاْكُلُوْا مِنْۢ بُيُوْتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
اٰبَآئِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اُمَّهٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اِخْوَانِكُمْ
اَوْ بُيُوْتِ اَخَوٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ
بُيُوْتِ عَمّٰتِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُيُوْتِ
خٰلٰتِكُمْ اَوْ مَا مَلَكْتُمْ مَّفَاتِحَهٗٓ اَوْ صَدِيْقِكُمْ ط
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْكُلُوْا جَمِيْعًا اَوْ اَشْتَاتًا ط
فَاِذَا دَخَلْتُمْ بُيُوْتًا فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً ط كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ

نہ (تو) اندھے (آدمی) کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور نہ لنگڑے (آدمی) کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور نہ بیمار کے لیے کچھ مضایقہ ہے اور نہ (عموماً) تم مُسلمانوں کے لیے (اس میں کچھ مضایقہ ہے) کہ اپنے گھروں سے (کھانا) کھاؤ یا اپنے باپ کے گھر سے یا اپنی ماں کے گھر سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا اُن گھروں سے جن کی کُنجیاں تمھارے اختیار میں ہیں یا اپنے دوستوں کے گھروں سے (پھر اس میں بھی) تم پر کچھہ گناہ نہیں کہ سب مِل کر کھاؤ یا الگ الگ تو جب گھروں[۱] میں جانے لگو تو اپنے (لوگوں) کو سلام کر لیا کرو (سلام ایک) دعائے خیر ہے جو تم مُسلمانوں کو) خدا کی طرف سے (تعلیم کی گئی ہے) برکت والی عمدہ یُوں اللہ (اپنے) احکام تم سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تم سمجھو ف[۱]

۱۵ گھروں سے مراد ہیں اُن رشتے داروں کے گھر جن کا اسی آیت میں ذکر ہے یعنی ماں باپ بہن بھائیوں چچاؤں پھوپیوں ماموؤں خالاؤں کے اور چونکہ یہ گھر اپنے نہیں بلکہ غیروں کے گھر ہیں اس لیے ہم نے اس آیت کو دُوسرے گھروں میں آنے جانے کے آداب کے عنوان میں رکھا ۱۲

ف[۱] لوگوں میں اتحاد و ارتباط کے پیدا ہونے کا بڑا عمدہ ذریعہ کھانا ہے اور اس آیت کا مقصودِ اصلی یہی معلوم ہوتا ہے کہ مُسلمان اس ذریعے سے باہمی اتحاد کو بڑھائیں اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے کہ جہاں تک ہو سکتا ہے ایک دوسرے کے ہاں کھانے میں مضایقہ کرتے ہیں کہ کہیں لالچی اور بدنیت نہ سمجھے جائیں اور بعض لوگ مثلاً لنگڑے وغیرہ معذوری کی وجہ سے کنارہ کش رہتے ہیں کہ حقیر نہ سمجھے جائیں لیکن اگر یہ دستور بافراط کثرت سے جاری ہو اکہ میں نے تمھارے یہاں کھانا کھا لیا تم نے میرے یہاں کھا لیا تو کچھ شک نہیں کہ مُسلمانوں میں یک دلی اور اتفاق پیدا کرنے کی عمدہ تدبیر ہے اور ما ملکتم مفاتحہ کا ایک محمل یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اکثر رشتے داروں میں سے کوئی شخص کہیں مہمان چلا جاتا ہے تو قریب کے رشتے دار کو جس پر اس کا اعتبار ہے گھر کی کُنجیاں دے جاتا ہے اور معنی یہ ایک طرح کی اجازت ہے کہ تمھیں کسی چیز کی ضرورت ہو تو گھر میں سے لے لینا لیکن یہ کُنجی رکھنے والے خود اپنی طبیعت سے اجنبیت برتتے ہیں ورنہ اگر صاحبِ خانہ کی غَیبت میں ضرورت کی کوئی چیز لے لیں تو وہ آ کر خوش ہو مگر دنیا میں نفسا نفسی پھیل گئی ہے نہ کوئی کسی کے ساتھ ایسی سخاوت کرنی چاہتا ہے اور نہ معاوضے کے ڈر سے کوئی ایسی سخاوت سے فائدہ اُٹھاتا مگر اسلامی اخوت کو ترقی دینے کی ایک تدبیر خدا نے بتا دی ہے اور ما ملکتم مفاتحہ سے مفسروں نے یتیم کا ولی سرپرست یا وصی مہتمم بھی مراد لیا ہے ۱۲

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اَتَانَا اَبُوْمُوْسٰی قَالَ اِنَّ عُمَرَ اَرْسَلَ اِلَیَّ اَنْ اٰتِیَهٗ فَاَتَیْتُ بَابَهٗ فَسَلَّمْتُ ثَلٰثًا فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ فَرَجَعْتُ فَقَالَ مَا مَنَعَکَ اَنْ تَاْتِیَنَا فَقُلْتُ اِنِّیْ اَتَیْتُ فَسَلَّمْتُ عَلٰی بَابِکَ ثَلٰثًا فَلَمْ تَرُدُّوْا عَلَیَّ فَرَجَعْتُ وَقَدْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُکُمْ ثَلٰثًا فَلَمْ یُؤْذَنْ لَهٗ فَلْیَرْجِعْ فَقَالَ عُمَرُ اَقِمْ عَلَیْهِ الْبَیِّنَةَ فَقُمْتُ مَعَهٗ فَذَهَبْتُ اِلٰی عُمَرَ فَشَهِدْتُ لَهٗ (صحیحین)

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ابوموسیٰ ہمارے پاس یہ کہتے ہوئے آئے کہ میرے پاس حضرۃ عمرؓ نے ایک شخص کو بھیجا تھا کہ میں اُن کے پاس جاؤں چنانچہ میں اُن کے دروازے پر گیا اور تین دفعہ سلام علیک کیا لیکن کسی نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور نہ مجھے اندر آنے کی اجازت دی تو میں واپس چلا آیا (اس کے بعد حضرۃ عمرؓ نے بطریق زجر و سرزنش مجھ سے) فرمایا کہ تجھے ہمارے پاس آنے سے کون چیز مانع ہوئی میں نے کہا کہ (حضرۃ!) میں آپ کے پاس گیا تھا اور آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر تین دفعہ سلام کیا تھا مگر جب آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تو میں لوٹ آیا کیونکہ مجھے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) تین دفعہ گھر میں جانے کی اجازت مانگے اور اُسے اجازت نہ دی جائے تو لوٹ آئے حضرۃ عمرؓ نے فرمایا اچھا تو اپنے اس دعوے پر دلیل پیش کرو اور اپنے سوا کوئی دوسرا شخص پیدا کرو جس نے یہ حدیث سنی ہو (ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ (ابوموسیٰ کا یہ قصہ سُن کر) میں اُن کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہوا اور حضرۃ عمرؓ کے پاس جا کر (ابوموسیٰ کی) گواہی دی ف۱

من المترجم باتوں باتوں میں باہمی میل و محبت پیدا کرنے کی سلام سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ سلام میں یہ کتنی بڑی خوبی ہے کہ وہ بجائے خود دعا ہے اور اسی لیے سلام کو موجب برکۃ فرمایا۔ مگر عملاً سلام کے وقت کسی کو اس کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ پس برتاؤ میں سلام سے صرف اظہار ادب مقصود ہوتا ہے اور چونکہ مدارج ادب متفاوت ہیں بڑے ادب کے مواقع میں الفاظ آداب یا آداب بجا لاتا ہوں۔ تسلیمات۔ بندگی۔ کورنش۔ مجرا۔ استعمال کیے جاتے ہیں یا صرف رکوع یا صرف ہاتھ کا اشارہ اور زبان ساکت۔ اور سلام شرعی داخل بدتہذیبی ہو گیا ہے یعنی سلام شرعی کا رواج مسلمانوں سے بالکل اُٹھ گیا اس لیے کہ ان میں وہ اگلی سی خودداری باقی نہیں۔ انھوں نے اپنے تئیں آپ ذلیل کیا۔ لاجرم سب کی نظروں میں بھی ذلیل ہو گئے زبان سے سلام شرعی موقوف اپنی زبان سے اپنی حرکات و سکنات سے ہوا تو اُس کے ساتھ وعلیکم السلام یا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ جواب باللسان کا بھی شرعی موقوف ہونا ہی تھا۔ اب کسی حاکم کو جھک کر سلام کرو تو وہ یوں ہی سا سر ہلا دے گا یا بہت کرے گا تو ہاتھ سے مکھی سی اُڑا دے گا چھوٹے بزرگوں کو سلام کریں تو جواب ملتا ہے برخوردار۔ جیتے رہو۔ عمر دراز۔ گھروں میں ایک دوسرے کو سلام کرنے کا کہیں بھی دستور نہیں ہاں بہوئیں صبح اُٹھ کر ساسوں کو بڑی نندوں کو یعنی سسرال کے بڑوں کو وہی جھک کر سلام کرتی ہیں اور ان کو جواب دیا جاتا ہے ٹھنڈی سہاگن۔ سائیں جیے۔ بچے جئیں۔ سلام کچھ ایسی بڑی بات نہیں مگر ہم اسی سے اس بات کا پتہ چلاتے ہیں کہ پیغمبر صاحب نے ہماری خانہ داری ہماری معاشرت کی اصلاح کے لیے ہم کو کیا اصلاح دی۔ ہم نے اس پر کہاں تک عمل کیا اور ہمارے عمل کا کیا نتیجہ ہوا ◆

ف۱ حضرۃ عمرؓ کو اس کی بڑی احتیاط تھی کہ کوئی قول یا فعل پیغمبر صاحب کی طرف بلا ثبوت کامل منسوب کیا جائے اور اگر ان کی سی احتیاط اوروں کو بھی ملحوظ ہوتی تو مسلمانوں میں اتنا اختلاف ہی کیوں ہوتا۔ حضرۃ عمرؓ باوجودیکہ سایے کی طرح پیغمبر صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ بااین ہمہ کتب احادیث میں اُن کی روایۃ کی ہوئی گنتی کی چند حدیثیں ہیں ۱۲

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ دَیْنٍ کَانَ عَلٰی اَبِیْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا کَاَنَّهٗ کَرِهَهَا ۔ (صحیحین)

جابرؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس قرض کے بارے میں (سفارش) لے کر گیا جو میرے باپ پر تھا تو میں نے پیغمبر صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر صاحب نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا میں ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ گویا پیغمبر صاحب نے (جابر سے) اس کلمے کو ناپسند فرمایا (کیونکہ اُنھوں نے اپنا نام یا لقب یا کُنیت جو مزیل ابہام تھے ان میں سے کچھ ذکر نہیں کیا) ۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰکِنْ مِّنْ رُّکْنِهِ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ فَیَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ یَکُنْ یَوْمَئِذٍ عَلَیْهَا سُتُوْرٌ ۔ (ابو داؤد)

بُسرؓ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے مُونہ کے سامنے نہیں بلکہ چوکھٹ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور فرماتے السّلام علیکم۔ السّلام علیکم اور یہ اس لیے کہ اُس زمانے میں دروازوں پر پردوں کے پڑے رہنے کا دستور نہ تھا ۔

آداب اکل و شرب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَکُلْ بِیَمِیْنِكَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْكَ ۔ (صحیحین)

ابو سلمہؓ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا (اور) پیغمبر صاحب کے کنار (عاطفت) میں پرورش پا رہا تھا۔ اور میرا ہاتھ کھانے کے پیالے کی طرف بار بار بڑھ رہا تھا (یعنی میں پیالے کی ہر جانب سے کھا رہا تھا) تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا ۔

من المترجم۔ اس حدیث میں کھانے کے متعلق تین ادب سکھائے گئے ہیں اوّل یہ کہ کھانا خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے اس کا یہ مطلب کہ ہر جاندار کی ضرورتوں میں بڑی سخت ضرورت کھانے کی ہے کہ غذا کے بدون کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

غذا کا حال یہ ہے کہ انسان کی سعی و تدبیر کے علاوہ اور بہت سے اسباب ہیں جن کو غذائے مخلوقات کے مہیا کرنے میں بڑا دخل ہے

قطعہ

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہرِ تو سرگشتہ و فرماں بردار	شرطِ انصاف نباشد کہ تو فرماں نبری

اور مسبب الاسباب خود پروردگارِ عالم۔ تو کھانے سے پہلے خدا کا نام لینے سے غرض یہ ہے کہ آدمی خدا کو یاد کرے گا تو دل سے اُس کا شکرگزار بھی ہوگا اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "بشکر اندرش مزید نعمت"۔ شکر کرے گا تو رزقِ مطمئن کے حاصل کرنے میں خدا اُس کے لیے سہولتیں بھی پیدا کرے گا۔ مسلمانوں کی یہ ادا تحسین کے قابل ہے کہ وہ ہر ایک کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرتے ہیں اگرچہ غرض اور اصل مطلب کی طرف فی الوقت اُن کا ذہن منتقل نہیں ہوتا یہ ہو تو اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی رُو سے اِن کا اُٹھنا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا سبھی کام عبادت ہوں اب تو لفظوں میں معانی نہیں اعمال میں روحانیت نہیں۔ دوسری تعلیم داہنے ہاتھ سے کھانے کی ہے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہ نسبت بائیں کے اپنے افعال پر زیادہ ضابط ہے۔ داہنا ہاتھ لقمے کو اچھی طرح پکڑے گا اور بے تکلف سیدھا محفوظ مُونہ تک پُونہچائے گا۔ مجکو پہلے پہل ایک دوست کے یہاں انگریزوں کی طرح میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا تو وہ لوگ داہنے ہاتھ میں چھری اور بائیں میں کانٹا لے کر کانٹے سے بوٹی کو رکابی میں دباتے اور دائیں سے کاٹتے اور کانٹے میں بیندھ کر بوٹی کو بائیں سے مُونہ میں رکھ لیتے ہیں۔ میں کن انکھیوں سے دوسروں کے عمل کو دیکھتا اور اُسی کی نقل کرتا جاتا تھا تاکہ اناڑی نہ سمجھا جاؤں۔ تاہم ایک یا دو مرتبہ تو ایسا ہوا کہ مہارت تو تھی نہیں۔ بایاں ہاتھ اچھی طرح بوٹی کو نہ دبا سکا اور کانٹے میں بوٹی اُچٹ کر غنیمت ہوا کہ میری ہی آنکھ میں لگی۔ دوسری اضطراری بے تمیزی یہ ہوئی کہ ہاتھ کی جلدی میں سالن سے بھرے ہوئے چھری کانٹے کو رکابی کے باہر رکھ دیا۔ میز کے اُجلے دسترخوان میں دھبّے پڑ گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ خدمتگار تک میری اس حرکت پر مُونہ پھیر کر ہنس رہے ہیں۔ بارے ایک خدمتگار نے سالن کی دوسری رکابی سامنے لاکر رکھ دی۔ اس مرتبہ میں نے یہ احتیاط کی کہ بڑی بوٹی کو تو چھوا تک نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کانٹے میں بیندھ بیندھ کر مُونھ میں رکھنی شروع کیں اور ایک نئی مصیبت پیش آئی کہ بائیں ہاتھ کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا۔ پیٹ تو کیا بھرتا خدا خدا کرکے ڈنر تمام ہوا اور میں دیوالی کی کلھیا کی طرح الوانِ نعمت سے چتا ہوا مُونہ لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ انگریزوں میں تو کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلّی کرنے کا دستور نہیں کھانے کو ہاتھ لگا یا ہو تو دھوئیں لیکن میں کیونکر مُونھ نہ دھوتا کہ سارا لتھڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد بارہا منتسبہ بالنصاریٰ دوستوں کے ساتھ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا ہے پہلے کی طرح تو نشانہ خطا نہیں کرتا۔ مگر میز اور چھری کانٹے کا پورا پورا ادب سُنا ہے کہ محتاجِ تعلیم و مشق ہے خصوصاً میزبانی کہ وہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے

اسی تقریب میں یہ بات بھی لکھنے کی ہے کہ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا طریقہ اصل میں انگریزوں کا طریقہ ہے اب انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہندوستان کا کالا لوگ بات بات میں انگریزی طور طریق اختیار کرتے جاتے ہیں۔ موجودہ حالات کو زیادہ نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا + (صحیحین)

جابرؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس قرض کے بارے میں (سفارش کے لئے) گیا جو میرے باپ پر تھا تو میں نے پیغمبر صاحب کے دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر صاحب نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا میں ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ گویا پیغمبر صاحب نے (جابر سے) اس کلمے کو ناپسند فرمایا (کیونکہ اُنھوں نے اپنا نام یا لقب یا کنیت جو مزیل ابہام تھے ان میں سے کچھ ذکر نہیں کیا) +

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِنْ رُكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ + (ابو داؤد)

بُسرؓ کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے مونہہ کے سامنے نہیں بلکہ چوکھٹ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم۔ السلام علیکم اور یہ اس لیے کہ اُس زمانے میں دروازوں پر پردوں کے پڑے رہنے کا دستور نہ تھا +

آداب اکل و شرب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ + (صحیحین)

ابو سلمہ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا (اور) پیغمبر صاحب کے کنار (عاطفت) میں پرورش پا رہا تھا۔ اور میرا ہاتھ کھانے کے پیالے کی طرف بار بار بڑھ رہا تھا (یعنی میں پیالے کی ہر جانب کھا رہا تھا) تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا +

من المترجم۔ اس حدیث میں کھانے کے متعلق تین ادب سکھائے گئے ہیں اول یہ کہ کھانا خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے اس کا یہ مطلب کہ ہر جاندار کی ضرورتوں میں بڑی سخت ضرورت کھانے کی ہے کہ غذا کے بدون کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

غذا کا حال یہ ہے کہ انسان کی سعی و تدبیر کے علاوہ اور بہت سے اسباب ہیں جن کو غذائے مخلوقات کے مہیا کرنے میں بڑا دخل ہے **قطعہ**

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کار اند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار	شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

اور مسبب الاسباب خود پروردگارِ عالم- تو کھانے سے پہلے خدا کا نام لینے سے غرض یہ ہے کہ آدمی خدا کو یاد کرے گا تو دل سے اُس کا شکر گزار بھی ہوگا اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "بشکر اندرش مزید نعمت" - شکر کرے گا تو رزق مطمئن کے حاصل کرنے میں خدا اُس کے لیے سہولتیں بھی پیدا کرے گا- مسلمانوں کی یہ ادا تحسین کے قابل ہے کہ وہ ہر ایک کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرتے ہیں اگرچہ غرض اور اصل مطلب کی طرف فی الوقت اُن کا ذہن منتقل نہیں ہوتا یہ ہو تو اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی رُو سے اِن کا اُٹھنا بیٹھنا- چلنا- پھرنا- کھانا- پینا- سونا- جاگنا سبھی کام عبادت ہوں اب تو لفظوں میں معانی نہیں اعمال میں روحانیت نہیں- دوسری تعلیم داہنے ہاتھ سے کھانے کی ہے- اس میں مصلحت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہ نسبت بائیں کے اپنے افعال پر زیادہ ضابط ہے- داہنا ہاتھ لقمے کو اچھی طرح پکڑے گا اور بے تکلف سیدھا محفوظ مُونہ تک پونہچائے گا- مجکو پہلے پہل ایک دوست کے یہاں انگریزوں کی طرح میز پر چُھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا تو وہ لوگ داہنے ہاتھ میں چُھری اور بائیں میں کانٹا لے کر کانٹے سے بوٹی کو رکابی میں دباتے اور دائیں سے کاٹتے اور کانٹے میں بیندھ کر بوٹی کو بائیں سے مُونہ میں رکھ لیتے ہیں- میں کَن انکھیوں سے دوسروں کے عمل کو دیکھتا اور اُسی کی نقل کرتا جاتا تھا تاکہ اناڑی نہ سمجھا جاؤں- تاہم ایک یا دو مرتبہ تو ایسا ہوا کہ مہارت تو تھی نہیں- بایاں ہاتھ اچھی طرح بوٹی کو نہ دبا سکا اور کانٹے میں بوٹی اُچٹ کر غنیمت ہوا کہ میری ہی آنکھ میں لگی- دوسری اضطراری بے تمیزی یہ ہوئی کہ گھبراہٹ کی جلدی میں سالن سے بھرے ہوئے چُھری کانٹے کو رکابی کے باہر رکھ دیا- میز کے اُجلے دسترخوان میں دھبے پڑ گئے میں دیکھتا تھا کہ خدمتگار تک میری اس حرکت پر مُونہ پھیر کر ہنس رہے ہیں- بارے ایک خدمتگار نے سالن کی دوسری رکابی سامنے لاکر رکھ دی- اس مرتبہ میں نے یہ احتیاط کی کہ بڑی بوٹی کو تو چھوا تک نہیں- چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کانٹے میں بیندھ بیندھ کر مُونہ میں رکھنی شروع کیں اور ایک نئی مصیبت پیش آئی کہ بائیں ہاتھ کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا- پیٹ تو کیا بھرتا خدا خدا کرکے ڈنر تمام ہوا اور میں دیوالی کی کلھیا کی طرح الوان نعمت سے چنا ہوا مُونہ لے کر اُٹھ کھڑا ہوا- انگریزوں میں تو کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلّی کرنے کا دستور نہیں کھانے کو ہاتھ لگایا ہو تو دھوئیں لیکن میں کیونکر مُونہ نہ دھوتا کہ سارا لتھڑا ہوا تھا- اس کے بعد بارہا متشبہ بالنصاریٰ دوستوں کے ساتھ میز پر چُھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا ہے پہلے کی طرح تو نشانہ خطا نہیں کرتا- مگر میز اور چُھری کانٹے کا پورا پورا ادب سُنا ہے کہ محتاجِ تعلیم و مشق ہے خصوصاً میزبانی کہ وہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے

اسی تقریب میں یہ بات بھی لکھنے کی ہے کہ میز پر چُھری کانٹے سے کھانے کا طریقہ اصل میں انگریزوں کا طریقہ ہے اب انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہندوستان کا کالا لوگ بات بات میں انگریزی طور طریق اختیار کرتے جاتے ہیں- موجودہ حالات کو زیادہ نہیں

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلٰى اَبِيْ فَدَقَقْتُ الْبَابَ فَقَالَ مَنْ فَقُلْتُ اَنَا فَقَالَ اَنَا اَنَا كَاَنَّهٗ كَرِهَهَا ۔ (صحیحین)	جابرؓ کہتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس قرض کے بارے میں (سفارش لے کر) گیا جو میرے باپ پر تھا تو میں نے پیغمبر صاحب کا دروازہ کھٹکھٹایا پیغمبر صاحب نے فرمایا کون ہے میں نے عرض کیا میں ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا میں ہوں میں ہوں۔ گویا پیغمبر صاحب نے (جابر سے) اس کلمے کو ناپسند فرمایا (کیونکہ اُنھوں نے اپنا نام یا لقب یا کنیت جو مزیل ابہام تھے ان میں سے کچھ ذکر نہیں کیا) ۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى بَابَ قَوْمٍ لَمْ يَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْهِهٖ وَلٰكِنْ مِّنْ رُّكْنِهِ الْاَيْمَنِ اَوِ الْاَيْسَرِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَذٰلِكَ اَنَّ الدُّوْرَ لَمْ يَكُنْ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا سُتُوْرٌ ۔ (ابو داؤد)	بُسر کے بیٹے عبداللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کسی قوم کے دروازے پر تشریف لاتے تو دروازے کے مونہ کے سامنے نہیں بلکہ چوکھٹ کے دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے اور فرماتے السّلام علیکم۔ السّلام علیکم اور یہ اس لیے کہ اُس زمانے میں دروازوں پر پردوں کے پڑے رہنے کا دستور نہ تھا ۔

آداب اکل و شرب

عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ كُنْتُ غُلَامًا فِيْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ يَدِيْ تَطِيْشُ فِي الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِيْنِكَ وَكُلْ مِمَّا يَلِيْكَ ۔ (صحیحین)	ابو سلمہ کے بیٹے عمر کہتے ہیں کہ جب میں بچہ سا تھا (اور) پیغمبر صاحب کے کنار (عاطفت) میں پرورش پا رہا تھا۔ اور میرا ہاتھ کھانے کے پیالے کی طرف بار بار بڑھ رہا تھا (یعنی میں پیالے کی ہر جانب سے کھا رہا تھا) تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ خدا کا نام لے (یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ) اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور اپنے آگے سے کھا ۔

من المترجم: اس حدیث میں کھانے کے متعلق تین ادب سکھائے گئے ہیں اوّل یہ کہ کھانا خدا کا نام لے کر شروع کیا جائے اس کا یہ مطلب کہ ہر جاندار کی ضرورتوں میں بڑی سخت ضرورت کھانے کی ہے کہ غذا کے بدون کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا

غذا کا حال یہ ہے کہ انسان کی سعی و تدبیر کے علاوہ اور بہت سے اسباب ہیں جن کو غذائے مخلوقات کے مہیا کرنے میں بڑا دخل ہے **قطعہ**

ابر و باد و مہ و خورشید و فلک در کارند	تا تو نانے بکف آری و بغفلت نخوری
ہمہ از بہر تو سرگشتہ و فرماں بردار	شرط انصاف نہ باشد کہ تو فرماں نبری

اور مسبب الاسباب خود پروردگار عالم- تو کھانے سے پہلے خدا کا نام لینے سے غرض یہ ہے کہ آدمی خدا کو یاد کرے گا تو دل سے اُس کا شکر گزار بھی ہو گا اور لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ "بشکر اندرش مزید نعمت"۔ شکر کرے گا تو رزقِ مطمئن کے حاصل کرنے میں خدا اُس کے لیے سہولتیں بھی پیدا کرے گا۔ مسلمانوں کی یہ (وا تحسین کے قابل ہے کہ وہ ہر ایک کام کے شروع کرتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرتے ہیں اگرچہ غرض اور اصل مطلب کی طرف فی الوقت اُن کا ذہن منتقل نہیں ہوتا یہ ہو تو اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ کی رُو سے اِن کا اُٹھنا بیٹھنا۔ چلنا۔ پھرنا۔ کھانا۔ پینا۔ سونا۔ جاگنا سبھی کام عبادت ہوں اب تو لفظوں میں معانی نہیں اعمال میں روحانیت نہیں۔ دوسری تعلیم داہنے ہاتھ سے کھانے کی ہے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ داہنا ہاتھ بہ نسبت بائیں کے اپنے افعال پر زیادہ ضابط ہے۔ داہنا ہاتھ لقمے کو اچھی طرح پکڑے گا اور بے تکلف سیدھا محفوظ مُونہ تک پونہچائے گا۔ مجکو پہلے پہل ایک دوست کے یہاں انگریزوں کی طرح میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا تو وہ لوگ داہنے ہاتھ میں چھری اور بائیں میں کانٹا لے کر کانٹے سے بوٹی کو رکابی میں دباتے اور داہنے سے کاٹتے اور کانٹے میں بیندھ کر بوٹی کو بائیں سے مُونہ میں رکھ لیتے ہیں۔ میں کن انکھیوں سے دوسروں کے عمل کو دیکھتا اور اُسی کی نقل کرتا جاتا تھا تاکہ اناڑی نہ سمجھا جاؤں۔ تاہم ایک یا دو مرتبہ تو ایسا ہوا کہ مہارت تو تھی نہیں۔ بایاں ہاتھ اچھی طرح بوٹی کو نہ دبا سکا اور کانٹے میں بوٹی اُچٹ کر غنیمت ہوا کہ میری ہی آنکھ میں لگی۔ دوسری اضطراری بے تمیزی یہ ہوئی کہ اُکتا کی جلدی میں سالن سے بھرے ہوئے چھری کانٹے کو رکابی کے باہر رکھ دیا۔ میز کے اُجلے دسترخوان میں دھبے پڑ گئے۔ میں دیکھتا تھا کہ خدمتگار تک میری اس حرکت پر مُونہ پھیر کر ہنس رہے ہیں۔ بارے ایک خدمتگار نے سالن کی دوسری رکابی سامنے لا کر رکھ دی۔ اس مرتبہ میں نے یہ احتیاط کی کہ بڑی بوٹی کو تو چھوا تک نہیں۔ چھوٹی چھوٹی بوٹیاں کانٹے میں بیندھ بیندھ کر مُونہ میں رکھنی شروع کیں اور ایک نئی مصیبت پیش آئی کہ بائیں ہاتھ کا نشانہ ٹھیک نہیں بیٹھتا تھا۔ پیٹ تو کیا بھرتا خدا خدا کر کے ڈنر تمام ہوا اور میں دیوالی کی کُلھیا کی طرح الوان نعمت سے چتا ہوا مُونہ لے کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ انگریزوں میں تو کھانے سے پہلے یا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کلّی کرنے کا دستور نہیں کھانے کو ہاتھ لگایا ہو تو دھوئیں لیکن میں کیونکر مُونہ نہ دھوتا کہ سارا لتھڑا ہوا تھا۔ اس کے بعد بارہا متشبہ بالنصاریٰ دوستوں کے ساتھ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا اتفاق ہوا ہے پہلے کی طرح تو نشانہ خطا نہیں کرتا۔ مگر میز اور چھری کانٹے کا پورا پورا ادب سُنا ہے کہ محتاج تعلیم و مشق ہے خصوصاً میزبانی کہ وہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے

اسی تقریب میں یہ بات بھی لکھنے کی ہے کہ میز پر چھری کانٹے سے کھانے کا طریقہ اصل میں انگریزوں کا طریقہ ہے اب انگریزوں کی دیکھا دیکھی ہندوستان کا کالا لوگ بات بات میں انگریزی طور طریق اختیار کرتے جاتے ہیں۔ موجودہ حالات کو زیادہ نہیں

اَب صرف پچاس برس پہلے کے حالات سے مقابلہ کرکے دیکھو تو پاؤگے کہ جیسے ہندوستان میں بالکل نئی قسم کی مخلوق آباد ہے نہ اگلے سے مکانات ہیں۔ نہ اگلے سے ساز و سامان ہیں نہ اگلی سی سواریاں ہیں۔ نہ اگلے سے لباس ہیں۔ خلاصہ یہ کہ نہ اگلی سی زمین ہے نہ اگلا سا آسمان ہے۔ نہ اگلا سا خدا ہے۔ نہ اگلے سے بندے ہیں۔ اگرچہ ہندوستانی کیا ہندو کیا مسلمان قدامت پرست اور لکیر کے فقیر مشہور ہیں مگر اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ کی ٹکر اتنی بھی سنبھالی تو بہت سنبھالی۔ خیر اَب تو یہ حال ہے کہ انگریزوں اور ہندوستانیوں میں مابہ الامتیاز روز بروز اُٹھتا چلا جاتا ہے۔ اور اگر سدِ رہِ دین حکومت حائل نہ ہوتی تو انگریزیت کبھی کی بہت کچھ پھیل گئی ہوتی۔ ہم تو وضعِ ظاہر۔ طرزِ ماند و بود طریقۂ اکل و شرب سب کو اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْیَاکُمْ کے تحت میں سمجھ کر اِن چیزوں کو دینیات کے ذیل میں آنے ہی نہیں دیتے ؎

مابروں رانہ نگریم و قال را ۔۔۔ مادروں را ننگریم و حال را

ہمارا مسلمہ اُصول تو یہ ہے کہ دنیا اور دین میں کچھ جدائی نہیں۔ دنیا کو قواعدِ شریعت کی پابندی کے ساتھ برتنے کا نام ہے دین تو اس سے وضعِ ظاہر طرزِ ماند و بود اور طریقۂ اکل و شرب یعنی آدمی کے تمام اقوال اور افعال اور حرکات اور سکنات اور اوضاع اور اطوار اور معاملات سب میں ایک پہلو دین کا بھی ہے اور وہ مثلاً لباس میں یہ ہے کہ اسراف نہ ہو خیلاء نہ ہو تَشَبُّہ بالنسار نہ ہو اور لباس کی ساخت مانعِ ادائے نماز نہ ہو۔ یہ شرائط تو عدمی ہیں۔ وجودی شرط ہے تشکر کہ کپڑے پہن کر خدا کا جو ستار العیوب ہے شکر کیا جائے۔ کھانے پینے میں دینداری یہ ہے کہ کوئی حرام چیز نہ ہو۔ آدمی اگر حرام سے اِس لیے محترز ہے کہ حرام چیز اس کے حق میں مُضِر ہے تو یہ خود غرضی ہے اور اگر محترز ہے اس لیے کہ خدا نے منع فرمایا ہے (اگرچہ خدا نے بھی خود آدمی ہی کے فائدے کے لیے منع فرمایا ہے) تو یہ اعلےٰ درجے کی دینداری ہے۔

کھانے پینے میں دوسری دینداری یہ ہے کہ آدمی رزق کا سخت حاجتمند تھا خدا نے اپنے فضل سے اُس کی حاجت روائی کی اُس کا احسان ماننے اور احسان مندی اُس کی ہر ایک ادا سے ظاہر ہو۔ کھانے پینے کے اور چھوٹے چھوٹے آدابِ طبی مصلحتوں پر مبنی ہیں۔ اور اُن کی پابندی مُمِدِّ تندرستی ہے۔ ان باتوں کا خیال کرکے آدمی جو چاہے کھائے۔ اور جس طرح چاہے کھائے جو چاہے پہنے اور جیسا چاہے پہنے کسی طرح کی شرعاً یا عقلاً روک ٹوک نہیں۔ اور یہ جو دو فریقِ مخالف اوضاعِ متباین پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں کوئی افراط و تفریط سے خالی نہیں وَکَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔ حدیث کی تیسری تعلیم ہے کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ (اپنے آگے سے کھا) تو اگر کئی آدمی مل کر ایک کابی میں سے کھاتے ہیں تو اُن میں گویا رکابی کی ایک طرح کی اندرونی حد بندی ہو جاتی ہے اس صورت میں دوسرے کی سرحد میں دست اندازی کرنا مداخلتِ بیجا ہے اور اگر آدمی رکابی میں سے اکیلا کھا رہا ہے تو جو کچھ پھند ڑا ہوا بچ رہے گا دوسرا شخص کیونکر اس کو تکلف کرے گا۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الرَّجُلُ بَیْتَہٗ فَذَکَرَ اللّٰہَ عِنْدَ دُخُوْلِہٖ وَعِنْدَ طَعَامِہٖ قَالَ الشَّیْطَانُ

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر میں آنا چاہتا اور آتے وقت خدا کا ذکر کرتا یعنی بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا ہے اور اسی طرح کھانا کھاتے وقت تو شیطان (اپنے اعوان و انصار سے) کہتا ہے

لَا مَبِيْتَ لَكُمْ وَلَا عَشَاءَ وَلَوْ دَخَلَ فَلَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ دُخُوْلِهٖ قَالَ الشَّيْطَانُ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَاِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ عِنْدَ طَعَامِهٖ قَالَ اَدْرَكْتُمُ الْمَبِيْتَ وَالْعَشَاءَ (مسلم)

کہ یہاں تمھارے لیے نہ تو شب باشی ہی کی جگہ ہے نہ شام کا کھانا ہی تمھیں نصیب ہو سکتا ہے۔ اور اگر آدمی نے گھر میں آنا چاہا اور آتے وقت خدا کا ذکر نہیں کیا تو شیطان کہتا ہے تم نے یہاں شب باشی کی جگہ تو پالی اور آدمی جب کھاتے وقت خدا کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے تم نے شب باشی کی جگہ بھی پالی اور شام کا کھانا بھی حاصل کر لیا۔

من المترجم اس حدیث کی تعلیم مبنی ہے اسلام کے دو بڑے مہتم بالشان عقیدوں پر ایک عقیدہ خدائے یگانہ جل علا شانہ کی ذات و صفات کا دوسرا شیطان کا کہ اسلامی عقیدے کی رُو سے شیطان جنوں میں سے ہے۔ آگ سے پیدا ہوا ہے۔ مختلف شکلوں میں متشکل ہو سکتا ہے۔ شروع سے خدا کا نافرمان ہے باغی ہے۔ کافر ہے۔ آدم اور بنی آدم کا کھلا دشمن ہے انھیں ایذا پونہچانے اور گمراہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ اُس کی بہت سی اولاد ذکور و اناث ہے اور اُن میں توالد و تناسل جاری ہے اُس کا ایک نام خنّاس بھی ہے اور یہ اس لیے کہ خنوس کے لغوی معنے پیچھے ہٹنے کے ہیں۔ شیطان بھی ذکر الٰہی کرتے وقت آدمی کے دل پر سے ہٹ جاتا ہے اس سے اُسے خنّاس کہتے ہیں۔ یہ دونوں عقیدے صرف مسلمانوں کے نہیں۔ بلکہ یہودی۔ عیسائی کُل اہلِ کتاب کے ہیں۔ ہم نے حصۂ اول کے عنوان ایمان باللہ کے ذیل میں خدا کی ذات و صفات کی نسبت اور عنوان ایمان بالملائکہ کے ذیل میں شیطان کی نسبت مبسوط بحث کی ہے اُس کی طرف رجوع کرو غالباً اسلامی عقائد کی طرف سے تم کو کامل نہیں تاہم بہت کچھ اطمینان حاصل ہو جائے گا سمجھنے کے ارادے سے سمجھنا چاہو تو تنکے کے اوجھل پہاڑ سیدھی سی بات ہے۔ حصولِ اطمینان کے لیے ہم جس طرح بتائیں سلسلہ بسلسلہ چلو۔ سب سے پہلے مَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا کو کالنقش فی الحجر ذہن نشین کرو۔ آئے دن کے جدید انکشافات جن کا اس زمانے میں طوفان برپا ہے باآوازِ بلند پکار رہے ہیں

کیا ہم نے جانا گر شانہ جانا زُلفوں کو اُس کی سُلجھا نہ جانا

پھر ہر قسم کی بشری معلومات کا جس قدر ذخیرہ سینوں اور سفینوں میں جمع ہے تم بتاؤ کہ تم نے یا کوئی بڑا بوجھ بجھکڑ بتا سکے کہ اُس نے اس ذخیرے میں سے کتنے حصے پر قبضہ پایا ہے من میں چھٹانک۔ تولہ۔ ماشہ۔ رتی۔ بقدرِ دانۂ خشخاش یا اس سے بھی کم؟۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس طرح پر آڑے ہاتھوں لیا جائے تو دنیا میں کوئی فردِ بشر یا کوئی جماعت دانشوری کا دعوے کر سکے۔ اتنا سمجھے پیچھے آگے بڑھو تو پہلے اچھی طرح کان کھول کر سُن لو کہ ہندسے اور اقلیدس کی طرح کا مُبنی بر مشاہدہ ثبوت تو خدا کی ذات اور صفات یعنی اُس کی ہستی کا مقدورِ بشر نہیں۔ جو لوگ خدا کی طرف سے شک میں پڑے ہیں کہ ہے بھی یا نہیں اور ہے تو اُس کا حال کیا ہے اور اس تردد کو مُبنی بر مشاہدہ ثبوت کے ذریعے سے رفع کرنا چاہتے ہیں بڑی سخت غلطی کرتے ہیں ؎

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

ان کو اتنا تو سوچنا چاہیے کہ مشاہدے کے علاوہ ثبوتِ عقلی اور دل کی گواہی بھی ذریعۂ اطمینان ہے یا نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

دنیا میں حقیر سے حقیر چیز بھی بے بنائے نہیں بنتی۔ میز کرسی۔ بڑھئی بناتا۔ چھری قینچی لوہار۔ اور علیٰ ہذا القیاس دوسری مصنوعات۔ بے شک آدمی بھی بہتیری چیزیں بناتا ہے مگر وہ بنا تا گیا ہے۔ اِس کوٹھی کے دھان اُس کوٹھی میں اور اُس کوٹھی کے دھان اِس کوٹھی میں کیا کرتا ہے۔ بنانا تو ہم جب جانیں کہ دھان بنائے۔ دھان اکیلے آدمی کے کرنے سے پیدا نہیں ہوتے۔ دھانوں کے پیدا ہونے میں آدمی کی محنت اور تدبیر کے علاوہ دخل ہے مٹی کو پانی کو ہوا کو روشنی اور گرمی کو یعنی عناصرِ اربعہ آب خاک و باد و آتش کو اور ان میں سے کسی ایک میں ارادہ اور شعور تک نہیں۔ پس ہونہ ہو بنانے والا پیدا کرنے والا کاریگر کوئی اَور ہے اور یہ سب اُس کے اوزار ہیں آلات ہیں۔ اُسی خالق کو دنیا کہتی ہے خدا۔ غرض دنیا کا ذرہ ذرہ خالق کی ہستی اور نہ صرف ہستی بلکہ اُس کے صفات علم و قدرت حلم و رحم وغیرہ وغیرہ کا گواہ ہے ؎

ہر گیا ہے کہ از زمین روید وحدہ لاشریک لہ گوید

بس خدا کے بارے میں ہماری عقل کی رسائی یہیں تک ہے اَب اس کے بعد رسالت کا مسئلہ ہے تو جس طرح خدا کے بارے میں ہماری فہمید قاصر ہے اسی طرح رسالت کی حقیقت بھی ہم پر منکشف نہیں کہ وہ کس قسم کا خاص طور کا تعلق پیغمبر کو خدا سے ہوتا ہے۔ ہاں نزولِ وحی کے وقت جسمانی سختی جو پیغمبر صاحب پر گزر جاتی تھی وہ تو دیکھی بھالی بات ہے۔ آدمی اِس طرح کا بیہودہ گستاخ اور شریر مخلوق ہے کہ بعض نے خود خدائی کا دعویٰ کیا بعض خدا سے منکر ہوئے بعض نے مخلوق خدا کو خدا مانا۔ بعض نے پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کیا۔ پیغمبری کی علامۃ الوزود پرکھ ہے معجزہ اور معجزے میں شک و شتباہ کی بڑی گنجایش ہے۔ لہٰذا ہم اس پہلو ہی پر نہیں آتے بلکہ ہم نے پیغمبر کی صداقت کے دوسرے معیار قرار دے رکھے ہیں۔ وہ معیار کیا ہیں خود پیغمبر کے حالات۔ پیغمبر کی تعلیم۔ اگر ان ذرائع سے اچھی طرح ٹھوک بجا کر ہم کو پیغمبر کی صداقت کی طرف سے کامل اطمینان ہو جائے تو پھر پیغمبر جو کچھ بھی کہے ہم کو اس میں چون و چرا کرنے کا کوئی حق نہیں یعنی ہم کو محض پیغمبر کے کہنے سے بے طلبِ دلیل تمام غیب کی باتوں پر ایمان لانا ہوگا۔ از انجملہ حالاتِ بعد مرگ پر جنت پر۔ دوزخ پر۔ فرشتوں پر۔ جنات پر۔ شیطان پر۔ سحر پر۔ خواب پر۔ یعنی قرآن اور حدیث کے لفظ لفظ پر۔ اَب ہم نے اپنے نزدیک حدیث کے مطلب کو ہندی کی چندی کر کے سمجھا دیا ہے دل میں بٹھانا خدا کا کام ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَأْکُلَنَّ اَحَدُکُمْ بِشِمَالِہٖ وَ لَا یَشْرَبَنَّ بِہَا فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَأْکُلُ بِشِمَالِہٖ وَیَشْرَبُ بِہَا ۔ (مسلم)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم میں سے کوئی (آدمی اپنے) بائیں ہاتھ سے ہرگز کھانا نہ کھا اور نہ بائیں ہاتھ سے پانی پیے کیونکہ شیطان بائیں ہاتھ سے کھاتا اور بائیں ہی سے پیتا ہے*

منَ المترجم۔ حدیث نمبر ۲ کے من المترجم میں داہنے ہاتھ سے کھانے پر جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ داہنے ہاتھ سے پینے کے لیے بس کرتا ہے۔ بات یہ ہے کہ جتنی برائیاں انسان سے سرزد ہوتی ہیں نصیحت کا کیسا عمدہ پیرایہ ہے کہ اسلامی شریعت کھلم کھلا انسان کو اس کا ملزم نہیں ٹھیراتی بلکہ شیطان کی آڑ میں اس کو سرزنش کرتی ہے*

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْكُلُ بِثَلٰثَةِ أَصَابِعَ وَيَلْعَقُ يَدَهُ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا ثُمَّ يَغْسِلُهَا (مسلم)	کعبؓ بن مالک کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تین انگلیوں (یعنی انگوٹھے اور شہادت اور بیچ کی انگلی) سے کھانا تناول فرمایا کرتے اور اپنے ہاتھ (یعنی انگلیوں) کو پونچھنے سے پہلے چاٹ لیا کرتے اور پھر اُسے دھو ڈالا کرتے تھے ⁂

من المترجم اِس حدیث سے یہ ادب سمجھا گیا کہ ضرورت سے زیادہ ہاتھ کا تھیڑنا نفاست کے خلاف ہے تین انگلیوں سے مراد ہیں ابہام سبّابہ وسطےٰ جیسا کہ ہم نے ترجمے میں اِس کو کھول دیا ہے ⁂

عَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِلَعْقِ الْأَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ وَقَالَ إِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ فِيْ أَيِّهِ الْبَرَكَةُ ⁂ (مسلم)	جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں کے چاٹنے اور پیالے کے پونچھنے صاف کرنے کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا یہ اِس لیے کہ تھیں معلوم نہیں کہ کون سے لقمے میں برکت ہی ⁂

من المترجم انگلیوں اور پیالے کے چاٹنے میں نفاستہ کے علاوہ قدر نعمۃ اور اظہار احتیاج رزق بھی ہے اور قدر نعمۃ اور اظہار احتیاج مستلزم شکر ⁂

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَحْضُرُ أَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِنْ شَأْنِهِ حَتّٰى يَحْضُرَ عِنْدَ طَعَامِهِ فَإِذَا سَقَطَتْ مِنْ أَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى ثُمَّ لِيَأْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ فَإِذَا فَرَغَ فَلْيَلْعَقْ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ أَيِّ طَعَامِهِ تَكُوْنُ الْبَرَكَةُ ⁂ (مسلم)	جابرؓ سے روایت ہو کہ میں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ شیطان تم میں سے ہر ایک شخص کے پاس اُس کی ہر ایک حالت میں آ حاضر ہوتا ہے یہاں تک کہ کھانا کھاتے وقت بھی پس جب تم میں سے کسی ایک کے ہاتھ سے لقمہ گر پڑے تو جو خس و خاشاک وغیرہ لقمے میں لگ گیا ہو اُسے چھڑا کر لقمہ کھالے اور شیطان کے لیے نہ چھوڑے۔ کھانے سے فراغت پائے تو اپنی انگلیاں چاٹ لے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ کون سے کھانے میں برکت ہے ⁂

من المترجم۔ گرے ہوئے لقمے کو اُٹھا کر کھا لینے میں حد درجے کی فروتنی ہے اور یہی تو وہ ادا ہے جو بندوں کو زیبا اور خدا کو بھاتی ہے ⁂

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ مَا عَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَهٗ وَاِنْ كَرِهَهٗ تَرَكَهٗ ۔ (صحیحین)	علیہ وسلم نے کسی کھانے کو بُرا نہیں کہا اگر اچھا لگا کھالیا ناپسند ہوا چھوڑ دیا ۔

من المترجم ایسی باتیں ہر ایک خانہ داری میں آئے دن واقع ہوتی رہتی ہیں۔ کھانے کی نسبت عورتیں کہا کرتی ہیں کہ آگ کا باغ ہے بنتا بھی ہے بگڑتا بھی ہے۔ سارے نخرے پیٹ بھرے کے ہیں قطعہ

اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید	معشوق من است آنکہ بنزدیک تو زشت است
حوران بہشتی را دوزخ بود اعراف	از دوزخیاں پرس کہ اعراف بہشت است

زور کی بھوک میں ٹھنڈیاں نکتیوں کا مزہ دیا کرتی ہیں مگر ہم لوگوں کا حال یہ ہے کہ دنیا کی فانی لذتوں نے ہم کو اندھا بہرا بنا رکھا ہے حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ ایسی پیش پا افتادہ بات ہم کو نہیں سُوجھ پڑتی کہ سارے مزے بان فضاوہن تک کے ہیں لقمہ حلق سے نیچے اُترا اور میٹھا اور کھٹا اور کڑوا اور پھیکا اور سلونا سب ایک۔ کھانا اگر مزے کا نہ لگے تاہم مُونھ پھوڑ کر بُرا نہ کہو کہ اس سے خدا کی ناشکری کے علاوہ پکانے والے کی دل شکنی ہوگی اور اسلام تو کسی کی اتنی دل آزاری بھی جائز نہیں رکھتا ۔عورتوں میں دیکھا ہے کہ لوگوں کی کچھ ایسی عادت ہے کہ کھانے میں عیب نکالے بدون نہیں رہتے۔ اور کچھ نہیں تو دیر کی شکایت یا بدانتظامی کی یا کسی اور چھوٹی سی بات کی یہ سب ادائیں داخل کج خُلقی ہیں۔

عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا ۔ (بخاری)	ابو جحیفہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں (زمین پر) ٹیکہ دے کر کھانا نہیں کھاتا ۔

من المترجم اِس حدیث میں انکسار و تواضع کی تعلیم ہے جس طرح بھی ہو ۔

عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ اَنَّهٗ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فِيْ يَدِهٖ فَدُعِيَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَاهَا وَالسِّكِّيْنَ الَّتِيْ يَحْتَزُّ بِهَا ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ ۔ (متفق علیہ)	امیّہ کے بیٹے عمرو سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے دستِ مبارک میں بکری کا شانہ تھا اور اُسے چھری سے کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ اتنے میں نماز کے لیے بلائے گئے (یعنی اذان ہوئی) تو آپ نے بکری کے شانے اور اُس چھری کو ڈال دیا جس سے گوشت کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا ۔
عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْعِيًا يَاْكُلُ تَمْرًا ۔ (مشکوٰۃ)	انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ بہیئت اقعا[1] بیٹھے ہوئے کھجوریں کھا رہے ہیں ۔

[1] اقعا کی ہیئت یہ ہے کہ آدمی زمین پر سُرین ٹکا کر اور دونوں پنڈلیوں کو کھڑا

من المترجم - ہم تو ایسی حدیثوں سے کوئی مذہبی تعلیم مستنبط کرتے نہیں۔ اور نہ ہم اِن باتوں کو سنّت نبوی قرار دیتے ہیں ہمارا مسلک یہ ہے کہ گو راویانِ احادیث نے "التذاذاً بذکر الرسول" اِس قسم کی باتیں بھی بیان کردی ہیں۔ مگر فقہا نے اِن باتوں کو سنّت ٹھیرا کر دین میں بڑی تنگی کردی ہے چنانچہ انگریزوں کی طرح چھری کانٹے سے کھانے پر بڑا تشدّد کیا جاچکا ہے اور ابھی تک بھی کیا جارہا ہے مگر اُس زور شور سے نہیں۔ چھری کی سند تو ہم کو قرآن اور حدیث دونوں سے ملتی ہے حدیث تو یہی نمبر (۹) کی حدیث ہے اور قرآن کی سند سورہ یوسف کی یہ آیت ہے وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ امْرَأَةُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ سِكِّينًا - بلکہ اس آیت سے میز کے لیے استشہاد کیا جاسکتا ہے مگر مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کے آگے اِن سندوں کو کون مانتا ہے۔ ہم نے فی زعمنا أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأُمُورِ دُنْيَاكُمْ سے سند پکڑ کے ہمیشہ کے لیے معترضین کے مُونھ بند کردیے اور ایک بڑے گروہ کو جو اسلام سے خارج کیا جارہا تھا اپنے میں ملائے رکھا۔

١١ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرِنَ الرَّجُلُ بَيْنَ التَّمْرَتَيْنِ حَتّٰى يَسْتَأْذِنَ أَصْحَابَهُ ۔ (صحیحین)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی ہے کہ آدمی اپنے ساتھیوں کی اجازت بغیر دو دو کھجوریں ملاکر کھائے ہاں اگر اُن سے اجازت لے لے تو درست ہے۔

من المترجم یہ تعلیم حدیث نمبرا کی کلمّا یلیک کی طرح کی ہے جس سے حقوقِ شرکا کی حفاظت مقصود ہے۔

١٢ عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَرَأْتُ فِي التَّوْرَاةِ إِنَّ بَرَكَةَ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ بَعْدَهُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرَكَةُ الطَّعَامِ الْوُضُوءُ قَبْلَهُ وَالْوُضُوءُ بَعْدَهُ ۔ (ترمذی)

سلمان (فارسی) کہتے ہیں میں نے توراۃ میں پڑھا ہی کہ کھانے کے بعد ہاتھ مونھ دھونا کھانے میں برکت پیدا ہونے کا سبب ہے۔ چنانچہ میں نے توراۃ کی (اس عبارت) کا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ مونھ دھونا کھانے میں برکت (پیدا ہونے کا) سبب ہے۔

من المترجم - اِس میں شک نہیں کہ کھانے سے پہلے ہاتھ مونھ دھو لینے سے آدمی تازہ دم ہوجاتا ہے اور اس کو ایک خاص طرح کی فرحت حاصل ہوتی ہے جو ممدِ خواہش طعام اور ممدِ ہضم ہوتی ہے۔ اور کھانے کے بعد ہاتھ مونھ کا دھونا نفاست اور صفائی کے لیے ہے۔

١٣ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم

اَنَّہٗ اُتِیَ بِقَصْعَۃٍ مِّنْ ثَرِیْدٍ فَقَالَ کُلُوْا مِنْ جَوَانِبِہَا وَلَا تَاْکُلُوْا مِنْ وَّسْطِہَا فَاِنَّ الْبَرَکَۃَ تَنْزِلُ فِیْ وَسْطِہَا ✦ (ترمذی)	کے سامنے بھیگے ہوئے ٹکڑوں کا ایک پیالہ لایا گیا۔ فرمایا لوگو پیالے کے اردگرد سے کھاؤ بیچ میں سے نہ کھاؤ کیونکہ برکت پیالے کے بیچ میں اُترتی ہے ✦

من المترجم اس کی تعلیم بھی حدیث نمبر ا کی کل ھما یلیک کے قسم کی ہے اور مقصود یہ بھی ہے کہ جو بیچ سے لوگ اُس سے کراہت نہ کریں ✦

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ بَاتَ وَفِیْ یَدِہٖ غَمَرَۃٌ لَمْ یَغْسِلْہُ فَاَصَابَہٗ شَیْءٌ فَلَا یَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَہٗ ✦ (ترمذی)	ابوہریرہؓ کہتے ہیں جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس حال میں سو جائے کہ اس کے ہاتھ میں چکنائی یا گوشت کی بو موجود ہو اور اُسے دھوئے نہیں تو اگر اُسے حشرات الارض کی طرف سے کوئی تکلیف پہونچ جائے تو اپنے ہی نفس کو ملامت کرے (کہ خود احتیاط کیوں نہیں کی)

من المترجم۔ اس طرح کی باتوں سے ہم نے یہ کلیہ استنباط کیا ہے کہ اسلامی شریعۃ کے جتنے احکام بھی ہیں اوامر ہیں تو نواہی ہیں تو سب آدمی کے فائدے کے لیے ہیں۔ دُنیوی ہوں یا اُخروی۔ مگر ہاں بعض کی مصلحتوں کو ہم میں سے اکثر نہیں سمجھتے تو یہ ہمارا قصور فہم ہے ✦

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ اَنَّہَا کَانَتْ اِذَا اُتِیَ بِثَرِیْدٍ اَمَرَتْ بِہٖ فَغُطِّیَ حَتّٰی تَذْھَبَ فَوْرَۃُ دُخَانِہٖ وَتَقُوْلُ اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ ھُوَ اَعْظَمُ الْبَرَکَۃِ ✦ (دارمی)	ابوبکرؓ کی بیٹی اسمارؓ سے روایت ہے کہ جب اُن کے سامنے کھانا لایا جاتا تو خادمہ کو حکم دیتیں کہ اسے یہاں تک ڈھکار کھنا چاہیئے کہ اس کی بھاپ کا جوش جاتا رہے اور کہتی تھیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ ترکیب (یعنی کھانے کو یہاں تک ڈھکا رکھنا کہ بھاپ کا جوش جاتا رہے) بہت بڑی برکت کا موجب ہے ✦

من المترجم۔ بڑی بے برکتی یہ ہے کہ جُھلستا ہوا لقمہ جو اچھی طرح چبایا نہ جائے اُس سے سیری نہ ہو ✦

عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	قتادہ (تابعی) انس (صحابی) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

عَلٰی خِوَانٍ وَّلَا فِیْ سُکُرُّجَةٍ وَّلَا خُبِزَ لَهٗ مُرَقَّقٌ قِیْلَ لِقَتَادَةَ عَلٰی مَا یَاْکُلُوْنَ قَالَ عَلَی السُّفَرِ۔ (بخاری)

نہ کبھی خوانؔ پر رکھ کر کھانا کھایا اور نہ سکورؔی میں رکھ کر اور نہ کبھی آپ کے لیے پتلی چپاتی پکائی گئی کسی نے قتادہ سے کہا پھر کس چیز پر رکھ کر کھانا کھایا (کہا دسترخوان پر رکھ کر)

من المترجم حدیث نمبر ۹ و ۱ پر ہم نے جو کچھ لکھا ہے اُس کو پڑھو۔ اصل مطلب تواضع اور انکسار سے ہے اور میز اور خوان وغیرہ اوضاع ظاہری ہیں ہر ملک میں ہر رسم سے میز پر کھانا رکھ کر کھانے میں بھی کھانے کی تعظیم پائی جاتی ہے بشرطیکہ نیت ہو اور ہم نے تو ایسا سنا ہے کہ ترک تو خیر ہر بات میں اہل یورپ کی طرح ماند و بود کرتے ہیں خود اہل حرمین ایک طرح کی نیچی تپائیوں پر کھانا رکھ کر کھاتے ہیں وَّلَا بَاْسَ بِهٖ ؎

عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَنَفَّسُ فِی الشَّرَابِ ثَلٰثًا وَزَادَ مُسْلِمٌ فِیْ رِوَایَةٍ وَّیَقُوْلُ اِنَّهٗ اَرْوٰی وَاَبْرَأُ وَاَمْرَأُ۔ (مشکوٰۃ)

اُنسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم تین سانس میں پانی پیا کرتے (اور ہر سانس لینے میں پانی کے برتن کو مُونہ سے علیحدہ کر لیا کرتے تھے) یہاں تک تو بخاری اور مُسلم دونوں متفق ہیں مگر آگے مُسلم نے ایک روایت میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ پیغمبر صاحب فرماتے تھے اس طرح پانی پینا زیادہ سیراب کرنے والا اور جسم کو زیادہ صحت و تندرستی بخشنے والا اور گوارا تر ہے

من المترجم۔ یہ ہر روز کا تجربہ ہے کہ بیچ میں سانس لے کر پینے سے تھوڑا پانی سیر کر دیتا ہے اور دوسری طبی مصلحتیں اس کے علاوہ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ السِّقَاءِ

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مشک کے مُونہ سے پانی پینے کی ممانعت کی۔

لہ خوان خے کے کسرے سے لغۃً ہر اُس اونچی چیز کو کہتے ہیں جس پر رکھ کر کھایا جائے۔ مغروروں اور نازپروردہ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ انھیں کھانا کھاتے وقت سرنگوں ہونے اور گردن جھکانے سے عار آتی ہے اور اسی وجہ سے وہ اونچی اونچی تپائیوں پر رکھ کر کھانا کھاتے ہیں حدیث میں خوان کا لفظ آیا ہے اور جہاں تک ہمیں معلوم ہے کسی اہل لغت اور شارحین احادیث نے کوئی تصریح نہیں کی کہ خوان کیا چیز ہے معلوم تو ہے کہ ہر زمانے میں کھانا کھانے کے اوضاع مختلف تھے بعض لوگوں نے تپائیاں بنا رکھی ہوں گی کہ کھانا کھاتے وقت جھکنا نہ پڑے اور بعض نے کچھ اور۔ ہمارے ان وقتوں میں میز ہے جس پر انگریز کھانا کھاتے ہیں ۲ لہ سکوری سے مراد چھوٹا پیالہ ہے کہ کھاتے وقت آسانی سے مُونہ کے قریب کر لیا جاتا ہے اور اس سے نیچے کی طرف جھکنا نہیں پڑتا اور چونکہ یہ بھی مغروروں کی عادت ہے اس لیے پیغمبر صاحب نے کبھی سکوری میں کھانا نہیں کھایا ۱۲

من المترجم مشک کو مونہ لگاکر پانی پینے سے اندر کا حال معلوم نہیں ہوسکتا ایسا ہوا ہے کہ لوگ بے خبری میں پانی کے ساتھ کنکھجورے اور کرگٹ سلائیاں پی گئے ہیں اور دونوں پریشان رہے ہیں۔

۱۹ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ نَھٰی اَنْ یَّشْرَبَ الرَّجُلُ قَائِمًا (مسلم)	۱۹ حضرت انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس سے منع کیا کہ آدمی کھڑے ہوکر پانی پیئے۔

من المترجم پانی رقیق اور سریع الانحدار چیز ہے کھڑے ہوکر پینے سے فوراً غیر منہضم انتڑیوں میں اُتر جاتا ہے جس سے ہضم غذا میں فتور واقع ہوتا ہے۔

۲۰ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ اِنَّ الَّذِیْ یَاْکُلُ وَیَشْرَبُ فِیْ اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ وَالذَّھَبِ	۲۰ اُم المومنین حضرت اُم سلمہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چاندی کے برتن میں پانی پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں آتش دوزخ کو گھونٹ گھونٹ کرکے اُتارتا ہے۔ مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جو شخص چاندی اور سونے کے برتن میں کھاتا پیتا ہے۔ الخ

من المترجم سونے چاندی کے باسنوں کی مناہی اصل میں اسراف اور کبر کی وجہ سے ہے اور غریب آدمیوں کے لیے موجب یاس و حسرت۔

۲۱ عَنْ اَنَسٍ قَالَ حَلَبْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃً دَاجِنًا وَّشِیْبَ لَبَنُھَا بِمَاءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِیْ فِیْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْہُ وَعَلٰی یَسَارِہٖ اَبُوْبَکْرٍ وَّعَلٰی یَمِیْنِہٖ اَعْرَابِیٌّ فَقَالَ عُمَرُ اَعْطِ اَبَابَکْرٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاَعْطَی الْاَعْرَابِیَّ الَّذِیْ عَلٰی یَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ الْاَیْمَنُ فَالْاَیْمَنُ (بخاری)	۲۱ حضرت انس کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے گھر یلو بکری کا دُودھ دوہا اور دودھ میں اُس کنوئیں کا پانی ملایا گیا جو انس کے (یعنی میرے) گھر میں تھا الغرض دودھ کا پیالہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا پیغمبر صاحب نے اُس میں سے کچھ پیا اور آپ کے بائیں جانب ابوبکر تھے اور دائیں طرف ایک بدوی عمر نے عرض کیا یارسول اللہ ابوبکر کو عنایت کیجیے پیغمبر صاحب نے پیالہ اُس بدوی کو دیا جو آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا ازاں بعد فرمایا کہ جو شخص دائیں جانب بیٹھا ہو وہ زیادہ استحقاق رکھتا ہے پھر وہ جو اُس کے بعد بیٹھا ہو۔

من المترجم داہنے ہاتھ کو خدا نے بائیں پر فضیلت دی ہے شاہی درباروں میں بھی اس کا لحاظ کیا جاتا ہے آخرت میں بھی جنتی اصحاب الیمین ہوں گے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ اور دوزخی اصحاب الشمال اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ جیسا کہ قرآن کی سورۂ واقعہ پارہ (۲۷) میں ہے۔ سبعۂ معلقہ کے ایک قصیدے میں ایک شعر ہے ف

صبنت الکاس عنا ام عمرو	وکان الکاس مجراہا الیمینا

اس سے بھی دستِ یمین کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے ؛

۲۲
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الشَّرَابِ فَقَالَ رَجُلٌ الْقَذَاةُ أَرَاهَا فِي الْإِنَاءِ قَالَ فَأَهْرِقْهَا قَالَ فَإِنِّي لَا أَرْوَى مِنْ نَفَسٍ وَاحِدٍ قَالَ فَأَبِنِ الْقَدَحَ مِنْ فِيكَ ثُمَّ تَنَفَّسْ ؛ (ترمذی)

۲۲ ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ سلم نے پانی میں سانس لینے سے منع فرمایا تو ایک شخص لگا کہنے کہ میں پانی کے برتن میں خس و خاشاک دیکھوں تو کیا کروں فرمایا پانی گرا دے۔ اس شخص نے عرض کیا کہ میں ایک سانس میں پانی سے سیراب نہیں ہوتا۔ فرمایا پانی کے پیالے کو مونہ سے علیحدہ کر کے سانس لے لیا کر ؛

من المترجم اب یہ بات پایۂ تحقیق کو پہونچ گئی ہے کہ سانس جو باہر آتا ہے اندرونی کثافت لیے ہوئے باہر آتا ہے اوس میں ایک طرح سمّیت ہوتی ہے اور اسی لیے تنگ اور بند مکان میں یا لحاف کے اندر مونہ ڈھانک کر سونا طب کی رو سے منع ہے۔ ایسا بھی ہوا ہے کہ ایک چھوٹی سی بند کوٹھری میں بہت سے آدمی ٹھونس دیئے گئے۔ کڑاکے جاڑے میں مارے گرمی کے تڑپا کیے۔ صبح کو اون میں سے اکثر مرے نکلے تو سانس کی ہوا کا فساد پینے کے پانی میں سرایت کر کے اس کو مضرِ صحت بنادے گا۔ ہم کو تو حیرت اس سے ہوتی ہے کہ یہ باتیں اب سے تیرہ سو برس پہلے عرب جیسے جاہل ملک میں پیغمبر صاحب کو کیسے سوجھ گئی تھیں چار و ناچار وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوحٰى کو ماننا پڑتا ہے۔

۲۳
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ ثُلْمَةِ الْقَدَحِ وَأَنْ يُنْفَخَ فِي الشَّرَابِ (ابوداؤد)

۲۳ ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالے کی دراڑ میں سے پانی پینے کی ممانعت کی اور نیز پانی میں پھونکنے سے منع فرمایا ف

ف حدیث نمبر ۲۲ و ۲۲ کی تعلیم کا اعادہ ہے ۱۲

۲۴
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ

۲۴ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی

طَعَامًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَ
اَطْعِمْنَا خَيْرًا مِّنْهُ وَاِذَا سُقِیَ لَبَنًا فَلْيَقُلِ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ
(ترمذی)

شخص کھانا کھائے تو یوں کہے خداوندا اس
کھانے میں ہمیں برکت دے اور اس سے بہتر
کھانا کھلا اور دودھ پیئے تو کہے خداوندا اس
دودھ میں ہمیں برکت دے اور اس سے
زیادہ پونہچا۔

۲۵ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَتِ الْمَائِدَةُ فَلَا
يَقُوْمُ رَجُلٌ حَتّٰی تُرْفَعَ الْمَائِدَةُ وَلَا يَرْفَعُ
يَدَهٗ وَاِنْ شَبِعَ حَتّٰی يَفْرُغَ الْقَوْمُ وَلْيُعْذِرْ
فَاِنَّ ذٰلِكَ يُخْجِلُ جَلِيْسَهٗ فَيَقْبِضُ يَدَهٗ وَ
عَسٰی اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ فِی الطَّعَامِ حَاجَةٌ +

۲۵ ابنِ عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
جب کھانے کے لیے دسترخوان بچھا دیا جائے تو (کھانے کا
ادب ہے کہ) کوئی شخص اٹھے نہیں یہاں تک کہ دسترخوان (کھانے
سے فراغت ہونے کے بعد) اُٹھا لیا جائے اور تاوقتیکہ اَور لوگ
اطمینان سے کھانا نہ کھا چکیں یہ اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اُٹھائے
اگرچہ سیر ہو گیا ہو اور (اگر اَوروں کے فارغ ہونے سے پیشتر کھانے سے
دست کشی کرنا ہی چاہتا ہی تو) اپنے عذر کو ظاہر کر دے کیونکہ
یہ (بے عذر کیے کھانے سے دست کشی کرنا) اُس کے ہم نشین کو
شرمندہ کرتا ہی یعنی وہ بھی اپنا ہاتھ سکیڑ لے گا اور ممکن ہی کہ ہنوز

۲۶ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا
اَكَلَ مَعَ قَوْمٍ كَانَ اٰخِرَهُمْ اَكْلًا + (مشکوٰۃ)

۲۶ امام جعفر اپنے والد امام محمد (باقر) سے
روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ
علیہ وسلم جب لوگوں کے ساتھ کھانا کھاتے
تو سب سے پیچھے کھانے سے فارغ ہوتے +

۲۷ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ
قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كُلُوْا جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا فَاِنَّ
الْبَرَكَةَ مَعَ الْجَمَاعَةِ + (ابن ماجہ)

۲۷ خطاب کے بیٹے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ
جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا (لوگو!) مل کر کھانا کھایا کرو الگ الگ
نہ کھایا کرو کیونکہ برکت جماعت کے ساتھ ہے

آداب الظروف

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ
جُنْحُ اللَّيْلِ أَوْ أَمْسَيْتُمْ فَكُفُّوْا
صِبْيَانَكُمْ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَنْتَشِرُ
حِيْنَئِذٍ فَإِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِّنَ
اللَّيْلِ فَخَلُّوْهُمْ وَأَغْلِقُوا الْبَابَ وَ
اذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا
يَفْتَحُ بَابًا مُّغْلَقًا وَّأَوْكُوْا قِرَبَكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرُوْا آنِيَتَكُمْ
وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ أَنْ تَعْرُضُوْا
عَلَيْهِ شَيْئًا وَّأَطْفِئُوْا مَصَابِيْحَكُمْ (صحیحین)

جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب رات کا آغاز ہو یا یوں فرمایا کہ جب تم شام کرو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیونکہ شیطان (کا لشکر) شام کے وقت (ہر چہار طرف) پھیل جاتا ہے ہاں رات کا تھوڑا سا حصہ گزرے تو بچوں کو چھوڑ دینے کا مضایقہ نہیں اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو (مثلاً بسم اللہ یا کوئی اور ذکر وغیرہ) کیونکہ شیطان اُس دروازے کو کھول نہیں سکتا جو نام خدا کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنی مشکوں کے منہ جن میں پانی ہو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت خدا کا نام لے لیا کرو اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے وقت خدا کا نام لیا کرو اگرچہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دو (یعنی برتن کو پورا نہ ڈھک سکو تو دفع کراہت اور دفع شر کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑان میں کوئی چیز لکڑی یا تنکا وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَطُّوا الْإِنَاءَ وَأَوْكُوا السِّقَاءَ فَإِنَّ
فِي السَّنَةِ لَيْلَةً يَّنْزِلُ فِيْهَا وَبَاءٌ لَّا يَمُرُّ بِإِنَاءٍ
لَيْسَ عَلَيْهِ غِطَاءٌ أَوْ سِقَاءٍ لَيْسَ عَلَيْهِ وِكَاءٌ
إِلَّا نَزَلَ فِيْهِ مِنْ ذٰلِكَ الْوَبَاءِ ۔

مُسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو کیونکہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا اترتی ہے پھر وبا کا کسی ایسے برتن پر جو ڈھانکا نہ گیا ہو یا ایسی مشک پر جس کا دہانہ باندھا نہ گیا ہو گزر نہیں ہوتا مگر اُس برتن یا مشک میں یہ وبا ضرور اُترتی ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتْرُكُوا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ

ابن عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا لوگو! جب تم سونے لگو تو اپنے

حِيْنَ تَنَامُوْنَ ٭ (مشکوٰۃ)	گھروں میں آگ (جلتی ہوئی) نہ چھوڑو۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ نُبَاحَ الْكَلْبِ وَنَهِيْقَ الْحَمِيْرِ مِنَ اللَّيْلِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ فَاِنَّهُنَّ يَرَيْنَ مَا لَا تَرَوْنَ وَاَقِلُّوا الْخُرُوْجَ اِذَا هَدَاَتِ الْاَرْجُلُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَبُثُّ مِنْ خَلْقِهٖ فِيْ لَيْلَتِهٖ مَا يَشَاءُ وَاَجِيْفُوا الْاَبْوَابَ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَفْتَحُ بَابًا اِذَا اُجِيْفَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَغَطُّوا الْجِرَارَ وَاَكْفِئُوا الْاٰنِيَةَ وَاَوْكُوا الْقِرَبَ

جابر کہتے ہیں میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلانا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں (یعنی شیطان اور ان کے [illegible]) جو تم نہیں دیکھتے اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کریں اور رستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے باہر کمتر نکلا کرو کیونکہ خدا رات کو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے اور (شب کو) گھروں کے دروازے بند کر دیا کرو (اور بند کرتے وقت) خدا کا نام لیا کرو کیونکہ شیطان اس دروازے کو نہیں کھول سکتا جس کے بند کرتے وقت نام خدا لیا جائے اور پانی کے مٹکے ٹھلیاں ڈھانک دیا کرو اور برتنوں کو اوندھا دیا کرو اور مشکوں کے دہانے باندھ دیا کرو۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَهْلِهٖ مِنَ اللَّيْلِ فَحُدِّثَ بِشَاْنِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَّكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ ٭ (صحیحین)

ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ مدینے میں ایک رات ایک گھر جل گیا (اور جل کر گھر والوں پر گر پڑا اور ان) کو جلا دیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی کیفیت بیان کی گئی۔ آپ نے فرمایا (لوگو!) یہ آگ تمہاری دشمن ہے تو جب تم سونے لگو اسے بجھا دیا کرو (اور اپنے جان و مال سے اس کے ضرر کو دور کر دیا کرو) ٭

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَتْ فَارَةٌ تَجُرُّ الْفَتِيْلَةَ فَاَلْقَتْهَا بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْخُمْرَةِ الَّتِيْ كَانَ قَاعِدًا عَلَيْهَا فَاَحْرَقَتْ مِنْهَا مِثْلَ مَوْضِعِ الدِّرْهَمِ فَقَالَ اِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِئُوْا سُرُجَكُمْ فَاِنَّ الشَّيْطَانَ يَدُلُّ مِثْلَ هٰذِهٖ عَلٰى هٰذَا

ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک چوہا جلتی ہوئی بتی کھینچ کر لایا اور اسے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے آگے اس بوریئے (یا جائے نماز) پر ڈال دیا جس پر آپ بیٹھے تھے تو درہم کے مقدار بوریا جل گیا اس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ (لوگو!) جب تم سونے لگو تو اپنے چراغوں کو گل کر دیا کرو کیونکہ شیطان (جو تمہارا دشمن قدیم ہے) ان جیسے (موذی جانوروں) کو اس (فعل) پر ابھارتا اکساتا ہے پس (شیطان اس حیلے سے)

تمہارے جلنے کا باعث ہوتا ہے ۱۲	فَیُحْرِقُکُمْ (ابوداؤد)

من المترجم ان حدیثوں میں جن باتوں کی تعلیم ہے ان کی مصلحتوں کو ہر شخص ادنی تامل سے معلوم کر سکتا ہے جھٹپٹے کا وقت بڑی گھبراہٹ کا وقت ہوتا ہے۔ دن کی رخصت اور رات کی آمد دنیا میں ایک انقلاب عظیم کے وقوع کی خبر دیتی ہے جتنے جاندار ہیں دوسری طرح کی زندگی کے لیے تیاری کرنے لگتے ہیں جَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا وَّجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا۔ مسافر منزل پر پہنچنے کے لیے جلدی کرتا ہے۔ چرند پرند سب اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف کو لوٹتے ہیں۔ لوگ جو سودے سلف خرید فروخت کے لیے باہر تھے گھروں کو واپس آنا چاہتے ہیں۔ دنیا کے حال پر اس وقت نظر کرو تو ایسا معلوم ہوگا کہ جیسے دکاندار چیزوں کو سمیٹ سمٹا کر دوکان بند کرنے کو ہے۔ دن رات میں شام کے وقت سے بڑھ کر کوئی وقت ہجوم کا نہیں عیار لوگ ایسے وقت کی تاک میں لگے رہتے ہیں اور بچوں کی چوری اکثر دوپہر کو ہوتی ہے یا شام کو اسی لیے حکم دیا کہ سر شام بچوں کو گلی کوچے میں نہ نکلنے دو۔ پھر رات کا وقت اگرچہ آرام کا ہے مگر چور تاریکی شب کی آڑ میں لوگوں کی غفلت سے فائدہ اٹھانے میں بڑی سرگرمی ظاہر کرتے ہیں۔ ادھر حشرات الارض جو دن دہاڑے آدمی کے ڈر سے باہر نہیں آسکتے تھے بے کھٹکے چاروں طرف رینگنے لگتے ہیں۔ پانی کے باسنوں کے ڈھانکنے کا حکم ان ہی کے شر سے بچنے کے لیے ہے۔ بعض لوگ رات بھر گھر میں چراغ جلائے رکھتے ہیں یہ بھی برا کرتے ہیں گھر والوں کو تو سونے کی حالت میں روشنی درکار نہیں اور اگر کہیں چور گھس آئے تو اس کو روشنی سے تائید پہنچتی ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ چوہا جلتی بتی گھسیٹ کر لے گیا اور گھر میں آگ لگ گئی۔ ہم تو ایسی حدیثوں سے یہ بات اخذ کرتے ہیں کہ کیسی تو پیغمبر صاحب کی نظر وسیع تھی کہ امت کے کل حالات جزو کل ان کی نگاہ میں تھے اور امت کے حال پر کس درجے کی شفقت اور عنایت تھی کہ خیر خواہی اور نصیحت کا کوئی دقیقہ انھوں نے اٹھا نہیں رکھا ۔

حقے پان کے آداب

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کا بہترین اسلام ان چیزوں کے چھوڑ دینے میں ہے جو اس کے کارآمد نہیں ہیں ۔	عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا یَعْنِیْهِ ۱۲ (ترمذی)

من المترجم۔ ہم اپنی جگہ اسی خیال میں ہیں کہ یہ کتاب احکام شریعۃ اسلامی کے فتاوے کا کام دے بڑی چھوٹی کوئی بات اس سے رہ نہ جائے۔ ایک دن بیٹھے بیٹھے خیال آیا۔ کہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں پر ہم بہت کچھ لکھ چکے ہیں بڑی بھول ہوئی کہ حقے پان تماکو کی نسبت کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ یہ چیزیں ہم مسلمانوں میں اس کثرت سے چل پڑی ہیں کہ اب ان ہی کی تواضع مدارات رہ گئی ہے۔ اور غالباً دو تہائی سے زیادہ ہی زیادہ مرد و زن اس بلا میں مبتلا ہیں حقیقت میں تو حقہ پان تماکو ماکولات اور مشروبات کی قسم سے ہیں نہیں۔ اور اسی وجہ سے ہم نے کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کے بیان میں ان کے حال سے تعرض نہیں کیا۔ مگر بولنے میں حقے پان تماکو کو کھانے پینے ہی سے تعبیر کیا جاتا ہے کثرت استعمال

ملہ ہم ہی نے رات کو پردہ (کی چیز) بنایا اور ہم ہی نے دن کو روزی کے دھندوں کا وقت بنایا ۱۲

اور تعبیر کے لحاظ سے ہم نے اِن کا جُداگانہ باب قائم کیا۔ فرضی حکایتوں میں سے ایک حکایت ہے کہ ایک چُوہے کو کہیں سے ہلدی کی ایک گرہ مل گئی تھی وہ برخود غلط اُسی گرہ کے برتے پر اپنے تئیں پنساری سمجھنے لگا۔ یہی حال آدمی کا ہے خصوصًا اِن وقتوں کے متزلزل العقیدہ مُسلمانوں کا کہ تاوقتیکہ عقل اجازت نہ دے معاذاللہ خدا رسول کسی کے کہنے کا یقین نہیں کرتے تو یہ گویا وہی برخود غلط چوہے ہیں اور عقل اِن کی ہلدی کی گرہ۔ بے شک ہم کو عقل اسی لیے دی گئی ہے کہ ہم اِس سے دنیا اور دین دونوں میں مدد لیں۔ اِس کی ہدایت پر کاربند ہوں۔ اور عقل ہی کی وجہ سے ہم مکلّف بالشرائع بھی ٹھیرائے گئے ہیں مگر غلطی کیا ہوتی ہے کہ ہم (ہر کس را عقلِ خود بکمال و فرزندِ خود بجمال) اپنی عقل کو عقلِ کامل سمجھ کر اُس کو معصوم عن الخطا مانے ہوئے ہیں اور عقل سے فوق طاقت کام لیتے ہیں جیسے کوئی شخص چشمِ سر سے پسِ دیوار یا مسافتِ بعیدہ پر دیکھنے کا قصد کرے۔ پس یہ ہے منشا گمرہی کا اور اسی سے کہا گیا ہے کہ اَلْعِلْمُ حِجَابٌ اَلْاَکْبَرُ۔ اب یہی معاملہ کھانے پینے کی حرام حلال چیزوں کا ہے۔ ہم نے سوچ کر حرمت کی دو وجہیں پیدا کیں مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ کے لیے ممانعتِ شرک اور باقی محرّمات کے لیے اِن کا ازروئے طب انسان کی جسمانی دماغی اخلاقی صحت کے حق میں اویر سویر مُضر ہونا۔ اِس پر بھی اگر کسی خاص چیز کی حُرمت کی وجہ شافی سمجھ میں نہ آئے۔ تو قصورِ فہم کا اعتراف کرکے ہم کو چاہیئے کہ حکمِ شارع کو بے چون و چرا تسلیم کریں۔ ہاں ایسا بھی ہے کہ بعض چیزوں میں شارع نے بنظرِ مزید اہتمام و احتیاط تضییق بھی کی ہے تو وہ بھی مَبنی بر مصلحت ہے جیسے شراب کہ حدِ سُکر کو نہ بھی پُہنچے تو بھی حرام ہے تِلْكَ حُدُوْدُ اللهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا۔ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[1] حقّے پان تماکو میں حقّے کا تو کچھ قصور نہیں کہ وہ ایک آلہ ہے اور نہ پان کا کہ وہ پتّا ہے۔ قصور جو کچھ ہے تماکو کا ہے تو مولویوں کے جھگڑے میں کون پڑے۔ کوئی اِس کو حرام بتاتا ہے کوئی مکروہ تحریمی کوئی مکروہ تنزیہی اور بعض اِس کی حلّت کے بھی قائل ہیں ہم تو اتنا ہی کہتے ہیں کہ اپنے پیچھے ایک لت لگا لینے کی تو بات ہی دُور ہے تماکو کھایا جائے یا پیا جائے یا سونگھا جائے عادت سے پہلے لایعنی تو ضرور ہے اور مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَا لَا يَعْنِيْهِ کی رُو سے تماکو کا استعمال کسی طرح بھی پرہیزگاری کی شان سے بعید جتنے کا تماکو مُلک میں خرچ ہوتا ہے صوبے صوبے میں یونیورسٹی (دار العلوم) بنا دینے کا تو میں ٹھیکہ لیتا ہوں لیکن اگر خدا کسی قوم کی عقلیں گُدّی میں لگا دے تو وہ کیا فلاح پا سکتی ہے۔ مولوی بیچارے حرمت نہیں کفر و ارتداد کے فتوے بھی دیں تو تماکو کا رواج رُک نہیں سکتا کہ اَب شرطِ زندگی ہو گیا ہے۔

آداب الضحک

ترجمہ	متن
اُمُّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ مَیں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پُورا خندہ کرتے کبھی نہیں دیکھا تھے کہ مَیں آپ کے کوّے کو دیکھ پاؤں ہاں آپ مُسکراتے اور تبسّم کیا کرتے تھے۔	عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ (بخاری)

[1] یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں تو اُن کے پاس بھی نہ پھٹکنا اسی طرح اللہ اپنے احکام لوگوں سے کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ وہ (خلاف حکم کرنے سے) بچیں ۱۲

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بُنَيَّ لَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ يُمِيْتُ الْقَلْبَ ۔ (مشکوٰۃ)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیٹا! بہت ہنسا مت کرو کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُوْمُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِيْ يُصَلِّيْ فِيْهِ الصُّبْحَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَاِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ فَيَاْخُذُوْنَ فِيْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُوْنَ وَيَتَبَسَّمُ ۔ (مسلم)	سمرہ کے بیٹے جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے طلوع شمس تک وہاں سے اُٹھتے نہ تھے جب سورج نکل آتا تو آپ کھڑے ہو جاتے اور صحابی بیٹھے باتیں کیا کرتے زمانہ جاہلیت کے واقعات شروع کرتے اور ہنستے اور پیغمبر صاحب اُن کی باتیں سُن سُن کر مسکراتے
عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عُمَرَ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْحَكُوْنَ قَالَ نَعَمْ وَالْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِهِمْ اَعْظَمُ مِنَ الْجَبَلِ ۔	قتادہؓ کہتے ہیں کسی نے ابن عمرؓ سے پوچھا کیا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنسا کرتے تھے؟ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ ہاں (صحابہ) ہنسا کرتے تھے حالانکہ اُن کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بڑا تھا **ف**

ف مطلب یہ ہے کہ وہ ایسا نہیں ہنستے تھے جیسا اہل غفلت ہنستے ہیں اور نہ ایسا ہنسنا ہنستے تھے جو دل کو مار ڈالتا اور نور ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے ۱۲

من المترجم روحیں دو قسم کی ہیں ایک روحِ حیوانی یعنی زندگی یا جان جو جسم کے ہر رگ و پٹے میں پھیلی ہوئی ہے اعضاء کی حس و حرکت اسی روح کی وجہ سے ہوتی ہے۔ کوئی اِس کو حرارت غریزی کہتا ہے کوئی خون کا سیلان۔ اس کا منبع ہے قلب افراطِ شادمانی میں یہی روح دل سے باہر کی طرف کو خروج کرتی ہے۔ شادیِ مرگ سنا ہو تو وہ اِسی حالت کا نام ہے۔ اسی کو حدیث میں یمیت القلب فرمایا۔ بہت ہنسنے سے ایک طرح کا ضعف اور تکان تو ہوتا ہے اور یہ دلیل ہے روحِ حیوانی کے کم ہونے کی۔ روحِ حیوانی کے علاوہ ایک روح وہ ہے جس کو ہر ایک آدمی مَیں سے تعبیر کرتا ہے اور کہتا ہے میرا دل میرا سر۔ اس کو جسم کے ساتھ روحِ حیوانی کا سا تعلق نہیں۔ ایک آدمی کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو ہاتھ کی قدر روح حیوانی کم ہو جائے گی مگر وہ روح جسکو مَیں سے تعبیر کیا جاتا ہے اُس میں کسی طرح کا نقص نہیں آتا۔ اس روح کو بھی جسم کے ساتھ ایک خاص طرح کا تعلق ہے مگر اس روح کی اور جسم کے ساتھ اِس کے تعلق کی حقیقت معلوم نہیں وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ ہنسنے کے بھی مدارج ہیں جس کا ادنیٰ درجہ تبسم ہے تبسم سے بڑھ کر ضحک جو ایک حد تک خاصہ بشری ہے اور حد سے زیادہ دلیلِ ذہول و غفلت۔

اور (اے پیغمبر) لوگ تم سے روح کی حقیقت دریافت کرتے ہیں تو اِن سے کہدو کہ روح (بھی) میرے پروردگار کا ایک حکم ہے اور تم لوگوں کو (اسرار الٰہی میں سے) بس تھوڑا ہی سا علم دیا گیا ہے ۱۲

آداب البکاء

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ اَرٰی مَا
لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَالَا تَسْمَعُوْنَ اَطَّتِ
السَّمَآءُ وَحَقَّ لَھَا اَنْ تَئِطَّ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ
بِیَدِہٖ مَا فِیْھَا مَوْضِعُ اَرْبَعَۃِ اَصَابِعَ
اِلَّا وَمَلَکٌ وَاضِعٌ جَبْھَتَہٗ سَاجِدًا
لِلّٰہِ وَاللّٰہِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَآ اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ
قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا وَّمَا تَلَذَّذْتُمْ
بِالنِّسَآءِ عَلَی الْفُرُشَاتِ وَلَخَرَجْتُمْ
اِلَی الصُّعُدَاتِ تَجْأَرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ
قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ یَا لَیْتَنِیْ کُنْتُ شَجَرَۃً تُعْضَدُ (ترمذی ابن ماجہ)

ابوذر رضہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف
روئے سخن کرکے) فرمایا (لوگو!) میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (مثلاً
علاماتِ قیامت اور آیات صنعِ الٰہی اور خدا کی صفاتِ قہریہ) اور سنتا
ہوں جو تم نہیں سنتے (جیسے اسرارِ احوالِ آخرت اور اہوالِ قیامت اور
شدتِ عذابِ دوزخ کی خبریں) آسمان مارے بوجھ کے چرچرا اٹھا اور اسے
سزاوار تھا چرچرا اٹھنا (کیونکہ) مجھے اس ذاتِ مقدس کی قسم جس کے
دست (قدرت) میں میری جان ہے آسمان میں چار انگشت برابر بھی کوئی
جگہ نہیں مگر وہاں ایک فرشتہ موجود ہے (اور) خدا کو سجدہ کرتے ہوئے
(اس جگہ) اپنی پیشانی رکھے ہوئے ہے قسم خدا کی جو میں جانتا ہوں اگر
تم جان جاؤ تو ہنسو تھوڑا اور روؤ بہت اور بچھونوں پر کبھی اپنی
عورتوں کے ساتھ خوش نہ ہو اور (جس طرح محروم اور غم زدہ لوگ
گھروں کو چھوڑ کر جنگل و صحرا کو نکل جاتے ہیں تم بھی) جنابِ الٰہی میں فریاد
وزاری کرتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل بھاگو۔ اس پر ابوذر رضہ
نے (بطریقِ تحسر) کہا اے کاش میں کوئی درخت ہوتا جو
(بیخ و بنیاد سے) اکھاڑ کر پھینک دیا جاتا ہے ف ۱

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
لِصَلٰوۃٍ فَرَاَی النَّاسَ کَاَنَّھُمْ یَکْتَشِرُوْنَ قَالَ اَمَا
اِنَّکُمْ لَوْ اَکْثَرْتُمْ ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ لَشَغَلَکُمْ عَمَّا
اَرٰی فَاَکْثِرُوْا ذِکْرَ ھَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ
فَاِنَّہٗ لَمْ یَاْتِ عَلَی الْقَبْرِ یَوْمٌ اِلَّا تَکَلَّمَ فَیَقُوْلُ اَنَا
بَیْتُ الْغُرْبَۃِ وَاَنَا بَیْتُ الْوَحْدَۃِ وَاَنَا بَیْتُ التُّرَابِ
وَاَنَا بَیْتُ الدُّوْدِ وَاِذَا دُفِنَ الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ قَالَ لَہٗ

ابوسعید خدری رضہ کہتے ہیں (ایک دن کا ذکر ہے) کہ جناب نبی صلی
اللہ علیہ وسلم (معمول کے مطابق ادائے) نماز کے لیے باہر تشریف
لائے پس آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ گویا وہ کھل کھلا کر ہنس رہے
تھے (اس پر) پیغمبر صاحب نے فرمایا (لوگو!) سنو! اگر تم لذتوں کے
مٹا دینے والی یعنی موت کا بہت ذکر کرتے تو وہ تم کو (اس خندہ
کرنے) سے باز رکھتی جسے میں دیکھ رہا ہوں پس تم لذتوں کے
مٹا دینے والی یعنی موت کو بہت یاد کیا کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن بھی
نہیں گزرتا مگر وہ (بزبانِ حال) بولتی ہے یعنی کہتی ہے میں غربت کا گھر
ہوں اور میں تنہائی کا گھر ہوں اور میں مٹی خاک کا گھر ہوں اور میں
کیڑوں کا گھر ہوں اور جب ایماندار بندہ (قبر میں) دفن کیا جاتا ہے تو قبر

ف ۱ مطلب یہ ہے کہ جس طرح درخت مکلف نہیں ہے اور مکلف نہیں ہے تو اس پر عذاب ثواب بھی مترتب نہیں زیادہ سے زیادہ یہ کہ ایک زمانے تک پھولتا
پھلتا اور آخرکار کاٹ کر پھینک دیا جاتا ہے کہ پھر کوئی اس سے سروکار نہیں رکھتا اسی طرح میں بھی مکلف نہ ہوتا اور درخت کی طرح کاٹ کر پھینک دیا گیا ہوتا تو اچھا ہو۔

القبر مرحبا وأهلا أما إن كنت لأحب من يمشي على ظهري إلي فإذ وليتك اليوم وصرت إلي فسترى صنيعي بك قال فيتسع له مد بصره ويفتح له باب إلى الجنة وإذا دفن العبد الفاجر أو الكافر قال له القبر لا مرحبا ولا أهلا أما إن كنت لأبغض من يمشي على ظهري إلي فإذ وليتك اليوم وصرت إلي فسترى صنيعي بك قال فيلتئم حتى تختلف أضلاعه قال وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم بأصابعه فأدخل بعضها في جوف بعض قال ويقيض له سبعون تنينا لو أن واحدة منها نفخ في الأرض ما أنبتت شيئا ما بقيت الدنيا فينهشنه ويخدشنه حتى يفضى به إلى الحساب (ترمذی)

اُس سے کہتی ہے آیئے آیئے یہ آپ ہی کا گھر ہے کسی غم کا نہیں سُنو! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے اُن سب سے تم مجھکو زیادہ محبوب تھے۔ تو آج جبکہ میں تمھاری سرپرست قرار دی گئی ہوں اور تم نے میری طرف رجوع کیا ہے تو اب تم میرے اس برتاؤ کو دیکھو گے جو میں تمھارے ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا پھر قبر اُس کے لیے جہاں تک میت کی نظر پہونچتی ہے فراخ ہو جاتی اور اُس کے لیے بہشت کی طرف ایک دروازہ کھل جاتا ہے اور جب فاسق یا کافر بندہ قبر میں دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے تیرا آنا نامونہ۔ سُن! جو لوگ میری پشت پر چلتے تھے اُن سب میں تو مجھکو زیادہ بُرا معلوم ہوتا تھا تو آج جبکہ میں تیری سرپرست قرار دی گئی ہوں اور تو نے میری طرف رجوع کیا ہے تو اب تو میرے برتاؤ کو دیکھے گا جو میں تیرے ساتھ کرتی ہوں پیغمبر صاحب نے فرمایا پس قبر اُس پر یہاں تک مل جاتی ہے کہ اُس کی ادھر کی پسلیاں اُدھر اور اُدھر کی اِدھر نکل جاتی ہیں ابو سعید کا بیان ہے اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پسلیوں کے اختلاف کی صورت ظاہر کرنے کے لیے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کر کے بعض انگلیوں کو بعض کے اندر داخل کیا (اور) فرمایا پھر اُس (فاجر یا کافر) پر ستر اژدہے مقرر کیے جاتے ہیں ایسے اژدہے کہ اگر اُن میں کا ایک اژدہا زمین پر پھنکار مار دے تو بقاء

عن عبد الله بن عمر قال اشتكى سعد بن عبادة شكوى له فأتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده مع عبد الرحمن بن عوف وسعد بن أبي وقاص وعبد الله بن مسعود فلما دخل عليه وجده في غاشية فقال قد قضى قالوا لا يا رسول الله فبكى النبي صلى الله عليه وسلم

عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ سعد بن عبادہ کسی بیماری میں مبتلا ہوئے تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن مسعود کو ساتھ لے کر اُن کی عیادۃ (بیمار پُرسی) کو اُن کے پاس تشریف لے گئے اور جب اُن کے (بستر) کے پاس پہونچے تو اُنھیں ایک نہایت دشوار اور سخت مرض میں مبتلا پایا اور فرمایا سعد کا تو کام تمام ہو گیا۔ حاضرین نے عرض کیا یارسول اللہ سعد مرے نہیں ہیں پس نبی صلے اللہ علیہ وسلم رونے لگے

فلما رأى القوم بكاء النبي صلى الله عليه وسلم بكوا فقال ألا تسمعون إن الله لا يعذب بدمع العين ولا بحزن القلب ولكن يعذب بهذا وأشار إلى لسانه أو يرحم وإن الميت ليعذب ببكاء أهله عليه (متفق عليه)

اور جب لوگوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روتے دیکھا تو سب رونے لگے۔ اِس پر پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا تم نہیں سنتے کہ خدائے تعالیٰ نہ تو آنسوؤں سے رونے پر عذاب کرتا ہے اور نہ دل کے غم و اندوہ پر اور اپنی زبانِ مبارک کی طرف اشارہ کرکے لیکن اس کے فعل پر عذاب کرتا یا رحم فرماتا ہے (یعنی عذاب و رحم فعلِ زبان پر مترتب ہوتے ہیں) اور مُردہ اپنے لوگوں کے رونے کی وجہ سے

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس منا من ضرب الخدود وشق الجيوب ودعا بدعوى الجاهلية (متفق عليه)

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مونہہ پیٹے اور کپڑے پھاڑے اور جاہلیت جیسا نوحہ کرے وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

مراد رونے والوں اور رونے سے ... عذاب ہوتا ہے +

چھینکنے اور جمائی لینے کے آداب

عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله يحب العطاس ويكره التثاؤب فإذا عطس أحدكم وحمد الله كان حقا على كل مسلم سمعه أن يقول له يرحمك الله فأما التثاؤب فإنما هو من الشيطان فإذا تثاءب أحدكم فليرده ما استطاع فإن أحدكم إذا تثاءب ضحك منه الشيطان رواه البخاري وفي رواية لمسلم فإن أحدكم إذا قال ها ضحك الشيطان منه + (مشکوٰۃ)

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ چھینک لینے کو دوست رکھتا اور جمائی لینے سے ناخوش ہوتا ہے تو جب کوئی تم میں سے چھینک لے اور ساتھ ہی الحمد للہ[1] بھی کہے تو جو مسلمان اس کا الحمد للہ کہنا سنے اُس پر حق ہے کہ جواب میں یرحمک اللہ[2] کہے لیکن جمائی لینا شیطان (کی تحریک) سے ہے تو جب تم میں کا کوئی شخص جمائی لے تو جہاں تک بن پڑے اُسے روک دے کیونکہ تم میں کا جب کوئی جمائی لیتا ہے تو اُس سے شیطان ہنستا ہے یہاں تک تو بخاری کے لفظ ہیں۔ مسلم کی ایک روایت میں یوں آیا ہے کہ تم میں کا جب کوئی ہلایا آہ آہ کہتا ہے تو شیطان اُس سے ہنستا ہے۔

[1] ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو سزاوار ہے ۱۲ [2] خدا تجھ پر رحم کرے ۱۲

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُکُمْ فَلْیَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُکَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ ۔ (بخاری)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی شخص چھینک دے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اس کا بھائی (مسلمان) یا اس کا دوست اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰهُ کہے اور جب یہ اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰهُ کہے تو اس کو کہنا چاہیے یَهْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ[51]

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُکُمْ فَلْیُمْسِکْ بِیَدِهٖ عَلٰی فَمِهٖ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ یَدْخُلُ فِیْهِ ۔ (مسلم)

ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں کا جب کوئی شخص جمائی لے تو اسے چاہیے کہ اپنے مونہ پر ہاتھ رکھ کر جمائی کو روک دے کیونکہ مونہ کشادہ رکھے گا تو شیطان اس میں گھس جائے گا۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا عَطَسَ غَطّٰی وَجْهَهٗ بِیَدِهٖ اَوْ ثَوْبِهٖ وَغَضَّ بِهَا صَوْتَهٗ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم چھینک لیتے تو اپنا منہ مبارک ہاتھ سے یا کپڑے سے ڈھانک لیتے اور آواز کو نہایت

عَنْ سَعِیْدِ الْمِصْرِیِّ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ شَمِّتْ اَخَاکَ ثَلٰثًا فَاِنْ زَادَ فَهُوَ زُکَامٌ وَقَالَ لَا اَعْلَمُهٗ اِلَّا اَنَّهٗ رَفَعَ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ (ابو داؤد)

سعید مصری (تابعی) کہتے ہیں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) اپنے بھائی کو تین مرتبہ (چھینک کا) جواب دے اور اگر وہ تین دفعہ سے زیادہ چھینک لے تو (جواب دینا ضروری نہیں کیونکہ) وہ مبتلائے زکام ہے سعید مصری تابعی کہتے ہیں کہ میرے علم میں یہ حدیث مرفوع[52] ہے

[51] خدا تمہیں راہ راست دکھائے اور تمہارے دل یا تمہارے حالات نیک کرے [52] جس حدیث کی سند کی انتہا جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر ہو اسے حدیث مرفوع کہتے ہیں ۱۲

من المترجم بخارے دماغ کی طرف صعود کرتے ہیں تو دماغ متاذی ہو کر اضطراراً ان کو دفع کرتا ہے اسی کا نام ہے چھینک - چھینک سے ایک طرح کی راحت پہنچتی ہے اسی پر چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے کہ وہ شکر کا کلمہ ہے اور مطلب یہ ہے کہ خدا کو ہر وقت یاد رکھو سامعین کو جواب دینے کا اور پھر چھینکنے والے کو جواب الجواب کا حکم ہے تو یہ آپس میں محبت پیدا کرنے کی تدبیر ہے غرض اسلام کی کوئی سی بات بھی ہو فائدے سے خالی نہیں - چھینکنا فعل اضطراری ہے اور چھینکنے میں اعصاب متشنج ہو کر چہرہ بگڑ جاتا ہے اور کبھی حلق سے یا ناک سے بلغمی رطوبت بھی بزور خارج ہوتی ہے اور آواز نا ملائم بھی اس کے لیے مونہ کا ڈھانک لینا ہے - جمائی کا انجام ہے کسل اس لیے اس کو شیطان کی طرف منسوب کیا اور حکم دیا کہ تا امکان جمائی کو

ردکو۔ نمونہ پر ہاتھ کے رکھ لینے میں مصلحت یہ ہے کہ مکھی بھنگے کی قسم سے کوئی چیز سانس کے ساتھ حلق میں نہ چلی جائے اور چہرے کی بدنمائی بھی ظاہر نہ ہو۔

آداب اللباس

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْكُلَ الرَّجُلُ بِشِمَالِهٖ اَوْ يَمْشِيَ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ وَّاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ اَوْ يَحْتَبِيَ بِثَوْبٍ وَّاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهٖ (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی کہ آدمی بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتی پہن کر رستہ چلے اور نیز اشتمال صمارے منع فرمایا اور اس سے بھی کہ آدمی اس ہیئت سے زمین پر سہارا لے کر بیٹھے کہ اُس کا ستر کھلا رہے۔

؎۵۱ اشتمال صما یہ ہے کہ آدمی چادر اس طرح اوڑھے یا لپیٹے کہ اُس کا سارا جسم ڈھک جائے اور جسم کا کوئی حصہ بھی کھلا نہ رہے حتّٰی کہ ہاتھ بھی کپڑے کے اندر ہی ہوں اور کپڑے کی کوئی طرف اتنی اُٹھی ہوئی نہ ہو کہ ہاتھ باہر نکال سکے اس طرح چادر اوڑھنے کو صما اس سے کہتے ہیں کہ کپڑے کی وجہ سے منافذ و مداخل سب بند ہو جاتے ہیں سخت اور ٹھوس پتھر کو صخرہ صما اسی سے کہا جاتا ہے کہ اُس میں خلو اور شگاف مطلق نہیں ہوتا ۱۲

؎۵۲ احتبا کی صورت یہ ہے کہ آدمی دونوں سُرین زمین پر ٹکا کر بیٹھے اور دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے ہاتھوں یا کپڑے سے حلقہ کرے ایسی صورت میں اگر صرف ایک ہی کپڑا یعنی چادر ہو گی تو کشفِ عورت ضرور ہو گا اور اسی وجہ سے اس قسم کا احتبا ممنوع ہے ہاں اگر چادر کے علاوہ دوسرا کپڑا بھی ہو گا تو اس طرح بیٹھنے سے کشفِ عورت نہ ہو گا۔ اور اسی لیے یہ احتبا درست ہے جیسا کہ اسی حصے کے عنوان آداب جلوس میں گزر چکا ۱۲

من المترجم اس حدیث میں چار ادبوں کی تعلیم ہے اور چاروں مبنی ہیں آدمی کے ذاتی مفاد پر۔ داہنے ہاتھ سے کھانے کی مصلحت ہم لکھ چکے ہیں۔ اعادہ تحصیلِ حاصل بلکہ لاحاصل۔ ایک پاؤں ننگا ایک میں جوتی یہ تو ایک مجنونانہ حرکت ہے۔ کوئی عاقل بھی اس کو جائز نہیں رکھے گا اور خود آدمی اس طرح اطمینان کے ساتھ چل بھی تو نہیں سکتا۔ چادر دولائی رضائی کمل یا اسی طرح کے کپڑے کو ایسے طور پر چاروں طرف سے لپیٹنا کہ ضرورت پڑے پر ہاتھ باہر نہ نکل سکے ایک طرح کی ناحق کی قید ہے۔ ایک شخص اسی طرح سکڑے بیٹھے تھے اُوپر سے گری چھپکلی ہاتھ کھلے ہوتے تو جھٹ سے رضائی اُتار پھینکتے مگر وہ تو جی کا جنجال ہو گئی تھی بیچارے بہت ہی پریشان ہوئے۔ چوتھی تعلیم پردہ داری کی ہے۔

عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِسْبَالُ فِي الْاِزَارِ وَالْقَمِيْصِ وَالْعِمَامَةِ مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

سالم (عبد اللہ بن عمر کے بیٹے) اپنے باپ (عبد اللہ بن عمر) سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کپڑا حد سے زیادہ لٹکانا (جو حرام و مکروہ ہے) نہ صرف تہمد میں ہے جیسا کہ متعارف ہے بلکہ تہمد اور کُرتے اور پگڑی میں سب میں ہے تو جو شخص ان میں سے کوئی چیز بھی بطریق فخر و کبر زیادہ لٹکائے گا خدا قیامت کے روز اُس کی طرف دیکھے گا بھی تو نہیں۔

عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ ذَكَرَ الْاِزَارَ فَالْمَرْاَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُرْخِيْ شِبْرًا فَقَالَتْ اِذًا تَنْكَشِفُ عَنْهَا قَالَ فَذِرَاعًا لَا تَزِيْدُ عَلَيْهِ

(ابو داؤد - ابن ماجہ)

اُمّ المومنین ام سلمہ کہتی ہیں کہ جس وقت جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے تہمد کا حکم بیان کیا (کہ زیادہ لٹکانا نہیں چاہیے) تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ عورت کے لیے کیا حکم ہے (کہ اگر وہ اُس حد سے زیادہ جو مردوں کے لیے مقرر ہے مثلاً مثلاً نصف ساق وراز نہ کرے گی تو کشف ستر لازم آئے گا) فرمایا کہ عورت ایک بالشت زیادہ کرے اُم سلمہ نے کہا اگر اس سے بھی کشف ستر کا احتمال ہو؟ فرمایا ایک ہاتھ (دراز کرے) اس سے زیادہ نہ

من المترجم ٹخنوں سے نیچے پاجامے پر تو تشریح لوگ نفس سے بڑی سختی کرتے آئے ہیں مگر اصل مطلب نبذوہ وراءظھورھم کر رکھا ہے۔ تہ کی بات تو کبر و اسراف ہے۔ جس کپڑے اور جس وضع اور جس حالت میں بھی ہو بس اگر نیچے دامن یا نیچے پائینچے کسی ملک کا دستور پڑ گیا ہو اور کبر و اسراف کا خیال نہ ہو تو اُس پر شرعاً کوئی اعتراض یا وعید وارد نہیں۔ یہ اُلٹی بات ہے کہ ہمارے ملک میں بد وضع لوگ اکثر چست لباس میں بھی اکڑتے ہیں غرض کسی شان کی خصوصیت نہیں ؎ فریاد کی کوئی لَے نہیں ہے ٭ نالہ پابند نَے نہیں ہے٭ مدارِ کار نیت پر ہے۔

عَنْ سَمُرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيْضَ فَاِنَّهَا اَطْهَرُ وَاَطْيَبُ وَكَفِّنُوْا فِيْهَا مَوْتَاكُمْ

(ترمذی - نسائی)

سمرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! سفید کپڑے پہنا کرو کیونکہ وہ پاکیزہ تر ہیں (کہ میلے ہونے کی وجہ سے جلد جلد دھوئے جاتے ہیں) اور خوش تر (کہ طبع سلیم کا میلان اُسی طرف ہوتا ہے) اور ان ہی (سفید کپڑوں) میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

(بخاری)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا تہمد ٹخنوں سے نیچے لٹکتا ہے گا قدم کا اُتنا ٹکڑا دوزخ کی آگ میں ہوگا

عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِصْبَعَيْهِ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ وَضَمَّهُمَا

(صحیحین)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے کے پہننے سے منع فرمایا ہاں اتنی مقدار ہو تو مضایقہ نہیں اور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں یعنی بیچ کی اور شہادت کی انگلیاں اُٹھا کر دونوں کو ملا لیا (خلاصہ یہ کہ ریشمی کپڑے کی دو انگل کی گوٹ مرد کو جائز رہی)

لہ اصل میں عورت کا مونہہ اور پونہچوں تک دونوں ہاتھ تو نہیں باقی سارا جسم

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ اَنَّهٗ خَطَبَ بِالْجَابِيَةِ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ اِلَّا مَوْضِعَ اِصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلٰثٍ اَوْ اَرْبَعٍ

اور مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمر نے جابیہ (شام کا ایک مشہور شہر ہے) میں خطبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑا پہننے سے منع فرمایا مگر دو انگشت یا تین انگشت یا چار انگشت (کی اجازت دی)*

عَنْ اَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا (صحیحین) وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ قَالَ اِنَّهُمَا شَكَوَا الْقَمْلَ فَرَخَّصَ لَهُمَا فِيْ قُمُصِ الْحَرِيْرِ

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زبیر اور عبد الرحمن بن عوف کو اُن خارش (جسم) کی وجہ سے جو انھیں لاحق تھی ریشمی کپڑے کے پہننے کی اجازت دی اور مسلم کی روایت میں یوں ہے کہ زبیر اور عبد الرحمن نے جوؤں کی شکایت کی تو پیغمبر صاحب نے انھیں ریشمی کرتوں کے پہننے کی اجازت دی۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا لَبِسَ قَمِيْصًا بَدَاَ بِمَيَامِنِهٖ (ترمذی)

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب کرتہ پہنتے تو دائیں جانب سے پہننا شروع کرتے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَمَّ سَدَلَ عِمَامَتَهٗ بَيْنَ كَتِفَيْهِ (ترمذی)

ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو شملہ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں چھوڑتے

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا سَمَّاهُ بِاسْمِهٖ عِمَامَةً اَوْ قَمِيْصًا اَوْ رِدَاءً ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيْهِ اَسْاَلُكَ خَيْرَهٗ

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نیا کپڑا زیب جسم فرماتے تو اُس کا نام لے کر مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر فرماتے خداوندا ہر طرح کی تعریف تجھی کو سزاوار ہے اس پر کہ تو نے مجھے (یہ) کپڑا (مثلاً عمامہ یا کرتہ یا چادر) پہنایا میں تجھ سے اس (کپڑے) کی بھلائی[1]

[1] کپڑے کی بھلائی یہ کہ بوجہ خیریت بدن پر رہے اور اُسے کوئی آفت و شر نہ پہنچے اور اُس چیز کی بھلائی طلب کرنے سے جس کے لیے کپڑا بنایا گیا ہے یہ مراد ہے کہ کپڑے کا استعمال ایسے موقع اور مصرف میں ہو جو خیرات و طاعات کو شامل ہو اور یہی مطلب ہے دوسرے جملہ کا ۱۲

وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ (ترمذی)	اور جس چیز کے لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی بھلائی کی درخواست کرتا ہوں اور اِس (کپڑے) کی برائی اور جس چیز کے لیے یہ بنایا گیا ہے اُس کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں
عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَطْعَمَنِيْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ هٰذَا وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّيْ وَلَا قُوَّةٍ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ (ترمذی)	انس کے بیٹے معاذ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھانا کھا کر کہتا ہے کہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کھانا کھلوایا اور میرے بے تدبیر و حیلہ کیے اور بے قدرت رکھے اپنے پاس سے پونہچایا اُس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو کپڑا پہن کر کہتا ہے ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے یہ کپڑا پہنایا اور باوجودیکہ میں اس کے حاصل کرنے میں کوئی حیلہ و تدبیر اور قدرت نہیں رکھتا تھا اُس نے یہ کپڑا مجھے نصیب کیا تو اُس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔
عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ قَالَ لَبِسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيٰوتِيْ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ ثُمَّ عَمَدَ اِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ اَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِيْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ سِتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَّمَيِّتًا۔ (ترمذی)	ابو امامہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نیا کپڑا پہن کر فرمایا ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت کرتا ہوں پھر کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جو شخص نیا کپڑا پہن کر یہ کہے کا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ پھر جس کپڑے کو پرانا کیا ہے اُس کی طرف قصد کرے یعنی خیرات کرے گا تو وہ خدا کے سایۂ عنایت اور خدا کی حفاظت و نگہبانی اور خدا کے پردۂ مغفرت میں رہے گا زندہ رہے گا جب بھی (اور مر گا جب بھی

لہ ہر طرح کی تعریف خدا کو سزاوار ہے جس نے مجھے وہ چیز پہنائی جس سے میں اپنا ستر چھپاتا اور اپنی زندگی میں اُس سے زینت حاصل کرتا ہوں ۱۲

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوْقَ بِيْ فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الْأَغْنِيَاءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِيْ ثَوْبًا حَتّٰى تُرَقِّعِيْهِ (ترمذی)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ! اگر تم عقبٰے میں میرے ساتھ اتصال چاہتی ہو تو تمھیں چاہیے کہ دنیا کی صرف اتنی مقدار پر بس کرو جیسے سوار کا توشہ (کہ وہ منزل پر جلد جا پہنچنے کی وجہ سے بہت ہی تھوڑا توشہ ساتھ لیتا ہے) اور تم اپنے تئیں مال داروں کی ہمنشینی سے دُور رکھو اور کپڑے پر جب تک پیوند نہ لگالو اسے پُرانا شمار نہ کرو۔

من المترجم بنائے سلطنت اسلام اور اپنی خانہ داری میں اتنا زہد اس سے بڑھ کر صداقت کی دلیل اَور کیا ہوگی

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (ابوداود)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نفیس کپڑا بقصد تعزّز پہنتا ہے خدا اس کو قیامت کے روز ذلّت کا لباس پہنائے گا۔

من المترجم شہرۃ طلبی بھی کبر ونخوت کا ایک پیرایہ ہے اور اسی لیے عنداللہ مبغوض ہے غرور من وجہ دعوے خدائی ہے
مرا و ارسد کبریا و منی ✽ کہ ملکش قدیم ست و ذاتش غنی ✽

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْ أَبْنَاءِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَرَكَ لُبْسَ ثَوْبِ جَمَالٍ وَّهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ وَفِيْ رِوَايَةٍ تَوَاضُعًا كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ (ترمذی)	وہب کے بیٹے سوید (تابعی) ایک ایسے شخص سے جو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے فرزندوں میں تھے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص زیب و زینت کے لباس کو اُس پر قدرت رکھتے ساتے چھوڑ دے گا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو زینت کے لباس کو تواضعاً چھوڑ دے گا خدا اُس کو بزرگی و عزت کا جوڑا پہنائے گا (یعنی بہشت کا جوڑا جو کرامت و عزت کا باعث ہوگا۔
عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ابوالاحوص اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوا۔

وَعَلَیَّ ثِیَابٌ دُوْنٌ فَقَالَ لِیْ اَلَکَ مَالٌ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ مِنْ اَیِّ الْمَالِ قُلْتُ مِنْ کُلِّ الْمَالِ قَدْ اَعْطَانِیَ اللّٰہُ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالْخَیْلِ وَالرَّقِیْقِ قَالَ فَاِذَا اٰتَاکَ اللّٰہُ مَالًا فَلْیُرَ اَثَرُ نِعْمَۃِ اللّٰہِ عَلَیْکَ وَکَرَامَتِہٖ (نسائی)

کہ میرے جسم پر ردی اور میلے کچیلے کپڑے تھے پیغمبر صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے میں نے عرض کیا جی ہاں ہے فرمایا کس قسم کا مال ہے میں نے عرض کیا سب قسم کا خدا نے مجھے اونٹ گائے بکری گھوڑے غلام سب کچھ دے رکھا ہے فرمایا تو جب خدا نے تجھے مال دے رکھا ہے تو چاہیئے کہ خدا کی نعمت و کرامت کا اثر تجھ پر دیکھا جائے۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرًا فَرَاٰی رَجُلًا شَعِثًا قَدْ تَفَرَّقَ شَعْرُہٗ فَقَالَ مَا کَانَ یَجِدُ ھٰذَا مَا یُسَکِّنُ بِہٖ رَاْسَہٗ وَرَاٰی رَجُلًا عَلَیْہِ ثِیَابٌ وَسِخَۃٌ فَقَالَ مَا کَانَ یَجِدُ ھٰذَا مَا یَغْسِلُ بِہٖ ثَوْبَہٗ (ترمذی نسائی)

جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ہم انصار کے پاس بقصد ملاقات تشریف لائے پس آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے سر کے بال پراگندہ اور پریشان ہو رہے ہیں فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جو اس کے سر کو تسکین دے سکے (یعنی تیل اور کنگھی وغیرہ) اور (اسی مقع پر) آپ نے ایک اور شخص کو دیکھا جو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا تو فرمایا کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے اپنے کپڑے دھو کر صاف کرے۔

من المترجم ریشمی کپڑے کا پہننا ممنوع لذاتہٖ نہیں ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں معیار تمول بہت گھٹا ہوا تھا ان وقتوں میں حریر کے کپڑوں پر لاگت بھی بہت آتی ہوگی۔ بیش قیمت ہونے کے لحاظ سے مقدور والوں کو بھی استعمال حریر کی ممانعت فرما دی کہ کم مقدرت والے امرا کا لباس فاخر دیکھ کر تنگدل نہ ہوں جیسا کہ قارون کے ہم عصر اس کا جاہ و حشم دیکھ کر بے اختیار یَالَیْتَ لَنَا مِثْلَ مَا اُوْتِیَ قَارُوْنُ اِنَّہٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ بول اٹھے تھے۔ دوسری بات یہ ہے کہ استعمال حریر دلیل تنعم بھی ہے اور پیغمبر صاحب نہیں چاہتے تھے کہ مسلمان اتنے آسایش طلب ہوں اور عمدہ لباس پہن کر عجب و نخوت سے بچنا او رہی بھی مشکل ان وجوہ سے استعمال حریر کو منع کیا گیا اگر یہ وجوہ نہ ہوں تو ع در عمل کوش ہر چہ خواہی پوش * یا حریر کے دوسرے کپڑے میں ہوں تو از روئے اخلاق وہ بھی ممنوع الاستعمال ہیں *

عَنْ عَائِشَۃَ اَنَّ اَسْمَاءَ بِنْتَ اَبِیْ بَکْرٍ دَخَلَتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْھَا ثِیَابٌ

ام المؤمنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ ابوبکر کی بیٹی اسمار (میری علاتی بہن) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں آئیں۔

ف۱ کہ جیسا کچھ (ساز و سامان) قارون کو ملا ہے او کاش ہمارے پاس بھی ہوتا اس میں شک نہیں کہ قارون بڑا صاحب نصیب ہے ۱۱

رِقَاقٌ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَقَالَ يَا اَسْمَاءُ اِنَّ الْمَرْاَةَ اِذَا بَلَغَتِ الْمَحِيْضَ لَنْ يَّصْلُحَ اَنْ يُّرٰى مِنْهَا اِلَّا هٰذَا وَهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰى وَجْهِهٖ وَكَفَّيْهِ (ابو داؤد)

کہ باریک اور مہین کپڑے پہنے ہوئے تھیں پیغمبر صاحب نے ان کی طرف سے مونہہ پھیر لیا اور فرمایا اسماء! عورت جب حد بلوغ کو پہنچ چکی تو اب اس کو ہرگز سزاوار نہیں کہ اُسکے جسم کا کوئی حصہ دیکھا جائے ہاں اس کا اور اُس کا دیکھا جانا مضائقے کی بات نہیں، اور پیغمبر صاحب نے اپنے چہرہ مبارک اور کف دست کی طرف اشارہ کیا۔

۲۰ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا اَخْطَاَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ وَّمَخِيْلَةٌ (بخاری)

ابن عباس کہتے ہیں کہ مخاطب! جو تیرا جی چاہے کھا جو جی چاہے پہن (سب کچھ جائز ہے) جب تک دو باتیں یعنی اسراف اور تکبر تجھ پر نہ گزریں۔

منَ المترجم ہمارے ملک میں اس تعلیم کے رواج دینے کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ مرد تو اتنے نہیں مگر عورتیں عمومًا باریک کپڑے پہنتی ہیں کہنے کو تو گرمی کی وجہ سے مگر نہیں اصل میں منظور ہوتی ہے زینت اور گوری چٹی ہے تو رنگت کی جھلک اہلِ یورپ پر ہم لوگوں کی اس اخلاقی کمزوری کا پردہ فاش ہو گیا ہے باوجودیکہ خود استعمال نہیں کرتے۔ انواع و اقسام کے باریک کپڑے بنا بنا کر ان ہی کپڑوں کے ذریعے سے ہماری ملکی دولت کا بڑا حصہ گھسیٹے لیے چلے جاتے ہیں بے پردگی کے علاوہ مہین کپڑے جلد جلد پھٹتے اور جلد جلد نئے بنانے کی ضرورت واقع ہوتی رہتی ہے اب سمجھے کہ شارعِ اسلام کو کہاں تک ہمارے فائدوں پر نظر ہے۔ جو حکم بھی دیا ہے جو بات بھی سکھائی ہے فائدے کا پہلو لیے ہوئے ضرور ہے +

انگوٹھی پہننے کے آداب

۱ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَّفِيْ رِوَايَةٍ وَّجَعَلَهٗ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَلْقَاهُ ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ لَا يَنْقُشُ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِيْ هٰذَا وَكَانَ اِذَا لَبِسَهٗ جَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ بَطْنَ كَفِّهٖ (صحیحین)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور ایک روایت میں ہے کہ سونے کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی پھر آپ نے اُسے پھینک دیا، اور چاندی کی انگوٹھی بنوا کر اُس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا گیا اور فرمایا کہ میری اس انگوٹھی جیسا نقش کوئی شخص (اپنی انگوٹھی میں) کندہ نہ کرائے۔ آپ جب وہ انگوٹھی پہنتے تو (عجب اور زینت سے بچنے کے لیے) اُس کا نگینہ ہتیلی کے اندر کی طرف رکھتے

عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ اِلٰى كِسْرٰى وَقَيْصَرَ وَالنَّجَاشِيِّ فَقِيْلَ اِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا اِلَّا بِخَاتَمٍ فَصَاغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ نُقِشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (بادشاہ فارس) اور قیصر (شاہ روم) اور نجاشی (بادشاہ حبشہ) کی طرف خط لکھنا چاہا تو عرض کیا گیا کہ یہ بادشاہ بے مُہر کے خط کو قبول نہیں کرتے ہیں پس جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک انگوٹھی کے بنانے کا حکم فرمایا جس کا حلقہ چاندی کا تھا (اور) جس میں محمد رسول اللہ کندہ کرایا گیا تھا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهُ مِنْهُ (بخاری)

اور ایک روایت میں آیا ہے کہ پیغمبر صاحب کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور چاندی ہی کا اُس کا نگینہ تھا۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمَ فِضَّةٍ فِيْ يَمِيْنِهِ فِيْهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهُ (صحیحین)

اور ایک روایت میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں چاندی کی انگوٹھی پہنی جس کا نگینہ حبشی (یعنی عقیق یا سلیمانی نگ) تھا آپ انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے اندر کی جانب رکھتے تھے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذِهٖ وَاَشَارَ اِلَى الْخِنْصَرِ مِنَ الْيَدِ الْيُسْرٰى (مسلم)

حضرت انس کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس میں تھی اور بائیں ہاتھ کی چھنگلیا کی طرف اشارہ کیا (یعنی آپ بائیں ہاتھ کی چھنگلیا میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے)

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَخَتَّمَ فِيْ اِصْبَعِيْ هٰذِهٖ اَوْ هٰذِهٖ قَالَ فَاَوْمٰى اِلَى الْوُسْطٰى وَالَّتِيْ تَلِيْهَا (مسلم)

حضرت علی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع کیا کہ میں اپنی اس انگلی یا اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں راوی حدیث کا بیان ہے کہ پھر حضرت علی نے بیچ کی انگلی اور اُس کے پاس والی (یعنی بنصر) کی طرف اشارہ کیا (خلاصہ یہ کہ وسطےٰ اور بنصر میں انگوٹھی پہننی منع ہے) +

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ فِيْ يَدِ

عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی

رَجُلٍ فَنَزَعَهٗ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَ مَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ قَالَ لَا وَاللّٰهِ لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم)

تو اُس کی انگلی سے اُتار کر پھینک دی۔ اور فرمایا (لوگو!) تم میں کا ایک شخص آگ کے انگارے کا قصد کرتا پھر اُسے اپنے ہاتھ میں لیتا ہے (یہ فرما کر آپ تو تشریف لے گئے) اور آپ کے تشریف لے جانے کے بعد کسی شخص نے اُس آدمی سے کہا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھا لے (اُسے بیچ کر) فائدہ اُٹھائیو اُس نے جواب دیا واللہ جس انگوٹھی کو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پھینکا ہے اُسے تو میں اُٹھاؤں گا نہیں۔

عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ شَبَهٍ مَالِيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ الْاَصْنَامِ فَطَرَحَهٗ ثُمَّ جَاءَ وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ مِّنْ حَدِيْدٍ فَقَالَ مَالِيْ اَرٰى عَلَيْكَ حِلْيَةَ اَهْلِ النَّارِ فَطَرَحَهٗ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ اَتَّخِذُهٗ فَقَالَ مِنْ وَّرِقٍ وَّلَا تُتِمَّهٗ مِثْقَالًا (ترمذی ابوداود)

بریدہؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے جو پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھا فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھ میں بتوں کی بدبو پاتا ہوں (یہ سُن کر اُس شخص نے انگوٹھی کو پھینک دیا پھر (وہی شخص ایک اور دفعہ) آیا اور اُس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کیا بات ہے کہ میں تجھے دوزخیوں کا زیور پہنے دیکھتا ہوں اُس شخص نے یہ انگوٹھی بھی پھینک دی اور عرض کیا یارسول اللہ میں کس چیز کی انگوٹھی بنواؤں فرمایا چاندی کی اور اُس کا وزن پورے مثقال[1] تک نہ پونہچا۔

عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ مَوْلَاةً لَّهُمْ خَرَجَتْ بِابْنَةِ الزُّبَيْرِ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِيْ رِجْلِهَا اَجْرَاسٌ فَقَطَعَهَا وَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ كُلِّ جَرَسٍ شَيْطَانٌ (ابوداود)

زبیرؓ کے بیٹے (عبداللہ) سے روایت ہے کہ ہماری آزاد لونڈی زبیر کی بیٹی (میری بہن) کو عمر بن الخطاب کے پاس لے گئی اور اُس کے پاؤں میں گھونگرو تھے حضرت عمرؓ نے گھونگروؤں کو کاٹ کر فرمایا کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ ہر گھونگرو کے ساتھ شیطان ہے

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ طَرَفَةَ اَنَّ جَدَّهٗ عَرْفَجَةَ ابْنَ اَسْعَدٍ قُطِعَ اَنْفُهٗ

طرفہ کے بیٹے عبدالرحمن سے روایت ہے کہ اُن کے دادا اسعد کے بیٹے عرفجہ کی کلاب[2] کے دن ناک کٹ گئی تھی۔

[1] مثقال ایک وزن ہے دینار کے برابر اور دینار ایک درم اور درم کے دو سبع کے ہموزن ہوتا ہے اور انگریزی تول کے حساب سے درم ساڑھے تین ماشے کا تو مثقال چار ماشے کے قریب وزن ہوگا ۱۲ [2] کلاب ایک جگہ کا نام ہے جہاں اہلِ عرب میں ایک بڑا معرکہ پیش آیا تھا جو ایام عرب میں ایک نہایت مشہور واقعہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

يَوْمَ الْكُلَابِ فَاتَّخَذَ اَنْفًا مِّنْ فِضَّةٍ فَانْتَنَ عَلَيْهِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّتَّخِذَ اَنْفًا مِّنْ ذَهَبٍ (نسائی)

تو انھوں نے چاندی کی ناک بنوا کر لگالی تھی ۔ لیکن چند روز کے بعد اُس میں بدبُو پیدا ہوگئی تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ سونے کی ناک بنوا کر لگالیں ف۱

عَنْ مَالِكٍ قَالَ اَنَا اَكْرَهُ اَنْ يَّلْبَسَ الْغِلْمَانُ شَيْئًا مِّنَ الذَّهَبِ لِاَنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّخَتُّمِ بِالذَّهَبِ فَاَنَا اَكْرَهُهٗ لِلرِّجَالِ الْكَبِيْرِ مِنْهُمْ وَالصَّغِيْرِ (موطا)

امام مالک کہتے ہیں میں اس بات کو مکروہ اور ناپسند رکھتا ہوں کہ لڑکے سونے کی کوئی چیز پہنائے جائیں کیونکہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا تو میں مردوں میں سے بڑوں اور چھوٹوں دونوں کے لیے سونے کو مکروہ رکھتا ہوں۔

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُحِلَّ الذَّهَبُ وَالْحَرِيْرُ لِاِنَاثِ اُمَّتِيْ وَحُرِّمَ عَلٰى ذُكُوْرِهَا (نسائی)

ابو موسےٰ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشمی کپڑا میری اُمت کی عورتوں کے لیے حلال اور مردوں پر حرام کر دیا گیا ہے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ نَزَعَ خَاتَمَهٗ وَفِيْ رِوَايَةِ اَبِيْ دَاوُدَ وَضَعَ بَدَلَ نَزَعَ

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی انگوٹھی اُتار دیتے اور ابو داؤد کی روایت میں نَزَعَ کی جگہ وَضَعَ آیا ہے یعنی بیت الخلاء جاتے وقت انگوٹھی رکھ دیتے ف۲

ف۱ جو لوگ دانتوں کو سونے کے تاروں سے بندھواتے ہیں وہ اِسی حدیث سے استدلال کرتے ہیں ۱۲ ف۲ کیونکہ اُس کے نگینے پر محمد رسول اللہ کندہ تھا یہاں سے معلوم ہوا کہ جب آدمی پاخانے جانے لگے تو ایسی چیز ساتھ نہ لے جائے جس میں خدا یا رسولِ خدا کا نام یا قرآن کے لفظ ہوں ۱۲

من المترجم دوسرے ادیان کے مقابلے میں اسلامی شریعۃ کی بڑی خوبی ہے نرمی اور آسانی مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ہم تو اس آیت کو مسلمانوں کے حق میں فرمانِ آزادی سمجھتے ہیں یہ تو قرآن ہوا اور حدیث اَنْتُمْ اَعْلَمُ بِاُمُوْرِ دُنْيَاكُمْ اسی فرمان کی تفسیر اور تشریح ہے ۔ لیکن الفاظ دین اور دنیا اور حرج اور آزادی کے مفہوم کے سمجھنے میں اکثر لوگ افراط کی یا تفریط کی غلطی کرتے ہیں سب سے پہلے آزادی کو لو کہ اِس کی لٹک تو انسان کی فطرت میں ہے اور اس کا جنون ہمارے زمانے میں خصوصًا انگریزی عملداری میں کریلا اور نیم چڑھا ع سمندِ ناز پہ ایک اور تازیانہ ہوا ۔ انگریزی تعلیم کے گدگدانے سے بڑے زوروں پر ہے بے شک آدم زاد بڑا وسیع الاقتدار کثیر الاختیار مخلوق ہے کہ بنظرِ ظاہر بادشاہ ہے اور تمام کائنات اِس کی رعایا سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ اور کیوں نہ ہو نائب بھی کس کا ہے خدا کا اس کے منعزنہ چلیں تو کس کے چلیں گر ع لفع مے جملہ بخبتی ضررش نیز بگو ۔ اتنے اختیارات پر درماندگی بھی اس درجے کی ہے کہ انسان

ف۱ (خدا نے دین کے بارے میں تم پر کسی طرح کی سختی نہیں کی ہے ۱۲ ف۲ (لوگو!) تم اپنے دنیاوی امور سے خوب واقف ہو ۱۲ ف۳ جو کچھ آسمانوں میں ہے

ضعیف البنیان تو حضرت کا خطاب ہے لَن یَّخلُقُوا ذُبَابًا وَّلَوِ اجتَمَعُوا لَهٗ وَاِن یَّسلُبهُمُ الذُّبَابُ شَیئًا لَّا یَستَنقِذُوهُ مِنهُ اور پھر لعنت بر سیہ جتنا کچھ بھی اختیار ہے اور جیسا کچھ بھی ہے ؎

دے کے کچھ اختیار تھوڑا سا کیا یہ اٹکا دیا ہے روڑا سا

متفرع ہے زندگی پر اور سرے سے زندگی ہی اپنے اختیار کی نہیں ؎

لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے

آدمی ہزارہا سال سے زمین پر آباد ہے اور شروع سے اپنے اختیارات کی توسیع کی تدبیریں کر رہا ہے اور اس بارے میں اس کی سعی بہت کچھ مشکور بھی ہوئی ہے مگر ع ای طبل بلند بانگ در آخر ہیچ - سارے قصیدے کے مقطع کا بنا ہی ناکہ جس طرح زمینداروں کے گھروں میں کمیریاں اس کوٹھی کے دھان اس کوٹھی میں اور اس کوٹھی کے اس کوٹھی میں کیا کرتی ہیں اور چودھران موسل لیے سر پر موجود یہی کچھ اور ایسا ہی کچھ آدمی نے بھی کیا ہے اور کر رہا ہے اور کیا کرے گا خدائے تعالیٰ نے کارخانہ عالم کے چلانے کے لیے چند در چند قاعدے مقرر کر دیئے ہیں جو قوانین فطرت یا سنۃ اللہ یا خواص الاشیاء کہلاتے ہیں۔ ان قواعد میں سے بعض ہم کو خدا نے معلوم کرا دیئے ہیں۔ اور بہت سارے معلوم کرنے کو باقی ہیں اور وقتاً فوقتاً دریافت ہوتے رہتے ہیں۔ سب سے پہلی محکومی ان قوانین قدرت کی ہے کہ آدمی کو ان قاعدوں کے توڑنے کا مقدور نہیں لَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبدِیلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحوِیلًا پس آدمی اپنے اختیارات کو ان اصول کی پابندی کے ساتھ نافذ کر سکتا ہے نہ ان کے خلاف۔ دوسری محکومی خود انسان کی اپنی حالت سے پیدا ہوتی ہے کہ وہ دنیا سے الگ تھلگ رہ کر زندگی کر نہیں سکتا پس چار و ناچار اس کو طرح طرح کے تعلقات رکھنے پڑتے ہیں جس کے یہی معنے ہیں کہ اس کو بہت سے خصموں کی جورو بننا پڑتا ہے اور اس ہمہ وقت کی کشاکش میں زندگی کرنے کے لیے وہ عمر بھر ادبستانِ دنیا میں تعلیم پاتا رہتا ہے ؎

اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہے کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوراں سے

پہلی درس گاہ ماں کی گود اور باپ کا گھر ہے پھر مکتب یا دوکان یا کارخانہ وامثال ذلک۔ اس مرحلے کے طے کرنے کے بعد سے دنیا کی یونیورسٹی کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور خانہ داری اور کاروبار اور سلطنت اور تمدن اور مذہب کی قیود بڑھتی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ دنیا کی یونیورسٹی فلو کر دیا جاتا ہے۔ جس کی زندگی اس طرح کے شکنجوں میں گزرے اس کو آزادی کا نام مونہ سے نکالتا جائے شرم۔ بس ایک آزادی کا مفہوم صحیح ذہن نشین کر لو سارے عقدے آپ سے آپ حل ہو جائیں گے اور تم کو ماننا پڑے گا کہ تعلیم شریعت تکلیف نہیں بلکہ راحت ہے اور قید نہیں بلکہ آزادی ہے انگوٹھیوں پر جو ہم نے باب جداگانہ قائم کیا ہے تو انگوٹھی سے مراد مہر ہے اور اس کے بارے میں قول فیصل یہ ہے کہ زیب و زینت کے لیے ہو تو اسراف اور تشبہ بالنساء اور عارِ مردی ہے اور اسی لیے ممنوع ہے اور ضرورت کے لیے ہو تو بقدر ضرورت جائز تو اس زمانے میں مہر پر سے کیا بلکہ دستخط پر سے بھی اعتماد اٹھ گیا ہے اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے نقش نے اپنا سکہ جمایا ہے۔ کچہری عدالت دفتر کے علاوہ مہریں بہت کم دیکھنے میں آتی ہیں۔ مگر ناخواندہ آدمی کو ناچار مہر رکھنی پڑتی ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ سارے جہان میں مہر

ؔ ایک مکھی بھی پیدا نہیں کر سکتے اگرچہ اس کے (پیدا کرنے کے) لیے (سب کے سب) اکٹھے (ہی کیوں نہ) ہو جائیں اور اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے جائے تو اس کو [illegible]

کا رواج نہیں ۔ ہمارے یہاں بھی ہر ایک آدمی اپنا نام بآسانی لکھنا سیکھ سکتا ہے ۔ مگر رواج نہیں اس لیے کہ غیرت نہیں حرف ناشناسی عیب نہیں ۔

باب کی احادیث میں امتیاز کر لینا کہ کونسی حدیث تعلیمی ہے اور اُس میں کونسا فائدہ مضمر ہے اور کونسی حدیث محض بیان حال ہے ساری کتاب پڑھنے سے تم کو اتنا سلیقہ تو آگیا ہوگا ۔

جُوتی پہننے کے آداب

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيْهَا شَعْرٌ (بخاری)

ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ایسے چمڑے کی جوتیاں پہنا کرتے جس کے بال اُڑا دیئے جاتے تھے ۔

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا يَقُوْلُ اسْتَكْثِرُوْا مِنَ النِّعَالِ فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ (مسلم)

جابرؓ کہتے ہیں میں نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک جہاد میں جاتے وقت فرماتے سُنا کہ (لوگو!) بہت سی جوتیاں جمع کر کے ساتھ لے لو کیونکہ آدمی جب تک جوتیاں پہنے رہتا سوار کے حکم میں ہوتا ہے (کہ جلد چلتا اور پاؤں آفات سے سلامتی میں رہتے ہیں)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ ۔ (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں کا کوئی (آدمی) جُوتی پہننے لگے تو پہلے دائیں پاؤں میں پہنے اور اُتارنے لگے تو پہلے بائیں پاؤں سے اُتارے تاکہ جوتی پہنتے وقت داہنا پاؤں دونوں میں اوّل اور اُتارتے وقت بایاں پاؤں دونوں میں آخر ہے ف ۱

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْشِي أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا (صحیحین)

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کا کوئی آدمی ایک جوتی پہن کر نہ چلے چاہیے کہ دونوں جوتیاں اُتار ڈالے اور ننگے پاؤں چلے یا دونوں جوتیاں پہن کر چلے ف ۲

ف ۱ اس بارے میں کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز میں کسی طرح کی شان وفضیلت ہو اُس میں دائیں سے شروع کرنا مستحب ہوا اور جو چیز ایسی نہ ہو اسے بائیں سے شروع کرنا چونکہ جوتی کا پہننا دخولِ مسجد اور دیگر اعمالِ خیر کی تمہید ہے بخلاف جوتی اُتارنے کے اس سے پہنتے وقت ابتدا بہ یمین اور اُتارتے وقت ابتدا بہ شمال مستحب ٹھیری ۱۲ ف ۲ ایک پاؤں میں جوتی پہن کر اور ایک کو ننگا کر کے چلنا مکروہ ہے بکراہت تنزیہی کیونکہ اوّل تو یہ ہیئت وقار و مروت اور ادب کے خلاف ہے دوسرے اس طرح چلنے سے پاؤں میں موچ آجاتی ہے خاص کر جوتی اُونچی اور زمین ناہموار ہو ۱۲

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا (ترمذی - ابوداؤد وابن ماجہ)	جابرؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے جوتی پہننے سے منع فرمایا ف۱
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا جَلَسَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْلَعَ نَعْلَيْهِ فَيَضَعَهُمَا بِجَنْبِهٖ (ابوداؤد)	ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ جب آدمی کہیں بیٹھنا چاہے تو جوتیوں کو اُتار کر اپنے پہلو میں رکھ لینا مسنون طریقہ ہے۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ (مشکوٰۃ)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کھانا آگے رکھا جائے (اور تم کھانا چاہو) تو جوتیاں اُتار ڈالو کیونکہ اس سے پاؤں کو بہت راحت پہنچتی ہے (اور علاوہ بریں کھانے کا ادب بھی ہے) ف۲

ف۱ یہ اُس صورت میں ہو کہ جوتی بہت تنگ ہو اور کھڑے کھڑے پہننے میں مشقت و تکلیف ہوتی ہو یا جوتی ہی اس قسم کی ہو کہ پہننے اور تسمے باندھنے کے لیے ہاتھ کی اعانت کی احتیاج پڑتی ہو ورنہ جوتی کھڑے ہو کر پہننا مطلق منع نہیں ہے ۱۲

ف۲ حصۂ اول کے کتاب الصلوٰۃ میں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ جوتیاں ستھری ہوں تو انھیں پہنے پہنے نماز پڑھنا درست ہے ۱۲

من المترجم اس باب کے مضامین کے جمع کرتے وقت بات بات پر طبیعت رُکتی تھی اس خیال سے کہ آج کل قوم کے سروں میں آزادی کی ہوا بھری ہوئی ہے اور لوگ اقوال افعال حرکات سکنات میں کسی طرح کی روک ٹوک کو پسند نہیں کرتے اور خاص کر روزمرّہ کی ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں میں مذہبی مداخلت دیکھ کر تسے سے اُکھڑ جاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ مذہب کو ایسی نکتہ چینی کا کوئی حق حاصل نہیں۔ اگر سچ پوچھو تو ان لوگوں نے مذہب کے معنے ہی ٹھیک نہیں سمجھے۔ اور نہ صاحب شریعت کے اختیارات کا صحیح اندازہ کیا۔ مذہب کے معنے ہیں چال چلن برتاؤ طور طریق طرز تمدن۔ وحشی اقوام کے حالات جہاں تک دریافت ہوئے ہیں اس بات کی شہادۃ دیتے ہیں کہ تربیت کے بدون آدمی حضیض حیوانیت سے اُبھر نہیں سکتا پس تربیت شرط انسانیت ٹھیری۔ اور تربیت دوسرا نام ہے روک ٹوک کا نگرانی کا اصلاح کا۔ غرض آدمی کے لیے اس کی زندگی بھر مسیطر کا ہونا ضرور ہے۔ رب البیت اُستاد کارفرما سوسائٹی سلطنت مذہب سب اپنی اپنی جگہ مسیطر ہیں۔ مسیطروں میں سب سے بڑا مسیطر مذہب۔ اب سمجھے کہ مذہب آدمی پر کس قسم کا اور کتنا اختیار رکھتا ہے۔ وہ تمام مسیطروں کی کل حیثیتوں کا جامع ہے اور انسان کے جزو کل اُمور میں دخل دینے کا حقدار ہے آزادی پسند طبیعتیں جو مذہب کے نام سے گھبراتی ہیں اُنھوں نے غلطی سے مذہب کی حکومت کو حاکم وقت کی سی جبری اور تکلیف دہ حکومت سمجھ رکھا ہے حالانکہ مذہب کی حکومت شفیق باپ کی حکومت سے اشبہ ہے۔ ای کاش بچپن میں باپ کی روک ٹوک کو اور بڑے پن میں مذہب کی روک ٹوک کو حاکمانہ اور جابرانہ نہیں بلکہ خیرخواہانہ اور ناصحانہ روک ٹوک سمجھا جائے تو اَلْاِنْسَانُ حَرِيْصٌ عَلٰى مَا مُنِعَ[1] کی جبلّۃ کبھی بھی اسکو سرکشی نہ کرنے دے پس مذہبی تعلیم میں چھوٹی چھوٹی باتیں دیکھ کر تنگدل نہ ہو اور شکرگزاری اور احسان مندی سے شارع کی ہر ایک بات کو بسمع رضا

[1] آدمی جس چیز کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے وہ اُس کے کرنے پر حریص ہوتا ہے ۱۲

سُنو اور سوچو کہ اُس کو ہر صورت سے تمہارا فائدہ مدِ نظر ہے جیسا بڑی باتوں میں ویسا چھوٹی باتوں میں۔ احادیث باب میں سے بعض میں بیانِ حال ہے بعض میں داہنے پاؤں کی فضیلت ہے جس کی وجہ پہلے بیان کردی گئی ہے بعض میں بزرگانہ مشورہ ہے جو فائدے سے خالی نہیں۔

سر اور ڈاڑھی کے بالوں کے آداب

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ (صحیحین)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ میں جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک میں کنگی کیا کرتی تھی حالانکہ مجھے حیض آتا ہوتا تھا۔

من المترجم اس سے ایک بات تو کام کی نکلتی ہے اور اسی غرض سے اُمّ المومنین عائشہ نے حدیث کی روایت بھی کی ہوگی کہ اسلام میں طہارۃ یعنی صفائی سُتھرائی کی بڑی تاکید ہے۔ عرب جیسے ملک میں جہاں پانی کی قلت رہا کرتی ہے دن رات میں پنج وقتی وضو جمعے کے جمعے غسل کافی طہارۃ ہے اس کے ساتھ قرآن پاک میں حیض کو گندگی بھی فرمایا ہے يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى[1] جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے طرزِ عمل نے بتادیا کہ حیض گندگی ہو تو قربت کے لیے اور روزے نماز کے لیے ہمارے مُلک کے ہندوؤں کی طرح نہیں کہ حائضہ کے پاس آنے تک کے روادار نہیں ہوتے اور باوجودیکہ یہ مجبوری کی حالت پڑنے کی بات ہے بیچاریاں ناحق رسوا ہوتی ہیں

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْفِطْرَةُ خَمْسٌ اَلْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَتَقْلِيْمُ الْاَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَنَتْفُ الْاِبِطِ (صحیحین)	حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسانی طبیعت کے پانچ تقاضے ہیں۔ ختنہ کرانا اُسترہ لینا۔ ناخن تراشنا۔ لبیں لینا بغل کے بال اُکھیڑنا۔

من المترجم اس حدیث میں جن پانچ باتوں کا مذکور ہے اُن کے مقتضائے فطرت ہونے کے یہ معنے کہ آدمی بالطبع میل کچیل اور کثافت اور غلاظت سے نفرت کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ صاف سُتھرا رہے اور اس کی تدبیر بھی بتادی ہے جو لوگ مغلوب رسم و رواج ہو کر ان تدبیروں کو عمل میں نہیں لاتے اُوپر سو پر متاذی ہوتے ہیں۔ غرض یہ تمام تعلیم حفظانِ صحت کی غرض سے ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللِّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ (صحیحین)	ابن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! مشرکوں کی مخالفت کرو یعنی ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کم کرو۔

[1] اے پیغمبر لوگ تم سے حیض کے بارے میں دریافت کرتے ہیں تو ان کو سمجھادو کہ وہ گندگی ہے ۱۲

من المترجم ۔ مُونچھوں کے کتروانے اور ڈاڑھی کے بڑھانے پر ہم پہلے بھی کسی جگہ کچھ لکھ چکے ہیں مگر یہی لکھا ہوگا کہ مُونچھوں کے کتروانے میں صفائی اور ڈاڑھی کے رکھنے میں وقار ہے ۔ صفائی اور وقار سے بڑھ کر اس حدیث میں مشرکین کی مخالفة کو وجہ قرار دیا ہے یہ وہی مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ کی سی بات آئی ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جرنیل فوج کی وردی کو نیز کرتا ہے اور وہ سپاہیوں کو پہننی پڑتی ہے کیا پیغمبر جن کو مسلمان ہادی اور شفیق اور ادیب اور مصلح اور شفیع اور کیا اور کیا مانتے ہیں ہماری وضع ظاہر پر اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ ہم اُن کی اُمت کے ایک ممتاز گروہ معلوم ہوں مگر یوں کہو کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور ۔

٤ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُونَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ (صحیحین)	ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن باتوں میں اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جن کے بارے میں آپ پر کوئی حکم خدا نہ اُترا ہوتا ۔ اہل کتاب اپنے سروں کے بال چھوڑے رکھتے تھے اور بت پرست مانگ نکالا کرتے تھے تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پیشانی پر بال چھوڑ دیا کرتے تھے ۔ پھر اس کے بعد مانگ نکالا کرتے تھے

من المترجم حدیث تو از قبیل بیان حال ہے مگر انگریزی وضع کے اختیار کرنے والے اگر اس سے سند پکڑیں تو کون منع کر سکتا ہے کیونکہ بہت سی باتیں شارع کی مامور بہا نہیں ۔

٥ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى صَبِيًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ وَتُرِكَ بَعْضُهُ فَنَهَاهُمْ عَنْ ذَالِكَ وَقَالَ احْلِقُوا كُلَّهُ أَوِ اتْرُكُوا كُلَّهُ (مسلم)	ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا گیا تھا تو آپ نے اس سے منع کیا اور فرمایا سارا سر مونڈو یا سب کو (اُس کے حال پر) چھوڑ دو

من المترجم ممانعت کی وجہ صرف بدنمائی معلوم ہوتی ہے تشرع سے قطع نظر شرفا قوم اس کو یوں بھی اچھا نہیں سمجھتے ۔

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللّٰهِ	ابو قتادہ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے جناب پیغمبر خدا

سلہ٥ کو ڈر کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن ہی میں شمار کیا جاتا ہے ۔

صلی اللہ علیہ وسلم ان لی جمۃ افارجلہا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم واکرمہا فقال فکان ابو قتادۃ ربما دھنہا فی الیوم مرتین من اجل قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم واکرمہا (موطا)

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بڑے بڑے پٹھے ہیں کیا میں ان میں کنگی کرتا رہوں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر تو ابو قتادہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی وجہ سے کہ ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو بسا اوقات دن میں دو دو مرتبہ بالوں میں تیل ڈالا کرتے تھے۔

عن عطاء بن یسار قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد فدخل رجل ثائر الرأس واللحیۃ فاشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ کانہ یامرہ باصلاح شعرہ ولحیتہ ففعل ثم رجع فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الیس ھذا خیر من ان یاتی احدکم وھو ثائر الرأس کانہ شیطان (موطا)

یسار کے بیٹے عطاء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اس حال میں آیا کہ اُس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پریشان تھے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُس کی طرف اشارہ کیا گویا آپ اُسے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی اصلاح و درستی کا حکم فرماتے تھے چنانچہ وہ شخص آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور سر و ڈاڑھی کی اصلاح کر کے واپس آیا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ حالت اُس ہیأۃ سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کا ایک شخص آتا ہے حالانکہ اُس کے بال ایسے پریشان ہوتے ہیں گویا کہ وہ (بدروئی میں) شیطان ہے

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکثر دھن راسہ وتسریح لحیتہ (مشکوٰۃ)

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی میں بہت کنگی کیا کرتے تھے۔

عن عبد اللہ بن مغفل قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الترجل الا غبا (ترمذی۔ ابوداؤد)

مغفل کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کنگی کرنے سے منع کیا مگر کبھی کبھی کا مضایقہ نہیں (مثلاً ایک روز کرے دوسرے روز ترک کردے)

من المترجم ان حدیثوں کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ آدمی بال رکھے تو ان کی خدمت بھی کرتا رہے اور تحسین ہیأۃ اچھی چیز ہے بشرطیکہ عورتوں کی طرح بناؤ کنگی چوٹی سنگار کی عادت نہ کرے کہ عار مردی ہے۔

من المترجم - مونچھوں کے کتروانے اور ڈاڑھی کے بڑھانے پر ہم پہلے بھی کسی جگہ کچھ لکھ چکے ہیں مگر یہی لکھا ہوگا کہ مونچھوں کے کتروانے میں صفائی اور ڈاڑھی کے رکھنے میں وقار ہے۔ صفائی اور وقار سے بڑھ کر اس حدیث میں مشرکین کی مخالفت کو وجہ قرار دیا ہے یہ وہی مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُم کی سی بات آئی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جرنیل فوج کی وردی کو اختیار کرتا ہے اور وہ سپاہیوں کو پہننی پڑتی ہے کیا پیغمبر جن کو مسلمان ہادی اور شفیق اور آدیب اور مصلح اور شفیع اور کیا اور کیا مانتے ہیں ہماری وضع ظاہر پر اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ ہم اُن کی اُمت کے ایک ممتاز گروہ معلوم ہوں مگر یوں کہو کہ ہاتھی کے دانت کھانے کے اور اور دکھانے کے اور۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللہُ عَنْھُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ مُوَافَقَۃَ اَھْلِ الْکِتَابِ فِیْمَا لَمْ یُؤْمَرْ فِیْہِ وَکَانَ اَھْلُ الْکِتَابِ یَسْدِلُوْنَ اَشْعَارَھُمْ وَکَانَ الْمُشْرِکُوْنَ یَفْرِقُوْنَ رُؤُسَھُمْ فَسَدَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَاصِیَتَہٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ (صحیحین)	ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُن باتوں میں اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جن کے بارے میں آپ پر کوئی حکم خدا نہ اترا ہوتا۔ اہل کتاب اپنے سروں کے بال چھوڑے رکھتے تھے اور بت پرست مانگ نکالا کرتے تھے تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنی پیشانی پر بال چھوڑ دیا کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد مانگ نکالا کرتے تھے

من المترجم حدیث تو از قبیل بیان حال ہے مگر انگریزی وضع کے اختیار کرنے والے اگر اس سے سند پکڑیں تو کون منع کر سکتا ہے کیونکہ بہت سی باتیں شارع کی ماموربہا نہیں۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی صَبِیًّا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَاْسِہٖ وَتُرِکَ بَعْضُہٗ فَنَھَاھُمْ عَنْ ذٰلِکَ وَقَالَ احْلِقُوْا کُلَّہٗ اَوِ اتْرُکُوْا کُلَّہٗ (مسلم)	ابن عمر سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک بچے کو دیکھا جس کا کچھ سر منڈا ہوا تھا اور کچھ (اُس کے حال پر) چھوڑ دیا گیا تھا تو آپ نے اِس سے منع کیا اور فرمایا سارا سر مونڈو یا سب کو (اُس کے حال پر) چھوڑ دو

من المترجم ممانعت کی وجہ صرف بدنمائی معلوم ہوتی ہے تشرع سے قطع نظر شرفا قوم اس کو یوں بھی اچھا نہیں سمجھتے۔

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللہِ	ابو قتادہ سے روایت ہے کہ انھوں نے جناب پیغمبر خدا

لہ جو کوئی کسی قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے وہ اُن ہی میں شمار کیا جاتا ہے ۱۲

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِيْ جُمَّةً اَفَاُرَجِّلُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا فَقَالَ فَكَانَ اَبُوْ قَتَادَةَ رُبَّمَا دَهَنَهَا فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنْ اَجْلِ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَكْرِمْهَا (موطا)

صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے بڑے بڑے پٹھے ہیں کیا میں ان میں کنگی کرتا رہوں پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر تو ابو قتادہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اس فرمانے کی وجہ سے کہ ہاں کنگی کرتے رہو اور بالوں کو عزیز رکھو بسا اوقات دن میں دو دو مرتبہ بالوں میں تیل ڈالا کرتے تھے۔

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ فَدَخَلَ رَجُلٌ ثَائِرَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ كَاَنَّهٗ يَاْمُرُهٗ بِاِصْلَاحِ شَعْرِهٖ وَلِحْيَتِهٖ فَفَعَلَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَيْسَ هٰذَا خَيْرًا مِّنْ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ ثَائِرُ الرَّاْسِ كَاَنَّهٗ شَيْطَانٌ (موطا)

یسار کے بیٹے عطاء کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص اس حال میں آیا کہ اُس کے سر اور ڈاڑھی کے بال پریشان تھے۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے اُس کی طرف اشارہ کیا گویا آپ اُسے سر اور ڈاڑھی کے بالوں کی اصلاح و درستی کا حکم فرماتے تھے چنانچہ وہ شخص آپ کا اشارہ سمجھ گیا اور سر و ڈاڑھی کی اصلاح کر کے واپس آیا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا یہ حالت اُس ہیاۃ سے بہتر نہیں ہے کہ تم میں کا ایک شخص آتا ہے حالانکہ اُس کے بال ایسے پریشان ہوتے ہیں گویا کہ وہ رہزن یا شیطان ہے

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دُهْنَ رَاْسِهٖ وَتَسْرِيْحَ لِحْيَتِهٖ (مشکوٰۃ)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سر میں کثرت سے تیل ڈالا کرتے تھے اور ڈاڑھی میں بہت کنگی کیا کرتے تھے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ اِلَّا غِبًّا (ترمذی۔ ابوداؤد)

مغفلؓ کے بیٹے عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کنگی کرنے سے منع کیا مگر کبھی کبھی کا مضائقہ نہیں مثلاً ایک روز کرے دوسرے روز ترک کرے)

من المترجم ان حدیثوں کی تعلیم کا ماحصل یہ ہے کہ آدمی بال رکھے تو ان کی خدمت بھی کرتا رہے اور تحسین ہیاۃ اچھی چیز ہے بشرطیکہ عورتوں کی طرح بناؤ کنگی چوٹی سنگار کی عادت نہ کرے کہ عار مردی ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ (صحیحین)

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عورت اپنے بالوں میں دوسرے بال ملاتی ہے (کہ بال بڑے معلوم ہوں) اور جو دوسرے کو اس بات کا حکم کرتی ہے کہ میرے بالوں میں دوسرے بال ملا دے اور جو جسم کا کوئی حصہ خود گودتی اور جو دوسرے سے گدواتی ہے ان سب پر خدا لعنت کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَجَآءَتْهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ اِنَّهٗ بَلَغَنِيْ اَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ فَقَالَ مَا لِيْ لَآ اَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ هُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَتْ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُّ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ قَالَ لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِّيْهِ اَمَا قَرَأْتِ وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا قَالَتْ بَلٰى قَالَ فَاِنَّهٗ قَدْ نَهٰى عَنْهُ (صحیحین)

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے انھوں نے کہا خدا اُن عورتوں کو، جو اپنے جسم کے کسی حصے کو خود گودتی یا دوسرے کو گودنے کا حکم کرتی اور جو اپنے چہروں پر سے بال چنتی اور جو چنواتی اور جو اظہارِ حسن کے لیے دانتوں کو جھری دار بناتی (اور) جو خدا کی پیدائش میں رد و بدل کرتی ہیں ان سب پر خدا لعنت کرے یہ سن کر عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک عورت آکر کہنے لگی مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم ایسی اور اس طرح کی عورتوں پر لعنت کرتے ہو عبداللہ بن مسعود نے کہا مجھے کیا ہو گیا کہ جسے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور جو خدا کی کتاب میں ملعون ہے اُس پر لعنت نہ کروں عورت نے کہا میں نے سارا قرآن اوّل سے آخر تک پڑھا ہے میں تو اُس میں وہ چیز پاتی نہیں جو تم کہتے ہو عبداللہ بن مسعود نے کہا اگر تو قرآن کو (سمجھ کر) پڑھتی تو (جو میں کہتا ہوں) اُس کو ضرور پاتی کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی وما اٰتٰکم الرسول الخ یعنی اور (مسلمانو!) جو چیز پیغمبر تم کو دیا کریں وہ تو لے لیا کرو اور جس سے منع کریں اُس سے دست کش رہو عورت نے کہا ہاں یہ آیت پڑھی تو ہے اس پر عبداللہ بن مسعود بولے تو پیغمبر صاحب نے اُن باتوں سے (جو اوپر مذکور ہوئیں) منع فرمایا ہے (تو جن باتوں سے جناب پیغمبر صاحب نے منع فرمایا اُن کا ترک بحکم نصِ قرآن واجب اور ارتکاب سبب لعنت ہے)

من المترجم اِن دو حدیثوں میں چار چیزوں کی ممانعت ہے وشم وصل نمص تفلج اور ممانعت بھی ہے تو بایں سختی کہ کرنے والی اور کرانے والی دونوں ملعون - سرکارِ انگریزی کو سختی کے ساتھ سدِ باب رشوت منظور ہوا تو رشوت کا دینا اور لینا دونوں کو برابر کا جُرم ٹھیرا دیا - یہی حال وشم وغیرہ کا ہے کہ کرنا بھی منع کرانا بھی منع تو **وشم** یہی متعارف گودنا ہے - یہ ایک وحشیانہ رسم ہے جو ابھی تک رذیل اقوام کی عورتوں میں برابر جاری ہے جیسے شرفا میں ناک کان کا چھدوانا - اس کے مذموم ہونے میں کون کلام کر سکتا ہے - انگریز اس کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - اور وہ ہے بھی اس قابل مگر کان کی ایک لوک انگریزوں کی بھی چھدی ہوئی دیکھتے ہیں - مذموم ہونے کی بڑی وجہ مذاق کی روارتہ ہے - مذاق صحیح ہو تو حسنِ خداداد سے بڑھ کر حسن نہیں لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ[1] اب اس میں جو آدمی اپنی طرف سے نمک مرچ لگاتا ہے تو یہ اس کی بیہودگی ہے اَحْسَنَ کُلَّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ[2] وَھُوَ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ[3]

حجام مردو دست تراقطع لازم است — اصلاح مے دہی خط پروردگار را

پیغمبر صاحب کو خدا نے کیسا مذاقِ سلیم عطا کیا تھا کہ جو باتیں ہم کو اب ڈیڑھ ہزار برس بعد بُری لگتی ہیں - اُن کو اُس وقت بُری معلوم ہوتی تھیں اور وہ اِن کی اصلاح چاہتے تھے - دوسری بات ہے **وصل** اصطلاحِ شرع میں وصل یہ ہے کہ عورت کسی اَور کے بال اپنے بالوں میں مِلائے تاکہ اس کی چوٹی لمبی اور گھنی معلوم ہو کہ لمبی اور گھنی چوٹی کی تعریف ہے ہم نے اپنی عمر میں سب سے پہلے اَب سُنا ہے کہ پنجاب میں کثرت سے اِس کا رواج ہے اور دلّی میں بھی کہیں کہیں ہو چلا ہے سو ہم تو اس میں سوائے اِس کے کسی طرح کی قباحت پاتے نہیں کہ پیغمبر صاحب کے وقت میں بازاری بدنام عورتیں ایسا کرتی ہوں گی - یہی حال ہے تیسری خصلت **نمص** کا کہ چہرے کے بال اکھڑوا دینے کو نمص کہتے ہیں - تو عورت کے مُونہ پر بال نہیں ہوتے - ہو نہ ہو پیشانی کے آگے بڑھے ہوئے بالوں کو چُنوا ڈالتی ہوں گی - یا شاید دونوں بھووں کے بیچ کے بال کہ عرب کے لوگ ہماری طرح جُٹی بھووں کو پسند نہیں کرتے - ادرابلج بین الحاجبین ان کے یہاں داخل حسن ہی بہر کیف کچھ بھی ہو مرد قص الشوارب کریں تو عورتیں وصل و نمص کیوں نہ کریں مگر وہی شیوۂ فواحش آخری بات **تفلج** ہے تو عرب کے لوگ چھدرے دانتوں کو پسند کرتے ہیں اپنا اپنا مذاق ہی تو ہے - ناچار عورتیں جن کو اپنی چھب دکھانی منظور ہوتی ہے دانتوں کو رتوا کر چھدرا کر لیتی ہوں گی - بد وضعی اور آوارگی کے علاوہ رتوانے سے دانت بھی کمزور پڑ جاتے ہوں گے - غذا اچھی طرح نہ چبتی ہوگی تو یہ نقصانِ مزید ہے بد وضعی مزیلِ آبرو - دانتوں کی کمزوری مضرِ صحت -

عَنْ عَمَّارِ بْنِ یَاسِرٍ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰٓی اَھْلِیْ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ تَشَقَّقَتْ یَدَایَ فَخَلَّقُوْنِیْ بِزَعْفَرَانٍ فَغَدَوْتُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ فَلَمْ یَرُدَّ عَلَیَّ وَقَالَ اذْھَبْ فَاغْسِلْ ھٰذَا عَنْکَ (ابوداؤد)

یاسر کے بیٹے عمار کہتے ہیں کہ میں سفر سے اپنی اہل و عیال میں آیا اور میرے دونوں ہاتھ (سردی کی وجہ سے) پھٹ گئے تھے تو میرے گھر والوں نے میرے (ہاتھوں میں) خلوق (مرکب خوشبو) مل دیا جس میں زعفران مخلوط تھی پس میں صبح کو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو آپ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا اور فرمایا جا اس کو

[1] مقصود یہ ہے کہ مردوں کو تشبہ بالنساء کی تہمت سے بچنا چاہئے ۱۲ [2] ہم نے انسان کو بہتر سے بہتر ساخت کا پیدا کیا ۱۲ [3] اس نے جو چیز بنائی خوب ہی بنائی ۱۲

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَاۤءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ

ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں کو وہ خوشبو استعمال میں لانی چاہیئے جس کی خوشبو ظاہر اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورتوں کو وہ خوشبو چاہیئے جس کا رنگ ظاہر اور خوشبو پوشیدہ ہو +

من المترجم ۔ بوئے خوش اور رنگت دو چیزیں ہیں اور دونوں بجائے خود قوت شہوانی کی ہیجان میں لانے والی ہیں اور عورتوں کو جو پردے کا حکم دیا گیا ہے تو اسی غرض سے کہ غیر مردوں کو ہیجان میں نہ لائیں۔ پس رنگت کو تو عورت پردے کے ذریعے سے چھپا سکے گی۔ خوشبو پردے میں چھپانے کی چیز نہیں اور اسی لیے شاعر لوگ بو کو غماز باندھتے ہیں۔ اس کی نسبت حکم دیا کہ دھیمی ہو یا ماندہ ہو اس کی مہک دور تک نہ پہونچتی ہو۔ رنگتوں میں ایک رنگت مثلاً مہندی ہے انگشت حنائی کے اشعار بکثرت دیوانوں میں پائے جاتے ہیں مثلاً ؎ کیا خوب ہے انگشت حنائی کا تصور + دل میں نظر آتی تو ہے اک بوند لہو کی + ایک دفعہ کا مذکور ہے کہ چند نوجوان آپس میں ہنستے بولتے ایک سڑک پر چلے جاتے تھے دور سے ایک سرخ پوش عورت جاتی ہوئی دکھائی دی۔ ایک نوجوان نے دیہاتی دلہن سمجھ کر اس کے دیکھنے کو قدم تیز کیا۔ عورت بھی تاڑ گئی اور اس نے جوان کے پریشان کرنے کو پینترے بدلنے شروع کیے۔ آخر بڑی دیر پیچھے سامنے آ کھڑی ہوئی اور کہا بیٹا لال لوگڑے نے تجھے دھوکا دیا۔ رے اچھی طرح دیکھ لے تو وہ بوڑھی پھوس نکلی +

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا یَصْبِغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ + (صحیحین)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہود و نصاریٰ خضاب نہیں کرتے تو تم ان کی مخالفت کرو (یعنی خضاب کیا کرو)

عَنْ اَبِی ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحْسَنَ مَا غُیِّرَ بِهِ الشَّیْبُ الْحِنَّاۤءُ وَالْکَتَمُ + (ترمذی۔ ابوداؤد)

ابو ذر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر چیز جس سے بڑھاپا بدل دیا جاتا ہے۔ مہندی اور وسمہ ہے +

من المترجم حدیث میں خضاب کی نہ صرف اجازت ہی بلکہ ایک طرح کا حکم ہے اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ شروع کے مسلمانوں کو جہاد کی ضرورت تھی اور بڑھاپا دلیل ہے ضعف کی پیغمبر صاحب نے دشمنوں کو مرعوب کرنے کے لیے مسلمانوں کو خضاب کا حکم دیا جس طرح طواف کعبہ کے اشواط میں رمل یعنی دوڑنے کا۔ کیونکہ اس وقت دشمنوں کو خیال تھا کہ مسلمانوں کو مدینے کے بخار نے ضعیف کر دیا ہے۔ غرض یہ سب کچھ مخالفوں پر مسلمانوں کی دھاک بٹھانے کے لیے تھا۔ اب غزا اور جہاد تو گئے گزرے ہوئے جس غرض سے خضاب کیے جاتے ہیں معلوم ؎ باقی ہے شیخ کو ابھی حسرت گناہ کی + کالا کرے گا مونہ بھی جو داڑھی سیاہ کی + الاعمال بالنیات +

١٧

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهٗ نُوْرُ الْمُسْلِمِ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِهَا حَسَنَةً وَّكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيْئَةً وَّرَفَعَهٗ بِهَا دَرَجَةً (ابوداؤد)

عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید بالوں کو نہ چنو کیونکہ بڑھاپا مسلمان کی نورانیت کا سبب ہے جو شخص حالتِ اسلام میں بوڑھا ہو تو لے خدا اُس کے لیے اِس (بڑھاپے) کے سبب سے نیکی لکھتا اور اُس کی خطا دور کرتا اور اُس کا درجہ اونچا کرتا ہے

عَنْ كَرِيْمَةَ بِنْتِ هَمَّامٍ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنْ خِضَابِ الْحِنَّاءِ فَقَالَتْ لَا بَأْسَ وَلٰكِنِّيْ أَكْرَهُهٗ كَانَ حَبِيْبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ رِيْحَهٗ (ابوداؤد)

ہمام کی بیٹی کریمہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے مہندی کے خضاب کے بارے میں دریافت کیا اُمّ المومنین نے کہا اس خضاب میں کچھ حرج نہیں لیکن میں (اپنے لیے) اِس کو اِس لیے ناپسند رکھتی ہوں کہ میرے حبیب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اِس کی بُو ناپسند معلوم ہوتی تھی

من المترجم اپنا اپنا مذاق ہی تو ہے۔ کوئی خاص بات ہوگی کہ پیغمبر صاحب کو مہندی کی بُو ناپسند تھی ورنہ ہمارے یہاں تو مہندی کی بھینی بھینی خوشبو بہت بھلی معلوم ہوتی ہے اور حنا کا عطر قیمتی عطروں میں ہے۔ بہرکیف حدیث داخلِ بیانِ حال ہے ؎

١٩

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا بِنْتَ عُتْبَةَ زَوْجَةَ أَبِيْ سُفْيَانَ أُمَّ مُعَاوِيَةَ قَالَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ بَايِعْنِيْ فَقَالَ لَا أُبَايِعُكِ حَتّٰى تُغَيِّرِيْ كَفَّيْكِ فَكَأَنَّهُمَا كَفَّا سَبُعٍ (ابوداؤد)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ عتبہ کی بیٹی ابوسفیان کی بیوی معاویہ کی ماں ہندہ نے عرض کیا یا نبی اللہ مجھ سے بیعت لیجیے پیغمبر صاحب نے فرمایا تاوقتیکہ تو اپنے دونوں ہاتھ متغیر نہ کرے گی (یعنی ہاتھوں کو مہندی نہ لگائے گی) میں تو تجھ سے بیعت لوں گا نہیں تیری دونوں ہتیلیاں گویا درندے کی ہتیلیاں ہیں۔ (کہ بے رنگ اور سفید ہوتی ہیں) [۱]

[۱] معلوم ہوا کہ عورتوں کو ہاتھ میں مہندی لگانا مستحب ہے نہ لگانا مکروہ ہے لو کراہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح مردوں کو تشبہ بالنساء مکروہ ہے اسی طرح عورتوں کو تشبہ بالرجال مکروہ ہے ۱۲

عربی	اردو
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ (ابوداود)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس مرد پر لعنت فرمائی جو عورت کی پوشش پہنے اور اُس عورت کو (بھی لعنت کی) جو مرد کا لباس پہنے

آداب الطبّ والرّقیٰ

عربی	اردو
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً (بخاری)	ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے کوئی مرض بھی ایسا نہیں بھیجا جس کے لیے شفا نہ بھیجی ہو
عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ فَإِذَا أُصِيبَ دَوَاءُ الدَّاءِ بَرَءَ بِإِذْنِ اللّٰهِ (مسلم)	جابر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مرض کی دوا مقرر ہے تو جب دوا مرض کو کارگر ہو جاتی ہے (بیمار) بحکم خدا تندرست ہو جاتا ہے۔
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّوَاءِ الْخَبِيثِ (ترمذی)	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے پلید و نجس دوا کے استعمال (سے جسے خدا نے حرام ٹھیرایا ہے) منع فرمایا۔
عَنْ وَائِلٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّ طَارِقَ بْنَ سُوَيْدٍ الْجُعْفِيَّ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَمْرِ فَنَهَاهُ أَوْ كَرِهَ أَنْ يَصْنَعَهَا فَقَالَ إِنَّمَا أَصْنَعُهَا لِلدَّوَاءِ	وائل حضرمی سے روایت ہے کہ سوید جعفی کے بیٹے طارق نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے شراب کے (بنانے کے) بارے میں دریافت کیا پیغمبر صاحب نے اُسے منع کیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ شراب کے بنانے کو مکروہ و ناپسند فرمایا طارق نے عرض کیا کہ میں تو دوا کے لیے بناتا ہوں

سلہ طب لغت میں علاج کرنے کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں جسمانی اور نفسانی حفظِ صحت اور دفعِ مرض کے ساتھ بدن کے علاج کرنے کو طبِ جسمانی اور اخلاق ردیہ کے ساتھ نفس کے علاج کرنے کو طبِ نفسانی کہتے ہیں پھر جس طرح طب کی دو قسمیں ہیں لو دیہ کی بھی دو قسمیں ہیں طبیعیہ اور روحانیہ طبیعیہ دوائیں یہی دوائیں ہیں جو ہمارے یہاں کے طبیب استعمال میں لاتے ہیں اور روحانیہ دوائیں قرآن اور دعائیں۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دونوں طرح کی دواؤں سے علاج کیا ہے جیسا کہ حدیث کی کتابوں میں مفصلاً مذکور ہے۔ رُقی جمع ہے رقیہ کی اور اس کے معنے افسون اور منتر کے ہیں افسون اگر قرآن اور اسمائے الٰہی کے ساتھ ہو تو بالاتفاق جائز ہے اور اس کے علاوہ جو کلمات ایسے ہوں جن کے معانی معلوم ہوں اور وہ مخالف شریعت نہ ہوں اُن کے ساتھ بھی افسون جائز ہے و الا فلیس فلیس ۱۲

۲۴ فنِ طب کا مُسلّم مسئلہ ہے کہ ذہن میں طبیعہ بد تر بدن ہے اور علاج نام ہے طبیعت کی تقویت کا دوا سے ہو تو اور خیال کی تائید سے ہو تو جسم پر خیالات کے اثر کا ہونا بھی یقینی ہے یہی جھاڑ پھونک کے جواز کا مانعہ۔ ان شرط ضروری ہے کہ دوا میں کوئی چیز حرام نہ ہو جھاڑ پھونک میں شائبہ شرک نہ ہو ۱۲

متن	ترجمہ
فَقَالَ اِنَّہٗ لَیْسَ بِدَوَآءٍ وَّلٰکِنَّہٗ دَآءٌ (مسلم)	فرمایا شراب دوا نہیں ہو بلکہ مرض ہے۔
عَنْ اَبِی الدَّرْدَآءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَ الدَّآءَ وَ الدَّوَآءَ وَجَعَلَ لِکُلِّ دَآءٍ دَوَآءً فَتَدَاوَوْا وَلَا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ (ابوداؤد)	ابوالدرداؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے مرض اور دوا دونوں کو بھیجا ہے اور ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے (لوگو) تم (بے دغدغہ) دوا کرو مگر حرام چیز کے ساتھ دوا نہ کرو۔
قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَجْعَلْ شِفَآءَکُمْ فِیْمَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ (بخاری)	ابن مسعودؓ کا قول ہے کہ (لوگو) خدا نے اُن چیزوں میں تمھارے لیے شفا نہیں ٹھیرائی ہو اُس نے تم پر حرام کردی ہیں۔
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عُثْمَانَ اَنَّ طَبِیْبًا سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ ضِفْدَعٍ یَجْعَلُھَا فِیْ دَوَآءٍ فَنَھَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ قَتْلِھَا (ابوداؤد)	عثمانؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ایک طبیب نے جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ مینڈک کا دوا میں ڈالنا کیسا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طبیب کو مینڈک کے مار ڈالنے (اور اُسے دوا میں ڈالنے) سے منع کیا۔
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَیْتُمْ بِہٖ الْحِجَامَۃُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِیُّ (صحیحین)	انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) جن چیزوں سے تم دوا کرتے ہو سب میں بہتر و افضل پچھنے لگوانا ہے اور قُسط بحری (یہ ایک مشہور دوا ہے جسے عود ہندی کہتے ہیں)
عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُعَذِّبُوْا صِبْیَانَکُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَۃِ وَعَلَیْکُمْ بِالْقُسْطِ (صحیحین)	حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو) تم اپنے بچوں کو (گلا آنے کے وقت) گلا دبانے کی وجہ سے تکلیف نہ دو تمھیں عود ہندی کا استعمال کرنا لازم ہو ف۱

ف۱ مسند امام احمد میں ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ کے گھر میں تشریف لائے حضرت عائشہ کے پاس ایک بچہ بیٹھا تھا جس کی ناک سے خون جاری تھا پیغمبر صاحب نے فرمایا اسے کیا بیماری ہے اُمّ المومنین نے کہا اس کا گلا آیا ہوا ہے اور سر میں درد بھی ہے فرمایا افسوس تم اپنے بچوں کو ناحق ہلاک کرتی ہو جس عورت کے بچے کا گلا آجائے یا درد سر ہو اُسے چاہیئے کہ عود ہندی لے کر پانی میں حل کرے اور ناک میں قطرہ قطرہ ٹپکائے چنانچہ اُس بچہ کے ساتھ یہی عمل کیا گیا اور وہ اچھا ہوگیا رقیق دوا ناک میں ٹپکانے کو اصطلاح اطبا میں سعوط کہتے ہیں اس کا طریقہ یہ ہے کہ مریض کو چت لٹاکر رقیق دوا ناک میں ڈالیں اور مریض کا سر ذرا نیچے کی طرف مائل رکھیں تاکہ دوا دماغ تک پہونچ جائے۔

عن عبد الله بن مسعود قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عليكم بالشفائين العسل والقرآن (ابن ماجه)

عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! تمھیں دو شفاؤں کا استعمال کرنا چاہیئے ایک شہد کا دوسرے قرآن کا۔

عن نافع قال قال ابن عمر يا نافع ينبغ لي الدم فاتني بحجام واجعله شابا ولا تجعله شيخا ولا صبيا قال وقال ابن عمر سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول الحجامة على الريق امثل وهي تزيد في العقل وتزيد في الحفظ وتزيد الحافظ حفظا فمن كان محتجما فيوم الخميس على اسم الله واجتنبوا الحجامة يوم الجمعة ويوم السبت ويوم الاحد فاحتجموا يوم الاثنين ويوم الثلثاء واجتنبوا الحجامة يوم الاربعاء فانه اليوم الذي اصيب به ايوب في البلاء وما يبدو جذام ولا برص الا في يوم الاربعاء (ابن ماجه)

نافع (ابن عمر کے غلام) کہتے ہیں کہ ابن عمر نے فرمایا نافع! مجھ پر خون نے یہاں تک غلبہ کیا ہے کہ پانی کے چشمے کی طرح میرے بدن میں جوش مار رہا ہے تو تو میرے لیے پچھنے لگانے والے کو بلا لا اور جوان آدمی کو اختیار کیجیو نہ بوڑھے کو اور نہ بچے کو نافع کہتے ہیں اور ابن عمر نے کہا میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ نہار منہ پچھنے لگوانا افضل ہیں اس وقت کے پچھنے لگوانے سے عقل میں زیادتی ہوتی اور حافظہ بڑھتا اور جس کا حافظہ بڑھا ہوا ہو اسے کمال درجہ کا حافظہ حاصل ہوتا ہے تو جو شخص پچھنے لگوانا چاہے خدا کا نام لے کر جمعرات کے دن لگوائے اور (لگوا) جمعے اور ہفتے اور اتوار کے روز پچھنے لگوانے سے پرہیز کرو ہاں پیر کو اور منگل کو پچھنے لگواؤ پھر بدھ کے روز پچھنے لگوانے سے بچو کیونکہ یہ وہ دن ہے جس میں ایوب مبتلائے بلا ہوئے اور بدھ ہی کے روز یا بدھ کی رات میں پچھنے لگوانے سے جذام اور برص ظاہر ہوتا ہے۔

عن جابر قال رمي ابي يوم الاحزاب على اكحله فكواه رسول الله صلى الله عليه وسلم (مسلم)

جابر کہتے ہیں کہ جنگ احزاب کے دن میرے باپ کی ہفت اندام رگ پر تیر لگا تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے زخم کو داغ دینے کا حکم فرمایا چنانچہ داغ دیا گیا اور خون بند ہو گیا۔

عن انس قال رخص رسول الله صلى الله عليه وسلم

انس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے

عربی	اردو
فِی الرُّقْیَۃِ مِنَ الْعَیْنِ وَالْحُمَۃِ وَالنَّمْلَۃِ (مسلم)	نظر بد اور زہردار جانور کے کاٹے اور نملہ (ایک قسم کا پھوڑا ہے جو پہلو وغیرہ میں نکلتا ہے) کے لیے افسوں پڑھنے کی اجازت دی ف ا
عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ كُنَّا نَرْقِیْ فِی الْجَاهِلِیَّۃِ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ تَرٰی فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ اعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاكُمْ لَا بَاْسَ بِالرُّقٰی مَا لَمْ یَكُنْ فِیْهَا شِرْكٌ (مسلم)	مالک اشجعی کے بیٹے عوف کہتے ہیں کہ ہم زمانہ جاہلیت میں افسوں پڑھا کرتے تھے (اسلام میں داخل ہونے کے بعد) ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے (آیا افسوں پڑھیں یا نہیں) پیغمبر صاحب نے فرمایا اپنے افسوں مجھ پر پیش کرو افسوں پڑھنے کا کچھ مضایقہ نہیں جب کہ اُن میں وہ الفاظ نہ ہوں جن سے شرک لازم آتا ہو
عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ وُلْدَ جَعْفَرٍ تُسْرِعُ اِلَیْهِمُ الْعَیْنُ اَفَاَسْتَرْقِیْ لَهُمْ قَالَ نَعَمْ فَاِنَّهٗ لَوْ كَانَ شَیْءٌ سَابَقَ الْقَدَرَ لَسَبَقَتْهُ الْعَیْنُ (ترمذی ابن ماجہ)	عمیس کی بیٹی اسماء سے روایت ہے کہ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ جعفر کی اولاد کو نظر بد بہت جلد لگ جاتی ہے تو کیا میں اُن کے لیے افسوں پڑھواؤں پیغمبر صاحب نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر الٰہی پر غالب آتی تو نظر بد غالب ہوتی لہ
عَنْ عَلِیٍّ قَالَ بَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَۃٍ یُصَلِّیْ فَوَضَعَ یَدَهٗ اِلَی الْاَرْضِ فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ فَنَاوَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِنَعْلِهٖ فَقَتَلَهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْعَقْرَبَ مَا تَدَعُ مُصَلِّیًا وَّلَا غَیْرَهٗ اَوْ نَبِیًّا وَّغَیْرَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمِلْحٍ وَّمَاءٍ فَجَعَلَهٗ فِیْ اِنَاءٍ	حضرت علیؓ کہتے ہیں ایک موقع پر جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم شب کو نماز پڑھ رہے تھے جوں ہی آپ نے زمین پر ہاتھ رکھا بچھو نے آپ کے ہاتھ کی انگلی میں ڈنک مارا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی جوتی سے اُسے پکڑ کر مار ڈالا اور نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا خدا بچھو کو لعنت کرے کہ نہ تو نمازی ہی کو چھوڑتا ہے اور نہ بے نمازی کو یا یہ فرمایا کہ نہ تو نبی ہی کو چھوڑتا ہے اور نہ غیر نبی کو پھر آپ نے نمک اور پانی منگا کر دونوں کو ایک برتن میں ڈال دیا اور اُس سے انگلی کے اُس حصے پر جہاں بچھو نے ڈنک مارا تھا ڈالتے رہے

ف ا افسوں پڑھنا اگرچہ تمام آلام و امراض میں جائز ہے مگر چونکہ اِن تینوں علتوں میں بہ نسبت اور امراض کے زیادہ مفید زیادہ نافع ہے اس سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو خاص کر بیان فرمایا ۱۲

لہ آج کل کے انگریزی خواں نظر بد کے اثر کے قائل نہ تھے تو حال ہی میں سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے یا یہ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ آدمی ایک روحانی قوت سے بذریعہ اعمال خاص دوسرے پر اثر ڈال سکتا ہے ان اعمال کو مسمریزم کہتے ہیں روحانی قوت کا مخرج زیادہ تر آنکھ ہے اور آدمی کے علاوہ شیر اور سانپ میں بھی یہ بات دیکھی گئی ہے ڈاکٹر لوگ بھی مسمریزم کے ذریعے سے سلب امراض کرنے لگے ہیں مشائخ کی توجہ بھی کچھ اسی قسم کی ہے تو نظر بد کے اثر میں اب کیا کلام ہو سکتا ہے ۱۲

ثُمَّ جَعَلَ یَصُبُّہٗ عَلٰۤی اِصْبَعِہٖ حَیْثُ لَدَغَتْہُ وَیَمْسَحُہَا وَیُعَوِّذُہَا بِالْمُعَوِّذَتَیْنِ (مشکوٰۃ)

آپ انگلی کو ملتے جاتے اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ پڑھ دعا کرتے جاتے تھے۔

عَنْ زَیْنَبَ امْرَاَۃِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ رَاٰی فِیْ عُنُقِیْ خَیْطًا فَقَالَ مَا ھٰذَا فَقَالَتْ قُلْتُ خَیْطٌ رُقِیَ لِیْ فِیْہِ قَالَتْ فَاَخَذَہٗ فَقَطَعَہٗ ثُمَّ قَالَ اَنْتُمْ اٰلَ عَبْدِ اللّٰہِ لَاَغْنِیَآءُ عَنِ الشِّرْکِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الرُّقٰی وَالتَّمَآئِمَ وَالتِّوَلَۃَ شِرْکٌ فَقُلْتُ لِمَ تَقُوْلُ ھٰکَذَا لَقَدْ کَانَتْ عَیْنِیْ تَقْذِفُ وَکُنْتُ اَخْتَلِفُ اِلٰی فُلَانٍ الْیَہُوْدِیِّ فَاِذَا رَقَاھَا سَکَنَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِکِ عَمَلُ الشَّیْطٰنِ کَانَ یَنْخَسُہَا بِیَدِہٖ فَاِذَا رَقٰی کَفَّ عَنْہَا اِنَّمَا کَانَ یَکْفِیْکِ اَنْ تَقُوْلِیْ کَمَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَاشِفَآءَ اِلَّا شِفَآؤُکَ

عبد اللہ بن مسعود کی بیوی زینب سے روایت ہے کہ عبد اللہ نے میری گردن میں گنڈا پڑا ہوا دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہے زینب کہتی ہیں میں نے کہا گنڈا ہے جس میں میرے لیے منتر پڑھا گیا ہے زینب کا بیان ہے یہ سن کر عبد اللہ نے گنڈے کو پکڑ کر کاٹ ڈالا پھر کہا اے آل عبد اللہ تم شرک سے بے نیاز (اور امراض و تکالیف کے دور کرنے میں ایسے افعال سے تمسّک کرنے کے محتاج نہیں) ہو میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ (جاہلیت کے) جھنتر منتر اور منکے مہرے (جنھیں عورتیں نظر بد کو دفع کرنے کے لیے بچوں کے گلے میں ڈالتی ہیں) اور وہ گنڈے تعویذ جو مرد و عورت میں محبت پیدا کرنے کی غرض سے سحر کی آمیزش سے بنائے جاتے ہیں سب شرک ہیں (زینب کہتی ہیں) اس پر میں نے کہا کہ تم ایسا کیوں کہتے (اور تعویذ گنڈے کے کیوں منکر) ہو ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میری آنکھ مارے درد کے نکلی پڑتی تھی اور میں فلاں یہودی کے پاس آمد و رفت رکھتی تھی اس نے منتر پڑھا تو (آنکھ کا) درد جاتا رہا عبد اللہ نے کہا یقیناً یہ شیطان کا کام ہے کہ وہ آنکھ کو ہاتھ سے کھجلاتا ہوگا اور جب منتر پڑھا جاتا ہے تو شیطان کھجلانے سے باز رہتا ہوگا تجھے تو بس اسی قدر کافی تھا کہ جس طرح جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم (تکلیف و شدت کے وقت) فرمایا کرتے تھے اذھب الباس الخ تو بھی یہی کہتی یعنی اے لوگوں کے پروردگار اس سختی و تکلیف کو دفع کر اور شفا عطا فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوائے کوئی شفا نہیں

شِفَاءٌ اَوْ يُغَادِرُ سَقَمًا (ابو داود)

شفا بھی وہ جو کسی بیماری کو چھوڑے نہیں ف

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اكْتَوٰى اَوِ اسْتَرْقٰى فَقَدْ بَرِئَ مِنَ التَّوَكُّلِ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

شعبہ کے بیٹے مغیرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے زخم پر داغ دیا یا منتر جنتر پڑھوایا وہ درجہ توکل سے نکل گیا ف۲

ف۱ خلاصہ یہ کہ امراض و تکالیف کے دفع کرنے کے لیے تمام منتر و افسون جائز ہیں بشرطیکہ آیات قرآنی اور اذکار الٰہی ہوں مگر وہ منتر اور تعویذ اجنبی لغت میں ہوں یا جو نامعلوم المعانی ہوں وہ ناجائز ہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اُس میں کلمات کفر بھی ہوں ابن حجر نے فتح الباری میں لکھا ہے کہ منتروں کے جواز پر جمہور علماء کا اجماع ہے جبکہ اُن میں تین باتیں جمع ہوں ایک یہ کہ جن لفظوں کے ساتھ منتر پڑھا جائے کلام اللہ کے الفاظ ہوں یا اسماء الٰہی ہوں یا صفات ہوں دوسرے عربی زبان میں ہوں یا ایسی زبان میں ہوں جو اُس زمانے میں مشہور ہو اور اُن کے معانی آسانی سے سمجھے جا سکتے ہوں تیسرے منتر کرنے اور کرانے والے کو اس بات کا اعتقاد ہو کہ منتر بذاتہ مؤثر نہیں ہو سکتا بلکہ بوسیلہ تقدیر الٰہی اثر کرتا ہے۔ رہا تعویذ کا گردن میں لٹکانا یا بازو پر باندھنا اِس میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے مگر اکثر علماء کے نزدیک جائز ہے بوجود شرائط مذکورہ ایک روایت میں آیا ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن عمرؓ کو دفع بے خوابی کے لیے ایک دعا تعلیم کی تھی حضرت عبداللہ نے اپنی بڑی اولاد کو تو وہ دعا زبانی سکھادی اور چھوٹے بچوں کی گردنوں میں لکھ کر ڈال دی عبداللہ بن مسعودؓ نے جو اپنی بیوی زینب کے گلے کا گنڈا توڑ ڈالا تو اُس کی وجہ یہ تھی کہ اُس وقت تک عہد جاہلیت کے منتر اور گنڈے تعویذوں کا سلسلہ ٹوٹا نہ تھا اور اُسی زمانے کا گنڈا زینب کے گلے میں پڑا ہوا تھا یہی وجہ تھی کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے تمام منتروں جنتروں اور تعویذوں اور مُہروں کو شرک کے ساتھ تعبیر کر کے آخر حدیث میں کہہ دیا انما کان یکفیک الخ یعنی اس قسم کا کوئی گنڈا یا تعویذ ہوتا تو مضایقہ نہ تھا ۱۲

ف۲ داغ دینا اور منتر جنتر پڑھنا پڑھوانا اگرچہ ضرورت کے وقت جائز و مباح ہے جیساکہ اُوپر کی حدیثوں سے معلوم ہوا لیکن مقام توکل اس سے بالاتر ہے جیساکہ متوکلوں کی صفت میں ایک حدیث بایں مضمون آئی ہے کہ متوکل وہ ہیں جو منتر نہیں پڑھتے پڑھواتے زخم لگے تو اُسے داغ نہیں دیتے اور اپنے تمام کاروبار کو حوالہ بخدا کرتے ہیں ۱۲

من المترجم اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین ہمہ وقت استفادۃً جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو گھیرے رہتے تھے جس طرح شاگرد اُستاد کو مرید پیر کو اولاد مہربان باپ کو مریض طبیب کو مستمعین وعظ کو۔ ارکین سلطنت بادشاہ کو سپاہی جرنیل کو سائلین سخی داتا کو پیاسے چشمہ آب حیات کو پروانے شمع کو اور پیغمبر صاحب اِن تمام خدمات کو علے وجہ الکمال بجالاتے تھے اور اسی لیے وہ مبعوث ہوئے تھے۔ عقیدت اور ارادت جو صحابہ کو آں جناب کے ساتھ تھی اس کا اظہار ان لفظوں کے سوائے اور کسی طرح پر ہو نہیں سکتا کہ ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ پیغمبر صاحب ہر فرد اُمت کی پرداخت میں سعی کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھتے تھے اور لوگ بھی ذری ذری سی بات میں آپ سے صلاح لیتے اور اُن کے ارشاد پر کار بند ہوتے تھے۔ چنانچہ پانی کی قلت کی وجہ سے جاڑے کے دنوں میں پیالے اور لوٹے لاتے اور تبرکاً پیغمبر صاحب سے ٹھنڈے پانی میں ہاتھ ڈلواتے۔ بچوں کو پیدا ہوئے پیچھے ہمارے یہاں پہلے گھٹی دی جاتی ہے اور بعض شہد چٹاتے ہیں کہ گھٹی اور شہد دونوں ہلکے سے مسہل ہیں تاکہ جنین ہونے کی حالت میں

جو کثافت جمع ہو گئی تھی پیٹ اُس سے صاف ہو جائے یسے نیچے لوگ پیغمبر صاحب پاس لاتے اور وہ چھوہارا چبا کر بچے کے مونھ میں اُگل دیتے اسی طرح ذرا کسی کا سر دُکھتا اور وہ دوا پوچھنے پیغمبر صاحب پاس دوڑا آتا اور پیغمبر صاحب بقدر معلومات اُس کو تدبیر بتا دیتے اس طرح پر معالجات نبوی کی ایک کتاب بن گئی جو **طبّ نبوی** کے نام سے مشہور ہے تو ان باتوں کو رسالت سے کچھ تعلق نہیں۔ اور معالجات جالینوس کے آگے کوئی مُسلمان ان پر عمل کرتا بھی نہیں ورنہ طبّ یونانی کا کبھی کا بیج مارا گیا ہوتا طب کے متعلق دوسری بات انگریزی یا ڈاکٹری دواؤں کی ہے کہتے ہیں کہ ان کی کوئی دوا شراب کی لاگ کے بدون نہیں بن سکتی اور شراب حرام ہے ہم کو تو شراب کی لاگ کا ذاتی علم ہے نہیں اور لوگوں کی بدگمانی کی بھی انتہا نہیں ع بدگمان وہم کی دارو نہیں لقمان کے پاس۔ ابھی کئے دن ہوئے کہ لوگ انگریزوں کے ساتھ کھانے پینے سے پرہیز کرتے تھے اور ابھی تک کرتے ہیں اور ہمارا مسلک ہے الاصل فی الاشیاء الحلۃ ہم محض بدگمانی پر ان بعض الظن اثم انگریزی دواؤں پر حرمت کا حکم لگا نہیں سکتے ہیں کس طرح یقین ہو سکتا ہے کہ انگریزی دواؤں میں شراب کی لاگ ہے اور جس طرح دواؤں میں شراب کی لاگ ہونے کا یقین نہیں اسی طرح اس کا بھی یقین نہیں کہ بالفرض دواؤں میں شراب کی لاگ ہے تو اُس میں سکر بھی ہے ؛

آدابُ السّفر

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِلَى سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ (ابوداود)

مالک کے بیٹے کعب کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ سلم جمعرات کے دن کے علاوہ (اور دنوں میں) بہت کم سفر میں تشریف لے جایا کرتے تھے

من الکرم یوم الخمیس یعنی جمعرات کے روز جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو سفر کرنا بہت پسند تھا اور اسی لیے آپ جمعرات کو چھوڑ کر اور دنوں میں بہت ہی کم سفر کے لیے نکلا کرتے تھے جمعرات کے روز آپ کو سفر کرنا کیوں پسند تھا؟ اس کی علماء نے چند توجیہیں کی ہیں! ایک یہ کہ جمعرات کا دن اصل میں بڑی برکت کا دن ہے کہ اس میں بندوں کے اعمال بارگاہ خداوندی میں پیش ہوتے ہیں اور چونکہ پیغمبر صاحب کا سفر فی اغلب الاحوال جہاد کے لیے ہوا کرتا تھا اور جہاد افضل الاعمال ہے اس لیے آپ کو یہ بات زیادہ پسند تھی کہ جمعرات ہی کے روز سفر کے لیے باہر نکلیں تاکہ اور اعمال کے شمول میں یہ عمل بھی درگاہ خداوندی میں پیش ہو۔ دوسری توجیہ یہ ہے کہ بحساب جمل لفظ خمیس کے عدد دوسرے دنوں کے ناموں کے عدد سے زیادہ ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح فارسی میں یکشنبہ اتوار کو۔ دوشنبہ پیر کو۔ سہ شنبہ منگل کو۔ چہارشنبہ بدھ کو۔ پنجشنبہ جمعرات کو کہتے ہیں اسی طرح یوم الاحد اتوار کو۔ یوم الاثنین پیر کو۔ یوم الثلثا منگل کو۔ یوم الاربعا بدھ کو۔ یوم الخمیس جمعرات کو کہتے ہیں تو یوم الخمیس یعنی جمعرات کے دن نے دوسرے دنوں کے اعداد کو پورا کر دیا کہ اس کے بعد کوئی دن ایسا نہیں جس میں عدد شامل ہو کیونکہ جمعہ اور یوم السبت دشنبہ۔ ہفتہ) عدد سے خالی ہے تو جب جمعرات کا دن بلحاظ عدد تتم الایام تھا پیغمبر صاحب کو اسی دن میں سفر کرنا زیادہ پسند تھا مگر ان دونوں توجیہوں سے وہ توجیہ زیادہ پسندیدہ ہے جو صاحب مجمع البحار نے اختیار کی ہے اس لیے کہ اس زمانے کی طبائع کے لیے زیادہ قریب الفہم ہے وہ کہتے

ہیں کہ جناب پیغمبر صاحب فالِ نیک سے بہت خوش ہوا کرتے تھے تو چونکہ خمیس کے معنے لشکر کے بھی ہیں اور اس میں ایک طرح کا تفاؤل ہے یعنی مخالف کے لشکر پر فتح حاصل ہوگی علاوہ بریں خمیس کا لفظ خُمُسِ غنیمت پر بھی دلالت کرتا ہے اور یہ دوسرا تفاؤل ہے اس سے آپ کو یوم الخمیس یعنی جمعرات ہی کو سفر کرنا پسند تھا اب ایک توجیہ ہم کو بھی سوجھی ہے کہ جمعرات کا دن مُبارک اِس سے ہے کہ وہ جمعے کی تمہید ہے کیونکہ اہل عرب کے ہاں آفتاب کے غروب ہونے کے بعد ہی سے دوسرا دن شروع ہو جاتا ہے اور خود اس دن کا نام (جمعرات) ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ وہ جمعے کی تمہید ہے جمعرات یعنی جمعے کی رات اور روزِ جمعہ کی فضیلت کتب احادیث میں بہت کچھ آچکی ہے ازانجملہ یہ کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَاُوْتِیْنَا مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ ھٰذَا یَوْمُھُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْھِمْ یَعْنِیْ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَاخْتَلَفُوْا فِیْہِ فَھَدَانَا اللّٰہُ لَہٗ وَالنَّاسُ لَنَا فِیْہِ تَبَعٌ اَلْیَھُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ (متفق علیہ)

اس حدیث کا ترجمہ اور دیگر فضائلِ جمعہ حصہ اوّل کے باب صلوٰۃ الجمعہ میں ملاحظہ ہوں ۱۲ +

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی الْوَحْدَۃِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَ رَاکِبٌ بِلَیْلٍ وَّحْدَہٗ (بخاری)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر لوگوں کو تنہا سفر کرنے کی تکلیفیں معلوم ہوتیں جو مجھے معلوم ہیں تو سوار بھی (جسے بہ نسبت پیادے کے کم مشقت اُٹھانی پڑتی ہے) رات کو تنہا سفر نہ کرتا۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرْتُمْ فِی الْخِصْبِ فَاَعْطُوا الْاِبِلَ حَقَّھَا مِنَ الْاَرْضِ وَاِذَا سَافَرْتُمْ فِی السَّنَۃِ فَاَسْرِعُوْا عَلَیْھَا السَّیْرَ وَاِذَا عَرَّسْتُمْ بِاللَّیْلِ فَاجْتَنِبُوا الطَّرِیْقَ فَاِنَّھَا طُرُقُ الدَّوَابِّ وَمَاْوَی الْھَوَامِّ بِاللَّیْلِ (مسلم)

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم فراخ سالی میں سفر کرو تو اُونٹ (وغیرہ سواری) کو زمین سے اُس کا حق دے دیا کرو (یعنی تھوڑے تھوڑے وقفے سے چھوڑ دیا کرو کہ سواریاں چر لیں اور تازہ دم ہو کر تیز چلیں) اور جب قحط سالی میں سفر کرو تو جلد چلو (تاکہ سواریاں ضعیف ہونے سے پہلے تمہیں منزلِ مقصود تک پہونچا دیں) اور تمہیں پچھلی رات میں اُترنے کا اتفاق ہو تو رستے سے ایک طرف ہو جاؤ کیونکہ رات کو رستے چارپایوں کی راہیں اور کاٹنے والے جانوروں کی جائے

عَنْ صَخْرِ بْنِ وَدَاعَۃَ الْغَامِدِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ

وداعہ غامدی کے فرزند صخر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خداوندا!

لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا وَکَانَ اِذَا بَعَثَ سَرِیَّۃً اَوْجَیْشًا بَعَثَھُمْ مِّنْ اَوَّلِ النَّھَارِ وَکَانَ صَخْرٌ تَاجِرًا فَکَانَ یَبْعَثُ تِجَارَتَہٗ اَوَّلَ النَّھَارِ فَاَثْرٰی وَکَثُرَ مَالُہٗ (ترمذی۔ ابوداؤد)

میری اُمت کو سویرے اُٹھنے اور سویرے سویرے سفر کرنے میں برکت عطا فرما اور پیغمبر صاحب کا قاعدہ تھا کہ آپ کوئی فوج یا لشکر بھیجتے تو دن کے اول حصے میں روانہ فرماتے اور صخر (راوی حدیث) تاجر تھے تو وہ بھی اپنا مال تجارۃ دن کے شروع حصے میں بھیجا کرتے تھے پس (تھوڑے ہی عرصے میں) مالدار ہوگئے اور اُن کے پاس بہت سا مال جمع ہوگیا۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ ڹِالْخُدْرِیِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا کَانَ ثَلٰثَۃٌ فِیْ سَفَرٍ فَلْیُؤَمِّرُوْا اَحَدَھُمْ (ابوداؤد)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سفر میں تین آدمی ہوں (یعنی تین آدمی مل کر سفر کررہے ہوں) تو اُن میں سے ایک کو اپنا حاکم و امیر مقرر کرلینا چاہیے (تاکہ سواری سے اُترنے چڑھنے اور ٹھیرنے اور کوچ کرنے وغیرہ میں اختلاف واقع ہو تو وہ اختلاف کو رفع کردے) ف۱

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَۃَ الْخُشَنِیِّ قَالَ کَانَ النَّاسُ اِذَا نَزَلُوْا مَنْزِلًا تَفَرَّقُوْا فِی الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ تَفَرُّقَکُمْ فِیْ ھٰذِہِ الشِّعَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ اِنَّمَا ذٰلِکُمْ مِّنَ الشَّیْطٰنِ فَلَمْ یَنْزِلُوْا بَعْدَ ذٰلِکَ اِلَّا انْضَمَّ بَعْضُھُمْ اِلٰی بَعْضٍ حَتّٰی یُقَالَ لَوْبُسِطَ عَلَیْھِمْ ثَوْبٌ لَعَمَّھُمْ (ابوداؤد)

ابوثعلبہ خشنی کہتے ہیں کہ (ابتدا میں) جب لوگ کسی منزل میں اُترتے تو پہاڑ کی گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ اُترتے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تمھارا ان گھاٹیوں اور نالوں میں الگ الگ پھیلنا اور جدا جدا پڑاؤ ڈالنا شیطان (کے دھوکے) سے ہے ف۲ چنانچہ اس مناہی کے بعد صحابی جب کسی منزل میں اُترتے ایک دوسرے سے مل کر اُترتے حتیٰ کہ کہا جاتا تھا کہ اگر اُن پر کوئی کپڑا تان دیا جاتا تو وہ سب کو اپنے دامن میں چھپا لیتا۔

+ +

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلسَّفَرُ قِطْعَۃٌ مِّنَ الْعَذَابِ

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

ف۱ اس سے مقصود ہے سدِ باب اختلاف کہ اختلاف کسی بات میں ہو اُس کا نتیجہ بد ہوتا ہے ۱۲

ف۲ یعنی شیطان چاہتا ہے کہ ایک دوسرے سے الگ رہو تاکہ دشمن تم پر قابو پاکر تکلیف پہونچائیں اور پاس پاس اُترنے سے ضرورت پڑنے پر تعاون میں آسانی ہوتی ہے اور یہ فائدہ کیا کم ہے ۱۲ +

يَمْنَعُ أَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَإِذَا قَضَى أَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَجْهِهِ فَلْيُعَجِّلْ إِلَى أَهْلِهِ (صحیحین)

کہ تم میں کے ایک (مسافر) کو سونے سے کھانے سے پینے سے روکتا ہے تو جب تم میں کا کوئی (مسافر) اپنی ضرورت کو اُس طریقے پر پُورا کرچکے (جس طریقے پر پُورا کرنا چاہتا تھا) تو اپنے گھر بار کی طرف لوٹ آنے میں جلدی کرے ف۱

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تُلُقِّيَ بِصِبْيَانِ أَهْلِ بَيْتِهِ وَإِنَّهُ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَسُبِقَ بِي إِلَيْهِ فَحَمَلَنِي بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جِيءَ بِأَحَدِ ابْنَيْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَأَرْدَفَهُ خَلْفَهُ قَالَ فَأُدْخِلْنَا الْمَدِينَةَ ثَلَاثَةً عَلَى دَابَّةٍ (مسلم)

جعفر کے بیٹے (ابو طالب کے پوتے) عبد اللہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا قاعدہ تھا کہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تو لوگ اہل بیت کے چھوٹے چھوٹے بچوں (مدینے سے باہر کچھ فاصلے پر) آپ کے پاس لے جایا کرتے تھے (ایک دفعہ کا ذکر ہے) کہ پیغمبر صاحب سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے لوگ سب سے آگے مجھے آپ کے پاس لے گئے آپ نے مجھے اپنے آگے سوار کر لیا پھر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ایک صاحبزادے (امام حسن یا امام حسین) کو کوئی لے آیا اور آپ نے اُنھیں اپنے پیچھے بٹھا لیا ف۲ عبد اللہ کہتے ہیں پھر ہم تینوں آدمی ایک سواری پر سوار ہوئے مدینے داخل کیے گیے +

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلْتَ لَيْلًا فَلَا تَدْخُلْ أَهْلَكَ حَتَّى تَسْتَحِدَّ الْمُغِيبَةُ وَتَمْتَشِطَ الشَّعِثَةُ (صحیحین)

انس سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (مجھے) ارشاد فرمایا کہ جب تُو سفر سے رات کے وقت اپنے وطن میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کے پاس اُس وقت تک نہ جا کہ مُغیبہ (وہ عورت جس کا شوہر اُس سے غائب یعنی سفر میں ہو) زیر ناف کے بال لے لے اور جس کے سر کے بال پریشان ہوں کنگھی چوٹی کر لے +

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَطَالَ أَحَدُكُمُ الْغَيْبَةَ فَلَا يَطْرُقْ أَهْلَهُ لَيْلًا - (صحیحین)

انس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص بہت دنوں تک سفر میں رہا ہو تو سفر سے لوٹتے ہوئے رات کے وقت اپنے اہل خانے کے پاس نہ (آئے)

ف۱ یہ واقعات نفس الامری ہیں سفر میں تھوڑی بہت تکلیف تو علی قدر مراتب سبھی کو ہوتی ہے ؏ کہ عداوت ہے اگر کیجیے ترک عادت - بلا ضرورت پردیس میں رہنا کس کو بھلا معلوم ہوتا ہے مگر اس کے ساتھ السفر وسیلۃ الظفر بھی ہے ۱۲ ف۲ یہ بھی بشری طبیعت کا تقاضا ہے کہ آدمی پردیس سے آتا ہے تو سب سے پہلے بچوں کے ساتھ اختلاط کرتا ہے اور بچے اُس سے مل کر خوش ہوتے ہیں ۱۲ +

عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا دَخَلَ الرَّجُلُ أَهْلَهُ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلُ اللَّيْلِ (ابوداؤد)

جابرؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی کے لیے اپنے اہلِ خانہ کے پاس آنے کا سب سے بہتر اور عمدہ وقت جبکہ وہ سفر سے واپس آئے (اور سفر بھی قریب کا سفر ہو یا سفرِ بعید ہو مگر اُس کے آنے کی خبر مشہور ہوگئی ہو ف) اوّلِ شب ہے

ف ہم نے جو عبارت بریکٹ میں بڑھائی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیثِ جابر بظاہر حدیثِ انس کے جو اس سے پہلے نمبر ۱۰ میں ہے مخالف معلوم ہوتی تھی کیونکہ وہاں مسافر کو رات میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ بریکٹ کی عبارت بڑھانے سے دونوں حدیثوں میں تطبیق ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ اگر مسافر بہت دنوں میں سفر سے آیا ہے اور آیا بھی ہے تو اس طرح کہ اُس کے آنے کی خبر مشہور نہیں ہوئی تو اُسے رات کے وقت اپنے گھر میں آنا بہتر نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسی بات نظر پڑے جو اُسے ناگوار ہو اور جو تھوڑے ہی دنوں میں سفر سے لوٹ آیا ہے یا اُس کے آنے کی خبر مشہور ہوگئی ہے تو اُسے رات کے وقت گھر آنے کا کچھ مضایقہ نہیں۔ رہی اُن دعاؤں کی تفصیل جو سفر میں جاتے یا سفر سے آتے یا کہیں ٹھیرتے وقت پڑھی جاتی ہیں اس کا ذکر ہم حصہ اوّل کی کتاب الصلوٰۃ دعاؤں کے عنوان میں کرچکے ہیں اس باب کے ساتھ اُسے بھی ملا کر پڑھو۔ احادیث نمبر ۹ و ۱۰ و ۱۱ میں جو مصلحت مضمر ہے اُس کو خانہ دار آدمی خود سمجھ لے گا۔ احادیث باب کی ہدایتیں اُس وقت کی حالت کو بتا رہی ہیں اور اُنہی پر متفرع بھی ہیں کہ ملک ویران ہے۔ راستے ناپید امن مفقود لیکن خدا کے فضل سے ہمارے یہاں ریلوں کی وجہ سے جنگل میں منگل ہو رہا ہے امن کا یہ حال ہے کہ اندھیری رات میں اکیلے سونا اُچھالتے چلے جاؤ کوئی پوچھنے والا نہیں کہ تمہارے مُونہ میں کتنے دانت ہیں اور جہاں ویرانی اور بدامنی ہو وہاں کا سفر اب بھی احتیاط چاہتا ہے ۱۲

آداب اللسان

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ (بخاری)

سعدؓ کے بیٹے سہل سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے (خوش کرنے کے) لیے اس چیز (کی محافظت) کا ضامن ہوتا ہے (یعنی عہد کرتا اور اپنے اُوپر لازم کر لیتا ہے) جو دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان میں ہے (یعنی زبان اور ستر) تو میں اُس کے لیے جنت کا ضامن ہوتا ہوں۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَدْرُوْنَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ کی طرف روئے سخن کرکے) فرمایا بھلا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز جنت میں داخل کرے گی (پھر خود ہی فرمایا کہ) وہ خدا سے ڈرنا اور خوش خلقی (اختیار کرنا) ہے

أَتَدْرُوْنَ مَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ أَلْأَجْوَفَانِ أَلْفَمُ وَالْفَرْجُ (ترمذی)	کیا تم جانتے ہو کہ لوگوں کو سب سے زیادہ کون چیز دوزخ میں جا داخل کرے گی وہ دو چیزیں ہیں اندر سے خالی ایک مونہ (کہ زبان بھی اس میں شامل ہے) اور دوسرے ستر
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَمَتَ نَجَا (ترمذی)	عبد اللہ بن عمرو کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے خاموشی اختیار کی اُس نے (آفات و بلیات سے) نجات پائی۔
عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ لَقِيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مَا النَّجَاةُ فَقَالَ أَمْلِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ وَلْيَسَعْكَ بَيْتُكَ وَابْكِ عَلٰى خَطِيْئَتِكَ (ترمذی)	عامر کے بیٹے عقبہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے مل کر عرض کیا کہ (دنیا و آخرۃ میں) نجات کا (سبب) کیا ہے پیغمبر صاحب نے جواب دیا کہ اپنی زبان کا مالک بنا اور تیرا گھر تجھے گنجایش دے (یعنی تنہائی میں مصروف عبادت رہ) اور اپنی تقصیرات پر رو

سلہ اسی حصے کے باب الاخلاق میں فضائل قوۃ غضبیہ کے عنوان حفظ اللسان اور کم گوئی اور رذائل قوت شہویہ کے عنوان غیبت اور چغلخوری کو پڑھو گے تو آداب اللسان کی مزید توضیح پاؤ گے تکرار کے خوف سے ہم یہاں اُن کا اعادہ نہیں کرتے ۱۲

آنکھ کے آداب

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ أَزْكٰى لَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۞ وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا (نور ع ۴ پارہ ۱۸)	(اے پیغمبر) مسلمانوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اس میں اُن کی زیادہ صفائی ہے (لوگ) جو کچھ بھی کیا کرتے ہیں اللہ کو (سب) خبر ہے اور (اے پیغمبر) مسلمان عورتوں سے کہو کہ (وہ بھی) اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دیں مگر جو اُس میں سے (چار و ناچار) کھلا رہتا ہے تو اُس کا ظاہر ہونے دینا مضایقے کی بات نہیں ف

ف یہ پوری آیت معہ ترجمہ و فوائد حصہ دوم حقوق الزوجین کے عنوان پردے میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲

من المترجم آیۃ کے اتنے سے ٹکڑے میں غض بصر (نظر نیچی رکھنا) اور حفظ فرج (شرمگاہ کی حفاظت) دو تو امر ہیں مرد اور عورت دونوں سے متعلق اور زینت (کے مقامات) کو ظاہر نہ ہونے دینا ایک نہی ہے صرف عورتوں سے متعلق۔ امر و نہی میں

ایجاب وسلب کا لفظی تفاوت ہے ورنہ ہیں دونوں حکم یعنی بجائے اس کے کہ زینت کے مقامات کو ظاہر مت ہونے دو یُوں کہا جائے کہ زینت کے مقامات کو چھپاؤ۔ ظاہر نہ ہونے دو اور چھپاؤ کا مطلب ایک ہے مگر ظاہر نہ ہونے دو نہی ہے اور چھپاؤ امر۔ نظر نیچی رکھنا ایک تدبیر ہے نفس میں تقاضائے طلب کے نہ پیدا ہونے دینے کی۔ مقصودِ اصلی ہے شرمگاہ کی حفاظت جس سے مُراد یہ ہے کہ سوائے نکاحِ متعارف کے کسی طریقے سے شرمگاہ کو کام میں نہ لایا جائے۔ اس سے جلق اور لواطة اور وطی بالبہائم اور سحق (چپٹی بازی) سب کی حُرمت نکلی۔ اخفائے مقاماتِ زینت کے حکم کو عورتوں کے ساتھ خاص کرنے سے معلوم ہوا کہ مَرد عورتوں کا سا بناؤ سنگار کرے تو وہ زنخہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ وَزِنَا الْاَیْدِیْ الْبَطْشُ وَزِنَا الرِّجْلِ الْمَشْیُ وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ وَیُکَذِّبُ (ترمذی)	ابوہریرہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آنکھ کا زنا (نامحرم کو) دیکھنا اور ہاتھوں کا زنا (نامحرم کو) پکڑنا اور پاؤں کا زنا (نامحرم کی طرف) چلنا ہے اور ستر (ان کی) تصدیق کرتا یا تکذیب کرتا ہے ف
عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ نَظَرِ الْفُجَاءَةِ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اَصْرِفَ بَصَرِیْ (مسلم)	عبداللہ کے بیٹے جریر کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ بیگانہ عورت پر یکایک نظر پڑ جائے تو کیا کرے پیغمبر صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ میں اپنی نظر کو فوراً (اُدھر سے) پھیر لوں۔
عَنْ بُرَیْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَاِنَّ لَکَ الْاُوْلٰی وَلَیْسَتْ لَکَ الْاٰخِرَةُ (احمد)	بُریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا علی! ایک نظر جو یکایک (کسی نامحرم پر) پڑ جائے تم اُس کے پیچھے دوسری دفعہ نظر مت کرو کیونکہ پہلی دفعہ نظر کرنا قابلِ درگذر ہے اور دوسری دفعہ (قصداً) نظر کرنا ناجائز۔
عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ یَا عَلِیُّ لَا تُبْرِزْ فَخِذَکَ وَلَا تَنْظُرْ اِلٰی فَخِذِ حَیٍّ وَّلَا مَیِّتٍ (ابوداؤد)	حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے (یعنی مجھ سے) فرمایا علی! اپنی ران نہ کھولو اور نہ کسی مُردے اور زندے کی ران پر نظر کرو ۔

من المترجم مگر ہمارے ملک میں اس سے تحرز ممکن نہیں عموماً غریب آدمی لنگوٹیاں باندھے پھرتے ہیں اُن کو اتنا مقدور نہیں اور ہندو تو یُوں بھی اتنے تستّر کی پروا نہیں کرتے ۔

ف یعنی نظر اور بطش اور مشی سب داخلِ ارادہ ہیں اور تصدیق و تکذیب فرج سے مراد ہے توقیع وعدم توقیع ۱۲

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَّنْظُرُ اِلٰی مَحَاسِنِ امْرَاَۃٍ اَوَّلَ مَرَّۃٍ ثُمَّ یَغُضُّ بَصَرَہٗ اِلَّا اَحْدَثَ اللّٰہُ لَہٗ عِبَادَۃً یَّجِدُ حَلَاوَتَہَا + (مسند امام احمد)	ابوامامہ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان کسی عورت کی خوبیوں کو اوّل دفعہ (یعنی نظر فجاءۃً) دیکھے پھر اپنی نظر نیچی کرے خدا اُس کے لیے ایک (ایسا طریقہ) عبادت (کا) پیدا کر دیتا ہے کہ اُس عبادت کی حلاوت وشیرینی پاتا ہے ف۱
عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ + (مشکوٰۃ)	حسن بصری بطریق ارسال کہتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پونہچی ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا اُس شخص پر لعنت کرے جو کسی (اجنبی عورت) کو دیکھے اور اُس عورت پر بھی جو اپنے دکھانے پر راضی ہو ف۲
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلنَّظْرُ السَّہْمُ الْمَسْمُوْمُ مِنْ سِہَامِ الشَّیْطَانِ (الترغیب والترہیب)	جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نظر شیطان کے تیروں میں سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے۔

ف۱ یہ حلاوت خوف خدا کی ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ف۲ اس لیے کہ نظر بدکاری کی تمہید ہے ۱۲

کان کے آداب

اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ عُصْبَۃٌ مِّنْكُمْ لَا تَحْسَبُوْہُ شَرًّا لَّكُمْ بَلْ ہُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْہُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ وَالَّذِیْ تَوَلّٰی كِبْرَہٗ مِنْہُمْ لَہٗ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝ لَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْہُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِہِمْ خَیْرًا وَّقَالُوْا ہٰذَآ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَیْہِ بِاَرْبَعَۃِ	مسلمانو! جن لوگوں نے (اُمّ المومنین عائشہ کی نسبت) طوفان اُٹھا کھڑا کیا تم ہی میں کا ایک گروہ ہے اِس (طوفان) کو اپنے حق میں بُرا نہ سمجھو بلکہ یہ تمھارے حق میں بہتر ہوا (کہ سچے مسلمان اور منافق پہچان پڑے) طوفان اُٹھانے والوں میں سے جتنا گناہ جس نے سمیٹا (اُس کی سزا بھگتے گا) اور جس نے اُن میں سے طوفان کا بڑا حصہ لیا (ویسی ہی) اُس کو بڑی (سخت) سزا ہوگی (مسلمانو!) جب تم نے ایسی نالائق بات سُنی تھی ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں نے (اپنے مسلمان بھائی بہنوں کے) حق میں نیک گمان کیوں نہ کیا اور (سنتے کے ساتھ ہی) کیوں نہ بول اُٹھے کہ یہ صریح بہتان ہے (جن لوگوں نے یہ طوفان اُٹھا کھڑا کیا) اپنے بیان (کے ثبوت) پر چار

لہ حدیث کی آخر سند سے راوی کا ساقط ہونا یہی ارسال ہے مثلاً تابعی کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

شُهَدَاۤءَ ۚ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاۤءِ فَاُولٰۤئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ لَمَسَّكُمْ فِيْمَاۤ اَفَضْتُمْ فِيْهِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝ وَلَوْلَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَاۤ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝ يَعِظُكُمُ اللّٰهُ اَنْ تَعُوْدُوْا لِمِثْلِهٖۤ اَبَدًا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَيُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۙ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝ (نور ع ۲ پارہ ۱۸)

گواہ کیوں نہ لائے پھر جب گواہ نہ لا سکے تو خدا کے نزدیک (بس) یہی جھوٹے ہیں اور اگر تم (مسلمانوں) پر دنیا اور آخرت میں خدا کا فضل اور اُس کا کرم نہ ہوتا تو جیسا تم نے ایسی (نالائق) بات کا چرچا کیا تھا اس میں تم پر کوئی بڑی آفت نازل ہوگئی ہوتی کہ تم لگے اپنی زبانوں سے اُس کی نقل در نقل کرنے اور اپنے مُونہ سے ایسی بات بکنے جس کی تم کو مطلق خبر نہیں اور تم نے اُس کو ایسی (ہلکی سی) بات سمجھا حالانکہ وہ اللہ کے نزدیک بڑی (سخت بات) ہے اور جب تم نے ایسی (نالائق) بات سُنی تھی (سُننے کے ساتھ) کیوں نہیں بول اُٹھے کہ ہم کو ایسی بات مُونہ سے نکالنی زیبا نہیں حاشا و کلّا یہ تو بڑا (بھاری) بہتان ہے (مسلمانو!) خدا تم کو نصیحت کرتا ہے کہ اگر ایمان رکھتے ہو تو پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔ اور اللہ (اپنے) احکام تم سے (کھول کھول) کر بیان کرتا ہے اور اللہ (سب کے حال سے) واقف (اور) حکمت والا ہے جو لوگ چاہتے ہیں کہ مُسلمانوں میں بُری باتوں کا چرچا ہو اُن کے لیے دنیا میں عذاب دردناک ہے اور آخرت میں (بھی) اور (ایسے لوگوں کو) اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے ع

ع یہ اُس لمبے قصّے کی ابتدائی آیتیں ہیں جو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کے بارے میں نازل ہوئیں پورا قصہ ہم الحقوق کے دوسرے حصّے صفحہ (۲۲) میں لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو۔ اِس قصّے سے ہمارے عنوان کو صرف اتنا ہی تعلق ہے اور اتنے ہی تعلق کی وجہ سے ہم نے اِن آیتوں کو لیا بھی ہے کہ مُسلمانوں کو چاہیے کہ جب اُن کے کان میں کوئی بات پڑے تو تحقیق و تفتیش کیے بدون نہ تو اُس کی نسبت کوئی رائے قائم کریں نہ اُس کو لوگوں میں پھیلائیں بلکہ مُسلمانوں کے ساتھ نیک گمان رکھیں اور خبر کے صدق و کذب کو حوالۂ خدا کریں کہ اسی میں

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ

منافق اور وہ لوگ جن کی نیتیں بد ہیں اور جو لوگ مدینے میں (جھوٹی جھوٹی) افواہیں پھیلایا کرتے ہیں ف ا

ف جھوٹی افواہیں پھیلانے کی نسبت مفسّرین نے لکھا ہے کہ ان سے مراد وہ لوگ ہیں کہ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر یا فوج کا دستہ جہاد کے لیے جاتا تو کچھ لوگ مدینے میں بُری افواہیں پھیلاتے پھرتے کہ مُسلمان ہارے اور بھاگے اور مارے گئے اِن افواہوں کی وجہ سے مجاہدین کے عزیزوں اور رشتے داروں میں تشویش ہوتی تھی اور یہ آیت اِن ہی افواہ بد پھیلانے والوں کے حق میں نازل ہوئی ہے (بقیہ صفحہ آئندہ)

لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝ (الاحزاب ع ۸ پارہ ۲۲)

اگر اپنی حرکات سے) باز نہ آئیں گے تو (اے پیغمبر ہم تم ہی) کو (ایک نہ ایک دن) اُن پر اُکسا دیں گے پھر (یہ لوگ) مدینے میں تو تمہارے پڑوس میں ٹھیرنے پائیں گے نہیں مگر چند روز (عارضی طور پر پھر) ان کا یہ حال ہوگا کہ (ہر طرف سے) پھٹکارے ہوئے جہاں ملے اور مار کر ٹکڑے اُڑا دیئے جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں اُن میں (بھی خدا کا یہی) دستور رہا ہے اور (اے پیغمبر تم) خدا کے دستور میں ہرگز کسی طرح کا ردّ و بدل نہ پاؤ گے ف

(بقیہ فائدہ صفحہ ۲۵۰) مگر اگلی پچھلی آیتوں کی مناسبت سے ہمارا ذہن اس طرف منتقل ہوا تھا کہ اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے افک کی طرف اشارہ ہو تو عجب نہیں جس کا بیان مفصل قرآن کی سورۂ نور میں اور بیان مختصر اسی کتاب کے دوسرے حصے احترام ازواج مطہرات کے عنوان میں گزر چکا ۱۲

ف اس میں اُن لوگوں پر ملامت ہے جو مسلمانوں کو تشویش میں ڈالنے کی غرض سے جھوٹی جھوٹی خبریں اُڑاتے اور بُری افواہیں پھیلاتے ہیں اصل میں ارجاف اور تشیع دونوں کے ایک معنے ہیں یعنی ایک بات سُن کر بے تحقیق کیے ہوئے دوسرے کو پہنچانا اور چونکہ شارع کی طرف سے اس پر سخت وعید ہے اس لیے مسلمانوں کو ضرور ہے کہ اوّل تو خبر بد سُنیں ہی نہیں اور سُنیں تو اُس کا چرچا نہ کریں اور اسی مقصد کے ظاہر کرنے کے لیے ہم نے اس آیت کو کان کے آداب میں رکھا ۱۲

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ

حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا کہ جو شخص پس پردہ کھڑے ہو کر لوگوں کی باتیں سُنتا ہے جنت میں نہ جائے گا۔

من المترجم یہ بھی ایک قسم کی چوری ہے چور مال چراتا اور قتات لوگوں کے راز اور فی اغلب الاحوال راز کی چوری کا نتیجہ ہے غیبت چوری ایک سے بدتر ایک ۱۲

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَتَمَثَّلُ فِي صُورَةِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْقَوْمَ فَيُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِيثِ مِنَ الْكَذِبِ فَيَتَفَرَّقُونَ فَيَقُولُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا أَعْرِفُ وَجْهَهُ وَلَا أَدْرِي مَا اسْمُهُ يُحَدِّثُ

ابن مسعود کہتے ہیں کہ شیطان آدمی کی صورت میں متشکل ہو کر ایک قوم کے پاس آتا اور ان سے جھوٹی جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے پھر لوگ متفرق ہوتے اور اُن میں کا ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے (یہ بات) ایک ایسے آدمی سے سُنی ہے جس کے چہرے کو تو میں پہچانتا ہوں اور اُس کا نام نہیں جانتا ف

ف خلاصہ حدیث یہ ہو کہ کسی بات کے سننے اور سُنکر دوسرے سے نقل کرنے میں احتیاط کرنی چاہیئے یعنی تاوقتیکہ بات کہنے والے کے صدق پر وثوق کامل نہ ہو اور اُس کے احوال کی پوری طرح معرفت نہ ہو اُس بات کو سُنتے ہی

آداب السماع

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ (بخاری)

مُعوذ کی بیٹی عفرا کی پوتی رُبیّع کہتی ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس اُس وقت آئے جب میں اپنے شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو آپ میرے بچھونے پر اسی طرح آ بیٹھے جیسا کہ تو بیٹھا ہے (رُبیّع کا خطاب اُس شخص کی طرف ہے جو اِن سے حدیث روایت کرتا ہے) پس ہماری چھوکریاں دُف بجا بجا کر میرے باپ (اور اُن کے بھائیوں) کے اوصاف گانے لگیں جو معرکہ بدر میں شہید ہوئے تھے دفعۃً ایک چھوکری اُن میں سے لگی کہنے اور ہم میں نبی ہے جو اُن واقعات سے واقف ہے جو آیندہ پیش آئیں گے یہ سُن کر جناب پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ اس بات کو چھوڑ دے اور جو پہلے کہہ رہی تھی وہی کہے جا۔

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى قَرَظَةَ بْنِ كَعْبٍ وَّاَبِيْ مَسْعُوْدِ نِ الْاَنْصَارِيِّ فِيْ عُرْسٍ وَّاِذَا جَوَارٍ يُّغَنِّيْنَ فَقُلْتُ اَيْ صَاحِبَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلِ بَدْرٍ يُّفْعَلُ هٰذَا عِنْدَكُمْ فَقَالَا اِجْلِسْ اِنْ شِئْتَ فَاسْمَعْ مَعَنَا وَاِنْ شِئْتَ فَاذْهَبْ فَاِنَّهٗ قَدْ رُخِّصَ لَنَا فِي اللَّهْوِ عِنْدَ الْعُرْسِ (نسائی)

سعد کے بیٹے عامر کہتے ہیں کہ میں کعب کے بیٹے قرظہ اور ابو مسعود انصاری کے پاس ایک ولیمے کی تقریب میں گیا (دیکھتا ہوں کہ وہاں) چند لڑکیاں گا رہی ہیں مجھے تعجب ہوا اور میں نے کہا اے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے یارو اور معرکہ بدر میں شریک ہونے والو تمہارے یہاں گانا گایا جاتا ہے اور تم بیٹھے سُن رہے ہو اُن دونوں نے جواب دیا کہ اگر تم چاہو بیٹھ جاؤ اور جس طرح ہم سُن رہے ہیں تم بھی سنو اور چاہو تو یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ ولیمے کی تقریب میں ہمیں لہو کرنے کی اجازت دی گئی ہے

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بُریدہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم

فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ
جَاءَتْهُ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ فَقَالَتْ يَا
رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ
رَدَّكَ اللّٰهُ صَالِحًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ
يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى فَقَالَ رَسُولُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كُنْتِ
نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا فَجَعَلَتْ
تَضْرِبُ فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ
ثُمَّ دَخَلَ عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ
عُثْمَانُ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُمَرُ
فَأَلْقَتِ الدُّفَّ تَحْتَ اسْتِهَا ثُمَّ قَعَدَتْ
عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَخَافُ مِنْكَ
يَا عُمَرُ إِنِّي كُنْتُ جَالِسًا وَهِيَ تَضْرِبُ
فَدَخَلَ أَبُو بَكْرٍ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ
عَلِيٌّ وَهِيَ تَضْرِبُ ثُمَّ دَخَلَ عُثْمَانُ وَهِيَ
تَضْرِبُ فَلَمَّا دَخَلْتَ أَنْتَ يَا عُمَرُ أَلْقَتِ الدُّفَّ (ترمذی)

کسی جہاد میں تشریف لے گئے واپس آئے
تو ایک سیاہ فام عورت آپ کے پاس آکر
کہنے لگی کہ ای رسول خدا میں نے منت مانی تھی کہ
خدا آپ کو صحیح سلامت واپس لائے گا تو میں
آپ کے آگے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں
گی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ واقع میں اگر تُو نے منت مانی
ہے تو دف بجالے ورنہ نہیں چنانچہ اُس
عورت نے دف بجانا شروع کیا اتنے میں
ابو بکر آئے اور وہ عورت دُف بجاتی رہی (علی آئے تو بھی بجاتی رہی)
عثمان آئے تو بھی بجائے چلی گئی پھر عمر
آئے تو عورت دُف کو چوتڑ کے نیچے رکھ کر
اُس پر بیٹھ گئی ف۱ (یہ دیکھ کر) جناب پیغمبر خدا
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر بے شک
تم سے شیطان ڈرتا ہے میں بیٹھا رہا اور
یہ عورت) دُف بجائے گئی پھر ابو بکر آئے
تو بھی بجائے چلی گئی علی آئے تو بھی بجاتی
رہی عثمان آئے پھر بھی بجائے چلی گئی
(لیکن) ای عمر جب تم آئے تو اس نے دُف
(زمین) پر ڈال دیا ف۲

ف۱ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دُف کا بجانا اور غنا کرنا مباح ہے کیونکہ پیغمبر صاحب نے عورت کو وفاء نذر کی اجازت دی اور یہ بات اپنی جگہ ثابت ہو چکی ہے کہ منت کا پورا کرنا واجب ہے اگر کسی منت کا جواز قبیل طاعت قربت ہو معصیت کی منت ماننا اور اُسے پورا کرنا جائز نہیں پس اگر ضرب دف اور غنا مباح نہ ہوتے تو پیغمبر صاحب عورت کو وفاء نذر کی اجازت کس طرح دیتے ۱۲

ف۲ اکثر لوگ اس حدیث میں ایک اشکال پیش کیا کرتے ہیں کہ جب پیغمبر صاحب نے اس عورت کو غنا کرنے اور دف بجانے کا حکم فرمایا تو پھر آخر میں اُسے شیطانی کام کیوں کہا اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ عورت اس بات کی معتقد تھی کہ پیغمبر صاحب کا صحت سلامتی کے ساتھ واپس آنا شکر گزاری اور سرور شادمانی کا موجب ہے اور واقع میں ایسا تھا بھی پیغمبر صاحب نے اُسے وفاء نذر کا حکم فرمایا مگر یہ وفاء نذر تھوڑی دیر گانے بجانے سے حاصل ہو سکتی تھی بخلاف اس کے وہ عورت یہاں تک گاتی بجاتی رہی کہ ابو بکر آئے تو چپکی نہ ہوئی علی آئے تو خاموش نہ ہوئی عثمان آئے تو گاتی رہی غرض کہ حد سے تجاوز ہو گئی اور جب حد سے تجاوز کر گئی تو پیغمبر صاحب نے یہ فرمایا اور زیادہ وہ شکستار کی ممانعت صراحۃً نہیں بلکہ اشارۃً کی صراحۃً ممانعت کرتے تو یہ ممانعت تحریمی کی حد میں (داخل ہوتی)

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ دَخَلَ عَلَیْہَا وَعِنْدَہَا جَارِیَتَانِ فِیْ اَیَّامِ مِنٰی تُدَفِّفَانِ وَتَضْرِبَانِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مُتَغَشٍّ بِثَوْبِہٖ فَانْتَہَرَہُمَا اَبُوْبَکْرٍ فَکَشَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ وَجْہِہٖ فَقَالَ دَعْہُمَا یَا اَبَا بَکْرٍ فَاِنَّہَا اَیَّامُ عِیْدٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ یَا اَبَا بَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَّھٰذَا عِیْدُنَا ۔ (صحیحین)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (میرے والد) ابوبکر عید اضحیٰ اور ایامِ تشریق کے دنوں میں (کہ ان ہی کو ایام منیٰ کہتے ہیں) میرے پاس آئے اور میرے پاس (انصار کی) دو لڑکیاں بیٹھی دُف بجا رہی اور گا رہی تھیں اور ایک روایت میں آیا ہے کہ معرکہ بعاث[1] میں جو رجزیہ اشعار انصار نے کہے تھے گا رہی تھیں اور جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھے لیتے تھے تو ابوبکر نے اُن لڑکیوں کو دھمکایا (اس دھمکی کی آواز سے) جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا مُونہ مبارک کھول دیا اور فرمایا ابوبکر انھیں چھوڑ دو (اور ملامت نہ کرو) کیونکہ ایام منیٰ عید کے دن ہیں (ان دنوں میں کھانا پینا اور مسرت و شادمانی کرنا مباح ہے اگرچہ دُف بجانے اور گانے کے ساتھ ہو) اور ایک روایت میں ہے کہ پیغمبر صاحب نے فرمایا ابوبکر! ہر قوم کے لیے عید ہے اور یہ (دن) ہماری عید (کا) ہے۔

[1] بعاث ایک جگہ کا نام ہے مدینے سے دس پڑاؤ کے فاصلے پر اسلام سے پہلے اس مقام پر اوس و خزرج میں جو انصار کے دو مشہور قبیلے ہیں پورے ایک سو بیس برس تک لڑائی ٹھنی رہی تو جس طرح شجاعانِ عرب کا دستور ہے کہ لڑائی کے موقع پر بہادروں کو اُبھارنے اکسانے کے لیے اپنے تفاخر کے اظہار میں اشعار پڑھتے ہیں اوس و خزرج نے بھی معرکہ بعاث میں اس طرح کے بہت سے اشعار پڑھے ہوں گے۔ یہ لڑکیاں حضرتِ عائشہ کے پاس بیٹھی ہوئیں وہی اشعار گا رہی تھیں ۱۲

من المترجم خدا نے انسان کی روح کو رنگ اور بُو اور ذائقے اور آواز اور لمس سے متلذذ ہونے کی صلاحیت دی ہے اور حواسِ خمسۂ ظاہری اِن لذتوں کے حاصل کرنے کے ذرائع ہیں ضرورت کے اعتبار سے یہ لذتیں مختلف مدارج کی ہیں یہاں تک کہ بعض شرطِ زندگی ہیں۔ اور بعض شرطِ عافیت کیا خوب کہا ہے **قطعہ**

دیدہ شکیبد ز تماشائے باغ　　بے گل و نسرین بسر آرد دماغ
گر نبود بالش آگندہ پر　　خواب تواں کرد حجر زیر سر
ورنہ بود دلبر ہم خوابہ پیش　　دست تواں کرد در آغوشِ خویش
این شکم بے ہنر پیچ پیچ　　صبر ندارد کہ بسازد بہ ہیچ

اسلامی شریعت کی تعلیم اس اصل پر مبنی ہے کہ انسان کی فطری قوتوں کے تمام سرچشمے جاری رہیں۔ مگر اعتدال کے ساتھ لَا رَھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ[1] کا یہی مطلب ہے خدا نے یہ قوتیں ضرور کسی مصلحت سے انسان کو عطا فرمائی ہیں فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو عَنِ الْحِکْمَۃِ[2]۔ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا[3] پس ان میں سے کسی قوت کا معدوم کرنا ضرور خلاف مرضی خداوندی ہے۔ مگر ان کا

[1] اسلام میں رہبانیت نہیں ہے ۱۲ [2] حکیم کا فعل حکمت سے خالی نہیں ہوا کرتا ۱۲ [3] اے ہمارے پروردگار تو نے اس کارخانۂ عالم کو بے فائدہ (تو) نہیں بنایا ۱۲

حدِ اعتدال میں رکھنا بھی کارے دارد۔ پھر یہ لذتیں جو حواسِ خمسہ کے ذریعے سے حاصل کی جاتی ہیں۔ فانی اور عارضی ہونے
کے علاوہ اَدنیٰ درجے کی لذتیں ہیں اور ان نعمتوں میں ذلیل ترین حیوانات بھی مشارک انسان ہیں بلکہ بعض صفتوں
میں شریک غالب۔ اِن جسمانی لذتوں کے علاوہ جن کو ہم کبھی نعمت سے تعبیر کرتے ہیں اور کبھی قوت سے۔ عقلی اور دماغی
اور روحانی اعلےٰ درجے کی قوتیں ہیں جن کی وجہ سے انسان اشرف المخلوقات کہلاتا ہے سب سے برتر سب میں برگزیدہ
اِن تمام اعلےٰ درجے کی مجموعی قوتوں کا نام ہے قوتِ علم ؎

اَزل سے جو علمی شرافت ملی ہے　　اسی سے الٰہی خلافت ملی ہے ✦

اِن اَدنےٰ اور اعلےٰ درجے کی قوتوں میں ایک خاص طرح کا تعلق ہے کہ اَدنےٰ درجے کی قوتیں معتدل حالت
میں ہوں تو اعلےٰ درجے کی قوتوں کی تقویت کرتی ہیں ورنہ اُن کے حق میں مرضِ مُہلک کا حکم رکھتی
ہیں۔ اِس کے علاوہ ایک بات لحاظ کے قابل اور ہے کہ جن کو اعلےٰ درجے کی قوتوں کی چاٹ لگی
ہوتی ہے۔ ادنےٰ درجے کی لذتیں اُن کو مزے کی معلوم نہیں ہوا کرتیں۔ ایک سچ مچ کا بہادر دشمن پر فتح پانے سے اتنا
خوش نہیں ہوتا جتنا درگزر سے وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ ؀ درعفو لذتے ست کہ در انتقام نیست ✦
ایک بخیل کو جمعِ مال سے جو مسرت ہوتی ہے تَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا وہ اُس مسرت کے
مقابلے میں ہیچ ہے جو ایک سخی کو خرچ کرنے سے ہوتی ہے ؎

غنچۂ خنداں نہ ہو کیوں۔ کرکے زر اپنا برباد　　کہ اُڑانے ہی میں دولت کے ہیں دولت کے مزے
سجدے میں پائے جو مے یہ کس لطف سے مست　　یوں عبادت ہو تو زاہد ہیں عبادت کے مزے

اسی پر تمام لذتوں کو قیاس کرو۔ غرض انسانی قوتیں دو گروہوں میں منقسم ہیں اَدنیٰ جسمانی۔ اعلےٰ روحانی۔ جسمانی اور روحانی
قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ موافقت اور مخالفت کے دونوں پہلو ہیں۔ مگر ایک گروہ کی قوتیں آپس میں ہمیشہ متحد اور
ایک دوسرے کی مدد کے لیے مستعد رہتی ہیں۔ اندھوں کی قوتِ سامعہ اور لامسہ عدم البصر کی تلافی کرتی ہے اور بسا اوقات
سامعہ باصرہ کا کام دیتی ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کیں دولت از گفتار خیزد

یہ مضمون بہت طول چاہتا ہے مگر ہم کو اس جگہ صرف قوتِ سامعہ پر بحث کرنی ہے تو حواسِ خمسہ کی قوتوں میں ہم کو باصرہ اور
سامعہ دو قوتیں خطرناک معلوم ہوتی ہیں۔ باصرہ اس لیے کہ اس کا برا استعمال منجر ہوتا ہے بدکاری کی طرف الْعَيْنَانِ
تَزْنِيَانِ اور اسی لیے مسلمان مردوں کو حکم ہے يَغُضُّوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ اور مسلمان عورتوں کو

؀ اور غصے کو روکنے اور لوگوں (کے قصوروں) سے درگزر کرتے ہیں ۱۲ ؀ تم (مال کے ایسے حریص ہو کہ) مُردوں تک کا ترکہ سمیٹ سمیٹ کر
کھاتے جاتے ہو اور تم کو عبرت نہیں ہوتی اور مال کو بہت ہی عزیز رکھتے ہو ۱۲ ✦
؀ آنکھیں زنا کا باعث ہوتی ہیں ۱۲ ✦
؀ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۱۲ ✦

يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ[1]۔ سامعہ اس لیے کہ وہ باصرہ کی قائم مقامی کرتا ہے بلکہ باصرہ کے عمل کے لیے تو مواجہہ بھی شرط ہے سامعہ ہندوستان بیٹھے سمندر پار تک کی خبر لیتا ہے۔ ایک امیر کی نسبت پچھلے دنوں سُنا گیا تھا کہ اس نے سرکیشیا کی عورتوں کے حُسن و جمال کی تعریف سن کر ایک مصاحب قزاق کو سرکیشیا کی لڑکیاں جتنی بھی ملیں لانے کو بہت سا کچھ دے دلا کر روانہ کیا مگر وہ وہیں کا ہو رہا ؂

وصف اُس پری رُخ کا اور پھر بیان اپنا　　ہو گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

شارع اسلام نے باصرہ پر توغضِ بصر کا پہرہ بٹھایا، سامعہ کو نغمہ و سرود کے استماع کی ممانعت کی۔ اس میں شک نہیں کہ راگ ہر ایک طرح کے جذبے کو ہیجان میں لانے والا ہے جیسے خوشی کے ویسے رنج کے جیسے حیوانی ویسے روحانی اور یہ بھی مشاہدات اور بدیہیات میں سے ہے کہ آدمی تو آدمی جانور تک راگ سے فطرةً متاثر ہوتے ہیں۔ شراب کو سُنتے ہیں کہ نشے کی حالت میں عقل تو زائل ہو جاتی ہے بیہوشی میں طبیعت کے اصلی جوہر اضطرارًا کھل پڑتے ہیں اسد اللہ خاں غالب ؒ حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔ بڑے اعلیٰ درجے کے شاعر تھے مگر تھے مُدمنِ الخمر ہمہ وقت نشے میں چُور رہتے ان کے چوٹی کے اشعار وہ ہوتے تھے جو نشے کی حالت میں کہا کرتے تھے یہی حال ایک جج کا سُنا کیا بلکہ دیکھا ہے جس کے فیصلوں کی ولایت تک دھوم تھی۔ کوئی پیچیدہ مسئلہ ہوتا تو اُس کے فیصلے کو سرور کے وقت کے لیے اُٹھا رکھتے اور جو لکھتے دوسرے اسکو سند گردانتے اور اُس سے استشہاد کرتے۔ چونکہ لوگوں کے خیالات مختلف طرح کے ہیں۔ یہی راگ بعض کے حق میں خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ[2] کا موجب ثابت ہوا، کہ دہلی اور لکھنؤ کی سلطنتیں ان ہی خرمستیوں کی نذر ہوئیں اور ابھی حال کا مذکور ہے کہ تیورس سال مولوی محمد حسین الہ آبادی خواجہ معین الدین چشتی کے عرس کی تقریب سے اجمیر گئے قوال نے حقانی غزل گائی ان پر ایک حالتِ خاص طاری ہوئی۔ بدن میں تھرتھری چھوٹی آخر قفسِ عنصری سے روح پرواز کر گئی۔ راگ اپنی ذات سے بُری چیز نہیں سننے والے اس کو بُرا بنا دیتے ہیں ؂

باراں کہ در لطافتِ طبعش خلاف نیست　　در باغ لالہ روید و در شور بوم خس

جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خود بھی راگ سُنا اور اُن کی موجودگی میں صحابہ نے سُنا اور آپ نے سماع سے منع بھی فرمایا تو اجازت اور منع دو مختلف حیثیتوں سے دونوں بجائے خود درست۔ اب ہم سے کوئی سماع کی حلّت و حرمت کو پوچھے تو ہم کہیں گے اِسْتَفْتِ قَلْبَكَ[3] لِلْمُتَرْجِم

اِذَا كُنْتَ اَهْلًا لَّهُ فَاسْتَمِعْ　　وَاِلَّا فَدَعْ وَاجْتَنِبْ وَامْتَنِعْ

شکار و ذبح کے آداب

[3] آپ اپنے دل سے فتویٰ لے ۱۲

يَسْئَلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ۭ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ[1]

(اے پیغمبر لوگ) تم سے پوچھتے ہیں کہ کون کون سی چیز اُن کے لیے حلال کی گئی ہے سو تم اُن کو سمجھا دو کہ (کھانے کی) ستھری چیزیں (سب) تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں۔

[1] اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں ۱۲ [2] اس نے دنیا (بھی) کھوئی اور آخرت (بھی) صریح گھاٹا یہی (کہلاتا) ہے ۱۲ [1] جب تو راگ کے سننے کا اہل ہے تو سُن ورنہ اُسے چھوڑ اور کنارہ کشی کر اور باز رہ ۱۲

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ (المائدہ ع ۱ پارہ ۶)

اور شکاری جانور جو تم نے شکار کے لیے سدھار رکھے ہوں (اور شکار کا طریقہ) جیسا تم کو خدا نے سکھا رکھا ہے ویسا ہی تم نے اُن کو سکھا دیا ہو تو یہ (شکاری جانور) جو (شکار) تمہارے لیے پکڑ رکھیں (اور وہ ذبح کرنے سے پہلے مر جائے) تو اُس کو بے تأمل کھالو مگر (اتنی احتیاط رکھو کہ جس طرح ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو اسی طرح) شکاری جانور کے چھوڑتے وقت خدا کا نام لیا کروع اور اللہ سے ڈرتے رہو کہ اُس کے حکم کے خلاف کوئی حرام چیز نہ کھالینا) کیونکہ خدا ایک جھٹکے بھر میں حساب لے گا (تو وہاں کی جواب دہی کا خیال رکھو)

ع خطوطِ وحدانی میں جو ہم نے عبارتیں بڑھائی ہیں وہ اس حدیث سے لی ہیں جو اس کے بعد نقل کی جاتی ہے تو حدیث کو اس آیۃ کی تفسیر سمجھو

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرْسَلْتَ كَلْبَكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ حَيًّا فَاذْبَحْهُ وَاِنْ اَدْرَكْتَهٗ قَدْ قَتَلَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنْهُ فَكُلْهُ وَاِنْ اَكَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَآ اَمْسَكَ عَلٰى نَفْسِهٖ فَاِنْ وَجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ وَقَدْ قَتَلَ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَتَلَهٗ وَاِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَاذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ فَاِنْ غَابَ عَنْكَ يَوْمًا فَلَمْ تَجِدْ فِيْهِ اِلَّآ اَثَرَ سَهْمِكَ فَكُلْ اِنْ شِئْتَ وَاِنْ وَجَدْتَّهٗ غَرِيْقًا فِي الْمَآءِ فَلَا تَاْكُلْ

(صحیحین)

حاتم کے بیٹے عدی کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ جب تم اپنا (سدھایا ہوا) کتا شکار کے لیے چھوڑو تو (جس طرح جانور کے ذبح کرتے وقت خدا کا نام لیا کرتے ہو کتا چھوڑتے وقت بھی) خدا کا نام لیا کرو پھر اگر کتا تمہارے لیے شکار کو پکڑ رکھے اور تم شکار کو زندہ پالو تو اُسے ذبح کر لو۔ اور اگر اس حال میں پاؤ کہ کتے نے شکار کو مار ڈالا ہے لیکن اُس میں سے کچھ کھایا نہیں تو بھی اُسے کھالو (ذبح کرنے کی ضرورۃ نہیں) ہاں اگر کتے نے کھالیا ہے تو نہ کھاؤ کیونکہ اُس نے اپنے لیے شکار پکڑا ہے اور اگر تم اپنے کتے کے سوا اور کتا بھی شریک پاؤ اور اُس نے شکار کو مار ڈالا ہے تو (گو وہ کتا شکاری ہو مگر) ایسے شکار کو بھی نہ کھاؤ کیونکہ تم نہیں جانتے کہ دونوں کتوں میں سے کس نے شکار کو قتل کیا ہے (اور جو دوسرا کتا تمہارے کتے کے ساتھ شریک ہو گیا ہے اُس پر تم نے نام خدا نہیں لیا ہے) اور جب تم (شکار کی طرف) اپنا تیر پھینکو (تو تیر پھینکتے وقت) خدا کا نام لیا کرو اور اگر تم سے شکار ایک روز غائب رہے اور تم اُس کے جسم میں اپنے تیر کے نشان کے علاوہ اور کوئی نشان نہ پاؤ تو تمہاری خوشی ہو تو کھالو لیکن جب پانی میں ڈوبا ہوا پاؤ تو نہ کھاؤ (کیونکہ ممکن ہے کہ پانی میں ڈوب کر مرا ہو نہ تمہارے تیر کے اثر سے)

من المترجم کتّے کی ہوشیاری زیرکی اُداشناسی وفاداری صبر و شکیبائی کی سچی اور واقعی حکایتیں بعض دیکھی اور کثرت سے سُنی گئی ہیں۔ پھر کتوں کے مدارج ایسے ہی متفاوت ہیں جیسے آدمیوں کے۔ کُتوں میں ادنےٰ ترین بِیْتی کُتّے ہیں جو گلیوں میں مارے مارے پڑے پھرتے ہیں۔ یہ کُتوں میں ایسے ہیں جیسے ہم لوگوں میں بازاری آبرو باختہ لُچّے بدمعاش۔ کُتّے ان ہی کی وجہ سے بدنام ہیں سے

اگر ہر کہ پیکنند از گلاب ... سگے در وے افتد کند منجلاب

ورنہ ایک کُتا اصحابِ کہف کا کُتا تھا وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيدِ

قطعہ

پسر نوح بابداں بنشست ... خاندانِ نبوتش گم شد
سگِ اصحابِ کہف روزے چند ... پئے نیکاں گرفت و مردم شد

اسلامی شریعت نے کتوں کی شرافت اور رزالۃ کے لحاظ سے بِیْتی کتوں کو نجس العین قرار دیا۔ اور چرواہوں کے کتوں اور شکاری کتوں کو حکم نجاست سے مستثنیٰ۔ شکاری سدھایا ہوا کُتا شارع کی نظر میں آلۂ صید ہے جیسے حربہ اور اگر وہ شکار کو مار بھی ڈالے اس کے مارے ہوئے شکار کا کھانا درست اگرچہ معلوم ہے کہ کتّے نے شکار کو بھبھوڑا ہوگا۔ تو اس کا تھوک ضرور شکار کے زخم میں لگا ہوگا۔ مطلب یہ کہ شکاری کُتّے کا لعابِ دہن پاک۔ اَب رہا جانور کے ذبح کرتے وقت یا شکار پر شکاری کتے کو چھوڑتے یا اُس پر تیر چلاتے وقت کہ یہ دونوں فعل ذبح کے قائم مقام ہیں خدا کا نام لینا تو یہ ویسا ہی نام لینا ہے جو کھانا کھاتے وقت بلکہ ہر ایک کام کو شروع کرتے وقت لینے کا حکم ہے كُلُّ اَمْرٍ ذِي بَالٍ لَّمْ يُبْدَأْ بِاسْمِ اللّٰهِ فَهُوَ اَبْتَرُ اور ذبح کرتے وقت خدا کا نام لینا شکرِ رزق کا بھی ایک پیرایہ ہے۔

عَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَمَيْتَ بِسَهْمِكَ فَغَابَ عَنْكَ فَاَدْرَكْتَهٗ فَكُلْ مَا لَمْ يُنْتِنْ [۲]	ابو ثعلبہ خشنی[۲] کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم (شکار کی طرف) اپنا تیر پھینکو (اور شکار تم سے غائب ہو جائے پھر تم اُس کو پاؤ (اور اپنے تیر کے زخم کے سوا اور کوئی زخم اُس میں نہ دیکھو) تو جب تک سڑے نہیں کھالو ف
عَنْ عَدِيٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا نُرْسِلُ الْكِلَابَ الْمُعَلَّمَةَ قَالَ	عدی کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم سکھائے ہوئے کتوں کو شکار پر چھوڑتے ہیں (تو ایسے شکار کا کیا حکم ہے) پیغمبر صاحب نے فرمایا

ف سڑ جائے گا تو کھانا درست نہ ہوگا اس وجہ سے نہیں کہ شکار عرصے میں دستیاب ہوا ہے بلکہ اُس کے سڑنے اور بُو کے بدپیدا ہونے کی وجہ سے اور یہی حال مذبوح گوشت کا ہے کہ سڑ جانے کے بعد اُس کا کھانا درست نہیں اس لیے کہ سڑا ہوا گوشت مذبوح یا غیر مذبوح تندرستی کو مضر ہے کہ سڑ جانے سے اُس میں ایک طرح کی سمیت پیدا ہو جاتی ہے اور مضر نہ بھی ہو تاہم طبیعت تو اُس سے کراہت کرتی ہے ۱۲

[۱] او ہاں کا ایک اکتارہی ہے۔ جو کمٹ پر اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے بیٹھا ہے ۱۲ [۳] جو مہتم بالشان کام خدا کے نام سے شروع نہیں کیا جاتا اس کا نتیجہ اچھا نہیں نکلتا ۱۲

كُلْ مَا أَمْسَكْنَ عَلَيْكَ قُلْتُ وَإِنْ قَتَلْنَ قَالَ وَإِنْ قَتَلْنَ قُلْتُ إِنَّا نَرْمِي بِالْمِعْرَاضِ قَالَ كُلْ مَا خَزَقَ وَمَا أَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَقَتَلَهٗ فَإِنَّهٗ وَقِيذٌ فَلَا تَأْكُلْ ✦ (صحیحین)

کہ جس شکار کو کتّوں نے تمہارے لیے پکڑ رکھا ہے اُنھیں کھالو میں نے عرض کیا اگرچہ کُتّے شکار کو مار ڈالیں فرمایا اگرچہ مار ڈالیں میں نے عرض کیا ہم آڑا تیر (شکار پر) پھینکتے ہیں (جو چھید نہیں کرتا یا توڑ نہیں کرتا بلکہ لاٹھی کی طرح پڑتا ہے تو اُس کا کیا حکم ہے) فرمایا جو چیز زخم ڈال سکے اور گوشت میں نفوذ کر جائے (اُس شکار کیے جانور کو) کھالو اور جو چیز ترچھی شکار کو لگے اور اُس سے شکار مرجائے تو وہ موقوذہ ہے (جو لکڑی یا پتھر یا اُس چیز سے مار ڈالا جائے جس میں تیزی و حدت نہ ہو) اُسے مت کھاؤ

من المترجم اس کتاب کے دوسرے حصّے میں مُردہ جانور کی حرمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے ہم یہ کہہ آئے ہیں کہ سوائے اُس جانور کے جو اسلامی شریعت کے مطابق ذبح کیا گیا ہو باقی سب طرح کے مرے ہوئے جانور میّت یعنی مُردار اور حرام ہیں اور طبًّا مُضر۔ ہم نے ایسا سمجھا کہ ذبح کے قاعدے سے خُون کے ساتھ جان کا نکلنا گوشت میں عاجلاً بگاڑ کو پیدا نہیں ہونے دیتا ہم نے یہ بات اپنی عقل سے نکالی اور ساتھ ہی اپنے تصورِ فہم کا بھی اعتراف کیا کہ ہم کو طب نہیں آتی۔ کل ایک واقعہ ایسا پیش آیا جس سے ہم کو اپنی عقلی توجیہ کی طرف سے پُورا اطمینان ہوگیا کہ اِن دنوں چمڑے کی سوداگری بڑے زوروں پر ہے تو ہم نے دیکھا کہ حلالی جانور کی کھال مُرداری کے مقابلے میں زیادہ قیمت پاتی ہے۔ اِس سے ہم کو تسکین ہوگئی کہ کھال تو گوشت سے دوسرے درجے میں ہے ہمارا قیاس صحیح ہے۔

عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا لَاقُو الْعَدُوِّ غَدًا وَلَيْسَتْ مَعَنَا مُدًى أَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَا أَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ فَكُلْ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَأُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ أَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَأَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشِ ✦ (صحیحین)

خدیج کے بیٹے رافع کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کل ہماری کافروں سے مُٹھ بھیڑ ہونے والی ہے اور (جانوروں کے ذبح کرنے کے لیے) ہمارے پاس چُھری نہیں ہے تو کیا ہم سرکنڈے سے (جو چُھری کی طرح تیز ہوتا ہے) ذبح کریں پیغمبر صاحب نے فرمایا جو چیز خُون بہائے اور نامِ خدا لیا جائے (اُس ذبیحہ کو) کھالو مگر میں دانت اور ناخن کو مُستثنےٰ کرتا ہوں (کہ اگرچہ یہ خون بہاتے ہیں لیکن اِن کا ذبیحہ دُرست نہیں) اور میں تمھیں اس کی وجہ بتائے دیتا ہوں (کہ دانت اور ناخن سے ذبح کرنا کیوں جائز نہیں) تو دانت سے تو اِس لیے کہ وہ ہڈی ہے اور ناخن سے اِس لیے کہ وہ اہلِ حبش کی چُھری ہے۔

من المترجم دانت ہو یا ناخن ان میں عادۃً کھنڈی چُھری جتنی بھی تیزی نہیں آسکتی کہ رگ کے کاٹنے میں جلدی اور آسانی ہو اور اسی لیے اِن سے ذبح کرنے کی مَناہی ہے۔

عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ كَانَ لَهٗ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِهٖ فَسَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهٗ بِاَكْلِهَا۔ (بخاری)

مالکؓ کے بیٹے کعبؓ سے روایت ہے کہ کعب کی (یعنی میری) بکریاں پہاڑ سلع نام پر چرا کرتی تھیں ایک دن کا ذکر ہے کہ ہماری لونڈی نے بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری کو مرتے ہوئے دیکھا تو اُس نے ایک پتھر کو توڑ کر اور اُس کی دھار نکال کر بکری کو ذبح کر ڈالا۔ اِس کے بعد کعبؓ نے (یعنی میں نے) جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پُوچھا کہ اِس بکری کا کھانا جائز ہے یا نہیں) تو پیغمبر صاحب نے اُس کے کھانے کی اجازت دی۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوا الذِّبْحَ وَلْيُحِدَّ اَحَدُكُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْيُرِحْ ذَبِيْحَتَهٗ۔ (مسلم)

شدادؓ بن اوس سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے ہر چیز پر نیکی کرنے کو واجب کیا ہے تو جب تم کسی کو قتل کرنے لگو تو (اُسے) اچھے اور نیک طریق کے ساتھ قتل کرو (مثلاً تلوار تیز کر لو تاکہ مقتول جلد خلاص ہو جائے اور دیر تک مبتلائے تکلیف نہ رہے) اور جب (جانور کو) ذبح کرو تو نیک طریق کے ساتھ ذبح کرو یعنی تم میں سے ہر ایک شخص کو اپنی چھری تیز کر لینی اور ذبیحہ کو راحت پُہنچانی چاہیئے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى اَنْ تُصْبَرَ بَهِيْمَةٌ اَوْ غَيْرُهَا لِلْقَتْلِ۔ (صحیحین)

ابن عمرؓ کہتے ہیں میں نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو چارپائے یا چارپائے کے علاوہ کسی اَور جاندار کو نشانہ بناتے اور قتل کرنے کے لیے باندھے جانے سے منع کرتے ہوئے سُنا۔

عَنْ اَبِي الْعُشَرَاءِ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَكُوْنُ الذَّكٰوةُ اِلَّا فِي الْحَلْقِ وَاللَّبَّةِ فَقَالَ لَوْ طَعَنْتَ فِيْ فَخِذِهَا لَاَجْزَاَ عَنْكَ۔ (ترمذی)

ابوالعشراء اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ذبح حلق اور لبہؔ رہی کے کاٹنے میں حاصل ہوتا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا کہ (ذبح اضطراری میں) اگر تم ذبیحہ کی ران میں (بھی) نیزہ کچوک دو گے تو تمھیں بس کریگا ف

ؔ سینے کے اُوپر کی جگہ کو لبہ کہتے ہیں ۱۲ ف یعنی جس جانور کا ذبح کرنا اختیار میں ہے اُس کا ذبح تو یہی ہے کہ حلق اور لبے کو کاٹ دیا جائے اور جس کا ذبح اختیار میں نہیں مثلاً جس جانور کو ذبح کرنا منظور تھا وہ کنوئیں میں گر گیا تو اُس کے حق میں یہی ذبح ہے کہ زخم ڈالنے والا آلہ اُس کے جسم کے کسی حصے میں مثلاً ران میں چبھو دیا جائے ۱۲

من المترجم ران میں بھی شریان (رگ جہندہ) ہوتی ہے اور اس سے بھی خونِ سیال نکالا جا سکتا ہے جیسے گردن کی رگوں سے پس ذبح کا مطلب حاصل

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ شَرِیْطَةِ الشَّیْطَانِ زَادَ ابْنُ عِیْسٰی هِیَ الذَّبِیْحَةُ یُقْطَعُ مِنْهَا الْجِلْدُ وَلَا تُفْرٰی الْاَوْدَاجُ ثُمَّ تُتْرَکُ حَتّٰی تَمُوْتَ (ابوداود)	ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے شریطہ شیطان سے منع فرمایا (نیچے کے راوی) ابن عیسے نے (شریطہ شیطان کی تفسیر میں اس قدر اور) زیادہ کیا کہ یہ وہ ذبیحہ ہے جس کی کھلڑی تو کاٹ ڈالی جائے اور گردن کی رگیں نہ کاٹی جائیں (کہ یہی معنے ہیں ذبح کے) پھر وہ یہاں تک چھوڑ دیا جائے کہ مر کر ٹھنڈا ہو جائے ف
عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِیْ بَطْنِهَا الْجَنِیْنَ فَنُلْقِیْهِ اَمْ نَاْکُلُهٗ قَالَ کُلُوْهُ اِنْ شِئْتُمْ فَاِنَّ ذَکٰوتَهٗ ذَکٰوةُ اُمِّهٖ (ابوداود)	ابو سعید خدری کہتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ بسا اوقات ہم اونٹنی کو نحر[1] کرتے اور گائے اور بکری کو ذبح کرتے ہیں تو ہم ان کے پیٹوں میں مردہ بچہ پاتے ہیں آیا اس کو پھینک دیں یا کھالیں پیغمبر صاحب نے فرمایا چاہو تو کھالو کیونکہ بچے کے ذبح کے لیے اس کی ماں کا ذبح کرنا بس کرتا ہے ف۲
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا فَمَا فَوْقَهَا بِغَیْرِ حَقِّهَا سَاَلَهُ اللّٰهُ عَنْ قَتْلِهٖ	عمرو بن العاص کے بیٹے عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص چڑیا یا چڑیا سے بڑھکر کسی جانور کو ناحق مار ڈالے گا خدا تعالیٰ اس شخص سے اس جانور کے مار ڈالنے کی بابت پرسش کرے گا

ف اس طرح کے عمل کو شریطہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ شریطہ لیا گیا ہے شرطۂ حجام سے اور پچھنے لگانے والا خون کھینچنے کے لیے جو چھری سے بدن کے گوشت کو گودتا ہے اسے شرطہ کہتے ہیں تو شریطہ کے معنے نشتر مارنے اور گوشت گودنے کے ہوئے پھر شریطہ کی اضافت شیطان کی طرف اس سے ہے کہ اس عمل پر برانگیختہ کرنے والا اور لوگوں کی نظروں میں اسے زینت دینے والا وہی ہے ۱۲

[1] نحر کہتے ہیں اونٹ کے سینے میں نیزہ مارنے کو اور یہ اونٹ کے حق میں سنت ہے اگرچہ ذبح بھی جائز ہے ۱۲

ف۲ مثلاً ایک بکری کو ذبح کیا اور اس کے پیٹ میں سے مردہ بچہ نکلا تو بچے کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں یوں ہی کھانا درست ہے اور یہی مذہب ہے ائمۂ ثلثہ کا امام شافعیؒ اور امام احمد تو کہتے ہیں کہ جنین حلال ہے خواہ اس کے بدن پر بال اگ آئے ہوں یا نہیں۔ اور امام مالک فرماتے ہیں کہ اگر بال اگ آئے ہوں اور تام الخلقت ہو تو حلال ہے ورنہ نہیں مگر ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ جنین کا کھانا درست نہیں ہاں اگر زندہ پیٹ سے نکلے اور ذبح کیا جائے تو درست ہے اور دلائل فریقین کے کتب فقہ میں مرقوم ہیں ۱۲

کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ چڑیا کا حق کیا ہے فرمایا اُسے ذبح کرکے کھانا نہ یہ کہ اُس کا سر کاٹ کر اُس کو (یعنی چڑیا کو) پھینک دینا	قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا حَقُّهَا قَالَ اَنْ يَذْبَحَهَا فَيَاْكُلَهَا وَلَا يَقْطَعَ رَاْسَهَا فَيَرْمِيَ بِهَا ۔ (نسائی)

من المترجم اس سے بلا ضرورت شکار کی ممانعت نکلتی ہے مگر شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات میں جو اس حدیث کا ترجمہ کیا ہے قاعدۂ نحو کی رُو سے غلط معلوم ہوتا ہے وہ لکھتے ہیں "وَلَا يَقْطَعَ رَاْسَهَا فَيَرْمِيَ بِهَا - یعنی و نبرد سرا و را پس بیندازد آن را یعنی برین وجہ ذبح نکنند" اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ فیرمی بہا میں ضمیر ہا شاہ صاحب نے راس کی طرف راجع کی ہے حالانکہ راس مونث نہیں ہے اور ضمیر ہا مونث ہے راس مونث نہیں ہے اس لیے کہ قاعدۂ نحو کے مطابق آدمی کے جتنے اعضاء و جوارح جُفت ہیں مثلاً ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھیں۔ بھویں۔ رخسارے۔ کان سب مونث ہیں اور جو طاق ہیں جیسے سر ناک وغیرہ مذکر ہم کو شاہ صاحب کی اسی طرح کی ایک اور غلطی بھی اسی کتاب کے باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر میں معلوم ہوئی تھی جس سے ہم نے دانستہ چشم پوشی کی کہ خطائے بزرگاں گرفتن خطا است + مگر حلال و حرام میں تو سکوت نہیں کیا جا سکتا۔

ابو واقد لیثی[۱۲] کہتے ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم مدینے میں تشریف لائے تو یہاں کے لوگ اُونٹوں کے کوہان اور دُنبوں کی چکتیاں کاٹ کاٹ کر کھا جاتے تھے آپ نے فرمایا جو چیز چارپائے سے کاٹی جائے اور چارپایہ زندہ ہو تو وہ چیز مُردار ہے اور اُس کا کھانا درست نہیں۔	عَنْ[۱۲] اَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ وَهُمْ يَجُبُّونَ اَسْنِمَةَ الْاِبِلِ وَيَقْطَعُونَ اَلْيَاتِ الْغَنَمِ قَالَ مَا يُقْطَعُ مِنَ الْبَهِيمَةِ وَهِيَ حَيَّةٌ فَهِيَ مَيْتَةٌ لَا تُؤْكَلُ + (ترمذی)

من المترجم ۳۰ کروڑ باشندگانِ ہند میں پانچویں حصے کے قریب مُسلمان ہیں باقی ہندو۔ ہندو اکثر الا ماشاء اللہ پیداوارِ اراضی پر غلہ ہو یا بقولات گزران کرتے اور گوشت خوار قوموں پر جن میں مسلمان بھی داخل ہیں بے رحمی اور سنگدلی کا الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ اپنا پیٹ پالنے کے لیے کمزور غریب بے گزند جانداروں کو جان سے مارتے ہیں اس سے بڑھ کر بے رحمی اور سنگدلی اور کیا ہوگی۔ اور نہ صرف پیٹ پالنے کے لیے بلکہ زبان کے چٹخاروں کے لیے آخر ہندو جو گوشت نہیں کھاتے وہ بھی تو ان ہی کی طرح کے آدمی ہیں توالد تناسل تندرستی۔ عمر ان میں کس بات کی کمی ہے۔ مذہب پر سے اس الزام کے اُٹھانے کو ہم دنیا کے انتظام پر نظر کرتے ہیں جو خدا کا ٹھایا ہوا ہے تو دو باتیں پاتے ہیں اول موت جس سے کوئی زندہ محفوظ نہیں رہا اور محفوظ رہے گا بھی نہیں۔ مگر ہم موت کی مصلحت سے واقف نہیں کیا معلوم ؎

مصرع ہر گریہ آخر خندہ است مرد آخر بیں مُبارک بندہ است

لَتَرْكَبُنَّ[۱] طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ جانور بھی عالم جمادات سے ترقی کرکے عالم نباتات میں اور عالم نباتات سے ترقی کرکے عالم حیوانات میں آئے ہیں اب بعد ذبح آدمی کی غذا ہو کر آدمی کی جون میں آداخل ہوں گے تو یہ حیوانات کے حق میں سرتاسر رحم ہے اور

[۱] تم لوگ (اسی طرح) درجہ بدرجہ منزل ہستی کو طے کرو گے ۱۲

ان کی بہتری کا موجب - دوسری بات جو ہم انتظام دنیا میں پاتے ہیں اَلْقَوِیُّ اَلَّتِیُّ بِالْحَیٰوۃِ آخری ہو یعنی قوی تر زندہ رہنے کا سزاوار ترجس کا ترجمہ انگریزی مقولہ ہو دی فٹسٹ ٹو لو" اس کی رُو سے آدمی کے لیے جانوروں کا قربان کیا جانا قاعدہ لولی بالحیوۃ کی رعایت ہو جو عین انصاف ہو - سمندر میں بڑی مچھلیاں چھوٹی مچھلیوں کو کھا کھا کر بڑی ہوئی ہیں - بہت سے وحوش و طیور ہیں جن کی غذا صرف گوشت ہو ان کے معدے اِن کے جوارح صرف گوشت کے لیے مناسب ہیں آدمی قوی تر بھی ہو دانتوں کے ذریعے سے ہر قسم کی غذا کھا اور چبا بھی سکتا ہو اور اس کا معدہ ہضم لحم کے قابل بھی ہے پس وہ فطرۃً گوشت خوار ہے - بغاث الطیور اور ضعاف الوحوش جو آپ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے اس سے کہ درندوں کے شکار ہوں بہتر ہے کہ آدمی کی غذا ہوں - جن ملکوں میں غذاے نباتی کی کمی حدِ فقدان کو پہنچ گئی ہے جیسے عرب تو اگر ایسے ملکوں میں جانوروں کے گوشت کی ممانعت کی جائے تو ایسی ممانعت بعض اوقات مستلزم ہلاک انسان ہوگی - جس کو عقل جائز نہیں رکھ سکتی - پھر گوشت کے حلال ہونے کے یہ معنے ہیں کہ گوشت کا کھانا جائز ہے نہ یہ کہ شرط اسلام ہے پس جو لوگ مشق ستم کے لیے شکار کرتے اور اس کا نام رکھا ہے تفریح یا جو لوگ ہندوؤں کی ضد سے لحم البقر کے لیے لڑتے جھگڑتے ہیں ہم تو

آداب البیع

عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَلِفِ فِی الْبَیْعِ فَاِنَّہٗ یُنَفِّقُ ثُمَّ یَمْحَقُ ✢ (مسلم)

ابو قتادہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) تم معاملۂ بیع میں زیادہ قسمیں کھانے سے اپنے تئیں بچاؤ کیونکہ کثرت سے قسمیں کھانا گو فی الحال بکری کو رواج دیتا ہو مگر انجام کار برکت کو مٹاتا ہے -

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَلَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا مَنْ ھُمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الْمُسْبِلُ وَالْمَنَّانُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَہٗ بِالْحَلِفِ الْکَاذِبِ ✢ (مسلم)

ابو ذر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ہیں جن سے خدا قیامت کے روز بات تک بھی تو نہیں کرے گا اور اُن کو نظر رحمت سے دیکھے گا اور انکو عذاب دردناک ہوگا ابو ذر نے عرض کیا وہ سخت نا اُمید ہوئے اور نہایت ٹوٹے میں پڑے یا رسول اللہ وہ ہیں کون؟ فرمایا براہ کبر ٹخنوں سے نیچے ازار لٹکانے والے دے کر احسان رکھنے والے اور جھوٹی قسم سے مال کی نکاسی کرنے والے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ابو سعید سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سلہ خط وحدانی میں جو ہم نے عبارت بڑھائی ہو اُس کی وجہ مفصّل اسی حصے کے عنوان آداب اللباس میں ملاحظہ ہو ۱۲

سچا اور بااِمانت دار سوداگر قیامت کے روز پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔	التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الْاَمِيْنُ مَعَ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ ۔ (ترمذی)

من المترجم حصّہ دوم حقوق العباد میں ایک بڑا وسیع باب بیوع کا گزر چکا ہے اُسے پڑھو گے تو بیع وشرار کے مزید آداب پر آگہی ہوگی ہم نے تکریر کے خوف سے صرف ان ہی تین حدیثوں پر بس کی۔

آداب النکاح

| (مسلمانو!) آج (تمام) پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کر دی گئیں اور اہلِ کتاب کا کھانا (بشرطیکہ تمہارے ہاں بھی روا ہو) تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اُن میں کی (بھی) بیاہتا بیبیاں (تمہارے لیے) حلال ہیں ف بشرطیکہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ اُن کو قیدِ نکاح میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔ | اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ وَلَا مُتَّخِذِيْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع ا پارہ ۶) |
| اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبرِ خدا صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا اس شرعی عقد کو جس کا نام نکاح ہے آشکارا کرو اور اس کو مسجدوں میں کیا کرو (کہ تشہیر کے مقامات ہیں) اور نکاح (کی تقریب) پر دُف (ڈھول) بجایا کرو (تا کہ خوب تشہیر ہو جائے) | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِي الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَيْهِ بِالدُّفُوْفِ ۔ (ترمذی) |

ف اسی مضمون کی ایک آیت سورۂ نساء کے چوتھے رکوع میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۱۲

ف بیاہتا بیبیوں سے مراد ہیں وہ عورتیں جو نکاح کے ذریعے سے لوگوں کے ساتھ میاں بی بی کا سا تعلق پیدا کرنا چاہتی ہیں ۱۲

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ ❊ (ت ح)

حاطب کے بیٹے محمد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جس چیز سے حلال وحرام میں فرق ظاہر ہوتا ہے ذکر و تشہیر اور دُف ہے۔

عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ ❊

(بخاری)

عفراء کی پوتی معوذ کی بیٹی رُبیّع (صحابیہ) کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ہمارے ہاں) تشریف لائے اور اُس وقت تشریف لائے جب مجھے شوہر کے گھر رخصت کر دیا گیا تھا تو آپ میرے بچھونے پر بالکل اُسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے (یہ خطاب اُس شخص کی طرف ہے جو رُبیّع سے حدیث روایت کر رہا ہے) اتنے میں ہماری چھوکریوں نے دُف بجانا اور میرے باپ[ع] اور چچا کے اوصاف وخصال بیان کرنے شروع کیے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ دفعۃً اُن میں سے ایک چھوکری لگی کہنے وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں نبی موجود ہے جو اُس چیز کو جانتا ہے کہ کل ہونے والی ہے پیغمبر صاحب نے (یہ سُن کر چھوکری سے) فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور جو (پہلے) کہہ رہی تھی کہے جا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَأَةٌ إِلٰى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ ❊ (بخاری)

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت (جو نئی دُلہن تھی) ایک انصاری مرد کے ساتھ رخصت کی گئی جناب نبی خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اے) عائشہ! کیا تمھارے پاس لہو (دُف یا سرود) نہیں ہے کیونکہ انصار کو لہو بھلا معلوم ہوتا ہے

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا

اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی رہا کرتی تھی میں نے اُس کا بیاہ کیا

[ع] رُبیّع کے باپ معوذ اور معوذ کے بھائی معاذ اور عوف جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ۱۲

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَاءِ (ترمذی)	سچا اور باامانت دار سوداگر قیامت کے روز پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

من المترجم حصہ دوم حقوق العباد میں ایک بڑا وسیع باب بیوع کا گزر چکا ہے اُسے پڑھو گے تو بیع وشرا کے مزید آداب پر آگہی ہوگی ہم نے تکرار کے خوف سے صرف ان ہی تین حدیثوں پر بس کی۔

آداب النکاح

اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَکُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ حِلٌّ لَّکُمْ وَطَعَامُکُمْ حِلٌّ لَّھُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ اِذَآ اٰتَیْتُمُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَلَا مُتَّخِذِیْٓ اَخْدَانٍ (المائدہ ع ۱ پارہ ۶)	(مسلمانو!) آج (تمام) پاکیزہ چیزیں تمہارے لیے حلال کردی گئیں اور اہل کتاب کا کھانا (بشرطیکہ تمہارے ہاں بھی روا ہو) تمہارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا اُن کے لیے حلال ہے اور مسلمان بیاہتا بیبیاں اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی جا چکی ہے اُن میں کی (بھی) بیاہتا بیبیاں (تمہارے لیے) حلال ہیں ف بشرطیکہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کرو اور تمہارا ارادہ اُن کو قید نکاح میں لانے کا ہو نہ کھلم کھلا بدکاری کرنے کا اور نہ چوری چھپے آشنا بنانے کا۔
عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَعْلِنُوْا ھٰذَا النِّکَاحَ وَاجْعَلُوْہُ فِی الْمَسَاجِدِ وَاضْرِبُوْا عَلَیْہِ بِالدُّفُوْفِ (ترمذی)	اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شرعی عقد کو جس کا نام نکاح ہے آشکارا کرو اور اس کو مسجدوں میں کیا کرو (کہ تشہیر کے مقامات ہیں) اور نکاح (کی تقریب) پر دُف بجایا کرو (تاکہ خوب تشہیر ہو جائے)

ف اسی مضمون کی ایک آیت سورہ نساء کے چوتھے رکوع میں بھی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَیْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۱۲

ف بیاہتا بی بیوں سے مراد ہیں وہ عورتیں جو نکاح کے ذریعے سے لوگوں کے ساتھ میاں بی بی کا سا تعلق پیدا کرنا چاہتی ہیں ۱۲

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الصَّوْتُ وَالدُّفُّ (ترمذی)	حاطب کے بیٹے محمد نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جس چیز سے حلال وحرام میں فرق ظاہر ہوتا ہے ذکر وتشہیر اور دُف بجانا ہے۔
عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ قَالَتْ جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ حِيْنَ بُنِيَ عَلَيَّ فَجَلَسَ عَلٰى فِرَاشِيْ كَمَجْلِسِكَ مِنِّيْ فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَائِيْ يَوْمَ بَدْرٍ اِذْ قَالَتْ اِحْدٰهُنَّ وَفِيْنَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِيْ غَدٍ فَقَالَ دَعِيْ هٰذِهٖ وَقُوْلِيْ بِالَّذِيْ كُنْتِ تَقُوْلِيْنَ۔ (بخاری)	عفرا کی پوتی معوذ کی بیٹی رُبیّع (صحابیہ) کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم (ہمارے ہاں) تشریف لائے اور اُس وقت تشریف لائے جب مجھے شوہر کے گھر رخصت کردیا گیا تھا تو آپ میرے بچھونے پر بالکل اُسی طرح بیٹھ گئے جس طرح تو میرے بچھونے پر بیٹھا ہے (یہ خطاب اُس شخص کی طرف ہے جو رُبیّع سے حدیث روایت کررہا ہے) اتنے میں ہماری چھوکریوں نے دُف بجانا اور میرے باپ اور چچا کے اوصاف وخصال بیان کرنے شروع کیے جو جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے کہ دفعۃً اُن میں سے ایک چھوکری لگی کہنے وفینا نبی یعلم ما فی غد یعنی ہم میں نبی موجود ہے جو اُس چیز کو جانتا ہے کہ کل ہونے والی ہے پیغمبر صاحب نے (یہ سُن کر چھوکری سے) فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اور جو (پہلے) کہہ رہی تھی کہے جا۔
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ زُفَّتِ امْرَأَةٌ اِلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَاِنَّ الْاَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔ بخاری	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک عورت (جو نئی دُلہن تھی) ایک انصاری مرد کے ساتھ رخصت کی گئی جناب نبی خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (عائشہ!) کیا تمہارے پاس لہو (دُف یا سرود) نہیں ہے کیونکہ انصار کو لہو بھلا معلوم ہوتا ہے
عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَتْ عِنْدِيْ جَارِيَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ زَوَّجْتُهَا	اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میرے پاس ایک انصاری لڑکی رہا کرتی تھی میں نے اُس کا بیاہ کیا

ف رُبیّع کے باپ معوذ اور معوذ کے بھائی معاذ اور عوف جنگ بدر میں شہید ہوئے تھے ۱۲

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ اَلَا تُغَنِّيْنَ فَاِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْاَنْصَارِ يُحِبُّوْنَ الْغِنَاءَ ۔ (مشکوٰۃ)	تو جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا عائشہ! تم گانے کا حکم کیوں نہیں دیتیں کیونکہ انصار کا یہ قبیلہ گانے کو دوست رکھتا ہے۔
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تَزَوَّجَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَوَّالٍ وَّبَنٰى بِيْ فِيْ شَوَّالٍ فَاَيُّ نِسَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَحْظٰى عِنْدَهُ مِنِّيْ (	اُمّ المومنین عائشہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم مجھے شوال کے مہینے میں نکاح میں لائے اور شوال ہی کے مہینے میں میری رخصت ہوئی تو پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سے کون سی ایسی بی بی ہے جو آپ کے نزدیک مجھ سے زیادہ بہرہ مند ہوگی
عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَزَوَّجَ اَحَدُكُمُ امْرَاَةً اَوِ اشْتَرٰى خَادِمًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ۔ (ابوداؤد)	عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) جب تم میں کا ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرے یا کوئی خادم مول لے تو یوں کہے اللّٰہم الخ یعنی خداوندا میں تجھ سے اِس عورت (یا خادم) کی نیکی و بھلائی کو طلب کرتا اور اُس چیز کی بھلائی کو طلب کرتا ہوں جس پر تُو نے اِس عورت (یا خادم) کو پیدا کیا ہے اور میں اِس کی بُرائی اور اُس چیز کی بُرائی سے پناہ مانگتا ہوں جس پر تُو نے اِسے پیدا کیا ہے۔

من المترجم اِن حدیثوں سے تین باتیں مستنبط ہوتی ہیں ایک یہ کہ نکاح کے لیے اعلان کی ضرورت ہے دوسرے یہ کہ دُلہن کے رخصت کے وقت لڑکیوں کو کوئی ایسا گیت گانا یا قصیدہ پڑھنا جائز ہے جس میں فحش و لغو نہ ہو تیسرے یہ کہ شوال کے مہینے میں نکاح کرنا اور شوال ہی میں دُلہن کو رخصت کرنا مستحب ہے۔ نکاح کے لیے اعلان کا ضروری ہونا تو اُس آیت کے مضمون سے صاف ثابت ہوتا ہے جسے ہم نے عنوان کے ذیل میں درج کیا ہے کیونکہ آیت میں ولا متخذی اخدان بواسطۂ حرف عطف محل کا ظرف اور اُس کی قید ہے مطلب یہ کہ عورتیں بایں شرط تمہارے لیے حلال ہیں کہ اُن کے مہر اُن کے حوالے کردو اور کھلم کھلا قید نکاح میں لاؤ چوری چھپے آشنائی نہ کرو اور حدیث نمبر ۲ میں تو صاف طور پر اعلنوا هذا النكاح واجعلوه في المساجد واضربوا عليه بالدف اور فصل ما بين الحلال والحرام الصوت والدف وارد ہے جس سے کھلے طور پر معلوم ہوتا ہے کہ

نکاح کے لیے اعلان کا ہونا شرط ضروری ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ شارع کو بدکاری کا دروازہ بہمہ وجوہ بند کرنا منظور ہے ممکن ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے تعلقِ ناجائز رکھتا اور عارِ زنا کے دور کرنے کے لیے اس بات کو ظاہر کرتا ہو کہ میں نے نکاح کرلیا ہے شارع نے اس عذر بدتر از گناہ کے حیلے کو مٹانے کی غرض سے نکاح کے لیے اعلان کو شرط ضروری ٹھیرایا پھر حدیث میں جو اعلان کی ایک صورت کو دُف بجانے کے ساتھ مقید کیا گیا ہے تو یہ قید واقعی نہیں بلکہ اتفاقی ہے شاید عرب کا دستور عام ہوگا کہ وہ دُف بجا کر ہی نکاح کا اعلان کرتے ہوں گے ورنہ اگر بغیر دُف بجائے بھی اعلان ہوجائے تو شرطِ نکاح یعنی اعلان پایا جاسکتا ہے اور دُف بجانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی الغرض اس سے شارع کا مقصود صرف اعلان ہے کسی طرح پر بھی ہو مگر جو لوگ نکاح کے موقعے پر تاشے باجے اور ڈھول ڈھمکے بجاتے اور اس کو ذریعۂ اعلان خیال کرتے ہیں یہ اُن کی سخت غلطی ہے اور شارع کے مقصد کے سرتاسر خلاف کیونکہ شارع نے صرف سدِّ بابِ زنا کے لیے اعلان کو شرطِ نکاح قرار دیا تھا انھوں نے تاشے باجے بجا کر اُس دروازے کو کھول دیا وجہ یہ کہ باجے اور راگ منجر ہیں مناہی و ملاہی کی طرف۔ دوسری بات یعنی دُلہن کے رخصت کرتے وقت لڑکیوں کا گانا اس کے متعلق ہمیں اتنا ہی کہنا ہے کہ اگر ایسے موقع پر گھر کی لڑکیاں یا لونڈیاں بغیر کسی ہاتھ سے یا مُونہ سے بجنے والے باجے کے دُف کے ساتھ ایسا گیت گائیں جس سے سننے والوں کی طبیعتیں برانگیختہ نہ ہوں اور جو لغو و فحش سے بالکل خالی ہو تو درست ہے وا لّیس فلیس۔ حدیث سے ثابت ہوا کہ جناب رسول خدا صلعم نرے خشک ترش رُو زاہد بھی نہ تھے کہ لوگوں کو تمتعاتِ جائز سے روکیں رہی تیسری بات یعنی شوال میں نکاح کرنا یہ اصل میں اہلِ جاہلیت کی ایک قدیم رسم توڑنے کی تمہید تھی کہ وہ لوگ اس مہینے میں بیاہ برات نہیں کرتے تھے اور اس مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے جس طرح ہمارے ہاں کی جاہل عورتیں ذیقعدہ کے مہینے میں جس کا نام اُن کے ہاں خالیؔ کا مہینہ مشہور ہے شادی وغیرہ نہیں کرتیں اور شاید عرب کے جُہلا کی طرح اسے منحوس بھی خیال کرتی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ کہہ کر کہ میں شوال ہی میں بیاہی گئی اور شوال ہی میں میری رخصت ہوئی عرب کے جہلا کے خیال کی تردید کردی اور اُن کے اس منصوبے کو کہ شوال کا مہینہ منحوس ہے یہ حُجت پیش کرکے باطل کردیا کہ جسقدر پیغمبر صاحب کے نزدیک مجھے بہرہ مندی حاصل ہوئی کسی اَور بی بی کو میسّر نہیں ہوئی۔

؎ خالی کا مہینا اس سے کہتی ہیں کہ اس سے پہلے اور اس کے پچھلے مہینوں میں عید کی تقریب ہوتی ہے اور اس میں کوئی تقریب نہیں ہوتی تو گویا لفظ خالی سے تشاؤم کرتی ہیں ۱۲

آداب المباشرت

اُردو	عربی
مُسلمانو! تمھاری بیبیاں (گویا) تمھاری کھیتیاں ہیں تو اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو آؤ	نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ

ف عورت کھیتی ہے اور مرد کاشتکار اور نطفہ بیج تو جس طرح کاشتکار بیج کی حفاظت کرتا ہے کہ بیج کو ضائع نہیں ہونے دیتا اور وہاں ڈالتا ہے جہاں اُگے ایسی ہی حفاظت مرد کو کرنی چاہیے اور وہ نہیں ہے مگر اُسی طریقے میں جو سب معلوم ہے ۱۲

وَقَدِّمُوا لِاَنْفُسِكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ مُّلٰقُوْهُ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ (بقرہ ۴۶ ۳ پارہ ۲)	اور اپنے لیے آیندہ (یعنی عاقبت) کا بھی بندوبست رکھو اور اللہ سے ڈرو اور جانے رہو کہ تم کو اس کے حضور میں حاضر ہونا ہے اور (اے پیغمبر) ایمان والوں کو خوشخبری سُنا دو ف
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اُوْحِیَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَآؤُکُمْ حَرْثٌ لَّکُمْ فَاْتُوْا حَرْثَکُمْ الْاٰیَةَ اَقْبِلْ وَاَدْبِرْ وَاتَّقِ الدُّبُرَ وَالْحَیْضَةَ (ترمذی)	ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جو آیہ نساء کم حرث لکم فاتوا حرثکم الخ وحی کی گئی ہے تو فاتوا حرثکم انی شئتم کے یہ معنے ہیں کہ چاہو تو آگے کی جانب سے آؤ چاہو تو پس پشت کی طرف سے ہم بستر ہو لیکن ہر حالت میں وطی فی الدبر سے پرہیز کرو اور حالت حیض میں عورت کے پاس نہ جاؤ۔
عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَحْیِیْ مِنَ الْحَقِّ لَا تَاْتُوا النِّسَآءَ فِیْ اَدْبَارِهِنَّ وَفِیْ رِوَایَةِ اَبِیْ دَاوٗدَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَنْ اَتَی امْرَاَتَهٗ فِیْ دُبُرِهَا	ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا حق (بات کے کہنے) سے نہیں شرماتا تو (لوگو!) تم وطی فی الدبر کے ہرگز مرتکب نہ ہونا اور ابو داؤد کی روایت میں آیا ہے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرتکب وطی فی الدبر ملعون ہے۔
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا لَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّاْتِیَ اَهْلَهٗ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَیْنَهُمَا فِیْ ذٰلِكَ وَلَدٌ لَمْ یَضُرَّهُ الشَّیْطَانُ اَبَدًا	ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) سنو اگر تم میں کا کوئی شخص اپنی بی بی سے ہم بستر ہوتے وقت کہے گا بسم اللہ اللھم جنبنا الخ یعنی خداوندا ہم سے شیطان کو دور رکھ اور اس بچے سے بھی شیطان کو دور رکھ جو تو ہمارے نصیب کرے تو اس موقع پر اگر میاں بیوی دونوں کی تقدیر میں بچہ ہوگا تو شیطان اسے کبھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا

ف آیندہ کا بندوبست کرنے سے ایک مطلب تو وہ ہے جو ترجمے سے ظاہر ہوتا ہے کہ دنیا داری کے کاموں میں اتنے بھی مصروف نہ ہو کہ دین کے کاموں میں بالکل غفلت کرنے اور اس میں ایک اشارہ اس بات کا بھی پایا جاتا ہے کہ عورتوں کے ساتھ اس نیت سے ہم بستر ہو کہ خدا اولاد دے اور وہ دنیا میں تمہارے کام آئے اور خدا اُن کو نیکی دے تو آخرت میں بھی اُن کی استغفار وغیرہ سے ماں باپ نفع پہنچے ۱۲

آداب الولیمہ

١ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاٰی عَلٰی عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَثَرَ صُفْرَۃٍ فَقَالَ مَا ھٰذَا قَالَ اِنِّیْ تَزَوَّجْتُ امْرَأَۃً عَلٰی وَزْنِ نَوَاۃٍ مِّنْ ذَھَبٍ قَالَ بَارَكَ اللّٰہُ لَكَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ ٭ (صحیحین)

انسؓ سے روایت ہے کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عوف کے بیٹے عبدالرحمٰن کے کپڑوں پر زردی کا دھبہ دیکھ کر فرمایا کہ (عبدالرحمٰن!) یہ کیا ہے عرض کیا میں نے کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے پر ایک عورت سے نکاح کیا ہے پیغمبر صاحب نے فرمایا خدا تجھے برکت دے (تو) تو ولیمہ کرڈال اگرچہ ایک بکری ہی سہی ف١

٢ عَنْ اَنَسٍ قَالَ مَا اَوْلَمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْ نِّسَائِہٖ مَا اَوْلَمَ عَلٰی زَیْنَبَ اَوْلَمَ بِشَاۃٍ ٭ (صحیحین)

انسؓ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے جس قدر بی بی زینب (کو نکاح میں لانے) پر ولیمہ کیا کسی اور بی بی (کو نکاح میں لانے) پر اُتنا ولیمہ نہیں کیا (چنانچہ آپ نے (بی بی زینب کو نکاح میں لانے پر ایک بکری کا ولیمہ کیا۔

٣ عَنْ صَفِیَّۃَ بِنْتِ شَیْبَۃَ قَالَتْ اَوْلَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی بَعْضِ نِسَائِہٖ بِمُدَّیْنِ مِنْ شَعِیْرٍ ٭ (بخاری)

شیبہ کی بیٹی صفیہ کہتی ہیں کہ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک بی بی (کو نکاح میں لانے) پر جو کے دو مُدوں کے ساتھ ولیمہ کیا ف٢

٤ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ وَمَنْ تَرَكَ الدَّعْوَۃَ

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بدتر کھانا اُس ولیمے کا کھانا ہے جس کے (کھانے کے) لیے مالدار تو بُلائیں جائیں اور محتاج چھوڑ دیئے جائیں اور جو شخص (بغیر کسی عذر کے) دعوتِ (ولیمہ) قبول نہ کرے

ف١ اس حدیث میں زردی کے دھبے اور کھجور کی گٹھلی کے ہموزن سونے کا جو ذکر ہے اُس کی تفصیل ہم حصہ دوم حقوق العباد کے عنوان "بیوع" میں کرآئے ہیں وہاں ملاحظہ ہو اور آخر حدیث میں جو اولم ولو بشاۃ کا ذکر ہے تو یہ عبارت تقلیل و تکثیر دونوں کا احتمال رکھتی ہو مگر یہاں متبادر معنے تکثیر کے ہیں یعنی اگرچہ ایک بکری میں زیادہ خرچ ہوتا ہو تو بھی ولیمہ کر کیونکہ اُس زمانے میں بکریاں تھوڑی تھیں اور عبدالرحمٰن ابھی عندِ غنا کو نہیں پہنچے تھے ۱۲

ف٢ حدیث میں جن بی بی کا مذکور ہے اُن سے اُمّ المؤمنین اُمّ سلمہ مُراد ہیں اور دو مُد کچھ اُوپر سوا سیر کے ہوتے ہیں انگریزی تول کے حساب سے ۱۲

فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۔ (صحیحین)	وہ خدا اور رسول خدا کا نافرمان ہے۔
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دُعِيَ اَحَدُكُمْ اِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا وَفِيْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ فَلْيُجِبْ عُرْسًا كَانَ اَوْ نَحْوَهٗ ۔ (صحیحین)	عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں کا کوئی شخص ولیمے کی دعوت میں بلایا جائے تو اُسے دعوت میں آنا چاہیے اور مسلم کی ایک روایت میں آیا ہے کہ اُسے دعوت کو قبول کر لینا چاہیے دعوت شادی کی ہو یا اُس جیسی کسی اَور تقریب کی مثلاً عقیقہ وغیرہ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ دُعِيَ فَلَمْ يُجِبْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَمَنْ دَخَلَ عَلٰى غَيْرِ دَعْوَةٍ دَخَلَ سَارِقًا وَّخَرَجَ مُغِيْرًا ۔ (ابوداود)	عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا اور اُس نے دعوت قبول نہیں کی تو اُس نے خدا اور رسول خدا کی نافرمانی کی اور جو بے بُلائے دعوت میں چلا گیا گویا چور بن کر گیا (کہ صاحب خانہ کی بے اجازت گھر میں آنا گویا چھپ کر آنا ہی) اور لوٹ مار کرکے باہر آیا (کیونکہ مالک کی بے اجازت کھانا کھانا گویا اُس کا مال غارت کرنا ہے)
عَنْ رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اجْتَمَعَ الدَّاعِيَانِ فَاَجِبْ اَقْرَبَهُمَا بَابًا وَاِنْ سَبَقَ اَحَدُهُمَا فَاَجِبِ الَّذِيْ سَبَقَ ۔ (ابوداود)	جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں کا ایک شخص روایت کرتا ہے کہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب دو دعوت کرنے والے ایک ساتھ (ایک وقت میں) دعوت کریں تو دونوں میں سے اُس شخص کی دعوت قبول کر جس کا گھر تیرے دروازے سے قریب تر ہو اور اگر دونوں میں سے ایک نے پہلے دعوت کی (دوسرے نے پیچھے) تو جس نے پہلے دعوت کی اُس کی دعوت قبول کر۔
عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَبَارِيَانِ لَا يُجَابَانِ وَلَا يُؤْكَلُ طَعَامُهُمَا ۔ (مشکوۃ)	ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو شخص باہم ایک دوسرے کی ضد پر از روئے فخر و ریا کھانے کی تکثیر کریں تو اُن کی دعوت قبول نہ کی جائے اور نہ اُن کا کھانا کھایا جائے۔
عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ	حصین کے بیٹے عمران سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ اِجَابَۃِ دُعَاءِ الْفَاسِقِیْنَ ٭ (مشکوٰۃ)

صلے اللہ علیہ وسلم نے فاسقوں[1] کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا

٭٭

[1] فسق کے لغوی معنے تو ہیں خروج کے بولا کرتے ہیں فَسَقَتِ الرُّطَبَۃُ عَنْ قِشْرِھَا وَالْفَارَۃُ مِنْ جُحْرِھَا اَیْ خَرَجَتْ لیکن شریعت میں گناہِ کبیرہ کے مرتکب ہو کر خدا کی طاعت سے باہر ہوئے یا صغیرہ گناہ پر اصرار کرنے کو فسق کہتے ہیں تو فاسق کے شرعی معنے ہوئے مرتکب گناہ کبیرہ۔ گناہ کبیرہ کا مفہوم متعین کرنے میں کئی علما نے اختلاف کیا ہے مگر قرآن و حدیث سے جہاں تک اس کا سُراغ چلتا ہے یہ ہے کہ شارع نے جس فعل کے ارتکاب پر حد (شرعی سزا) مقرر کردی ہو یا اُس کے بارے میں وعید نازل ہوئی ہو یا دلیلِ قطعی کے ساتھ اُس کے ارتکاب سے منع کیا گیا ہو یا وہ فعل دین کی ہتکِ حُرمت کا مُوجب ہو۔ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ میں یہ باتیں نہ پائی جائیں صغیرہ۔ پھر گناہ کبیرہ کے مَراتب اگرچہ مختلف ہیں یعنی بعض بعض سے بزرگ تر اور شنیع تر ہیں جیسا کہ متتبع احادیث پر مخفی نہیں مگر پیغمبر صاحب کی کسی حدیث سے اُن کا انحصار و انضباط بایۂ ثبوت تک نہیں پونہچا اسی سبب علما نے کبائر کے گنوانے میں اختلاف کیا ہے مولانا جلال الدین دوّانی شرحِ عقائدِ عضدیہ میں بعض اصحاب شافعیؒ سے نقل کرتے ہیں کہ کبائر حسبِ تفصیل ذیل ہیں۔ قتلِ ناحق۔ زنا۔ لواطت۔ چوری۔ مئے نوشی۔ اور ہر نشیلی چیز کا استعمال۔ سُور کا گوشت کھانا۔ کسی کا مال بجبر چھین لینا۔ زنا کی تہمت لگانا۔ جھوٹی گواہی دینا۔ سُود کھانا۔ رمضان کا روزہ قصداً اور عمداً بے عذر توڑ دینا۔ جھوٹی قسم کھانا۔ قطعِ رحم کرنا۔ مُسلمان ماں باپ کو ناحق ستانا۔ مذہبی لڑائی میں مقابلے سے بھاگنا۔ یتیموں کا مال ہضم کر جانا۔ ماپ تول میں خیانت کرنا۔ بار سمجھ کر وقت سے پہلے نماز پڑھ لینا۔ زکوٰۃ نہ دینا۔ مُسلمانوں سے ناحق لڑنا۔ جنابِ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی بات منسوب کرنا۔ صحابہ کو گالی دینا۔ بے عذر گواہی چھپانا۔ رشوت لینا۔ مرد و عورت میں نااتفاقی کرانا۔ بادشاہ سے چغلی جا لگانا۔ قدرت کے ہوتے ساتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو چھوڑ بیٹھنا۔ قرآن یاد کر کے بھُلا دینا۔ جانداروں کو جلانا۔ عورت کا بے عذرِ شرعی اپنے مرد کی اطاعت نہ کرنا۔ خدا کی رحمت سے مایوس ہونا۔ عذابِ الٰہی سے بیخوف و نڈر رہنا۔ علما و حفاظ کی توہین کرنا۔ اپنی عورت سے ظہار کرنا۔

شارعِ اسلام نے نکاح کو بھی ایک طرح کی خرید و فروخت قرار دیا ہے۔ خرید و فروخت میں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ بائع۔ مشتری۔ مال حسنِ فروش میں ہے قیمت۔ تو نکاح کی صورت میں عورت بائع ہے۔ شوہر مشتری۔ مال بضعہ یعنی ناموس۔ قیمت مہر معجّل نقد ہو یا مؤجّل یا جزءاً معجّل اور جزءاً مؤجّل۔ عورت کا نان نفقہ بھی مہر تو نہیں مگر مہر کا ضمیمہ تو ہے۔ دعوتِ ولیمہ کو بھی از قبیل مصارف مستلزمہ سمجھو مثلاً ایک شخص غلّہ خرید کرتا ہے تو وہ اپنے خرچ سے پلّہ دار کو مزدوری دے کر غلّہ اُٹھوائے جاتا ہے۔ آیۂ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ اسی انفاقِ مال کی تمہید ہے۔ دعوتِ ولیمہ کا خرچ بھی کچھ اسی طرح کا ہے۔ تشبیہ و استعارے سے کام نہ لیں تو ولیمہ شکرانہ ہے ولیمے میں اغنیا کا بُلانا دوستی محبّت کے بڑھانے کی غرض سے ہے اور فقرا کا بُلانا داخلِ خیرات و صدقات۔ داعی و مدعو دونوں کے آداب احادیث میں مذکور ہیں جو باب کے ذیل میں نقل کی گئی ہیں احادیث کے علاوہ آیۂ لیس علیکم جناح ان تاکلوا سے بھی مطلق دعوت کے طریقے کا استحسان پایا جاتا ہے ۱۲ ٭

سلہ چھوہارا چھلکے سے اور چوہا اپنے بل سے نکل باہر ہوا ۱۲ سلہ مرد عورتوں کے سر دھرے ہیں (اس کے دو سبب ہیں) ایک یہ کہ اللہ نے آدمیوں میں بعض کو بعض پر بزرگی دی

آداب عیادت مریض

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِیْضَ وَفُکُّوا الْعَانِیَ (بخاری)	ابو موسے کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی بیمار پرسی کرو اور قیدی کو (جو قرض یا جرمانے کی علۃ میں قید ہو) چھڑاؤ

من المترجم - طب کا مانا ہوا مسئلہ ہے کہ اصل میں طبیعۃ مدبر بدن ہے ازالہ مرض کے لیے طبیعۃ کی تقویت درکار ہوتی ہے اور اس کی بہت تدبیریں ہیں - تدبیر متعارف ہے دوا درمن - ٹونے ٹوٹکے جھاڑ پھونک تعویذ گنڈے جو جس بات کا گرویدہ اور معتقد ہو - بیمار پرسی میں بھی بیمار کی دلجوئی - یعنی اُس کی طبیعۃ کی ایک طرح کی تقویت ہے اور اس کو ازالہ مرض میں تھوڑا بہت دخل ضرور ہے - یہ تو عیادت کی منفعتِ عاجلہ ہے اور ایک بڑی منفعت جو عیادت پر مترتب ہوتی ہے آپس کا میل جول اخوت محبت جو مثمر ہے منافع کثیرہ کی بین الناس +

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ لَمْ یَزَلْ فِیْ خُرْفَۃِ الْجَنَّۃِ حَتّٰی یَرْجِعَ + (مسلم)	ثوبان سے روایت ہے کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مسلمان جب اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی بیمار پرسی کو جاتا ہے تو جب تک بیمار پرسی کر کے واپس نہ آئے بہشت کی میوہ چینی میں رہتا ہے -

من المترجم اس کا یہ مطلب کہ جتنا وقت آدمی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت میں خرچ کرتا ہے آخرت میں وتنی دیر بہشت کے پھل کھائے گا +

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰی اَعْرَابِیٍّ یَعُوْدُہٗ وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلٰی مَرِیْضٍ یَعُوْدُہٗ قَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فَقَالَ لَہٗ لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ قَالَ کَلَّا بَلْ حُمّٰی تَفُوْرُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیْرٍ تُزِیْرُہُ الْقُبُوْرَ	ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک بدوی کی عیادت کے لیے اُس کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کا قاعدہ تھا کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو اُس سے فرماتے تم کچھ خوف نہ کرو اور غمگین نہ ہو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے چنانچہ آپ نے اُس بدوی سے بھی یہی فرمایا کہ اندیشہ نہ کرو (یہ بیماری) ان شاء اللہ (گناہوں سے) پاک صاف کر دینے والی ہے وہ بدوی بولا ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک تپ ہے جو (دیگ کی طرح) ایک بڑے بوڑھے پر جوش مار رہی ہے (اور) اُسے قبروں کی زیارت کرا کے چھوڑے گی

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَنْ ٭ (بخاری)	جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے (غصّے کے لہجے میں) فرمایا اب ایسا ہی ہوگا جیسا تو کہتا ہے ف
عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی مِنَّا اِنْسَانٌ مَسَحَہٗ بِیَمِیْنِہٖ ثُمَّ قَالَ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ٭ (صحیحین)	اُمّ المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار پڑتا تو پیغمبر صاحب اُسے اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے پھر فرماتے لوگوں کے پروردگار! اِس درد و تکلیف کو دُور کر اور شفا عنایت فرما تو ہی شفا دینے والا ہے تیری شفا کے سوائے کوئی شفا نہیں (اور) شفا بھی وہ عنایت کر جو کسی بیماری کو (بے دُور کیے ہوئے) نہ چھوڑے۔
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمٍ یَعُوْدُ مُسْلِمًا فَیَقُوْلُ سَبْعَ مَرَّاتٍ اَسْاَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ اِلَّا شُفِیَ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ قَدْ حَضَرَ اَجَلُہٗ ٭ (ابوداؤد)	ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ایک مُسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی کرتا اور (بیمار کی طرف روئے سخن کرکے) سات دفعہ یوں کہتا ہے اَسْاَلُ اللّٰہَ الخ یعنی میں خدائے بزرگ سے جو عرش عظیم کا پروردگار ہے اس بات کی دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے شفا عنایت فرمائے تو مریض تندرست ہو جاتا ہے مگر اُس کی موت ہی آ [illegible]

ف بادیہ نشینوں کی طبیعتوں میں قدرتی طور پر ایک طرح کی غلظت و سختی ہوتی ہے پیغمبر صاحب نے جب اُسے صبر و شکر کا طریقہ تعلیم فرمایا تھا تو اُسے بیچون و چرا تسلیم کر لینا چاہیے تھا مگر اُس نے طریقۂ ادب کو چھوڑ کر آپ کے ارشاد کو قبول نہیں کیا۔ اِس پر پیغمبر صاحب کو غصّہ آیا اور آپ نے فرمایا کہ اگر تو میری تلقین کو سمع رضا سے نہیں سُنتا تو شاید وہی ہو جائے جو تو کہتا ہے ۱۲

من المترجم اس کا یقین وہ کرے جو دعا کے اثر کا قائل ہو۔ ہم نے اپنے رسالہ ادعیۃ القرآن میں اثرِ دعا کو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا ہے جو چاہے دیکھے۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدِمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَسْلِمْ فَنَظَرَ اِلٰى اَبِيْهِ فَقَالَ اَطِعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْقَذَهٗ مِنَ النَّارِ ۔ (بخاری)	انسؓ کہتے ہیں کہ ایک یہودی کا لڑکا جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا اتفاق سے وہ بیمار پڑا تو جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم اُس کی عیادت کو اُس کے پاس آئے اور اُس کے سرہانے بیٹھ کر فرمایا کہ مُسلمان ہو جا لڑکے نے اپنے باپ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا تو باپ نے کہا ابو القاسم کی فرماں برداری کر چنانچہ وہ مُسلمان ہو گیا پس جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے خدا کا شکر ہے جس نے اس لڑکے کو دوزخ کی آگ سے بچا لیا۔

من المترجم یہودی لڑکے کا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمتگاری کرنا اور حضور کا اُس کی عیادت کو تشریف لے جانا اس میں اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ کا بڑا قوی ثبوت ہے اہل کتاب میں سے یہودی مسلمانوں کے بڑے سخت دشمن ہیں پیغمبر صاحب یہودی کو اپنی خدمت میں رکھیں اور ہمارے وقتوں کے مُسلمان نصاریٰ سے کسی طرح میل ملاپ رکھنا چاہیں قرآن کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝

اے پیغمبر مُسلمانوں کے ساتھ دشمنی کے اعتبار سے یہود اور مُشرکین کو تم سب لوگوں میں بڑا سخت پاؤ گے اور مسلمانوں کے ساتھ دوستی کے اعتبار سے سب لوگوں میں اُن کو قریب تر پاؤ گے جو کہتے ہیں کہ ہم نصاریٰ ہیں مُسلمانوں کی طرف نصاریٰ کا (یہ میلان) اس سبب سے ہے کہ ان میں علماء اور مشائخ ہیں اور نیز یہ کہ یہ لوگ تکبر نہیں کرتے۔

قریب الموت کے پاس بیٹھنے والوں کے آداب

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	ابو سعید اور ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ۔ (مسلم)

(لوگو!) اپنے مُردوں (یعنی جو مرنے کے قریب ہیں) کے سامنے کلمۂ لا الٰہ الا اللہ کا ذکر کرو (مگر اس طرح کہ انھیں اس کے کہنے کی تکلیف نہ دو۔)

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَضَرْتُمُ الْمَرِيضَ أَوِ الْمَيِّتَ فَقُولُوا خَيْرًا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ ۔ (مسلم)

ام المؤمنین امّ سلمہ کہتی ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیمار یا قریب المرگ کے پاس حاضر ہوا کرو تو (اپنے اور مریض محتضر کے حق میں دعائے) خیر کیا کرو کیونکہ (اس موقع پر) جو کچھ تم کہتے ہو فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں۔

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَبِي سَلَمَةَ وَقَدْ شَقَّ بَصَرُهُ فَأَغْمَضَهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ اتَّبَعَهُ الْبَصَرُ فَضَجَّ نَاسٌ مِنْ أَهْلِهِ فَقَالَ لَا تَدْعُوا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ إِلَّا بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ يُؤَمِّنُونَ عَلٰى مَا تَقُولُونَ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ ۔ (مسلم)

ام المؤمنین امّ سلمہ کہتی ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم ابو سلمہ (میرے شوہر اوّل) کے پاس اُس وقت تشریف لائے جب کہ اُن کی آنکھیں ٹھیر گئی تھیں (جیسا کہ مرنے کے وقت ٹھیر جاتی ہیں) پیغمبر صاحب نے اُن کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو آنکھیں اُس کے پیچھے ہو لیتی ہیں (اور اسی وجہ سے قبض روح کے بعد ٹھیر جاتی ہیں پیغمبر صاحب کی اس گفتگو سے گھر والے سمجھ گئے کہ ابو سلمہ فوت ہو گئے) پس ابو سلمہ کے اہل خانہ میں سے چند لوگ فریاد و زاری کرنے لگے پیغمبر صاحب نے فرمایا لوگو! واویلا نہ کرو بلکہ (اپنی جانوں پر) دعائے خیر کرو کیونکہ فرشتے اُس پر آمین کہتے ہیں جو تم کہتے ہو۔ اس کے بعد فرمایا خداوندا! ابو سلمہ کو بخش دے اور راہ یافتہ لوگوں (کے زمرے) میں اُس کا مرتبہ اُونچا کر اور اُس کے پس ماندگوں یعنی اُس کی اولاد اور اولاد کی اولاد میں تو اُس کا خلیفہ ہو اور اے دونوں جہان کے پروردگار ہمیں اور اُسے بخش دے اور اُس کی قبر میں اُس کے لیے فراخی کر اور اُس کی قبر میں اُس کے لیے روشنی کر ف

عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

یسار کے بیٹے معقل کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ

ف قبر ایک تاریک اور سکڑا گڑھا ہے اُس میں خدا کی رحمت اور نیک عمل سے روشنی ہوتی اور قبر وسیع ہو جاتی ہے مگر جن لوگوں کے عمل اچھے نہیں ہوتے اور خدا اُن سے ناراض ہوتا ہے قبر اُن پر تنگ ہوتی اور اُس میں روشنی کا نام تک نہیں ہوتا ۱۲ ہم نے کتاب کے آخر صفحے پر ایک فائدہ جدیدہ افز

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوْا سُوْرَةَ يٰسٓ عَلٰى مَوْتَاكُمْ ٭ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ)	علیہ وسلم نے فرمایا (لوگو!) اپنے مُردوں یعنی قریب الموت لوگوں کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھا کرو ٭
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَهُوَ يَمُوْتُ فَقُلْتُ اقْرَأْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ ٭	منکدر کے بیٹے محمد کہتے ہیں کہ میں جابر بن عبداللہ کے پاس اُس وقت گیا جب کہ وہ فوت ہونے والے تھے میں نے اُن سے کہا کہ تم جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو میرا اسلام عرض کردینا

٭ محتضر کے سامنے سورہ یٰسٓ پڑھنے کی تخصیص اس سے ہے کہ اس سُورت میں شریعتِ اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے اور اسی وجہ سے جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سُورت کو قلبِ قرآن فرمایا ہے جیساکہ ترمذی میں حضرت انس سے آیا ہے قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ قَلْبًا وَقَلْبُ الْقُرْاٰنِ يٰسٓ وَمَنْ قَرَأَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشْرَ مَرَّاتٍ یعنی جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کا دِل ہوتا ہے قرآن کا دل سورہ یٰسٓ ہے اور جو شخص سورہ یٰسٓ پڑھتا ہے خدائے تعالیٰ اُس کے لیے اِس کے پڑھنے کی وجہ سے دَس دفعہ قرآن پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ شُرّاحِ احادیث نے اس حدیث کے تحت میں لکھا ہے کہ دل سے مُراد خلاصہ اور لُبِّ لُباب ہے کیونکہ ہر چیز کا دل اصل میں اُس چیز کا خلاصہ ہوا کرتا ہے۔ یٰس کو قرآن کا دل کہنے کا یہی مطلب ہے کہ وہ باوجود صِغرِ حجم اور قصرِ نظم کے مطالب قرآن کو بوجہ اتم واکمل شامل ہے۔ ہم نے جو کہا کہ اس سُورت میں شریعتِ اسلامی کی تعلیم کا خلاصہ مذکور ہے تو اس کا ثبوت یہ ہے کہ شریعت کے اہم مقاصد حسب تفصیل ذیل ہیں۔ تصدیقِ رسالت۔ اقرارِ توحید اکیلے خدا کی پرستش۔ مرنے پیچھے جی اُٹھنے کا اعتقاد۔ عالَمِ آخرت میں حساب کتاب کے ہونے اور نیکوں کو اپنی نیکیوں کے صلے میں ہمیشہ کے لیے جنّت میں رہنے اور بَدوں کو اپنی بُرائیوں کی سزا میں دوامًا دوزخ میں مُبتلائے عذاب ہونے کا یقین۔ تو سورہ یٰسین میں ان باتوں کی صراحت بوجہ اتم موجود ہے پہلے رکوع میں يٰسٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ سے فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ تک پیغمبر صاحب کی رسالت کا ثبوت جن دلائل سے دیا گیا ہے ماہرِ قرآن پر مخفی نہیں۔ پھر آیہ وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ میں عبادت کا اور اس کے بعد کی آیت وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً الخ میں توحید کا ثبوت ہے اِعادے یعنی مرے پیچھے جی اُٹھنے کا بیان کئی آیتوں میں کیا گیا ہے منجملہ اُن کے ایک آیت اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى الخ ہے اور ایک آیت وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ہے اور چند آیتیں مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً سے فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ تک ہیں اور اسی طرح چند آیتیں اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ سے آخر سورت تک — اِعادے کے بعد حساب کتاب اور فیصلے کے ثبوت میں آیہ اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ بس کرتی ہے پھر دوزخ وجنّت کا مذکور اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ سے اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ تک میں بتصریح وتفصیل ہے تو محتضر کے سامنے اس سورت کا پڑھنا گویا اُس کو اُن تمام باتوں کا یاد دلانا اور اُن مقاصد کا مادہ کرانا ہے جو شریعتِ اسلامی میں ضروری اور اہم اور ذریعۂ نجاۃ ہیں ۱۲ من المترجم

من المترجم ۔ موت کو کبھی نیند سے تعبیر کرتے ہیں اَلنَّوْمُ اَخُ الْمَوْتِ ۔ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۵

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایے تلے　　حشر تک سویا کرے گا خاک کے سایے تلے

سودا کے جو بالیں پہ کیا شور قیامت　　خُدّامِ اَدب بولے ابھی آنکھ لگی ہے

للمترجم فی مسدسہ اتمام حجۃ

جاگو کہ شرط باندھ کے مُردوں سے سو چکے　　خارِ قنوط راہِ تمنا میں بو چکے

جو کچھ تمھیں خدا نے دیا تھا سو کھو چکے　　سُن لینا ایک دن کہ مسلمان ہو چکے

رکھتی ہے اپنا وقت مناسب ہر ایک شے　　تسویف تا کجا و پس و پیش تا بکے

اور کبھی بیداری سے اَلنَّاسُ نِيَامٌ اِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا ۵

وائے نادانی کہ بعد از مرگ یہ ثابت ہوا　　خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

نسیم غفلت کی چل رہی ہے اُمنڈ رہی ہیں بلا کی نیندیں　　کچھ ایسا سوئے ہیں سونے والے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے

دونوں تشبیہوں میں ہم کو نیند کی تشبیہ زیادہ برجستہ معلوم ہوتی ہے اور مُردے کو خوابیدہ سے تشبیہ دینا زبان زدِ خاص و عام ہے اور اس سے فشارِ قبر وغیرہ ساری باتیں قریب الفہم ہو جاتی ہیں اور اصل مطلب میں ذرا بھی فرق نہیں آتا ۔ ساری مشکل اس کی ہے کہ ہم روح کی حقیقت سے واقف نہیں ہم نہیں جانتے کہ جان کے نکلے پیچھے روح کہاں اور کس حال میں رہتی ہے ہاں مذہب کی تعلیم یہ ہے اور ہمارا دل بھی بلا دلیل اس کو تسلیم کرتا ہے کہ روح کو فنا نہیں ۔ اور اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عقیدہ ہمارا جزوِ فطرت ہے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۔ پھر عقیدہ بقائے روح کا جزوِ فطرتِ انسانی ہونا بجائے خود بقائے روح کا کافی ثبوت ہے مشاہدات سے بڑھ کر ۔ ثبوتوں میں سب سے قوی ثبوت ہے مشاہدہ ۔ یعنی مشاہدہ خارجی ذریعہ ہے یقین کا تو کیوں جزوِ فطرت ہونا جو داخلی ذریعہ ہے خارجی ذرائع سے بڑھ کر نہ ہو ۔ مشاہدہ اس کے سوا اور کیا کرتا ہے کہ ہمارے دل کو ایک واقعے کی طرف سے مطمئن کرتا ہے اور اگر دل پہلے ہی سے مطمئن ہو تو اُس کے لیے مشاہدہ تحصیل حاصل ہے اگرچہ بقائے روح ہمارا علم فطری ہے مگر دُھندلا اور ادھورا ہے ۔ مذہب کے سوائے تفصیلی حالات کے معلوم کرنے کا ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں ۔ تو جو شخص اسلام کی صداقت کا معتقد ہے اس کو حالاتِ بعد مرگ کے بارے میں چاہے وہ قبر کے حالات ہوں یا عالمِ برزخ کے یا اعراف کے یا وزنِ اعمال کے یا دوزخ اور بہشت کی حجتیں پیش لانے کی ضرورت نہیں اُس کو اتنا سمجھ لینا بس کرتا ہے کہ یہ تمام باتیں اصل عقیدہ بقائے روح کی فروع ہیں اور اصل عقیدے پر وہ مفطور و مجبول ہے اگر ہم بقائے روح کے قائل نہ ہوں تو انتظامِ دنیا جس کے لیے شریعت وضع کی گئی ہے درہم برہم ہو جائے ۔ بڑا ڈر اسی بات کا ہے کہ مرنے سے ہماری ہستی کا خاتمہ نہیں ہوتا ۔ اور اُس اگلی ہستی کا کسی طرح کی بھی ہو بننا بگڑنا اُن اعمال پر موقوف ہے جو ہم اس ہستی میں کر جائیں ۔ دنیا کی زندگی میں احتضار یعنی جان کنی کا وقت بڑا نازک اور احتیاط طلب وقت ہے آیہ كَلَّا اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِيَ وَقِيْلَ مَنْ رَاقٍ وَظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِنِ الْمَسَاقُ اُس حالۃ

لہ نیند موت کی بہن ہے ۱۲ سلہ تو اسی طرح (آرام سے) سو جس طرح دلہن سوتی ہے ۱۲ سلہ کس نے ہم کو ہماری خوابگاہ سے (جگا) اٹھایا ۱۲ سلہ سنو جی !

سلہ جب (جان بدن سے کھنچ کر گلے کی) ہنسلی تک آ پہنچے گی اور مرنے والے کے بیمار دار چلا اٹھیں گے کہ (ہائے) کوئی جھاڑنے والا ہے (تو) اس کو (جھاڑے) اور اس (بیمار) کو یقین ہو جائے گا کہ (اب) یہ دنیا سے

کی پوری تصویر ہے نہ صرف مرنے والے کی بلکہ بیمارداروں تک کی۔ بیمار کو کچھ تو اشتدادِ مرض کی وجہ سے اور کچھ اس سے کہ دوسروں
کو مرتے دیکھا ہے یقین ہو گیا ہے کہ دنیا میں بس کوئی دم کا مہمان اور ہی عزیز اقارب دوست آشنا نوکر چاکر مال و متاع سب کچھ
چھوٹتا ہی ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ کی تکلیف ایک لمحہ چین نہیں لینے دیتی قطعہ ؎ نہ دیدہ کہ چہ سختی رسد بجانِ کسے * کہ از دہانش بدر
مے کنند وندانے *، قیاس کن کہ چہ حالت بود دراں ساعۃ * کہ از وجودِ عزیزش بدر روند جانے * اَلْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ۔ سفر ایسا
درپیش ہے کہ نادیدہ ہونے کے علاوہ کوئی رفیق نہیں اور سفر ہو چکنے پر خدا کے حضور میں حاضر ہونا ہے اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمَسَاقُ
پوری کیفیت تو مرنے ہی پر معلوم ہوگی۔ مگر عقل کہتی ہے کہ اتنی باتیں ہجوم کرتی ہوں گی تو مرنے والے پر جو کچھ گزرتی ہوگی اس کا بیان
مقدورِ بشر نہیں کیفیتِ مرگ کے طاری ہوئے بدون بیان کیا کرے اور طاری ہوئے پیچھے ناطقہ بند ع کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد
حالِ عدم نہ کچھ کھلا گزری ہی رفتگاں پہ کیا * کوئی حقیقت آن کر کہتا نہیں بُری بھلی *، زندگی میں بھی آدمی کسی وقت مذہب سے مستغنی
نہیں، اور احتضار کے وقت تو خاص کر صرف مذہب تسکین دے سکتا ہے اور بس۔ اسی مصلحت سے مرنے والے کو احتضار کے وقت توحید
کی تلقین کرتے اور یٰسٓ سناتے ہیں۔ موت کو ایک طرح کی نیند سمجھو جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو تلقینِ توحید اور یٰسٓ سنانے کا یہ مطلب ہے
مرنے والا دنیا کے تعلقات سے منقطع ہو کر خدا کی رحمت اور مغفرت کی اُمید میں جان دے۔ نیند کا قاعدہ ہے کہ جس حالت میں سونا شروع
کیا ہے ساری رات اسی قسم کے خیالات نصب العین رہتے ہیں۔ پس اگر مرنے والا انہی خیالات دل میں لے کر مرا ہے تو امید ہے کہ وہ
برزخ کی حالت میں طمینان سے رہے گا اور اس کی جان بھی آسانی سے نکلے گی اس لیے کہ وہ دوسرے خیالات میں مستغرق ہے اور احساس
تکلیف موقوف ہے توجہ پر۔ توجہ نہیں تو احساس کیوں ہو۔ یٰسٓ کے ساتھ تلقینِ توبہ کا بھی دستور ہے۔ بادی النظر میں تو یہ دستور ہم کو اچھا نہ
معلوم ہوا کہ کہیں لوگ مگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ نہ ہو جائے۔ اور قرآن کی دو آیتوں نے جو ذیل میں ترجمے سمیت نقل کر دی جاتی ہیں ہمارے
اِس خیال کی تائید کی پھر جو خدا اور بندوں کے معاملے پر نظر کی اور آیات اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ؎ اور هُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ
التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ ؎ اور قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ؎ پر خیال جما تو یہی سمجھ میں آیا کہ گو دونوں مفصلہ ذیل آیتیں
غصے کی آیتیں ہیں نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ مگر احتضار کی حالت ایسی عجز اور درماندگی کی حالت

؎ بے شک اللہ ہی بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے ۱۲ ؎ اور وہی تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگزر کرتا ہے ۱۲ ؎ (اے پیغمبر ان لوگوں سے) کہہ دو کہ اے میرے بندو جنھوں نے (گناہ کر کے) اپنے اوپر زیادتیاں کی ہیں اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو کیونکہ اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے (اور) وہ بے شک (بڑا) بخشنے والا مہربان ہے ۱۲ ؎ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ ۱۲

؎ اللہ توبہ (تو) قبول کرتا ہی ہے (مگر) ان ہی لوگوں کی جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے توبہ کر لی تو اللہ بھی ایسوں کی توبہ قبول کر لیتا ہے اور اللہ (سب کا حال) جانتا (اور وہ) دانا اور (دین کی مصلحت سے) واقف ہے اور ان لوگوں کی توبہ (قبول) نہیں جو (عمر بھر) بُرے کام کرتے رہے یہاں تک کہ ان میں سے جب کسی کے سامنے موت آ کھڑی ہو تو لگے کہنے اب میری توبہ اور (اسی طرح) ان کی (توبہ) بھی (قبول) نہیں جو کافر ہی مرگئے یہی ہیں
جن کے لیے ہم نے عذاب دردناک تیار کر رکھا ہے ۱۲

ہے کہ خواہی نخواہی ہم لوگوں کو رحم آجاتا ہے۔ خدا کی رحمت پر نظر کرتے ہوئے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ[1] اِس وقت کی تو ہلوفی بالقبول ہے **قطعہ**

باز آ باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ	گر کافر و رند و بت پرستی باز آ
این درگہ ما درگہ نومیدی نیست	صد بار اگر توبہ شکستی باز آ
الٰہی بحق بنی فاطمہ	کہ بر قول ایمان کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول	من و دست و دامان آل رسول

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

میت کے غسل و تکفین کے آداب

عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَغَالَوْا فِی الْکَفَنِ فَاِنَّہٗ یُسْلَبُ سَلْبًا سَرِیْعًا۔ (ابو داؤد)	علیؓ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو! کفن میں غلو نہ کرو یعنی مُردوں کو گرانبہا کپڑوں میں نہ کفناؤ کیونکہ وہ بہت جلد سلب کر لیا جاتا یعنی پرانا ہو جاتا ہے ف۱
عَنْ عُبَادَۃَ بْنِ الصَّامِتِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُ الْکَفَنِ الْحُلَّۃُ وَخَیْرُ الْاُضْحِیَۃِ الْکَبْشُ الْاَقْرَنُ۔ (ابو داؤد)	عبادہ بن صامت جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بہترین کفن جوڑا ف۲ ہے اور بہترین قربانی سینگ دار دُنبہ
عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاہِیْمَ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ اُتِیَ بِطَعَامٍ وَّکَانَ صَائِمًا	ابراہیم کے بیٹے سعد اپنے باپ (ابراہیم) سے روایت کرتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا گیا اور وہ روزے سے تھے

ف۱ اور جب یہ ہے تو نفیس اور گرانبہا کپڑے میں کفنانے کی ضرورت کیا۔ گویا پیغمبر صاحب کا مقصود کفن میں اسراف و تبذیر کرنے کی ممانعت ہے واللہ اعلم ۱۲

ف۲ عربی میں حُلّہ کہتے ہیں چادر اور تہمد کو اور اسی لیے ہم نے اس کا ترجمہ جوڑا کیا۔ حدیث کے ظاہر لفظوں سے جو مفہوم متبادر ہوتا ہے یہ ہے کہ اگرچہ مُردے کے کفن کے لیے ایک کپڑا بھی کفایت کرتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ دو ہوں اور تین کپڑوں کا ہونا تمام و کمال کا مرتبہ ہے جیسا کہ ہم حصہ دوم حقوق میت کے عنوان "کفن" میں اس کو مفصلاً ذکر کر آئے ہیں توضیح مزید کے لیے اُس کو پڑھو ۱۲

[1] میری رحمت میرے غضب پر غالب آ چکی ہے ۱۲

فَقَالَ قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ كُفِّنَ فِيْ بُرْدَةٍ اِنْ غُطِّيَ رَأْسُهٗ بَدَتْ رِجْلَاهُ وَاِنْ غُطِّيَ رِجْلَاهُ بَدَتْ رَأْسُهٗ وَأُرَاهُ قَالَ وَقُتِلَ حَمْزَةُ وَهُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ ثُمَّ بُسِطَ لَنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا بُسِطَ اَوْ قَالَ اُعْطِيْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَا اُعْطِيْنَا وَلَقَدْ خَشِيْنَا اَنْ تَكُوْنَ حَسَنَاتُنَا عُجِّلَتْ لَنَا ثُمَّ جَعَلَ يَبْكِيْ حَتّٰى تَرَكَ الطَّعَامَ ۔ (بخاری)

تو اُنھوں نے کھانے کی طرف دیکھ کر کہا مصعب بن عمیرؓ جو مجھ سے بہتر تھے (غزوۂ احد میں) شہید ہوئے (اور) ایک چادر میں کفنائے گئے (چادر بھی اتنی چھوٹی کہ) اگر اُن کا سر ڈھانکا جاتا تھا تو پاؤں باہر ہو جاتے تھے اور پاؤں ڈھانکے جاتے تھے تو سر کُھل جاتا تھا (راوی کا بیان ہے) اور مَیں گمان کرتا ہوں کہ عبد الرحمٰن بن عوف نے یہ بھی کہا اور حمزہؓ بھی (جنگِ اُحد میں) شہید ہوئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے پھر ہمارے لیے دنیا (کے مال و متاع) سے فراخی کی گئی اُس قدر کہ فراخی کی گئی یا یہ کہا کہ ہم کو دنیا (کے مال و متاع) سے وہ چیز دی گئی جو دی گئی اور ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ شاید ہماری نیکیوں کا ثواب اسی جہان میں ہمیں دے دیا گیا ہو (اور وہاں ہمارے لیے کچھ نہ ہو) پھر عبد الرحمٰن نے رونا شروع کیا یہاں تک کہ کھانا نہ کھایا۔

من المترجم مصعب بن عمیر ایک بڑے جلیل القدر صحابی تھے۔ بدر اور احد دونوں معرکوں میں جناب پیغمبر صاحب کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ جاہلیت کے زمانے میں بڑے خوش حال اور مالدار تھے اچھا کھانا کھانے اور اچھا لباس پہننے میں مشہور تھے لیکن مسلمان ہوئے پیچھے ترفہ و تنعّم کو ترک کرکے زہد و فقر اختیار کیا۔ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بکری کی کھلڑی پہنے ہوئے حاضر ہوئے تو پیغمبر صاحب اِن کی یہ کیفیت دیکھ کر رو دیئے اور صحابہ سے فرمایا اِس شخص کو دیکھو کہ خدا نے اِس کے دل کو نورِ ایمان سے روشن کر رکھا ہے مَیں نے ہجرت سے پہلے اسے مکّے میں دیکھا ہے کہ اس کے ما باپ اِس کی خوشی کے لیے نہایت عمدہ عمدہ کھانے بجواتے تھے اور بارہا اِس کے جسم پر ایسے نفیس کپڑے دیکھے گئے ہیں۔ جن کی قیمت بہت کچھ ہو سکتی ہے مگر خدا اور رسولِ خدا کی محبّت نے اس کا یہ حال کر دیا ہے کہ اَب کپڑوں کی جگہ کھلڑی پہنے ہوئے ہے۔

عبد الرحمٰن بن عوف کا قصّہ یہ ہے کہ جب وہ مُسلمان ہو کر مدینے آئے تو پیغمبر صاحب نے اِس وجہ سے کہ یہ نہایت مفلس اور تنگدست تھے یہاں تک کہ ایک وقت کی قُوت بھی اِن کے پاس نہ تھی ایک انصاری سے اِن کا بھائی چارا کرا دیا تھا عبد الرحمٰن نے اپنے انصاری بھائی کے گھر میں کچھ دنوں گزارہ کیا پھر پنیر اور روغن وغیرہ کی تجارت شروع کی تجارت میں خدا نے برکت دی اور چند روز میں عبد الرحمٰن بڑے مال دار ہو گئے چنانچہ اُن کا تموّل صحابیوں میں مشہور بلکہ ضرب المثل تھا۔ تو اس موقعے پر عبد الرحمٰن کو مُصعب بن عمیر کی وہ حالت یاد آئی کہ کفناتے وقت اُن کے پاس بجز ایک چادر کے اَور کچھ نہیں نکلا اور چادر بھی ایسی کہ اُن کے پُورے جسم کو ڈھانک نہیں سکی اور کہا افسوس وہ تو دنیا سے اس حال میں گئے اور

ہم اس تموّل و تنعم میں زندگی بسر کرتے ہیں یہ کہہ کر زار و قطار رونے لگے اور رونے کے پیچھے کھانا تک کھایا حالانکہ سارے دن کے روزہ دار تھے۔

جنازے کے ساتھ چلنے کے آداب

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً وَّحَمَلَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ فَقَدْ قَضٰی مَا عَلَیْهِ مِنْ حَقِّهَا۔

ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنازے کے پیچھے چلا اور اُسے تین دفعہ کندھا دے لیا اُس نے جنازے کا حق اپنے اوپر سے ادا کر دیا۔ (ترمذی)

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَنَازَةٍ فَرَاٰی نَاسًا رُکْبَانًا فَقَالَ اَلَا تَسْتَحْیُوْنَ اَنَّ مَلٰٓئِکَةَ اللّٰهِ عَلٰٓی اَقْدَامِهِمْ وَاَنْتُمْ عَلٰی ظُهُوْرِ الدَّوَآبِّ۔

ثوبان سے روایت ہے کہ ہم لوگ جناب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے (کی مشایعت) میں نکلے پیغمبر صاحب نے کچھ لوگوں کو سوار دیکھ کر فرمایا کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ خدا کے فرشتے تو پاپیادہ چلے جاتے ہیں اور تم چارپایوں کی پیٹھ پر چڑھے چلے جا رہے ہو۔ (ترمذی)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِفَرَسٍ مُعْرَوْرٍ فَرَکِبَهٗ حِیْنَ انْصَرَفَ مِنْ جَنَازَةِ ابْنِ دَحْدَاحٍ وَّنَحْنُ نَمْشِیْ حَوْلَهٗ۔ (مسلم)

جابر بن سمرہ کہتے ہیں کہ جناب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بے زین کا گھوڑا لایا گیا تو آپ اُس پر سوار ہوئے جبکہ ابن دحداح کے جنازے سے واپس تشریف لائے اور ہم (صحابی) آپ کے ارد گرد چل رہے تھے ف

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جاتیوں کو جنازے کے ساتھ نہیں بلکہ لوٹتیوں کو سواری پر سوار ہو کر آنا درست ہے اور جنازے کے ساتھ چلنے کے متعلق مزید بحث حصہ دوم حقوق میت کے عنوان "جنازے کے ساتھ چلنا" میں گزر چکی وہاں دیکھو ۱۲

فائدہ جدیدہ قبر ہی ایک تاریک اور سکڑا گڑھا ہے جسے تم نے بیسیوں دفعہ دیکھا ہوگا اس میں خارج سے نہ تو روشنی ہی جا سکتی ہے نہ اس کی چوڑان لمبان میں کمی بیشی ہوتی ہے ہاں خدا کی رحمت اور نیک اعمال کی روشنی قبر میں پھیلتی اور خود قبر وسیع ہو جاتی ہے جیسا کہ ترمذی کی ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ

فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰٓی اَھْلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّآ اَحَبُّ اَھْلِہٖ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَّضْجَعِہٖ ذٰلِکَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَہٗ لَآ اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْہِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْہِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُہٗ فَلَا یَزَالُ فِیْھَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَّضْجَعِہٖ ذٰلِکَ۔

ترجمہ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مُردہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے تو اُس کے پاس دو کلے بھجنگ کرنجی آنکھ کے فرشتے آتے ہیں اُن میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے تو وہ میّت سے کہتے ہیں کہ (جو شخص خدا کی طرف سے تم پر مبعوث ہوا تھا) اُس کے بارے میں تمھارا کیا عقیدہ تھا مُردہ کہتا ہے وہ خدا کے بندے اور اُس کے رسول ہیں (یہ سُن کر فرشتے کہتے ہیں) بے شک ہمیں (تمھارے بشرے سے پہلے ہی) معلوم ہو گیا تھا کہ تم یہ جواب دو گے پھر اُس مُردے کے لیے اُس کی قبر میں ستّر سے ستّر گز تک فراخی کردی جاتی اور قبر میں اُس کے لیے روشنی کردی جاتی ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ اب سو رہ یہ کہتا ہے (کہو تو) میں اپنے لوگوں کے پاس جاکر اس کی خبر کردوں فرشتے کہتے ہیں (نہیں بلکہ) تو اُس دولھن کا سا سو جسے اُس کے لوگوں میں سے بجز اُس کے محبوب کے اور کوئی نہیں جگا سکتا (الغرض یہ اُس وقت تک سوتا رہے گا) جب تک خدا اس بچھونے سے اِسے اُٹھائے گا۔ اور اگر مُردہ منافق ہے تو وہ (فرشتوں کے جواب میں) کہتا ہے جیسا لوگوں کو کہتے سُنتا تھا میں بھی ویسا ہی کہتا تھا (درحقیقت) میں نہیں جانتا (کہ یہ کون شخص تھے) فرشتے کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر زمین کو کہا جاتا ہے کہ اس شخص پر مل جا اور بھیچ ڈال وہ مِل جاتی ہے اور مُردے کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر نکل آتی ہیں اور وہ اسی عذاب میں اُس وقت تک مبتلا رہتا ہے کہ خدا اس جگہ سے اُسے اُٹھائے۔

تمّت

خاتمۃ الطبع

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جس چاؤ سے ہم نے اِس کتاب کے جمع کرنے کا منصوبہ باندھا اسی نے آخر کار ختم کی خوشی میں کھنڈت کی ہم نے اس کو خدا کی خاص عنایت سمجھا کہ ہم نے ایسی کتاب کی ضرورت کا احساس کیا ہرچند جستجو کی عربی۔ فارسی اردو میں اس طرح کی کتاب کا کہیں پتہ نہ لگا۔ مجبوراً اپنے بوتے سے بڑھ کر آپ اس کا بیڑا اُٹھایا۔ شوق متقاضی کہ جو کام برسوں میں ہونے کا ہے مہینوں میں سرانجام پا جائے مہینوں کا دنوں میں دنوں کا گھڑیوں میں گھڑیوں کا پلوں میں۔ اور ایسا ہی ہوا کہ مسوّدے کی سیاہی سوکھنے نہیں پاتی تھی کہ چھپنے کے لیے دے دیا جاتا تھا بلکہ بعض اوقات ایسا بھی ہوا ہے کہ چھاپے خانے والوں کے تقاضے سے مسودہ لکھا گیا ہے ناظرین اپنے دل میں انصاف کریں کہ کہیں ایسی مہتمّ بالشان تصنیفیں اس عجلت سے بھی ہوئی ہیں۔ ہم نے بھی اپنی عمر کا معتدبہ حصہ اسی شغل میں گزارا ہے تو اطمینان سے برسوں میں مسوّدے کیے ہیں۔ بر بعض مسوّدے

ہر ہیں اور اس پر بھی آخری پروف تک اصلاح و ترمیم ہوتی رہی ہے تب کہیں جاکر کتاب کو صلائے قبول صل ہوا ہے +

اس کتاب کے جمع کرنے میں چار کام کرنے پڑتے تھے۔ اوّل ہر ایک عنوان کے مناسب قرآن کی آیتوں کا انتخاب۔ دوسرے اسی طرح کی احادیث کا انتخاب۔ تیسرے سرخیوں کا تجویز کرنا۔ چوتھے احادیث متناقضہ کی توفیق۔ کام نمبر ا تو چنداں مشکل نہ تھا۔ اس واسطے کہ قرآن کوئی ایسی بڑی ضخیم کتاب نہیں۔ علاوہ بریں نمبر ایک دو کے دونوں کام مولوی محمد رحیم بخش کے ذمے تھے اور وہ مولوی ہونے کے علاوہ حافظ قرآن بھی ہیں تو اُن کا ذہن ہر قسم کی آیت کی طرف آسانی سے منتقل ہوجاتا تھا۔ میں خود بھی خدا کے فضل سے حافظ قرآن ہوں۔ آیت خیال پر چڑھ جاتی ہے تو پارے اور سورہ کا پتہ نہیں چلتا اور مولوی محمد رحیم بخش کا حافظہ بلا کا حافظہ ہے کہ آیت کے خیال کے ساتھ اُن کو پارے اور سورہ اور ربع اور ثلث اور نصف اور رکوع کی تعیین میں ذرا دقت نہیں کرنی پڑتی۔ ہاں کام نمبر ۲ بوجہ ضخامت کتب احادیث ایک ایک حدیث کے لیے کوہ کندن و کاہ برآوردن تھا۔ تو مولوی محمد رحیم بخش کو اس کے لیے بڑی دیدہ ریزی کرنی پڑی جس کا حاصل صلہ یہ ہے کہ فن حدیث میں اُن کی نظر ماشاء اللہ بہت وسیع ہوگئی ہے۔ مجھ کو اور کتاب کے پڑھنے والوں کو مولوی محمد رحیم بخش کا شکر گزار ہونا چاہیے اور مولوی محمد رحیم بخش کو جمع کتاب کا۔ کام نمبر ۳ کی قدر وہ لوگ کریں گے جو درد تصنیف سے آگاہ ہیں ؎

سخن گفتن و سنگ جاں سُفتن است نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

کام نمبر ۴ معدودے چند حدیثوں کی نسبت کرنا پڑا ہے مگر یہ کام تصنیف سے بھی بڑھ کر مشکل ہے۔ الغرض اس کتاب کا جمع کرنا ع مشکل اندر مشکل است و مشکل اندر مشکل است تھا۔ اور صرف خدائے تعالیٰ کی توفیق نے اس کو ہمارے لیے آسان کیا ہے مگر کمی فرصت کی وجہ سے ہم کو نظر ثانی کی حسرت باقی رہ گئی اور اگر حیات مستعار باقی ہے اور الحقوق و الفرائض کو دوبارہ چھپنا ہے تو ان شاء اللہ اس کمی کی تلافی ضرور ہوگی +

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

خاکسار نذیر احمد وفقہ اللہ التزود لغد
مترجم القرآن

دہلی
یکم ستمبر ۱۹۰۶ء

نظم تاریخ ریختۂ کلک جواہر سلک شاعر شیریں مقال ناظم و ناثر عدیم المثال اخطل دوران اعشیٰ زمان جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب المتخلص بہ ذبیح - دہلوی سلمہ اللہ الرحمن

مبارک اہل اسلام زمن کو — شمال و مشرق و مغرب دکن کو
کتاب الحقوق و الفرائض — نیا نسخہ چھپا ہے بسکہ فائض
احادیث و کلام اللہ سے سب — ہوا ہے تین حصوں میں مرتب
معین مذہب اسلام ہے یہ — دلیل قاطع اوہام ہے یہ
شریعت کا ہے یہ خضر رہ دیں — ہدایت کی ہے ساری اس میں تلقیں
مصنف اس کے اک مشہور فاضل — ہیں مولٰنا نذیر احمد قابل
کہ جن کی دھاک ہے ہندوستاں میں — ادب میں فلسفہ میں اور بیاں میں
کتابت بھی ز عنواں تا بپایاں — محمد دین صاحب کی ہے باشاں
وہ کاتب جو کہ اب فخر عجم ہیں — عجب ہی خوش قلم ہیں خوش رقم ہیں
صفائے طبع بھی ہے قابل دید — کہ ہے امید سے زائد ہی تجوید
مینجر ہیں محمد عبد غفار — کہ جو ہیں صاحب مطبع نجم الاخبار
انھیں کے جہد سے ایسا چھپا ہے — کہ دیدار وہی آنکھوں کی ضیا ہے
مدیر و مالک مطبع کی توشیح — اور اس پر پھر مصحح کی یہ تصحیح
مصحح وہ کہ عالم اور حافظ — محدث اور مفسر رشک جاحظ
بسعی کارپردازان مطبع — ہوا ہے دلکشی میں بس مرقع
پئے تاریخ ہجری تھی جو تشویش — ذبیح خستہ تھا سرگشتہ تفتیش

ادب سے سر اٹھا کر لکھ دیا یوں
شریعت کا یہ ہے اعجوبہ قانوں
۱۳۲۴ھ

نظمِ تاریخ رنگیں کلکِ جواہر سلک شاعرِ شیریں مقال ناظم و ناثر عدیم المثال اخطلِ دوران اعشیِ زمان جناب ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب المتخلص بہ ذبیح۔ دہلوی سلّمہ اللہ الرحمٰن

مبارک اہلِ اسلام زمن کو — شمال و مشرق و مغرب دکن کو

کتابِ الحقوق و الفرائض — نیا نسخہ چھپا ہے بسکہ فائض

احادیث و کلام اللہ سے سب — ہوا ہے تین حصّوں میں مرتّب

مُعینِ مذہبِ اسلام ہے یہ — دلیلِ قاطعِ اوہام ہے یہ

شریعۃ کا ہے یہ خضرِ رہِ دیں — ہدایت کی ہے ساری اس میں تلقیں

مصنف اس کے اک مشہور فاضل — ہیں مولٰنا نذیر احمد کے قابل

کہ جن کی دھاک ہے ہندوستاں میں — ادب میں فلسفہ میں اور بیاں میں

کتابت بھی زعنواں تا بپایاں — محمّد دین صاحب کی ہے باشاں

وہ کاتب جو کہ اب فخرِ عجم ہیں — عجب ہی خوش قلم ہیں خوش رقم ہیں

صفائے طبع بھی ہے قابلِ دید — کہ ہے اُمید سے زائد ہی تجوید

مینیجر ہیں محمد عبدِ غفار — کہ جو ہیں صاحبِ مطبع ہم اخبار

اِنھیں کے جہد سے ایسا چھپا ہے — کہ دیدار و ہی آنکھوں کی ضیا ہے

مُدیر و مالکِ مطبع کی توشیح — اور اس پر پھر مصحح کی یہ تصحیح

مصحح وہ کہ عالم اور حافظ — محدّث اور مفسر رشکِ جاحظ

بسعیِ کارپردازانِ مطبع — ہوا ہے دلکشی میں بس مرقّع

پئے تاریخِ ہجری تھی جو تشویش — ذبیحِ خستہ تھا سرگشتہ تفتیش

ادب سے سر اُٹھا کر لکھدیا یوں
شریعۃ کا یہ ہے اُعجوبہ قانوں

۱۳۲۴ھ

اعلان

چونکہ یہ کتاب حسب منشار ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ع داخل
رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی ہے۔ اس لیے اہل مطابع و دیگر تاجرو
کو اطلاع دی جاتی ہے کہ بلا اجازت مصنف کوئی صاحب
اس کے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ کریں جس قدر
نسخے مطلوب ہوں بذریعہ ویلیو یا نقد قیمت کے مصنف سے طلب
فرمالیں فرمایش کی فوراً تعمیل ہوگی

مرزا محمد عبد الغفار بیگ مالک افضل المطابع دہلی مارچ ۶ سنہ ۱۹۰۶

اعلان

چونکہ یہ کتاب حسبِ منشاء ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء داخلِ
رجسٹر گورنمنٹ ہو چکی ہی۔ اس لیے اہلِ مطابع و دیگر تاجروں
کو اطلاع دی جاتی ہی کہ بلا اجازت مصنف کوئی صاحب
اس کے چھاپنے یا چھپوانے کا قصد نہ کریں جس قدر
نسخے مطلوب ہوں بذریعہ ویلیو یا نقد قیمت کے مصنف سے طلب
فرمائیں فرمایش کی فوراً تعمیل ہوگی

مرزا محمد عبد الغفار بیگ مالک افضل المطابع دہلی ۶ مارچ سنہ ۱۹۰۶

اعلان